(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

خاتم النبیین محمد ﷺ

مؤلف مرتب

رانا نذیر احمد سعید

پاکستان انٹرنیشنل کارپوریشن
لاہور

(1) حضرت ذوقی شاہ کا مختصر معمولات ص ۲۹ (2) عالم بالا کی زبان سریانی ہے ص ۲۹ (3) طے ارضی کا وظیفہ ص ۲۲

(4) نفسانی جسمانی و جلبی خواہشات کا حکم کرنے والا عمل ص ۲۲

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

وَالْمَقْصُودُ مَوْجُودٌ

مؤلف و مرتب

رانا رفعت سعید

Compose

Book Centre and Art Gallery

70-The Mall, Lahore – Pakistan

Phone: 0092-42-7321161

امتی اس کتاب کو ایک
بار ضرور پڑھے
انشاء اللہ تعالیٰ دارین کی سعادتیں حاصل ہوں گی

قارئین اکرام پہلے صفحات 462 تا 480 ملاحظہ فرمائیں

باہتمام : محمد جاوید، سیکرٹری جنرل ، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور

کتابت : سعید کمال، محمد سعید، اشتیاق احمد اسلام آباد، راولپنڈی

باراوّل : ربیع الاول 1416ھ/ اگست 1995ء (گابا سنز۔کراچی)

باردوم : ربیع الاول 1422ھ/ جون 2001ء (اورینٹل پبلیکیشنز۔لاہور)

بارسوم : ربیع الاول 1428ھ/ اپریل 2007ء (کوآپرا۔لاہور)

بارچہارم: ربیع الاول 1430ھ - مارچ 2010ء (کوآپرا۔لاہور)

پاکستان)' -/120 روپے (اِنڈیا)' بیرون ممالک $3/£2 خرچہ ڈاک

RS 300

مراکز : لوآپرا۔لاہور میروز سنز راولپنڈی' مکتبہ نورالہدیٰ اسلام آباد

Scanning to CD & Formation of Website with courtesy of

جناب انور ہارُون صاحب از بنگلور (انڈیا)
Phone: 0091-80-25455364

جناب عبدالماجد بُھرگری صاحب از لاڑکانہ (پاکستان)
فی الحال مقیم سیٹل (امریکہ)
Phone: 001-425-486-1706

www.bhurgri.com/walmaqsood

فہرست

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	قارئین کرام سے چند گذارشات	
	مقدّمہ	
	محترم ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کے تاثرات	5
	محترم افتخار احمد خان عدنی صاحب کے تاثرات	6
	محترم سیّد محمد فاروق صاحب کے تاثرات	
	باب-۱ (۱۹۰۰ء...)	
۱	حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان کا بچپن اور بزرگ بابا سے سعادت ملاقات	۱
	(ب) موضع اجڑام ضلع ہوشیار پور	3
	(ج) چوہدری وزیر خان صاحب کا گھرانہ	4
2	ابتدائی تعلیم	6
3	سنِ بلوغت اور دیگر بزرگوں سے ملاقات	7
	(ب) قبلہ شیخ محترم سے ملاقات	8
	(ج) قبلہ حسین شاہ صاحبؒ سے شرفِ ملاقات	۹
۴	ذکر اللہ سُلطاناً النصیراً کا سبق	۱۱

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	ا۔ ذکر اللہ سُلطاناً النصیراً	12
	ب۔ فضیلت ذکر اللہ	14
	قبلہ شیخ صاحب کی نصیحت و دُعا	17
	اثرات و خصوصیات ذکر اللہ اللہ	18
	ا۔ نیند کا غلبہ	19
	ب۔ بھوک و پیاس	19
	ج۔ کام میں دلچسپی	19
	د۔ جسم میں حدّت و گرمی کی زیادتی	20
	ر۔ طبیعت میں غصّہ کی زیادتی	20
	س۔ سرور و مستی کا غلبہ	21
	ص۔ کوسوں کی مسافت چند لمحوں میں طے	21
	ط۔ ذکر الٰہی اور نظر بر قدم	22
	ظ۔ "ذکر اللہ" نظر بر ناف	23
	ع۔ ذکر الٰہی اور لیٹے یا سوئے ہوئے نظر بر انگشت پاؤں	23
	ف۔ جسم کا پھیلاؤ	24
	ک۔ روحانی اور جسمانی پرواز لاہوتی	24
	ق۔ سُلطان الاذکار	25

شمارہ	مضمون / عنوان	صفحہ
	ل ۔ صوتِ حسن	25
	م ۔ گذشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم	26
7	عطائے چشمِ بینا اور دلِ بینا	29
	ا ۔ تلاشِ حق اور مالکِ حقیقی	30
	ب ۔ بابا نورؒ شاہ چشتی کے مزار پر حاضری اور سعادتِ ملاقات	31
	ج ۔ بابا گاموں شاہ صاحب قادریؒ سے شرفِ ملاقات	33
8	وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ	39
	ا ۔ کشود و نمود و خودی اور عطائے مشاہدۂ امانتِ الٰہی	41
	ب ۔ فنا فی الرسول مقبول (علیہ الصلوٰۃ وسلام) فنا فی اللہ اور بقا باللہ	45
	ج ۔ فنا فی الشیخ و تصورِ شیخ	46
	د ۔ واصلین اولیاء اکرامؒ کی چند منصبی خصوصیات	47
	ر ۔ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ	49
۹	بزرگانِ دین سے ملاقاتیں اور مبارکبادیں	51
۱۰	حضرت مولانا غلام رسولؒ صاحب سے شرفِ ملاقات	55

شمارہ	مضمون / عنوان	صفحہ
۱۱	درویش صوفی برکت اللہ صاحبؒ سے ملاقات	62
	ب ۔ دہلی کے قطب صاحبؒ کا پیغام	64
	ج ۔ صوفی صاحبؒ کی حج پر روانگی اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو حج کی دعوت	65
	د ۔ پیغام مبارک (علیہ الصلوٰۃ وسلام)	67
۱۲	بغدادی باباؒ سے ملاقات	70
۱۳	دھلی میں رجال الغیب سے ملاقاتیں	73
۱۴	نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تشریف آوری	77
۱۵	نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کا لباس کے متعلق ارشادِ پاک	80
	باب ۔ ۲	
۱۶	رجال الغیب میں شمولیت	83
	ا ۔ ارکان کا ملاپ اور بورڈ کا اجلاس	84
	ب درویشی زبان میں گفتگو	85
	۔ مجلس بورڈ کی کارروائی	87
	۔ بورڈ کا دوسرا اجلاس	89
	۔ بورڈ کا تیسرا اجلاس	90
	ج ۔ بارگاہِ رسالتمآب (علیہ الصلوٰۃ وسلام) میں عرضداشت	91

شمارہ	مضمون / عنوان	صفحہ
	د۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا دوسرے محکمہ میں تقرری کے متعلق ارشاد مبارک	92
17	نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت میں حاضری اور حضرت علیؓ سے سعادتِ مُلاقات	94
18	حضرت خواجہ علاؤالدین صابرؒ کے مزار شریف پر حاضری	98
	ا۔ ریلوے سٹیشن پر اہلِ خدمت درویش کی آمد	100
	ب۔ حضرت خواجہ علاؤالدین صابرؒ پیا سے سعادتِ مُلاقات	102
19	حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کی تشریف آوری	105
20	محترمہ بی بی رابعہ بصریؒ کے ساتھ	
	بہشتی امام دین صاحب کی غائبانہ مدد	111
21	بنگال سے واپسی	114
22	شادی خانہ آبادی	115
23	دہلی میں آمد	116
24	پی ڈبلیو ڈی میں ملازمت	117
25	کتاب "حریمِ دل"	118
26	ایک فرضی غوث سے ملاقات	120

شمارہ	مضمون / عنوان	صفحہ
27	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر حاضری اور سعادت ملاقات	124
	حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری کے مزار پر حاضری اور شرفِ ملاقات	126
28	خواجہ محبوب الٰہی کے مزار پر حاضری اور ایک ہندو سے حلوہ کی دان و تقسیم	129
29	ایک سلطانی سکہ سے مُلاقات	136
30	قبلہ شیخ صاحبؒ سے ملاقات	140
31	اجڑام میں ایک جناتی عامل سے ملاقات	142
32	گاؤں میں ایک بارش والے کی آمد	146
33	وظیفہ تسخیرِ جنات	148
	ا۔ آسیب زدہ مکان میں رہائش	153
	ب۔ ذکر اللہ سے جنّات سے نجات	154
	ج۔ اراضی پر جنات کا ڈیرہ	157
	د۔ ذکر اللہ سے قسمتوں کی روشنی مدہم	160
	ہ۔ ذکر اللہ سے اولیاء کرام کی تشریف آوری اور شیاطین کا فرار	163
	س، و۔ بنگال میں جادوگروں سے ٹکراؤ	167

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	س۔ب۔ ذکرِ الٰہی سے ایک قدم	
	کہاں اور دوسرا قدم کہاں	171
	باب۔۳ (۱۹۴۷ء...)	
34	شیخ سعدیؒ سے مُلاقات	173
35	عُرس بابا انور خان شاہؒ صاحب	
	اور مولانا نواب دینؒ سے مُلاقات	174
	ب۔ عُرس مُبارک پر حاضری	176
	ج۔ مولانا نواب دینؒ صاحب سے مُلاقات	176
	د۔ مقصودِ مؤمن	177
	ر۔ امانت، خلافت و نیابت	178
	س۔ اُولی الامر، اُولُوالامر اور صاحبِ امر	179
	ص۔ مُریدین کو رُخصت	182
	ط۔ مولانا صاحبؒ کی راہِ حق کیلئے خواہش	184
	ع۔ مولانا صاحبؒ کی قبلہ سائیںؒ صاحب سے	185
	ارادتمندی	
	ف۔ خلافت معنوی	186
36	بڑے بھائی صاحب اور اُن کے	
	اہلِ خانہ کی شہادت، قیامِ پاکستان	191
	اعلان قیامِ پاکستان اور فسادات	192
	کا آغاز۔ پاکستان کو ہجرت اور	

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	غیبی امداد	194
37	وصال حضرت قبلہ سائیں مُرادؒ علی شاہ صاحب	195
38	کراچی میں قیام	196
	ب۔ چھوٹے بھائی چوہدری محسن خانؒ صاحب	197
	ج۔ بہاری مسجد	197
	د۔ ایک مُشرف بازیارت پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسلمان سے شرفِ مُلاقات	199
	ر۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے	
	یدِ شفقت سے کمر درد دُور	202
	س۔ بابا منگھوؒ پیر سے شرفِ مُلاقات	206
39	**باطنی علماؑ کی صف میں شمولیت کی**	
	بشارت	210
	ر۔ (ظاہری) علماؑ اور شمولیت	210
	ب۔ باطنی علماء میں شمولیت	211
	ج۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے	7
	عطائے مرتبہ شیخ اکعالم	212
40	ایک مجذوب کی خدمت میں حاضری	215
	ب۔ حضرت قبلہؒ کے مجذوبیت کے بارے	
	میں تاثرات	217
41	قبلہ چوہدری صاحب کی رحیم یار خان میں	
	سکونت	224

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	ب۔ پاکستان میں دیگر عزیز و اقارب کی سکونت و رہائش	224
	ج۔ ملتان کے قُطبؒ سے مُلاقات اور زمین کی الاٹمنٹ	226
	د۔ ملتان میں بزرگانِ دین کے مزار پر حاضری	227
	ہ۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے مُلاقات	227
	س۔ رحیم یار خان میں حکمت مطب	229
42	حضرت میاں میرؒ صاحب اور قبلہ شیخ و مُرشدؒ صاحب سے مُلاقات	232
43	سعادتِ حج مُبارک	235
	ب۔ یدِ شفقت نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)	236
	ج۔ مکہ مکرمہ کو روانگی	237
44	عطائے خلافت معنوی اور محکمۂ تعلیم و تربیت	241
	و۔ ب۔ ج۔ د۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی براہِ راست نگرانی اور راہنمائی	243
	باب۔ ۴ سنہ ۱۹۴۷ء۔۔۔)	
45	قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ساتھ راقم کی سعادتِ مُلاقات	245
	و۔ ذکر "سُلطاناً النصیراً"	246

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	ب۔ سرِّ الٰہی و مقامِ خُودی	246
	ج۔ مُرشد کامل اور ارادتمندی	248
	د۔ زیارتِ پاک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اوّلیت	249
46	حضرت سیّد علی بن عُثمان المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری اور سعادتِ مُلاقات	253
	و۔ حضرت خواجہ غریب نواز سُلطان الہندؒ کی بیٹھک اور حاضری	253
	ب۔ حضرت داتا گنج بخشؒ سے شرفِ مُلاقات	254
	i۔ ظُلمت کدہ وجادو نگری لاہور میں نورِ ہدایت کا پھیلاؤ۔	255
	ii۔ قرآن و سُنت مبارک کو ترجیح اوّلین	256
	ج۔ ایک نااہل پیر کی مزار پر آمد اور مختلف انکشافات	259
	د۔ حضرت داتا صاحبؒ کی گھر پر تشریف آوری	261
47	حضرت نو بہار شاہ صاحبؒ سے شرفِ مُلاقات	264
48	نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مزار پر تشریف آوری	266

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
49	حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری اور سعادتِ مُلاقات	269
50	پاک پتن شریف میں حضرت مُعین الدینؒ چشتی اجمیری غریب نواز، سلطان الہند سے سعادتِ مُلاقات	272
51	دیگر واصلین اولیاء اکرامؒ سے سعادتِ مُلاقات	276
	۔ حضرت سید عبداللطیف قادری المعروف امام بریؒ سے سعادتِ ملاقات	277
	۔ حضرت سید پیر مہر علیؒ شاہ چشتی گولڑوی سے سعادتِ مُلاقات	278
	۔ حضرت سید پیر بابا کرم شاہ بخاری چشتیؒ (پشاور) سے شرفِ مُلاقات	279
	۔ حضرت رحمٰن بابا (پشاور) سے شرفِ مُلاقات	280
	۔ حضرت شاہ شمس سبزواریؒ، حضرت بہاؤالدین زکریا سہروردیؒ اور حضرت شاہ رکن عالم (ملتان) سے سعادتِ مُلاقات	281
	۔ حضرت بابا عبداللہ شاہ المعروف بابا بُلھے شاہ قادریؒ سے سعادتِ مُلاقات	282

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	۔ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ چشتی سے سعادتِ مُلاقات	282
	۔ حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ تونسوی المعروف پیر چٹھان سے سعادتِ مُلاقات	282
	۔ حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہوؒ (سُلطان الفقراء پنجم) کے مزار پر حاضری	282
	۔ حضرت بابا سائیں لسوڑی شاہؒ سے سعادتِ مُلاقات	284
	۔ حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ سے سعادتِ مُلاقات	284
	۔ حضرت سُلطان محبوب سید ظہیر الدین محمدؒ قطب شاہ صاحبؒ حسینی قادریؒ (سُلطان الفقراء ششم اور محبوب الاکبر) سے مُلاقات	292
52	مولانا خان بازصاحب چشتیؒ سے مُلاقات (پشاور)	257
53	حکیم عبدالرحمٰن کھوسہ قادریؒ سے مُلاقات (کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد)	301
54	ایک مرحوم عزیز سے عجیب مُلاقات	313

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	باب - ۵	
55	فیوض وبرکات: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط	316
	سیر: الی العرش الکریم	
	حاضری بحضور سرورِ کونین، سید الثقلین	
	نبی الحرمین، صاحبِ قاب قوسین	316
	(علیہ الصلوٰۃ والسلام)	317
	ب، نورانی سیڑھی	317
	ج: حضرت خواجہ خضرؑ سے شرفِ ملاقات	317
	د۔ سرورِ کونینؐ، سید الثقلین، نبی الحرمین	
	صاحبِ قاب قوسین (علیہ الصلوٰۃ والسلام)	319
	۷۔ عرشِ کریم کی سیر حضور طاہری کے	322
	س۔ ایک سترِ الٰہی سے نقاب کشائی	322
	ص۔ کرۂ ارض کو واپسی	324
	ط۔ فیوض وبرکات اذکار "الصلوٰۃ"	326
	۷۔ اشعارِ درِ کریم اور درود تاج شریف	329
56	نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مقام	333
	رسالت، نبوت اور ولایت کے چند مشاہدات	
	ا۔ مقام رسالت ونبوت اور ولایت	
	کے مشاہدہ کی ایک جھلک	333
	ب۔ چند خصوصی وامتیازی شاہنامے	337
	مبارک (علیہ الصلوٰۃ وسلام)۔	

شمارہ	مضمون	صفحہ
	ا۔ ل۔ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ...	338
	ب۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ ...	338
	ج۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا ...	339
	د۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ ...	341
2	وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ ...	343
3	وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط	343
4	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ ...	344
5	اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ	344
6	قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ...	345
7	... اَلرَّسُوْلُ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ ...	346
8	وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ ...	346
9	وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ ...	347
10	وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ...	347
11	... وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ...	348
12	لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	349
13	وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا ...	349
14	سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى ...	350
15	عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝	351

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	16۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ...	356
	17۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ...	355
	وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط	
	ج۔ مقامِ محمود کے مشاہدہ کی ایک جھلک	357
	د۔ فیضان و تصرف اور پرتوِ شانِ مبارک	
	النبیّ الاُمّیّ (علیہ الصلوٰۃ وسلام)	359
	د۔ا۔ تشریح و وضاحت آیاتِ مبارک	
	(۱ تا ۲۱)	371
	۱۔ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ	377
	2۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا...	379
	3۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ...	380
	4۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى...	380
	5۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ	380
	6۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ...	381
	7۔... وَّجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ	
	سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝	
	7۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...	382
	8۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ	
	عَلَى النَّبِيِّ ط..	383
	۹۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ ...	384

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	(س۔ مشاہدۂ دولتِ امانتِ الٰہی اور مسلمان	
	جنّات و دیگر مخلوقات	399
	۱۰۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ	
	وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ...	409
	۱۱۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا	409
	12۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ...	410
	13۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ...	410
	(علیہ الصلوٰۃ وسلام)	
	14۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى...	413
	...لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى	
	عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى...	415
	(عرشِ عظیم پر)	416
	(ارضِ وسیع پر)	417
	مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى	419
	مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى	421
	(۱۰) سَنُرِيْهِمْ ... فِي الْاٰفَاقِ	
	وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ...	424
	15۔ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝	
	خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ ...	426
	16۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	427

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
	عِلمُ الغَیبِ وَالشَّھَادَۃِ ج ھُوَ	
	الرَّحمٰنُ الرَّحِیمُ ط	427
	17۔ درُود پاک "قَابَ قَوسَینِ"	433
	18۔ اِقرَاباسمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ۔	435
	19۔ لِاِیلٰفِ قُرَیشٍ ۝ ...	437
	20۔ اِنَّا اَعطَینٰکَ الکَوثَرَ ۝ ...	439
	21۔ اِذَا جَآءَ نَصرُاللّٰہِ وَالفَتحُ ...	440
	5۔ فیضان وتصرف اور پَرتَوِ شانِ مُبارک	
	النبیّ الاُمّی (علیہ الصلوٰۃ وسلام)	441
	باب۔ ۶	
57	طِبّ وحِکمت اور کُشتہ جات	444
	1۔ سیماب (پارہ) کا مائع حالت میں	
	قائم النار ہونا	
	2۔ دھات کی ہیئت میں تبدیلی	447
	باب ؛ ۷	
58	مُسوّداتِ کُتُب	451
	1۔ توحید پرست اور خُدا بین	452
	2۔ سُخن بے ریا نمازِ بے خطر	455
59	درس وتدریس باجازت	462

شمارہ	مضمون/عنوان	صفحہ
60	قِبلہ چوہدری صاحبؒ کے ایک	
	ارادتمند دوست کی دُعا	465
61	خلیفہ نامزد کرنے سے معذوری کا اظہار	467
	مرتبہ ومقام کے مُتعلّق اظہارِ خیال	473
	مزار، قوالی اور عُرس منانے کے	
	متعلق حضرت قبلہؒ کے خیالات	475
62	ایک شاگرد دوست کو	
	نصیحت اور ہدائیت	478
63	مکان/ لَامکان	A F
	اللہ تعالےٰ کا دُرود پاک	G
	مصدر/ گرامر۔۔۔	J
	نُورِ رسُول کریم مایہ الصلوٰۃ والسلام	K
	اور نُورِ ملائک علیہم السلام	X
	اِستفادہ من	481
	شجرہ شریف	482
	صفحات کتاب	536
	کل صفحات	556/560

قارئین کرام سے چند گزارشات

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور رسُول پاک (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل، کتاب ھذا باوضُو لکھی گئی اور کتابت ہُوئی، قارئین کرام سے گزارش والتماس ہے کہ وہ بھی کتاب کو وضُو کے ساتھ پڑھیں، کیونکہ اس میں آیاتِ قرآن شریف، احادیث مُبارک اور درُود پاک تحریر ہیں اور استفادہ کیلئے عقیدہ و فرقہ کی قید و بند سے بالا ہو کر فقط ایک سادہ لَوح مُسلمان کی حیثیّت سے اِس کا مطالعہ کریں۔

شکریہ صد ہا

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ،

مُقدّمہ

اللہ تعالےٰ، ربّ العالمین کے لئے لاتعداد حمد وثنا اور نبیٔ کریمؐ رحمت اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر لاکھوں کروڑوں دُرُود وسلام ہُوں۔ لاکھوں کروڑوں برکتیں، رحمتیں ونعمتیں ہوں۔ آپؐ کی آل مُبارک اور اصحابِ کرامؓ، شہدائے اسلامؒ، تابعینؒ وتبع تابعینؒ، محدّثینؒ ومفسّرینؒ آئمہ اکرامؒ، بزُرگانِ دینؒ، اولیاء اکرامؒ اور تمام اُمّتیوں پر۔ ربّ العالمین اور محبُوبؐ ربّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا لاانتہا انعام واکرام ہو۔ تمام مؤمنین ومؤمنات اور اس بندۂ ناچیز پر اور اسی وسیلۂ جلیلہ سے مَیں ممنون واحسان مند ہوں۔ اولیائے عظّام، بالخصُوص مُرشدی حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتیؒ (ہوشیار پوری) کاملی سُلطانؒ محبُوبؒ کا اور بزُرگوں واحباب کا کہ جنہوں نے کھُلے دل سے میری پذیرائی کی اور کتابِ ھذا "والمقصُودُ موجُودُہٗ" کی تالیف وترتیب کے ضمن میں حقائق اور اسرارِ معرفتِ الٰہی سے حجاب کُشائی کر کے میری راہنمائی کی۔

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

کی نگاہِ رحمت کے طفیل ہی اس کتاب (ایک کوشش ناتمام) کا نام وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدٌ یعنی (مقصود موجود ہے/اور مقصود موجود ہوگیا) دِل و دماغ میں آیا اور تجویز ہوگیا۔ بظاہر یہ کتاب مردِ حق، مردِ درویش حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحبؒ کی زندگی کے حالات وکوائف سے متعلق اور راہِ سلوک، تلاشِ حق، مشاہداتِ حق، منزلِ عرفان اور عطائے معرفت الٰہی و امانتِ الٰہی کے ضمن میں اُن کی تحصیلات پر مبنی ہے۔ تاہم اس میں نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک کے چند منوّر پہلو نمایاں طور پر ضیا خیز اور متجلّی ہیں اور یوں یہ کتاب اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سیرت پاک کے بعض انوار کی مظہر بن گئی ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بھی ہمیشہ یہی خواہش رہی تھی کہ ان کی تدریس و تربیت سے اُن کا نام نہ اُبھرے بلکہ نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا نام اور ذکر مبارک ہی بلند ہووے۔ کتاب کا آغاز قبلہ چوہدری صاحبؒ کے کوائفِ زندگی سے ہُوا مگر چند ہی اوراق کے بعد ان کا نام پسِ منظر میں چلا گیا اور ہر صفحہ محبوبِ ربّ العالمین، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی مبارک ذات وصفات اور ان کی ہدایات وارشادات وانوارات کا حامل اور مظہر بن گیا۔ یہ سب کچھ بغیر کسی عزم و تکلّف کے ہُوا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت سے حضرت قبلہؒ کی زندگی میں بچپن ہی سے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک کے ساتھ محبّت اور قرب ووصل کی تڑپ، اتّباع وسُنّت کی لگن اور عبادت وریاضت کا غلبہ رہا۔ جبکہ شہرت سے نفرت، کشف وکرامت سے اجتناب اور مقام ومرتبہ سے

عدم دلچسپی ان کے فکر و عمل میں نمایاں رہی۔ ان کے باطن میں شروع سے ہی نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے عشق کا سیل موجزن رہا جو بعد میں بفضل تعالےٰ حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارک تک رسائی و قرب نیز دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی کے عطیہ کے حصول کا پیش خیمہ بنا۔ ان کی اپنے شاگردوں اور دوستوں کے لئے ہمیشہ یہ نصیحت رہی کہ "میں نے آپ لوگوں کو درود شریف اور ذکر اللہ کا طریق بتا کر، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نیز نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک تک براہِ راست رسائی و قرب، دولتِ وصل اور امانت الٰہی کے اہل بننے کا سبق دے دیا ہے اور یہ یقینی راستہ ہے۔ اس میں کوئی کجی نہیں۔ اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ راہِ سلوک میں کسی جگہ و مقام پر نہ رُک جائیں کیونکہ اُمتی کی منزل، ربّ العالمین کے محبوبؐ، رحمتؐ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مُبارک ہے۔ یہی مقصودِ مؤمن ہے۔ نہ کہ دم دارُو، کشف و کرامت اور مقام و مرتبہ کی تحصیل، بلکہ آپ لوگ میری ذات کے تصور میں بھی نہ پھنسیں اور ذاتِ پاک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اپنے آپ کے درمیان میں سے مجھے بھی نکال دیں۔ یعنی میری بھی نفی کر دیں"۔ حضرت قبلہؒ بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل جب مجھے یہ منزلِ عرفان عطا ہوئی اور ظاہر و باطن، جلوت و خلوت میں مقصود موجود ہوا تو ساتھ ہی مجھے اپنے قبلہ شیخِ محترمؒ کی وساطت سے حضرت سید معین الدین چشتیؒ، خواجہ غریب نوازؒ، سلطان الہندؒ کی نصیحت و وصیت بھی موصول ہوئی کہ "میرے بعد آنے والے میرے بچے اور شاگرد اس راستے کی نسبت نبی کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ براہِ راست قائم رکھیں اور اپنے آپ کو درمیان میں سے نکال دیں"۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ہر مخلوق اور انسان کا

خالقِ کائنات، ربّ العالمین سے براہِ راست رشتہ ہے اور اگر انسان اس رشتے کے درمیان کسی کو حائل کرتا ہے۔ تو وہ اندیشۂ شرک فی الذّاتِ باری تعالےٰ کا اِرتکاب کرتا ہے۔ بعینہٖ ایک اُمّتی کا نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے براہِ راست تعلّق ہے اور اگر وُہ اس رشتے کے درمیان کسی عالم و فاضل یا پیر و مُرشد وغیرہ کو حائل کرتا ہے تو وہ اندیشۂ شرکِ فی الرّسالت و نبوّت کا اِرتکاب کرتا ہے۔ عالمِ حق یا شیخ و مُرشد تو شاگرد و مُرید کو راہِ سلوک کے اسباق و مراحل آسان کر کے سمجھاتا اور اس کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ ہر مرحلہ پر اس کی معاونت کرتا ہے۔ راستے کی خرابیوں اور خطرات سے بچا کر اسے محفوظ اور مختصر راہِ سلوک یعنی صراطِ مُستقیم پر گامزن کراتا ہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے قریب تر ہو جائے اور حضورؐ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اس کو اپنی غلامی میں قبول فرمالیں (آمین) یہی اُمّتی کا مقصُود اور اس کی معراج ہے۔

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کے فکر و عمل اور اخلاق و کردار سے متعلّق باتوں کے علاوہ تسخیرِ جنّات و مؤکّلین، پیری و مُریدی (شاگردی و دوستی) شُہرت چرچا اور خلافت، امانت و نیابت کے متعلّق موصُوف کے خیالات و مشاہدات کتاب میں تفصیل سے درج ہیں تاہم اصل موضُوع جو اُن کی تعلیم کا جوہر اور رُوحِ رواں ہے یہ نظریہ ہے کہ بفضلِ تعالےٰ ہر عالم و فاضل، شیخ و مُرشد اور مُرید و شاگرد کے دل و دماغ پر اور قول و فعل، فکر و عمل اور اخلاق و کردار میں ہر زاویہ سے اور ہر وقت محبوبِ ربّ العالمین، رحمت للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذات مُبارک کو فوقیّت و فضیلت حاصل ہونی چاہیئے ورنہ درس و تدریس، تعلیم و تربیّت اور اسباقِ معرفت، راہِ سلوک میں بے نتیجہ

اور بے ثمر رہیں گے۔ رسُول کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ مُبارک، مؤمنین ومؤمنات اور کُل کائنات کے لئے مرکز ومحور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر درس وتدریس اور تعلیم وتربیت کا اوّلین مقصد یہی ہونا چاہیئے حضرت قبلہؒ کا یہی نقطۂ نگاہ اور طرزِ عمل ہمیشہ قائم رہا۔ ان کا اصرار تھا کہ انہیں یا ان کے اسباق کو متعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم سب کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ احکاماتِ ربّ العالمین اور ارشاداتِ رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر عمل کریں اور انہی کو عوام الناس میں قابلِ قبول بنائیں۔ اس کتاب کا یہی نچوڑ اور جوہر ہے۔ یہ کتاب لکھّی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل لکھّی گئی ہے۔ اگر میں (راقم) ہزار گُنا مزید علم کا حامل ہوتا تب بھی میرے لئے اس کتاب کو لکھنا مُمکن نہ ہوتا۔ تحریر کے دوران میں یہی محسوس کرتا تھا کہ ربّ العالمین کے محبوبؐ رحمت للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے اوصاف وخلائق اور فضائل مُبارک جس طرح حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کے مشاہدات میں آئے اور پھر جیسے چند قُرآنی آیات شریف اور احادیث مُبارک کا ترجمہ وتشریح، میرے دل ودماغ میں خُود بخُود چلے آتے رہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ سب کچھ اللہ تعالےٰ، ربّ العالمین، الرّحمٰن الرّحیم ربّ الناس کے فضل وکرم اور مدینۃ العلم، نبیٔ کریم، رؤف رحیم، رحمت للّعالمین، رسُول الناس (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے سبب مُمکن ہُوا۔ گر قبُول افتد، زہے عزّ وشرف

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست + گر باُو نہ رسیدی، تمام بُولہبی است (علامہ اقبالؒ)

در بیاں نآید، جمالِ حالِ اُو + ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ اُو (مولانا رومؒ)

(آپؐ پر لاکھوں وکروڑوں دُرود وسلام ہوں) وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ

مؤلفہ، مرتبہ از ناچیز راقم! رانا نام رفعت سعید، اسلام آباد

بروز سوموار مورخہ ۶ ذیقعد ۱۴۱۴ھ، ۱۸ اپریل ۱۹۹۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الرَّحۡمَۃِ
اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاھِرًا وَّبَاطِنًا وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ
اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ اَبَدًا ۔ دَائِمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا

نذرانۂ عقیدت

الحمدللہ اُن اولیاء کرام میں سے جو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس زمین پر نقش پائے مُبارک ہیں ایک اور بزُرگ قبلہ چوہدری غلام حیدر خان چشتی قدّس اللہ سرّہٗ کے واقعات اربابِ ذوق کے لئے منظرِ عام پر آ رہے ہیں۔ یہ واقعات اُن کے ایک تلمیذِ رشید محترمی رانا رفعت سعید صاحب نے نہایت اخلاص اور محبّت سے مرتّب فرمائے ہیں اور اپنے مُربّی اور مُرشد کی کتابِ زندگی کے کچھ پُرانوار اوراق سے ہمیں سرفرازی بخشی ہے۔ اللہ ربُّ العزّت رانا صاحب کی اس سعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کے قلوب اس سے منوّر ہوں۔ آمین !

محترمی رانا صاحب سے مجھے شرفِ نیاز چند سال قبل اُس وقت حاصل ہُوا، جب "نورِ مُبین" کی تالیف کی سعادت حاصل کر رہا تھا۔ اس پُرنور کتاب کے لیئے مجھے دَورِ حاضر کی بھی ایسی ہی پُراسرار ہستی کی حیاتِ مُبارکہ کی خواہش تھی جو اللہ اور اُس کے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیارا ہو۔ محترم رانا صاحب نے اپنے شیخِ محترم کا ایک واقعہ تفصیل سے تحریر فرمایا جو بعینہٖ کتاب میں شامل ہُوا ۔ اس کے بعد حضرت رانا صاحب سے قریب آنے کے اور بھی مواقع ملے

اور یہ ربط ربطِ محبت میں بدلتا گیا۔

رانا صاحب کا اصرار ہے کہ اُن کی اِن مساعیٔ جمیلہ میں تبرکاً ہی شامل ہو کر رضائے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مُستحق بنوں۔ اُن کے ارشاد کی تعمیل میں یہ چند سطور نذرِ قارئین ہیں۔ اگر آپ خُود اس بحرِ عرفانِ حق کے شناور ہیں، یا اس وادیٔ حُبِّ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بادیہ پیما تو مجھے آپ سے کچھ نہیں کہنا ہے بلکہ میری گذارش ہو گی کہ آپ اِن اوراق کو نظر انداز فرما کر مُحترم رانا صاحب کے مقدمہ ہی سے اِس کتاب کی ابتدار فرمائیں۔ یہ مُقدمہ اپنی آغوش میں وہ جملہ رحمتیں سمیٹے ہُوئے ہے جو اُن کے مُرشد کی زندگی کا خُلاصہ ہیں۔

البتّہ

اگر آپ نے محض بطورِ دلچسپی ایک ولی کی زندگی کا مطالعہ شروع فرمایا تو میری گذارش ہو گی کہ آپ اس کو محض ایک عام انسان ہی سمجھ کر اس کا مطالعہ نہ فرمائیں بلکہ اس قوم اس گروہ سے قریب آنے کی کوشش فرمائیں تاکہ آپ ربُّ العزّت کے اس انعام کی قدر کر سکیں جو اُس نے انسانیّت پر اُن عظیم ہستیوں کو جادۂ راہِ حق کے مسافروں کے لئے مشعلِ راہ بنا کر فرمایا۔ بے شک یہ بھی انسان ہیں آپ ہی جیسے، اللہ ربُّ العزّت کی تخلیق، اُس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُمّتی، اُن کا رُخ اپنے اللہ ہی کی جانب ہے، اُن کے سینوں میں حُبِّ رسُولٌ من اللہ کی شمع فروزاں۔ بایں ہمہ آپ اُن کے جیسے نہیں۔ یہ اللہ ربُّ العزّت کے وہ مُنتخب بندے ہیں جن تک ہم اپنی کسی سعی و کوشش، اپنی کسی عبادت و ریاضت سے نہیں پُہنچ سکتے، بلکہ ان کا انتخاب اللہ ربّ کریم کے اذن و مشیئت کے تحت حضُورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربارِ رسالت سے ہوتا ہے اور اس دُنیا میں اُن کے لئے کسی خاص خدمت کا تعیّن اسی دربار

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا جاتا ہے۔ پھر اس خدمت میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم خود رہنمائی فرماتے ہیں، کبھی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی خادم کو ان کی نگرانی سپرد ہوتی ہے۔

گویا دینِ متین کی خدمت کے لئے اگر ایک طرف علماء راسخین کی علم و عرفان سے مالا مال جماعتیں ہیں جو کلام اللہ، احادیثِ مبارکہ، اُسوۂ رسولِ کریمؐ اور دیگر علوم پر عبور رکھتے ہیں، تو اِس دنیا میں ایک جماعت کا انتخاب اِس لئے بھی کیا جاتا ہے کہ انسان اپنے علم و دانش کے زعمِ باطل میں بے لگام نہ ہو جائے اور وہ کائنات کی تخلیق کو محض سبب و اسباب تک محدود نہ سمجھے یا انسان کسی وسوسۂ شیطانی کے تحت دینِ متین کے کسی اہم نکتہ ایمانی سے منحرف نہ ہو جائے کہ ظلم و تشدد عام ہو۔ اس لیے ایک ایسی جماعت بھی دُنیا میں موجود رہتی ہے جو اللہ ربُّ العزّت کی قُدرتِ خفی کی ترجمان حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع فرمان، حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی غلامی سے سرفراز انسانیت کی خدمت "قدرت" کی سطح پر کرتی رہتی ہے۔ ایسے ہی جیسے گذشتہ انبیائ کے دَور میں انبیاء کرامؑ معجزات سے کام لے کر انسانیت پر یہ رمز آشکارا فرما دیتے کہ حکمت خود مآلِ قُدرت ہے، اسباب پر قیام کیا مسبّب الاسباب کا دامنِ رحمت تھامو۔ آج اولیاء کرام یہ خدمت "کرامت" کے ذریعہ بحکم نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا فرماتے ہیں اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی اور گناہگار بندوں کے لئے رحمت بن جاتے ہیں۔ واضح رہے کہ اِن اولیاء کرامؒ میں بھی مراتب ہیں، لیکن یہ سب اُس سطحیّت، کمزوریٔ ایمان سے مبرّا ہوتے ہیں۔ جن میں انسان اکثر گرفتار ہو کر خود اپنی برتری کے تصوّر میں گرفتار

ہوجاتا ہے۔ یہ اصحاب کرامؓ کی طرح ہیں جو احادیثِ مُبارکہ کی زبان میں آسمانِ نبوّت کے ستارے ہیں اور جن کی روشنی ہدایت کی ضمانت ہے، جن کی ظاہری بے ترتیبی میں بھی ایک ترتیب ہوتی ہے۔ ان کی تیز اور مدھم روشنی میں ایک "سکون"، ان کی خاموشی میں بھی ایک لَے، ایک دلکش نغمہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اور بالکل اسی طرح ان اولیائے کرام کا وجود ہے، جو کائنات کے نغمۂ محبّت کو اپنے قلوب سے سُنتے ہیں، جو راتوں کو انہیں تاروں کی چھاؤں میں اللہ رَبّ العزّت کے سامنے سربسجود ہوکر خالقِ کائنات کے عرفان کے خواہاں ہوتے ہیں اور حضُورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور اصحاب کرامؓ کے اندازِ عبادت کے ترجمان، اُن کی تفسیر۔

یہی خدمت آج اولیائے کرام اور علمائے راسخین کے سپُرد ہے۔

البتّہ

جن پر علم و حکمت سے زیادہ محبّت کا غلبہ ہے، اللہ رب العزّت نے اُنہیں اِس اتباعِ رسُولِ کریمؐ کے ساتھ بے پایاں محبّت سے سرفرازی بخشی اور ان کے قلُوب کو خود اپنی جولان گاہ بنالیا ہے۔ گویا وہ خُود اللہ کا کلمہ بن گئے ہیں۔ اُن کا ظاہر اتباعِ رسُولؐ کا آئینہ دار ہے اور اُن کا باطن حُبِّ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جلوہ گاہ۔ ان کو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں اولیاء اللہ کے نام سے یاد فرمایا۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ جن کی شان میں آیا ہے۔

دراصل ہر مسلمان کے لیئے جو ایمان سے تقویٰ اور تقویٰ سے احسان کی منزلیں اپنی استطاعت، حوصلہ اور محبّت کے مطابق طے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اِنہیں اولیاءِ کرام کا دامنِ رحمت تھامنا ضروری ہوجاتا ہے، جن

کی زندگی ابتداءِ علم وحکمت سے نہیں بلکہ یُزَکِّیْکُمْ سے ہوتی ہے، پھر جن کے قلوب حُبِّ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمعِ فروزاں ہوجاتی ہیں، جو کلام اللہ کا مطالعہ اسی کی روشنی میں کرتے ہیں، اور

ان پر

یہ امر روشن ہوجاتا ہے کہ حضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحابؓ، ان کے علماء راسخین ان کے اولیاءِ کرامؒ اُن ہی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دینِ متین کے محافظ ہیں، جملہ محدّثین ومحقّقین سب ایک ہی شجرِ معرفت کی ڈالیاں ہیں، سب ایک ہی نُورِ مبینؐ کی تجلیّات ہیں، سب اُنہیں کے چشم وچراغ ہیں کہ سب ہی راہ نمائے حق ہیں۔ اللہ تو احد وصَمد ہے، پاک ہے، بے نیاز ہے، اُس کی شانِ کریمی کا مظہر تو نُورِ مبین کی شانِ جمالی ہے۔

یہ اولیاءِ کرامؒ اُنہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان جمالی کا مظہر ہیں۔

ہاں

یہ واضح رہے کہ ان اولیاءِ کرام کی مختلف جماعتیں ہیں۔ ان کا کام بالعموم رشد وہدایت نہیں ہوتا۔ سوائے اُن بزرگ ہستیوں کے جن کو یہ خدمت بھی سپرد کی گئی ہے۔ اس لئے ہر شخص کا اُن کا راز دان ہونا بھی آسان نہیں۔ یہ معاملہ ذوق وشوق سے متعلق ہے، جس کو جس درجہ تڑپ ہے وہی اس سے اس قدر فیض یاب ہوتا ہے۔

بحمداللہ یہ کتاب جن بزُرگ کے حالاتِ زندگی کی نقاب کشائی کر رہی ہے۔ وہ ایک ایسی ہی بزُرگ ہستی ہیں جن کو اصلاحِ اُمّت کی خصُوصی خدمت سپرد ہوئی جن کی مُحبّت، اتّباعِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، چشمِ پُرنم کے نذرانۂ درُود وسلام نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک خصُوصی تعلق قائم کرایا اور جن کے پیشِ نظر سوائے خدمتِ خلق اور اصلاحِ فرد وجماعت کے کچھ نہ رہا۔

چوہدری صاحبؒ نے رانا صاحب (مؤلف کتاب) سے خود فرمایا۔

"میں راہ درویشی میں تمہاری دیکھ بھال اپنی بساط کے مطابق کرتا رہوں گا۔ مجھے نہ تو پیری مریدی کا شوق ہے نہ مرید بڑھانے کا۔ انشاء اللہ یہ فریضۂ درس و تدریس و تربیتِ سالکین، جس کا حکم مبارک مجھے براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے، میں فی سبیل اللہ کرتا رہوں گا اور اُمتی اور سالکِ عزیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق و رشتہ جوڑنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔

واضح رہے

علماء کرام اور اولیاء عظام کی تعلیم و تربیت کا بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ ایک کے پیشِ نظر تعلیم ہوتی ہے اور علم ہی کو بنیاد قرار دے کر کتاب و حکمت کی تعلیم اور اخلاق کی آراستگی کی طرف توجہ کرتے ہیں، گویا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ کی ترتیب کو پیش نظر رکھتے ہیں، اُن کا سفر گویا ظاہر سے باطن کی طرف ہوتا ہے، لیکن اولیاء کرامؒ اپنی تعلیم و تربیت کی ابتداء يُزَكِّيكُمْ سے شروع فرماتے ہیں۔ اُنکے پیشِ نظر قلب کی پاکی و صفائی، اس میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کا جانگزین کرنا اور دل و دماغ میں اسلامی تعلیمات کی مرکزیت اس کے انوار اس کی اتباع میں ایک ذوق و شوق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اُن کی مثال اُس ماں کی طرح ہوتی ہے جس کی انگلیاں پکڑ کر بچہ چلنا سیکھتا ہے اور ہر چیز کے متعلق سوال کرتا ہے تو پھر وہ اس کو جو کچھ بھی بتاتی جاتی ہے وہ اس بچہ کی زندگی کا ایک عظیم سرمایہ بن جاتا ہے، وہ گویا محبت کے سرچشمے سے اس کی روحانی زندگی میں ایک انقلاب لاتی ہے۔ یہی حال اولیاء کرامؒ کا ہے۔ ہمارے پیشِ نظر جن بزرگ کے حالاتِ زندگی ہیں، اُن کو دربارِ رسالت سے خدمتِ خلق کے ساتھ

تعلیم و تربیت کی بھی خدمت سپرد ہوئی ہے اور اُنہیں شیخ العلم کے خطاب سے سرفرازی ملی ہے۔ اُن کی تعلیم کا انداز بھی خصوصی ہے، وہ اپنے مُریدین کی نگاہیں خود اپنی ذات پر نہیں بلکہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارِ محبت کی طرف مرکوز کرتے ہیں اور خُود کو گویا درمیان سے اٹھا لیتے ہیں، خود کو حجاب بننے نہیں دیتے۔

اس کتاب میں حضرت چوہدری صاحبؒ کے حالاتِ زندگی کو واقعات کے آئینہ میں پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ واقعات خود اُن کے اندازِ خدمت کے ترجمان بنیں اور اُن کے جذبۂ خدمتِ خلق کی صداقت پر شاہد رہیں۔ اِن میں وہ بھی واقعات ہیں جن میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ حضرت چوہدری صاحبؒ کی دیگر بزرگان دین سے ملاقاتوں کا ذکر آتا ہے اور اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات خُوب ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ انبیاءٔ کرام کی طرح اولیاءٔ عظام بھی ایک خصوصی زندگی سے نوازے گئے ہیں. جن کا شعور ہم نہیں کر سکتے. لیکن ان کے فیوُض و برکات کا سلسلہ اُس عالم میں بھی جاری ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے چشمِ بصیرت سے نوازا ہے ان کے لئے اُن کی دید بھی ممکن بنا دی جاتی ہے۔ اسی طرح اِن اولیاء کرام پر بہت سے وہ رمُوز آشکارا ہو جاتے ہیں جو عوام کے لئے ابھی صیغۂ راز میں ہیں، مثلاً خود پاکستان کا وجُود میں آنا، چوہدری صاحبؒ کے بھائیوں کی ہندوستان میں شہادت، چوہدری صاحب قِبلہ کا پاکستان تشریف لانا اور اُن کا خدمت پر مامُور ہونا، مکّہ، مدینہ میں چوہدری صاحبؒ کا قیام، اُن کا ذوقِ ذکر و فکر، اُن کی رجال الغیب سے ملاقاتیں اور اہلِ خدمت و اہلِ محبت کے راز و نیاز. سب ہی پر اس کتاب کے مطالعہ سے روشنی پڑتی ہے اور ایمان میں ایک تازگی پیدا ہوتی ہے۔

جن بزرگوں کو خدمتِ خلق پر مامور کیا جاتا ہے اُنہیں بالعموم علم کی ایک خصوصی شق کشف سے نوازا جاتا ہے اور اصلاحِ حال کے لیئے اللہ رب العزت کے اسمِ پاک میں سے کسی اسم کے رموز سے آگاہی بخشی جاتی ہے جس کا سہارا لے کر یہ باطل قوتوں پر غلبہ پاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے فتنوں سے نجات دلاتے ہیں، خواہ یہ جادو ٹونے کی شکل میں ہوں یا اجنہ کے تصرف کی صورت میں۔ چنانچہ اس کتاب میں عوام الناس کے ظاہری و باطنی امراض، آسیب، بدروح، شیطانی اور جسمانی سے نکالنے کے متعدد واقعات ہیں۔

حضرت چوہدری صاحبؒ نے ایک جگہ خود ان اولیاء اللہ کی اقسام کا ذکر فرمایا ہے اور کس قدر تفصیل سے۔ آپ ان سے مستفید ہوں گے اور اس حقیقت کو بھی انہوں نے خوب خوب واضح فرمایا کہ اُنہیں یا کسی ولی کو جو ملا، وہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایاتِ خصوصی کا ثمر تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نگاہ کرم اُن کے ہر حال میں معاون رہی۔ ہر جگہ جس محبت اور تڑپ سے وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرماتے ہیں وہ گویا خود اُن کی رُوح کی آواز معلوم ہوتی ہے اور خود ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ اس اندازِ محبت کو کن الفاظ سے اپنے جذبۂ شکر گزاری کو پیش کریں ـــ درود و سلام اُن کی زبان پر آتا ہے، آنکھوں سے سیل رواں ہو جاتا ہے۔ ایک گمشدگی کے عالم میں گویا وہ خود ہی کو پیش کرتے ہیں اور ہر بار جمالِ نعمتِ خلافتِ معنوی سے سرفرازی پاتے ہیں۔ سُبحان اللہ

اِن چند گذارشات کے بعد اس عاجز کی دعا ہے کہ

اللہ رب العزت آپ کو اس کتاب کے فیوض و برکات سے نوازے آپ کو دورِ حاضر کے ہر ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ کسی

اللہ والے کا دامنِ رحمت ہاتھ آجائے جو آپ کو محبت آشنا فرمادے اور یہ حقیقت آپ پر آشکارا ہو جائے کہ سربسجود ہونے کی لذّت کیا ہے اور قلبِ منوّر کیا ہوتا ہے ؟ اور کہہ سکیں

للہ الحمد کامیاب شدم کارآمد شدہ جبینِ من

والسّلام

آپ کا دُعاگو خاکپائے اولیاء

حامد بلگرامی

(ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)

مؤلف فیوضُ القرآن ونورِ مبین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جَزَی اللہ عَنَّا سَیِّدنا مُحَمَّدً مَاھُوَ اَھْلُہٗ

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض یاب ہونے والے اور سالکین کی تعلیم و تربیت کی خدمت جلیلہ پر فائز ہونے والے بزرگ قبلہ چوہدری غلام حیدر صاحب سے جب ان کے مریدوں اور عقیدتمندوں نے یہ سنا کہ ان کی زندگی کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور ان کی تمنّا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی دولت سے سرفراز فرمائے تو وہ بہت رنجیدہ اور افسردہ ہو گئے۔ انہوں نے نہایت عاجزی سے استدعا کی کہ اس اندوہ ناک صورت میں کسی ایسے شخص کی طرف اشارہ کر دیں جس سے وہ اُن کے بعد راہنمائی کی خاطر رابطہ کر لیا کریں۔ اس عرضداشت پر جناب چوہدری صاحب نے جو جواب دیا وہ ان کے مسلک کا منہ بولتا ثبوت ہے ساری زندگی وہ یہی درس دیتے رہے کہ مقصود مومن تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ کسی ہادی، کسی شیخ، کسی مرشد کو اُمتی اور رسول کے درمیان حجاب نہیں بننا چاہیئے۔ نہ ان کے مرشد نے ایسا کیا، نہ وہ خود یہ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے فرمایا "میرے دوست، میں تمہارا مدعا سمجھ گیا ہوں۔ تم چاہتے ہو کہ میں کسی شاگرد کو خلیفہ نامزد کر دوں۔ اور اسے یہ سلسلہ چلانے کی ہدایت کروں۔ میرے عزیز مجھے اس بات کی نہ کوئی فکر ہے، نہ کوئی پریشانی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا بندوبست ہے۔ خلیفہ کی نامزدگی تو نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ وسلام کی بارگاہ سے ہوتی ہے" یہ کہکر ہر قسم کے مرتبہ و مقام سے بے نیاز بزرگ نے خلیفہ کی نامزدگی سے معذوری کا اظہار کر دیا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد بعض مریدوں نے جو صوبہ سرحد سے آئے ہوئے تھے عرض کیا

کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم رحیم یار خان میں چند مرلے زمین خرید لیں تاکہ آپ کی جدائی پر وہاں ایک چھوٹی سی مسجد اور مزار تعمیر کر لیں۔ دوست، شاگرد اور زائرین وہاں نماز و نوافل ادا کر سکیں قرآن کریم اور درود شریف سہولت سے پڑھ سکیں۔ کبھی کبھار قوالی کا اہتمام بھی ہو جایا کرے گا۔ اور تقریب عرس بھی اچھی طرح منا لیا کریں گے۔ اس درخواست پر بھی چوہدری صاحب نے اپنی منفرد قلندرانہ بے نیازی سے یہ جواب دیا "آخری وقت آنے پر آپ لوگ میرے لئے کوئی زیادہ اہتمام نہ کریں۔ جہاں وقت آگیا وہیں کہیں قبرستان میں دفن کر دیں۔ مجھے ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے کہ آپ میری قبر پر ایک بہت اچھا گنبد اور مزار تعمیر کرائیں۔ قوالی کروائیں اور عرس منعقد کرائیں۔ نہ مجھے ایسی چیزوں کی تمنا ہے، نہ بعد میں کسی شہرت کی ضرورت۔ میں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ اُمتی اور غلام ہوں۔ مجھے اُن اشیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"۔ چنانچہ ان کے ارشاد کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ انہیں شہر کے قبرستان میں ایک عام جگہ دفن کر دیا گیا۔ اور کسی مزار یا گنبد کی تعمیر نہیں ہوئی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

حضرت ذوقی شاہ صاحب روحانیت کی دنیا میں ایک بہت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ان کے تصرّف کا یہ عالم تھا کہ دو اہل دل نوجوان انگریز لندن سے ہندوستان کھچے چلے آئے تھے اور وہ ان کی تربیت میں اس طرح پروان چڑھے کہ بڑے بھائی کو آخری آرام گاہ داتا گنج بخش کے سائے میں نصیب ہوئی اور چھوٹے بھائی ذوقی شاہ صاحب کے سجادہ نشین ہو کر سلسلے کے فروغ کی خدمت پر مامور ہوئے۔ ذوقی شاہ صاحب اپنے وصال سے بہت پہلے فرما چکے تھے کہ وہ ایسی جگہ دفن ہوں گے کہ ان کی قبر کا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے بے مثل حج مبرور سے سرفراز فرمایا کہ نو ذی الحج کو جب حجاج مزدلفہ جانے کی تیاری کر رہے تھے ان کے وقوف عرفات کو دولت دوام سے نوازا گیا

عصر اور مغرب کے درمیان وہ "لبیک، اللّٰھُمَّ لبیک" کہتے ہوئے واصل بحق ہو گئے اور جبل رحمت سے تین سو قدم کے فاصلے پر انہیں سپردِ لحد کر دیا گیا اب ان کے رشحات قلم اور ملفوظات ہی ان کی یادگار اور ان کے فیوض و برکات کی اشاعت کا وسیلہ بن گئے ہیں۔

مجھے امید ہے مزار، گنبد اور تقاریب عرس سے بے نیاز ایک مرد درویش کے حالات زندگی جو اس کتاب کے ذریعے پیش کئے جا رہے ہیں بجائے خود ایک یادگار بن جائیں گے۔ یہاں آپ دیکھیں گے کہ نہایت واضح اور سادہ سے انداز میں بہت نازک مقامات کا ذکر ہے۔ یہاں ایسے اسرار سے پردہ اٹھایا گیا ہے جن کا علم صرف خاصان خدا تک محدود رہتا ہے، یہاں ایسے انکشافات ہیں جن کے اظہار سے بڑے بڑے عارف گریز کرتے ہیں۔ اس تصنیف کی خصوصیت کو اجاگر کرنے کے لئے شاید تصوف کے موضوع پر دو تین کتابوں کا حوالہ نامناسب نہیں ہوگا۔ اس حوالے سے مقصود صرف یہ ہے کہ حضرت غلام حیدر صاحب کی اس لگن کا اندازہ ہو جائے جو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات اقدس سے تھی۔

تصوّف کی سب سے زیادہ اہم اور وقیع کتاب فصوص الحکم ہے جسے حضرت ابن عربیؒ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اور ان کے ارشادات کے مطابق تحریر کیا۔ اس کتاب کو لکھنے کے دوران وہ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ یہ کتاب کیا ہے اسرار الٰہی کا ایک گنجینہ ہے اس میں ایسے حقائق بیان کئے گئے ہیں جن کا اظہار شیخ اکبر سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کا انداز تحریر اتنا ادق اور اس میں بیان کردہ مضامین فہم انسانی سے اتنے ارفع ہیں کہ شیخ کا ابلاغ خود شاہد معنی کیلئے نقاب بن گیا ہے، اور اسرار الٰہی کی حفاظت کا بے مثل انتظام ہو گیا۔ حضرت بابا ذہین شاہ صاحب جیسے عارفانِ حق اس میں سب کچھ پا لیتے ہیں اور عقل و خرد

کی روشنی میں مطالعہ کرنے والے کے پلّے کچھ نہیں پڑتا ۔

ایک اور کتاب جو اپنے دلچسپ انداز تحریر، لطیف نکات اور تیکھے جملوں کے سبب آپ اپنی نظیر ہے ۔ تذکرہ غوثیہ ہے۔ حضرت غوث علی شاہ صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ تصوّف کے نکات مولانا روم کی طرح حکایات کے پردے میں بیان کرتے ہیں۔ واقعات اور حکایات کا ایک لامتناہی سلسلہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ طرزِ ادا اتنا شگفتہ اور نکتہ سنجی اس غضب کی ہے کہ ہر داستان پر ایک افسانے کا گمان ہوتا ہے، اور اُسے پڑھنے سے لذّت بھی وہی حاصل ہوتی ہے جو ایک ادب پارے کے مطالعے سے ہو۔ تصوّف کی تیسری کتاب جس کا میں ذکر کروں گا۔ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی کی تالیف تاج الاولیا ہے۔ اس میں اقلیم ولایت کی ایک یکتا و یگانہ ہستی حضرت بابا تاج الدین کے حالات زندگی مرتب کئے گئے ہیں۔ یہاں ہر افسانہ ایک حقیقت بن کر سامنے آیا ہے ۔ تاج الاولیا کا تصرّف محال اور ناممکن کے الفاظ پر خط تنسیخ کھینچ دیتا ہے، کشف طلب کرنے والے کو اعجاز مسیحائی دیدیا جاتا ہے، اس کے پانی سے اتنی مخلوق شفایاب ہوتی ہے کہ حکومت اس کے گاؤں پر ایک ریلوے اسٹیشن بنانے پر مجبور ہو جاتی ہے، بے اولادوں کو اولاد ملتی ہے، نادار سیٹھ بن جاتے ہیں، سیٹھ مجذوب ہو جاتے ہیں۔ کوڑھیوں کا علاج ہوتا ہے، اور مُردوں کو زندگی مل جاتی ہے ولی کی کرامت اور نبیؐ کے معجزے میں فرق نہیں رہتا۔ اور ان تمام محیّر العقول کرامات پر بابا ذہین شاہؒ صاحب کا عالمانہ تبصرہ ۔

اس کتاب والمقصود موجودہ کا انداز قدرے منفرد ہے ۔ یہاں تو ہر باب اور ہر صفحے پر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو ہے،

ہر جملہ اسی تجلّی کا آئینہ ہے، ہر لفظ محبّت میں ڈوبا ہوا ہے ۔

میری داستان محمدؐ، مری گفتگو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جو کچھ چوہدری غلام حیدر صاحب قبلہ نے دیکھا وہ من وعن بیان کر دیا، اور جس سادگی سے انہوں نے بیان کیا، اسی دیانت کے ساتھ ان کے تلمیذ رشید رانا رفعت سعید صاحب نے اُسے قلمبند کر دیا۔

قبلہ چوہدری صاحب کی تمام زندگی کا جائزہ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی کے اس شعر سے لیا جا سکتا ہے۔

مری زندگی کا مقصد، مری آرزو محمدؐ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)
مری بندگی کا حاصل، مری جستجو محمدؐ (، ، ،)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے اندازہ محبت سے ہی ان کی روحانی زندگی کا آغاز ہوا۔ اور اسی کے سلسلے میں انہوں نے سلوک کی منزلیں طے کیں، مدارج پائے، یہاں تک کے اتمام عطاً پر شیخ العالم ہونے کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ جب اللہ کے حبیب کسی پر مہربان ہو جائیں تو ان کے دربار کے مقربین بھی اس پر نہایت شفقت سے توجہ فرماتے ہیں۔ اولیائے کرام کی جو چوہدری صاحب پر خصوصی شفقت تھی اس کا تذکرہ نہایت مربوط انداز میں ہمیں اس کتاب میں ملتا ہے۔

چوہدری صاحب قبلہ اپنے بڑے بھائی غلام احمد صاحب کے پاس دہلی میں مقیم تھے۔ ایک رات تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئے اُٹھے تو اُن کے بڑے بھائی اور ان کی شریک حیات دونوں عبادت میں مشغول تھے وہ جب وضو کے لئے چلے تو ان کی بھاوج نے آواز دی "غلام حیدر۔ اوپر فضا میں دیکھو حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری جا رہی ہے۔ چوہدری صاحب نے نظر اُٹھائی اور دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری فرشتوں کی معیت میں اوپر سے گزر رہی ہے۔ اور چاروں طرف ایک روشنی پھیل گئی ہے۔

رسالت مآبؐ کے دیدار سے مشرف ہونے کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے آستانہ سے چوہدری صاحب کی وابستگی بڑھ گئی۔ سترہ سالہ قیام کے دوران وہ تقریباً روزانہ مزار مبارک پر حاضری دیتے رہے۔ محبوب الٰہی نے ان پر بڑی شفقت فرمائی اور خصوصی تربیت سے نوازا۔ اس زمانے میں متعدد لوگوں سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں اور مختلف قسم کے تجربات ہوئے۔ وہ مزار مبارک پر حاضر ہوتے تو محبوب الٰہی نمودار ہو کر قبر کے وسط میں بیٹھ جاتے، مسکرا کے دیکھتے اور ایسی توجہ فرماتے جس سے ان کا وجود رحمتؐ للعالمین کی محبت و تصرف سے لبریز ہو جاتا۔ یہ عنایات مسلسل جاری رہیں۔

اسی دوران انہیں حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کے دربار میں حاضری دینے کا خیال آیا، دو مرتبہ اجازت طلب کی تو نہ ملی۔ تیسری دفعہ اجازت مرحمت ہوئی۔ ریل سے سفر کیا، اسٹیشن پر اُترے تو ایک درویش ان کے استقبال کو موجود تھے۔ ان کی معیت میں ریلوے اسٹیشن سے مزار مبارک تک میلوں لمبا سفر آن واحد میں طے ہو گیا۔ درگاہ شریف میں بے انتہا بھیڑ تھی۔ لیکن وہ آسانی سے مزار تک پہنچ گئے جہاں مخدوم صابر صاحب نے انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمایا خصوصی توجہ کی اور بہت شفقت سے دیر تک کلام کیا۔ یہ بھی ارشاد کیا کہ بھائی نظام الدین کو آپ سے بہت پیار ہے، وہ نہیں چاہتے کہ آپ ایک دو دن کے لئے بھی دہلی سے باہر جائیں۔ وہاں اور یہاں ایک ہی بات ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ سب ہمارے شیخ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر کی عنایت کا نتیجہ ہے۔

چوہدری صاحب نے کہا "خواجہ صابر پیا کی توجہ سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت کا طوفان میری طرف اُمڈتا چلا آ رہا تھا۔ اور مجھ میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔ جس سے مجھ پر سرور و مستی کے ساتھ رقت طاری ہو گئی۔" ہر صاحب کمال بزرگ سے ملنے پر چوہدری صاحب پر یہی کیفیت طاری ہوئی، شاید اس کا سبب یہ تھا

کہ ان کی طبیعت میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ دیکھ کر ہر صاحب نظر بزرگ نے انہیں فیضان نبوی سے نوازا۔ ایک خاص بات چوہدری صاحب نے یہ بتائی کہ خواجہ صابر پیا کا حلیہ اور قدو قامت حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے بہت مشابہ تھا جن کے دیدار سے وہ کئی بار مشرف ہو چکے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک اپنی صحبت اور کلام سے سرفراز کرنے کے بعد مخدوم صابر صاحب نے فرمایا" اب آپ دہلی لوٹ جائیں اور وہاں دادا جان قطب صاحب سے اور محرم بھائی محبوب الٰہی سے خصوصی سلام عرض کریں"۔ اور پھر انہوں نے درویش کو طلب کیا جو انہیں کلیر شریف لائے تھے اور ان کی معیت میں چوہدری صاحب کو ریلوے اسٹیشن پہنچوا دیا جہاں سے وہ دہلی روانہ ہو گئے۔

چوہدری صاحب پر سلسلہ چشتیہ کے اکابر کا فیضان برابر جاری رہا۔ وہ جب کبھی ساہیوال جاتے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے دربار میں ضرور حاضری دیتے۔ مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا غلبہ ہوتا اور تھوڑی دیر بعد حضرت بابا صاحب اپنے جلوے سے سرفراز فرماتے ان کے سامنے آتے ہی رقت طاری ہو جاتی اور دولت وصل اور امانت الٰہی کا پرزور تصرف چوہدری صاحب کی طرف امڈ آتا۔ انہیں شدت سے یہ احساس ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت الٰہی میں بابا صاحب فرد تھے۔

ان ملاقاتوں میں بابا صاحب مسائل رشد و ہدایت میں راہنمائی فرماتے تھے کبھی کبھار غلط کاروں کے شر سے محفوظ رکھنے کی خاطر دھوکہ بازوں اور لٹیروں کی نشاندہی بھی کرتے تھے۔ اور بعض وقت ملکی اور عالمی سطح پر رونما ہونے والے ایسے واقعات سے بھی مطلع فرما دیتے تھے جن کا فیصلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کیا جا چکا تھا تاکہ ان کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے اس طرح کی رہنمائی حضرت داتا گنج بخش سے بھی حاصل ہوتی

رہتی تھی۔ پاک پتن شریف میں بابا صاحب کی درگاہ میں حاضری کے دوران حضرت نظام الدین محبوب الٰہی اور خواجہ علی احمد صابر پیا کی زیارت بھی ہوتی رہتی تھی۔ گویا بابا صاحب کی حاضری میں ان کے دونوں چہیتے خلفا کے فیضان سے بھی استفادہ ہوتا رہتا تھا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ چوہدری غلام حیدر صاحب حضرت بابا گنج شکر کے مزار پر حاضر ہو کر درود شریف اور ذکر الٰہی میں مصروف ہوئے تو بابا صاحب نمودار ہوئے اور اپنی قبر کے وسط میں بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک اور انتہائی نورانی شخصیت کے بزرگ فضا میں نظر آئے۔ اور آتے ہی بابا صاحب کے آگے ان کی قبر میں تشریف فرما ہو گئے، ان کی شکل انور میں اس قدر رعنائی اور شخصیت میں ایسی دلکشی تھی کہ انہیں دیکھتے ہی پر توشان مصطفائی اور حسنِ جمال کے ساتھ شوکت جلال کا تصرّف چوہدری صاحب کے جسم و جان میں سرایت کرنے لگا یہ منظر اور تاثر اتنا یکتا اور منفرد تھا کہ چوہدری صاحب کو یہ خیال ہوا کہ ایسا جمال اور کمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسے حاصل ہو سکتا ہے؟ لیکن فوراً ہی دل نے اس خیال کی نفی کر دی اور پھر یہ معلوم ہوا کہ یہ جلوہ رعنا ولی الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ہے جو جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ دار اور سادات میں سے ہیں۔ قبر میں تشریف فرما خواجہ صاحب نے اس حقیقت کی تصدیق بھی فرما دی۔ چوہدری صاحب کو خواجہ صاحب کی شکل و صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت سے حیرت انگیز مماثلت نظر آئی۔ وہ اس عنایت بے نہایت پر حیران تھے۔ چوہدری صاحب بیس سال دہلی میں رہنے کے باوجود کبھی اجمیر شریف نہ جا سکے تھے۔ پاک پتن شریف میں خواجہ بزرگ کے دیدار سے مشرف ہونا ان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ تقریباً آدھ گھنٹے تک غریب نواز اپنے جمال اور اپنی شفقت سے چوہدری صاحب کو نوازتے رہے عشق

رسول کے پرتو سے انہوں نے چوہدری صاحب کے قلب و نظر کو منور کر دیا۔ یہ نوازش اتنی بھرپور تھی کہ اس میں صوت و صدا کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ تمام وقت خاموشی میں گزرا۔ بالآخر غریب نوازؒ نے سلام کا اشارہ کیا۔ جانے کے لئے اُٹھے۔ اور نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔

غریبؒ نواز کی زیارت سے مشرف ہونے سے بہت پہلے اپنے قیام دہلی کے دوران ایک بار چوہدری صاحب حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے جہاں جلال کے غلبے کی وجہ سے عام طور پر درویش بہت کم ٹھہرتے ہیں۔ درود شریف پڑھ کے جب حضرت بختیار کاکی کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ تو وہ سامنے تشریف لے آئے۔ چوہدری صاحب نے رہنمائی کی خاطر ان کی خدمت میں ایک سوال پیش کیا سوال یہ تھا کہ ظاہر میں تو حق کا جلوہ آفاق میں نظر آتا ہے اور باطن میں النفس میں۔ کیا اور جگہ بھی کوئی ایسی ہے جسے مقام وصل و امانت کہا جائے۔ چوہدری صاحب کا سوال سننے کے بعد حضرت بختیار کاکیؒ نے اوپر جانے کا اشارہ کیا۔ اوپر چلے تو انہیں دو سالک درویش نظر آئے۔ ان سے پوچھا کہ اوپر کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہاں حضرت حمید الدین ناگوری کا مزار ہے جو علوم دینی میں حضرت قطب صاحب کے استاد تھے لیکن علوم باطن میں حضرت بختیار کاکیؒ سے مستفید ہوئے تھے۔ خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر چوہدری صاحب نے سلام کیا تو وہ قبر سے باہر تشریف لے آئے۔ چوہدری صاحب نے اپنا سوال دہرایا تو خواجہ صاحب نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت ان کے قلب پر رکھی اور کہا کہ باطن میں یہی مقام وصل ہے، حضرت حمید الدین ناگوریؒ درود شریف پڑھتے رہے اور ہر بار ان کے قلب پہ اُنگلی رکھ کے یہی فرماتے رہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک انہوں نے اپنی صحبت سے مشرف فرمایا اور پھر دعائیں دے کے رخصت کیا۔ اس طرح چوہدری صاحب اکابر سلسلہ چشتیہ سے

برابر فیض پاتے رہے۔

حضرت غوث الاعظمؒ سے پہلی ملاقات ان تمام ملاقاتوں سے بالکل مختلف تھی وہ اپنے نام نامی عبدالقادرؒ سے قدرت الٰہی کے مظہر ہیں۔ جب چوہدری صاحب کو احساس ہوا کہ وہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے روبرو ہیں تو آپ مسکرائے اور زمین پہ ہاتھ مارا۔ وہاں شفاف پانی سے لبریز ایک چھوٹا سا حوض بن گیا۔ غوث الاعظمؒ نے چوہدری صاحب کو چوٹی سے اُٹھایا اور ایک غوطہ دیا۔ پھر دوسری جگہ زمین پہ ہاتھ مارا۔ وہاں بھی صاف پانی کا ایک حوض بن گیا۔ دوبارہ چوہدری صاحب کو اُٹھا کے اس میں غوطہ دیا اور نکال لیا۔ تیسری بار ایک اور جگہ زمین پہ ہاتھ مارا۔ وہاں ایک اور حوض بن گیا۔ پھر چوہدری صاحب کو ایک بچّے کی طرح اُٹھا کے اس میں غوطہ دیا اور باہر نکال لیا اور فرمایا کہ اب جسم صاف ہو گیا اور جادو کے اثرات بھی ختم ہو گئے جسم اور لباس کی صفائی کی تلقین فرما کے دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

اللہ کی راہ میں سفر کے دوران چوہدری صاحب کو بڑے بڑے اولیائے عظام سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ ان میں سے ہر ایک نے ان پر اپنے خصوصی رنگ میں تجلی فرمائی اور اپنی عنایات سے نوازا۔

چوہدری صاحب قبلہ کی زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ رجال الغیب میں ان کی شمولیت سے متعلق ہے ایک روز انہیں یہ معلوم ہوا کہ دہلی کے قطب نے بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک اہم منصب عطا فرما دیا ہے، اور رجال الغیب کی اعلیٰ سطحی مجلس میں رکن کی حیثیت سے ان کا تقرر ہو گیا ہے۔ چوہدری صاحب نے اس نوید پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور فوراً حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ چوہدری صاحب سلام عرض کر کے درود شریف پڑھنے لگے۔ معاً محبوب الٰہی نمودار ہوئے اور آپ نے اپنے روحانی

الطاف سے نوازنے کے بعد رجال الغیب کی مجلس میں چوہدری صاحب کے تقرر کی تصدیق کردی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ فیصلہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اسی رات اچانک ایک بزرگ نمودار ہوئے اور مجلس میں شرکت کے لئے ایک دور دراز مقام پر لے گئے تھوڑی دیر میں ان دونوں کے علاوہ دو بزرگ اور تشریف لے آئے۔ اور ان چار ارکانِ مجلس نے تمام عالمی معاملات پر غور کر کے فیصلے کرنا شروع کر دیئے زیرِ غور ہر مسئلے سے متعلق تمام معلومات فراہم کر دی جاتی تھیں۔ نیز ہر متعلقہ ملک کے حالات کا مشاہدہ بھی کرا دیا جاتا تھا۔ سب معاملات اتفاق رائے سے طے ہوتے رہے، البتہ ایک سربراہ مملکت کے تقرر کے بارے میں چوہدری صاحب کی رائے دیگر تین اراکین کی رائے سے مختلف تھی۔ جب انہوں نے اختلاف کیا تو ان تینوں نے اپنی چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں اور کہا کہ فیصلہ ہو گیا۔

اس طرح مجلس کی دو اور نشستوں میں چوہدری صاحب نے شرکت کی۔ اور ہر مرتبہ وہی صورت حال پیش آئی۔ تمام امور پر اتفاق ہو جانے پر بھی کسی ایک معاملے میں چوہدری صاحب کی رائے ضرور مختلف ہوتی تھی۔ اس اختلاف پر تینوں ارکان اپنی چھڑیاں زمین میں گاڑ دیتے اور کہتے کہ فیصلہ ہو گیا۔ جب تیسری دفعہ ایسا ہوا تو چوہدری صاحب نے چھڑیاں زمین سے نکالیں اور دیگر اراکین سے اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے دوبارہ غور کر کے پھر وہی فیصلہ کیا۔ اور چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں۔ اس سے چوہدری صاحب کو ملال ہوا۔ اس نشست میں شرکت کے بعد گھر آ کر چوہدری صاحب نے نوافل ادا کئے اور درود شریف پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں انہوں نے محسوس کیا کہ وہ مسجد نبوی میں روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے

بصد ادب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجلس میں شمولیت کے سبب ان کے درود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی ہو گئی ہے۔ انہیں اندیشہ ہے کہ کہیں حضور اقدس کی ذات پاک سے انہیں اس مصروفیت کی وجہ سے دوری نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ مجلس کا کام بھی ان کی طبیعت سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لئے ان کی التجا ہے کہ مجلس کی رکنیت کی ذمہ داری سے انہیں فارغ کر دیا جائے۔ ان کی یہ عرضداشت قبول ہوئی اور وہ مجلس کی رکنیت سے کنارہ کش ہو کے یکسوئی کے ساتھ درود شریف اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

اس واقعے سے ایک اہم سوال ذہن میں اٹھتا ہے۔ جب جناب چوہدری غلام حیدر کی افتاد طبع ایسی تھی کہ وہ اس اعلیٰ سطحی مجلس انتظامیہ کے رکن کی حیثیت سے کام نہیں کر سکتے تھے تو ان کا تقرر کیوں عمل میں آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے تو کوئی امر پوشیدہ نہیں ہوتا۔ تو پھر ایسا تقرر کیوں کیا گیا جس سے خود چوہدری صاحب نے سبکدوش ہونے کی درخواست کی، اس کے کئی جواب ہو سکتے ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں۔ ایک ہی مصلحت کے مختلف رخ ہیں۔ ایک تو یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہدری صاحب کو ایک منصب سے نوازا۔ اس عنایت میں ایک ازمائش کا پہلو بھی تھا وہ یہ کہ ایک شخص جس پہ استغراق کا غلبہ ہے اور جو دنیوی امور کے فیصلے میں دیگر اراکین سے متفق نہیں ہوتا کیا اس میں اتنی جرأت ہے کہ تین کے مقابلے میں تنہا ہونے کے باوجود وہ اختلاف کر سکے۔ اور کیا وہ اس صورت حال میں اتنے بڑے اعزاز سے دست بردار ہونے کے لئے تیار ہے۔ اگر اس تقرر کی غایت یہ تھی تو چوہدری صاحب اس پر پورے اترے۔ اور اس کے نتیجے میں وقت آنے پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اس سے بہت بڑے منصب سے نوازا۔ انہیں شیخ العالم کا مقام عطا کیا گیا، تاکہ وہ بجائے دنیوی امور

کے فیصلے کرنے کے سالکین کو قرب حق کی دولت سے سرفراز کریں۔

دوسری مصلحت یہ ہوسکتی ہے کہ مادی اسباب و علل کے نظام پر تکیہ کرنے والی اس دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ اصل فیصلے کسی اور ہی عالم میں ہوتے ہیں اور قوت نافذہ کا حقیقی منبع بھی وہیں ہے۔ چوہدری صاحب کو یہ آزادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عطا ہوئی تھی کہ وہ اپنے مشاہدات اور تجربات بے کم و کاست بیان کردیں اس لئے انہیں ان رموز کے ابلاغ کا ذریعہ بنایا گیا۔ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ اہم عالمی مسائل سے متعلق جو فیصلے مجلس میں ہوتے تھے وہ دوسرے دن اخباروں میں شائع ہو جاتے تھے۔ گویا دنیا بھر کے اخبار مجلس کے فیصلوں کی تعمیل کی روئیداد بیان کرتے تھے۔

تیسرے یہ کہ اس مجلس کی رکنیت اور طریق کار سے بھی لوگوں کو آگاہی ہو۔ یہ نہیں تھا کہ ارکان کی اکثریت کسی ایک ملک سے ہو۔ حجاز مقدس کی فضیلت کے سبب اس بات کا امکان ہوسکتا تھا۔ کہ اکثریت کا تعلق اسی سرزمین سے ہو، لیکن ایسا نہیں ہے، اللہ کے نزدیک فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر ملک کے اہل تقویٰ حضرات مجلس کی رکنیت کے اہل ہوتے ہیں مختلف ملکوں کے ارکان کو جو ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھ سکتے عالم بالا کی رابطے کی زبان سُریانی کا علم دیا جاتا ہے جس میں وہ بے تکلف ایکدوسرے سے گفتگو کرتے ہیں فیصلے سے پہلے ہر مسئلے سے متعلق جملہ کوائف فراہم کئے جاتے ہیں، تاکہ ناقص معلومات کی بنا پر فیصلوں میں غلطی کا احتمال نہ ہو، مجلس کی کاروائی کے بارے میں قبلہ چوہدری صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ سب راز کی باتیں ہیں۔ ایسے اسرار کا ذکر اگر ملتا ہے تو حضرت عبدالعزیز دباغ کی ابریزیں میں۔ خدا چوہدری صاحب قبلہ کے درجات میں اضافہ فرمائے کہ انہوں نے ان اسرار سے لوگوں کو آگاہی بخشنے کا اہتمام کیا۔

ایک اور واقعہ چوہدری صاحب کے فطری استغنا پر روشنی ڈالتا ہے، ایک

دفعہ چوہدری صاحب اپنے مرشد سائیں مراد علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھے تو لوگ اُن سے اپنے گھروں میں جنات کے سائے اور آسیب کے ہاتھوں اپنی پریشانیوں کا ذکر کر رہے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو سائیں جی نے چوہدری صاحب کو قرآن شریف کی چند آیات درود شریف کے ساتھ ورد کرنے کے لئے عطا کیں۔ ورد اور وظیفہ سمجھانے کے بعد کہا کہ آسیب زدہ لوگوں کو فی سبیل اللہ دم کر دیا کرنا ان کا فائدہ ہو گا۔ چوہدری صاحب نے تین چار دن وظیفہ کیا تو جنات ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سلام کیا اور بتایا کہ وہ اس وظیفے کے تابع ہیں۔ اور ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مشکل سے مشکل مہم کو بہ آسانی سر کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے ان کی باتیں سن کر انہیں رخصت کر دیا۔ لیکن ہر روز وہ وظیفے کے بعد آجاتے اور خوب بڑھ چڑھ کے اپنی کارکردگی اور غیر معمولی استطاعت کا ذکر کرتے۔ سات آٹھ دن بعد چوہدری صاحب نے یہ دیکھا کہ وظیفے اور جنات کی حاضری سے ان کے معمولات متاثر ہو رہے ہیں۔ ان کے ذکر اور درود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی ہو گئی ہے۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں تسخیر جنات کے شوق میں انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس سے دوری نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے دوسرے دن جنات کو طلب کیا اور ان سے کہہ دیا کہ میں تمہیں مقید نہیں رکھنا چاہتا تم آزاد ہو، وہ خوشی خوشی رخصت ہو گئے بعد میں جب ان کے مرشد کو معلوم ہوا کہ کس وجہ سے چوہدری صاحب نے جنات سے پیچھا چھڑایا تو وہ ان کے عالی ظرفی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت سے بہت خوش ہوئے۔

رحیم یار خاں میں سکونت اختیار کرنے کے بعد چوہدری صاحب نے ایک مطب کھول لیا تھا چند ہی دن میں کافی مریض آنے شروع ہو گئے۔ چوہدری صاحب نسخے لکھوا دیتے تھے۔ مریض بازار سے دوائیں خرید لیتے مریضوں کی سہولت

کے لئے مطب میں بھی دواؤں کا انتظام کر دیا گیا جہاں سے وہ قیمتاً دوائیں حاصل کر سکتے تھے۔ جب چند مہینے بعد مطب اچھی طرح چلنے لگا تو چوہدری صاحب نے اسے بند کر دیا۔ ان کے دوستوں نے اس فیصلے پر حیرت کا اظہار کیا تو انہوں نے بتایا کہ بعض اوقات مریض بڑی نازک حالت میں دور دراز سے علاج کے لئے آئے۔ انہوں نے مناسب دوائیں تو تجویز کر دیں لیکن ان کی نازک حالت کے سبب کئی راتیں پریشانی میں گزاریں۔ اس پریشانی کی وجہ سے ان کی عبادت کے معمولات متاثر ہونا شروع ہو گئے۔ یکسوئی بھی جاتی رہی۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ اس صورت حال سے کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے دوری نہ ہو جائے غرض وہ کسی ایسی چیز کے متحمل نہیں ہو سکے جس سے مقصودِ کائنات سرورِ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں ان کی محویت کے کم ہونے کا احتمال ہو، چاہے وہ رجا للغیب کی مجلس میں شمولیت کا اعزاز ہو، چاہے جنات کو تابع کر کے آسیب زدہ انسانوں کو خبیث ارواح سے نجات دلانے کی طاقت ہو، چاہے بیمار مخلوق کے علاج کی خدمت۔

ان کا مطلوب و مقصود تو صرف یہ تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے وابستہ رہیں۔ حضور کے قرب کی نعمت سے کبھی محروم نہ ہوں۔ اور حضور کے فیضان خاص سے دولت وصل سے مشرف ہو جائیں چنانچہ جو ان کا مقصود تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں حاصل ہو گیا۔ اس سعادت کا ذکر چوہدری صاحب کے الفاظ ہی میں سنیئے۔ فرماتے ہیں "بالآخر ایک رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنی زیارت سے نوازا اور فرمایا، غلام حیدر۔ ہم تعلیم و تربیت کا محکمہ آپ کو سونپتے ہیں۔ آپ مسلمان سالکین کو اسباق ذکر اللہ دیں ان کو سیدھی راہ بتائیں اور ان کی تربیت و رہنمائی کریں"۔

اس عظیم ذمہ داری کے سونپے جانے پر جب چوہدری صاحب نے اپنی کم علمی

اور عجز بیان کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے فرمایا "ہمیں معلوم ہے۔ ہم علم بھی عطا کریں گے۔ بات چیت اور تعلیم و تربیت کے لئے حکمت اور موعظتہ الحسنہ دانائی کی باتیں، اور احسن طریقہ اور سلیقہ بھی بتائیں گے۔ غلام حیدر آپ فکر نہ کریں۔ ہم اس بات پر خود نظر و توجہ رکھیں گے"!

اللہ اللہ کتنا بڑا اکرام ہے۔ کیسی عظیم عطا ہے۔ اس طرح نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جناب چوہدری غلام حیدر صاحب کو بذات خود شیخ العالم کے منصب پر فائز فرمایا۔ اس عظیم ذمہ داری کو بطریق احسن پورا کرنے کے سلسلے میں چوہدری صاحب نے جو مقام پایا اس کا خلاصہ حضرت داتا گنج بخش کے الفاظ میں سنیئے۔ جب وہ رحیم یار خاں سے داتا دربار حاضر ہوئے تو داتا صاحب اپنی قبر سے نمودار ہوئے اور اپنے روحانی فیوض سے نوازنے کے بعد یوں گویا ہوئے "کوائفِ عشق و محبت ٹھیک ہیں۔ آپ کو ظاہر و باطن۔ خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نگاہ رحمت کے طفیل دولتِ وصل نصیب ہے اور آپ امانت الٰہی کے حامل ہیں"، دولت وصل اور امانتِ الٰہی جسے مل جائے اُسے اور کیا چاہیئے، اور وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف خاص سے۔ یہ ہیں چند جھلکیاں اس داستان عشق و محبت کی جس سے چوہدری صاحب قبلہ کی زندگی عبارت تھی۔ اب آپ اس کتاب کو پڑھیئے اور دیکھئے کہ کس طرح ایک سادہ دل، عالی حوصلہ بلند ہمت مرد مومن کے اخلاص پر رحمت اللعالمین کے انعامات کی بارش ہوئی اور کس طرح اسے اسرار الٰہی کو دو ٹوک انداز میں بیان کرنے کی توفیق مرحمت ہوئی۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط

دعا ہے کہ اپنے شیخ کے حالات زندگی مقصود کائنات سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف بے پایاں کے پرتو میں اس سلیقے سے مرتب کرنے پر جناب رانا رفعت سعید صاحب حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خوشنودی سے سرفراز ہوں اور بارگاہ صمدیت سے اس ہدیہ اخلاص پر بڑے اجر سے نوازے جائیں آمین

افتخار احمد عدنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّظْھَرِ الْجَمَالِ وَ
الْجَلَالِ مِرْاٰۃِ الذَّاتِ مَعْدَنِ الْمُشَاھِدَاتِ مَخْزَنِ التَّجَلِّیَاتِ
مُوْصِلِ الْعِبَادِ اِلٰی رَبِّ الْاَرْبَابِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ہ

ترجمہ : اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار و آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جو تیرے جمال و جلال کے مظہر، تیری ذات کا آئینہ، تیرے مشاہدات کی کان اور تجلیات کا خزانہ اور تیرے بندوں کو اپنے پروردگار تک پہنچانے والے ہیں اور درود بھیج آپؐ کی آل پر اور (ان سب پر) برکت و سلامتی (نازل فرمایئے)"

بیشک میرے آقا و سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بندوں کو مولا سے ملانے والے ہیں مگر بندوں کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملانے والا کون ہے ؟

اس لیے کہ مدارِ اصل تو وہ ذات ہے جس کے ذریعہ اور جس تک رسائی حاصل کیے بغیر سالک کو نہ جادے کا پتہ چلتا ہے نہ زادِ راہ کا..... منزل کا سراغ پائے تو کس طرح پائے۔

قرآن کریم میں مولا تعالیٰ جل جلالہٗ کا ارشاد یہ ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ

(پ ۳ آلِ عمران آیت ۳۱)

(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے ! اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (تمام کیفیات و حالات میں میری اتباع کرو، اپنا کردار ایسا بناؤ جیسا مرا ہے تو) اللہ تم کو محبوب رکھے گا (اللہ تم سے محبت کرے گا) اور (اس

محبت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) اللہ تمہارے گناہ بخشدے گا اور اللہ تو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ (فیوض القرآن۔ از ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)

راقم کو دسمبر ۱۹۶۹ء کو نوابزادہ افتخار احمد عدنی نے فیوض القرآن از ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کا مکمل سیٹ عطا فرمایا جس کے اوراقِ تعارف میں مندرجہ بالا درود پاک مندرج تھا۔ اس درود پاک کے فیوض و برکات تاحال سمیٹ رہا ہوں۔ ۳۱ اکتوبر ۹۴ء کو مکرمی عدنی صاحب کے ساتھی احسان الحق صاحب کی قیامگاہ کشمیر روڈ پر ایک روحانی محفل میں صاحب خانہ نے نورِ مبین کا ایک ایک نسخہ مجھے اور عدنی صاحب کو بطورِ خاص مرحمت فرمایا۔

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی مدظلہ العالی کی اس کتاب نورِ مبین کے ۶۹۵ تا ۷۰۲ صفحات پر رانا رفعت سعید صاحب کا رقم کردہ اپنے شیخ محترم چودھری غلام حیدر صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے مشاہدات میں سے ایک ایسا واقعہ درج ہے جس سے نورِ مبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر دور اور ہر آن کارفرمائی کی جھلکیاں دل و دماغ کو خیرگی اور روحانی توانائی بخشتی ہیں۔

اس واقعہ کے مطالعہ کے بعد سے میرے دل میں ایک ہوک سی اٹھتی رہی کہ "اے کاش ایسے واصلِ بالحق اور مقرّب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ کے ملفوظات تک رسائی کی کوئی راہ نکل آئے۔

میرا مولیٰ علیمٌ بذات الصّدور ہے۔ اس نے ایسا کرم فرمایا کہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو رانا رفعت سعید صاحب نیپا کراچی میں بحیثیت ڈائریکٹر متعیّن ہو کر آئے۔ یہی نہیں بلکہ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے از خود، اپنے شیخ محترم قبلہ چودھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ملفوظات بعنوان "والمقصود موجودہ" کے کتابت شدہ اوراق کے مطالعہ کا شرف بھی بخشا۔

"وَالمقصودُ موجودہٗ"

سبحان اللہ! کیسا پھڑکتا ہوا پیارا عنوان ہے اور پھر یہ پانچ سو کے قریب صفحات اپنے اندر سموئے ہوئے ..... کیا ہیں؟ مظہر الجمال، مراۃ الذات، معدن المشاہدات، مخزن التجلیات اور موصل العباد الیٰ رب الارباب صلی اللہ علیہ وسلّم کے فیضِ مُسلسل کے ایسے جیتے جاگتے ثبوت شامل ہیں کہ ایمان و ایقان کو تقویت اور خیرگی کا سرمایۂ وافر حاصل ہوتا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ مُوصل العباد اِلیٰ رب الارباب، صلی اللہ علیہ وسلّم تک رسائی کی راہ کا سُراغ "والمقصودُ موجودہٗ" میں شامل چودھری غلام حیدرؒ صاحب چشتی نظامی کے ملفوظات فراہم کرتے ہیں۔

صاحب تفسیر مظہری، عارف باللہ علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ الآان اولیاء اللہ کی حقیقت سے آشنا فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو طالب اور مُرید ہیں۔ دوسرے وہ جو مطلوب و مُراد ہیں۔ ایک وہ ہیں جو محب ہیں اور دوسرے وہ جنہیں محبوبیت کی خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں تجلیات الٰہیہ کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز ایسے آئینہ کے مقابل رکھی جاتی ہے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے۔

اولیائے کرام میں دو قوتیں ہوتی ہیں۔ اثر قبول کرنے کی اور اثر کرنے کی۔ پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہ الٰہی سے فیض و تجلی قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے وہ ان ارواح و قلوب کو فیض پہنچاتے ہیں جن کا ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص محض انکار اور تعصب سے پاک ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو ان کے فیوض و برکات سے ضرور بہرہ مند ہوتا ہے۔ ان (اولیائے کرام) کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے جگمگا رہا ہوتا ہے۔ ان تمام اعمال اور اخلاق سے ان کا

دامن یکسر مبرّا ہوتا ہے جو ان کے خالق کو ناپسند ہیں۔ ان پیکرانِ عجز و نیاز کو وہ سر بلندی عطا کی جاتی ہے جسے دینا رشک بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔

(اقتباس از ضیاء القرآن جلد دوم از پیر سید کرم علی شاہ الازہری سورہ یونس آیت ۶۲)

حضرت چوہدری غلام حیدر چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ ان خاص مقربین اور واصلین اولیائے کرام سے ہیں جن کو موصل العباد الیٰ ربّ الارباب یعنی محبوب رب العالمین کی ذاتِ پاک سے اُنس و قرب کا وہ مرتبۂ خاص حاصل رہا ہے کہ جس کسی کو ان سے روحانی اور قلبی مناسبت ہوئی اُسے مناسب اور بالتدریج انداز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذاتِ مبارک تک (براہ راست حُبّ و عشق) رسائی و قرب اور دولت وصل کے حصول کا اہل بننے کا سبق دیا اور پھر اپنی ذات کو اُمتی اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سے اس خوبصورتی اور بے نیازی سے نکال لیتے تھے کہ طالب کو براہ راست منزل عرفان حاصل ہو اور ظاہر و باطن، جلوت و خلوت میں مقصود موجود ہو۔

"وَالمقصودُ مَوجُودُہٗ"

صاحب قرآن، صلی اللہ علیہ وسلّم وہ ہیں جو بندے کو مولیٰ سے ملائیں! اور عاشقین و عارفینِ مصطفیٰ وہ ہیں جو اُمتی کا تعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ دیں۔ یہی حق رشد و ہدایت اور معراجِ ولائیت ہے۔

رانا رفعت سعید صاحب کی یہ خوش نصیبی ہے کہ ان کو چودھری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض و ہدایت کا طویل عرصہ ملا اور اب سعادت بالائے سعادت یہ ہے کہ وہ حضرت چودھری غلام حیدر صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو کمالِ احتیاط سے ترتیب دیکر محبانِ اولیاء کی روحانی سیرابی کے لیے شائع فرما رہے ہیں۔

مولائے کریم رانا صاحب کو دارین کی رفعتوں سے سرفراز کرے۔ (آمین)

خاک پائے درویشان

سیّد محمد فاروق احمدؔ، نیپا کراچی

۲۶۳/۴ مارٹن روڈ کراچی
۴ر جولائی ۹۵ء

حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب رحؒ چشتی

سنہ ۱۹۶۰-۶۱ء میں

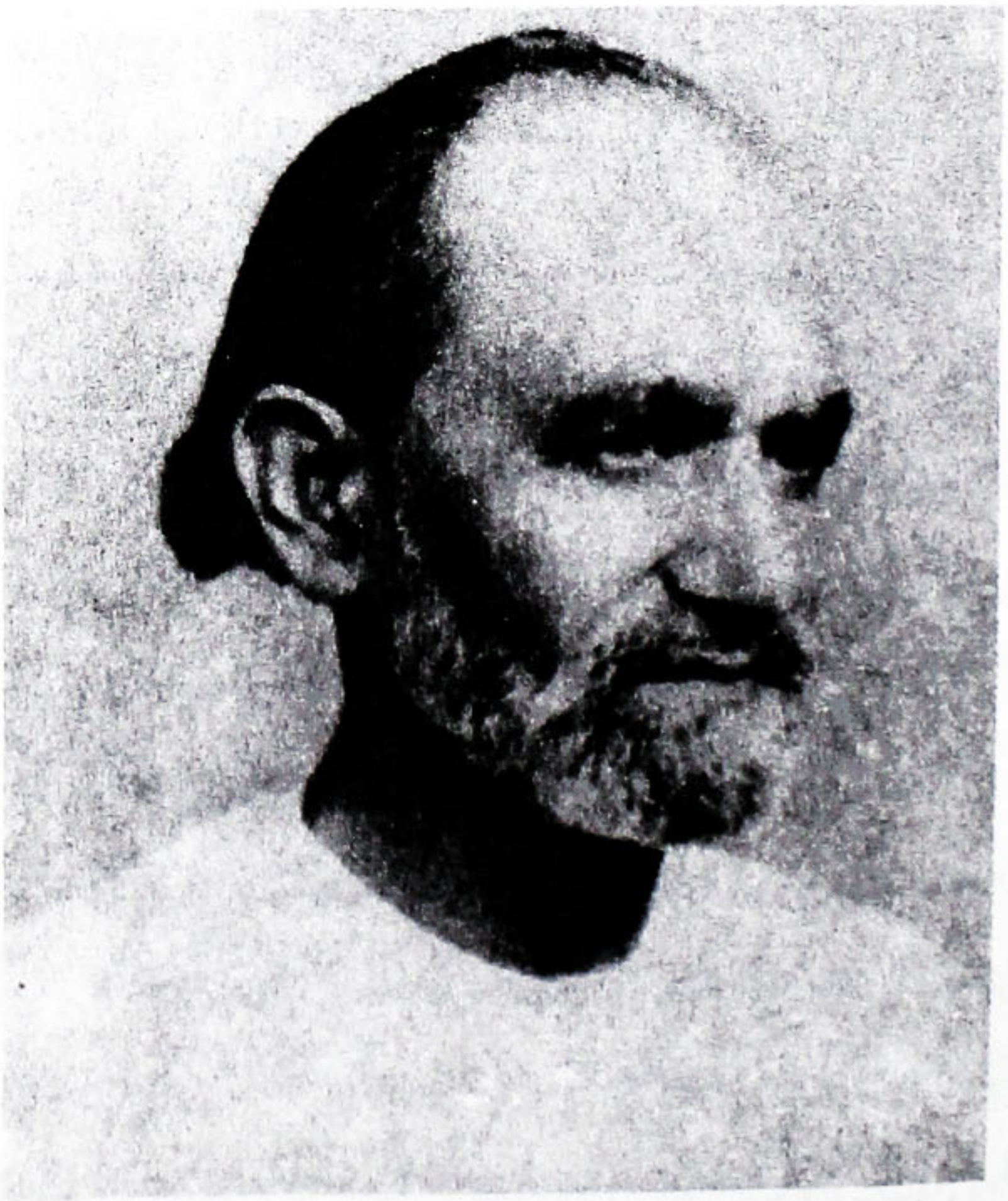

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

باب ۔ ۱

حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خانؒ صاحب کا بچپن

اور

بزرگ بابا سے سعادتِ مُلاقات

صلوٰۃِ فجر کے بعد بیٹھے طالب علم اپنے قاعدے اور سپارے لئے سبق دوہرا رہے تھے۔ امام صاحب حجرہ میں جا چکے تھے۔ اتنے میں ایک قد آور، بارعب، باریش اور نیک صورت تقریباً اسّی سالہ بزرگ ہاتھ میں عصا لئے مسجد میں داخل ہوئے۔ السّلام علیکم اچھے بچّو! قرآن شریف پڑھو، اور بہت پڑھو۔ وعلیکم السّلام باباجی! بہت اچھا باباجی۔ بچّوں نے بیک زبان کہا۔

موضع اجڑام (ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب) میں یہ بزرگ اجنبی معلوم ہوتے تھے۔ بچّوں نے اپنے قاعدے و سپارے سمیٹے اور باباجی کے گرد جمع ہو گئے۔ بہت خوشی کے ساتھ کہ نو وارد بزرگ کی مسجد میں آمد اُن کے لئے شاید جلدی چھٹی کا باعث ہو۔ امام صاحب کے انتظار میں بچّوں نے عرض کی کہ باباجی کیا ہم ٹھیک پڑھ رہے ہیں۔ تم لوگ تو بہت ہی اچھا سبق پڑھتے ہو۔ چھٹی کے بعد گھر جا کر سبق زبانی یاد کیا کرو اور ساتھ ساتھ درُود شریف بھی

پڑھا کرو۔ باباجی ہمیں درود شریف نہیں آتا۔ ہمیں سکھا دیں۔ بزرگ بابا نے ایک بہت چھوٹا سا درود شریف بچوں کو بار بار پڑھ کر سنایا اور زبانی یاد کروادیا۔ امام صاحب کے آنے پر بچوں نے باباجی کو اور مولوی صاحب کو سلام کیا اور گھروں کی راہ لی۔ یہ بیسویں صدی کے آغاز کا زمانہ تھا۔ ہندوستان میں برطانوی سامراج کی حکومت اور ہندو ازم کا غلبہ تھا اور مسلمان سکولوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو دینی تعلیم کے لئے مساجد میں بھیجا کرتے تھے۔

دوسرے روز بابا بزرگ نے بھی فجر کی نماز گاؤں کی مسجد میں ادا کی اور اپنے وظائف میں مشغول ہو گئے۔ سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ بچے مسجد میں آنا شروع ہو گئے۔ موسم گرما کی چھٹیوں میں بچوں کا یہی معمول تھا۔ کہ وہ صبح مدرسہ جانے کی بجائے مسجد میں آجاتے۔

قاعدوں اور سپاروں کا اعادہ اور نئے اسباق میں ننھی منی آوازیں مسجد میں بلند ہوتیں۔ باری باری مولوی صاحب ہر طالب علم کو پاس بلاتے۔ پچھلا سبق سنتے اور نیا سبق دیتے اور پھر آدھ پون گھنٹے میں امام صاحب حجرہ میں چلے جاتے۔

کل کی طرح آج بھی بزرگ بابا اپنے ورد اور وظائف سے فارغ ہوئے اور کہا۔ ننھے منے بچو! السلام علیکم۔ شاباش شاباش، قرآن شریف خوب پڑھو ہاں تو کیا میرا دیا ہوا سبق بھی یاد ہے؟ بچوں نے درود شریف سنایا۔ کسی کو یاد تھا اور کوئی بھول چکا تھا۔ باباجی نے پھر اعادہ کرایا۔ اتنے میں چھ سات سالہ ایک خوبرو بچہ چوہدری غلام حیدرؒ ولد چوہدری وزیر خانؒ آگے بڑھا۔ اور کہا! باباجی۔ میں رات کو درود شریف پڑھتے پڑھتے سو گیا تھا اور میں نے خواب میں مدینہ شریف کی خوب سیر کی۔ مسجد شریف کی بھی زیارت کی۔ پیارے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک اور سبز گنبد بھی دیکھا۔ بہت شاباش تم تو بہت ہی پیارے اور اچھے بچے ہو اور پھر فرمانے لگے۔ درود شریف تمام زندگی پڑھتے رہنا اور پھر سب بچوں سے کہا۔ قرآن شریف پڑھتے رہنا۔ درود شریف پڑھتے رہنا۔ باباجی نے اللہ حافظ کہا اور سب بچوں کے ساتھ ہی مسجد سے باہر نکل گئے۔ تیسرے، چوتھے اور پانچویں دن حتیٰ کہ کافی دنوں تک بچے مسجد میں جا کر بزرگ بابا کا انتظار کرتے رہے۔ مگر باباجی اُس گاؤں کے مہمان تھے اور وہاں سے تشریف لے جا چکے تھے۔

موضع اجڑام ضلع ہوشیار پور

یہ بیسویں صدی کے آغاز کا زمانہ تھا۔ ہندوستان میں برطانوی سامراج کی حکومت اور ہندو ازم کا غلبہ تھا۔ مسلمانوں نے اپنے دینی شعار کے تحفظ کے لئے مساجد کو ہی ابتدائی تعلیم و تربیت کا مرکز بنا رکھا تھا۔ گو کہ گاؤں میں پرائمری سکول تھا۔ مگر وہاں مخلوط تعلیم دی جاتی تھی۔ کیونکہ ہر مذہب کے بچے یعنی مسلمان، ہندو، سکھ اور عیسائی وہاں پڑھنے آتے تھے۔ مڈل اور ہائی سکول اور کالج میں داخلہ کے لئے طالب علموں کو ہوشیار پور شہر جانا پڑتا تھا۔ موضع اجڑام دو صدی قبل سیلاب و طوفانوں کے باعث اُجڑا۔ اور کہاوت ہے کہ یہ قصبہ زمانہ قدیم میں بھی سیلاب، طوفان اور زلزلوں سے تہ و بالا ہُوا۔ لفظ اجڑام بہت حد تک اُجڑاپن اور اُجاڑ و بیاباں سے مناسبت رکھتا ہے اور یہ مناسبت اِس کی تباہی سے اخذ کی جا سکتی ہے۔

تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے انگریز سرکار نے لُدھیانہ کے ایک نامور کاشتکار خاندان جو راجپوت قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اور جسے جنگی ساز و سامان بنانے اور

فنونِ حرب میں بھی مہارت حاصل تھی کے سربراہ کو اس اُجڑے ہوئے قصبہ کو آباد کرنے اور بسانے پر مامور کیا۔ یہ راجپوت سردار اپنے تمام خاندان اور دیگر رفقاء کار کے ہمراہ اپنے تمام ڈھور ڈنگر اور لنگر سمیت اجڑام میں وارد ہوا۔ اُونچے ٹیلوں پر اپنے گھر تعمیر کئے اور ہلوں سے زمین کی کاشت کا سلسلہ شروع ہوا۔ زمین بہت زرخیز تھی۔ ندیوں اور بارشوں کا پانی میسّر تھا ۔ اور تجربہ کار و محنتی کسانوں کی جد وجہد کی بدولت چند ہی ماہ میں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ اور لہلہاتی فصلیں نظر آنے لگیں۔ اِن خوش کُن نتائج کے پیشِ نظر راجپوت خاندان کے دیگر گھرانے اور اس کے علاوہ جاٹ اور ارائیں قبیلوں کے لوگ بھی اِس قصبہ میں کھچے چلے آئے اور کچھ سالوں کے بعد یہ علاقہ ایسے لگنے لگا کہ پہلے کبھی اُجڑا نہ تھا۔

چوہدری وزیر خاںؒ صاحب کا گھرانہ

اسی قبیلہ راجپوت کے خاندان میں چوہدری وزیر خاں اُنیسویں صدی عیسوی کے آخری نصف میں پیدا ہوئے۔ یہ گھرانہ زمیندار اور جفا کش ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے گاؤں میں دینی و دنیوی علوم میں بہت آگے تھا۔ چوہدری وزیر خاں کی شادی اپنے ہی خاندان کی ایک نیک سیرت خاتون سے ہوئی۔ اُن کے ہاں اللہ تعالےٰ نے تین بیٹے عطا کئے۔

۱۔ چوہدری غلام احمد خاں صاحب (سنِ پیدائش ۱۸۹۰ء تقریباً)
۲۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب (سنِ پیدائش ۱۹۰۰ء تقریباً)
۳۔ چوہدری محمد محسن خاں صاحب (سنِ پیدائش ۱۹۲۰ء تقریباً)

اس کتاب میں چوہدری وزیر خاں صاحب کے درمیانے بیٹے چوہدری

غلام حیدر خاں صاحب کی زندگی کے حالات، درویشی و فقر میں اُن کی لگن، جد وجہد اور نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ اُن کی بچپن ہی سے وابستگی اور عشق و محبت، اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل راہِ سلوک و معرفت کے میدان میں کشود و نمودِ مقامِ خودی۔ عطائے دولتِ وصل و امانت الٰہی اور جلوت و خلوت میں مشاہدۂ مصطفائی (علیہ الصلوۃ والسلام) و کبریائی۔ اور سرِّ الٰہی۔ سرِّ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور حقیقتِ "مُحَمَّدِیَہ" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور رَبّ العالمین و رحمتٌ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل اُن پر جو لُطف و کرم اور رحمت و عنایات ہوئیں۔ راقم نے اپنی محدود علمی و قلمی استعداد سے انہیں احاطۂ تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے اور ہر چند یہ ذاتِ لامحدود کے لاانتہا فیوض و برکات۔ مشاہدۂ حق و صفات، سیر فی الارض والسّموات۔ ظاہری و باطنی علوم کے انکشافات اور جو رُشد و ہدایات بھی اُس کے بندۂ مومن کو عطا ہوئیں اُس کو خاکۂ تصوّر و سطور میں لانے اور پیش کرنے کی ادنےٰ سعی ہے اور یہ اس لئے ممکن ہوا کہ راقم کو گزشتہ پچیس تیس برسوں میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُن کے حلقۂ ارادت میں رہنے اور وقتاً فوقتاً اُن کی محبّت میسّر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور جو کچھ دیکھا، سُنا اور سیکھا سپردِ قلم کر رہا ہوں۔ ؎

یہ سب تمہارا کرم ہے آقاؐ
کہ بات اَب تک بنی ہوئی ہے

اِبتدائی تعلیم

موضع اجڑام میں ایک چھوٹا سا سکوُل تھا۔ والدین نے اُن کو (یعنی غلام حیدر خان صاحبؒ کو) پانچ چھ برس کی عمر میں اُس سکول میں داخل کروادیا۔ آپ اُس وقت دوسری جماعت میں تھے۔ جب اُن کو بُزرگ بابا سے گاؤں میں مسجد میں شرف ملاقات ہوَا۔ آپ پر باباجی کی پُر تاثیر نصیحت کا بے حد اثر ہوَا، اور آپ زیادہ تر اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے میں درُود شریف کبھی خیال میں دُہراتے اور کبھی سانس کے ساتھ پڑھتے رہتے اور بچپن میں ہی اُن کو کئی بار خواب اور خیال میں مدینہ منوّرہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اُن کی بچّوں کے ساتھ کھیل کُود میں دلچسپی کم ہوتی گئی۔ سکول میں پڑھائی کا سلسلہ بھی بہت متاثر ہوَا۔ حتیٰ کہ بہت غیر حاضریاں ہونے لگیں۔ والدہ محترمہ بہت زیادہ فکرمند رہنے لگیں اور جب بھی بیٹے سے پُوچھتیں تو یہ اکثر ہاتھ سے نفی کا اشارہ کر دیتے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا کہ تمام کائنات فانی ہے تو مَیں اس میں کیا دلچسپی لوں؟ والدہ محترمہ کو بعض اوقات یہ گمان بھی ہوَا، کہ میرے بیٹے پر نظرِ بد اور جادُو وغیرہ کا اثر ہو گیا ہے۔ ایک دو دفعہ وہ اِن کو کسی پرہیز گار سیانے کے پاس بھی لے گئیں اور دُعا و دم کروایا مگر یہ نظرِ بد یا جادُو ہوتا تو کم ہوتا۔ بالآخر پڑھائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ یا تو کھیتوں میں کام کرتے رہتے یا پھر باغ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے اور درُود شریف پڑھتے رہتے۔ کبھی کبھی دو تین دن تک گھر نہ آتے۔

سنِ بلوغت اور دیگر بزرگوں سے ملاقات

درود شریف کی کثرت اور کلمہ شریف کے ورد سے طبیعت پر "لا" اور "لا الہ" کے حقائق آشکارا ہونے لگے۔ اُنہیں یہ ہر وقت محسوس ہونے لگا کہ کائنات کی تمام اشیاء فانی ہیں۔ معًا جو دوسرا سوال دل و دماغ میں اُبھرتا۔ وہ یہ ہوتا کہ اگر کائنات فانی ہے تو باقی کون ہے اور کہاں ہے۔ طبیعت دُنیا و مافیہا سے اُچاٹ ہوتی گئی اور "باقی" کی طرف مائل رہنے لگی۔ ایک مرتبہ کوئی بزُرگ گاؤں میں تشریف لائے تو والدہ محترمہ اُنہیں اُن کے پاس لے گئیں اور کہا کہ میرے بیٹے کو آپ کوئی اچھا سا سبق دیں یا وظیفہ بتائیں تاکہ اس کا دل گھر بار میں لگے اور جو رُوحانی طور پر یہ چاہتا ہے اُس میں بھی ترقی ہو۔

صاحبِ بزُرگ نے کچھ وظیفہ بتایا۔ اُنہوں نے ایک دو دن کیا۔ مگر طبیعت نے قبول نہ کیا۔ تیسرے روز جب بزُرگ نے اُن سے پوُچھا کہ کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ باباجی اس وظیفہ پر طبیعت نہیں جمی۔ آپ یہ بتا دیں کہ کیا یہ مجھے "باقی" کا گھر بتا دے گا اور اُس کی نشاندھی کر دے گا۔ صاحب بزرگ نے اُن کی والدہ محترمہ سے معذرت کی، کہ جو آپ کا بیٹا چاہتا ہے میں اس کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔

چند ماہ ایسے ہی گزُر گئے۔ طبیعت "باقی" کی تلاش میں تھی۔ گاؤں میں ایک اور بزرگ آئے۔ انہوں نے بھی ایک وظیفہ بتایا۔ وُہ جنّات کی تسخیر کا تھا اور عملیات کی طرف لے جاتا تھا۔ قبلہ چوہدری غلام حیدرؒ صاحب نے اس کو بھی قبُول نہ کیا۔ دوسرے روز باباجی سے کہا کہ جناب میری

طبیعت جنّ و ملائک و دیگر مخلوق کی تسخیر نہیں چاہتی مجھے تو خالق کی تلاش ہے۔ اگر آپ اس ضمن میں میری راہنمائی کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ بزرگ بابا حیران ہو گئے اور اُن کو سبق دینے سے معذرت کر لی۔ پندرہ سولہ برس تک آپ درود شریف اور کلمۂ طیّبہ کا ذکر ہی کرتے رہے۔ گو اس وقت تک انہیں کسی سچّے اور صحیح بزرگ کی راہنمائی حاصل نہ ہو سکی تھی۔ مگر اس وظیفۂ کلمہ طیّبہ سے اُن پر دُنیا و مافیہا کے فانی ہونے کی حقیقت واضح ہوتی گئی اور طبیعت پختگی سے مالک حقیقی کی تلاش میں گم رہنے لگی۔ ہفتہ ہفتہ گھر سے باہر رہتے۔ لبسا اوقات آپ باغ یا بھوسہ والے کمرے میں درود شریف اور کلمۂ طیّبہ کا ذکر کرتے پائے جاتے۔

قبلہ شیخ محترم سے مُلاقات

گاؤں سے باہر ایک ڈیڑھ میل کے فاصلے پر حضرت سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ چشتی کا فقیرانہ ڈیرا تھا۔ وہ لوگوں کے ہجوم سے دُور رہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے گاؤں کے باہر لبُود و باش اختیار کر رکھی تھی۔ تھوڑی بہت کھیتی باڑی کر لیتے تھے اور وہیں ذکر و اذکارِ الٰہی کیا کرتے تھے۔ گاؤں کے لوگوں کو اُن کے مقام و مرتبہ کا علم نہیں تھا۔ سوائے ایک دو کے کوئی بھی اُن کے پاس نہیں آتا جاتا تھا۔ وہ بھی اکثر ذکر و اذکار میں گم رہتے تھے۔ غذا کے طور پر دوسرے تیسرے روز دُودھ و جو کی تھوڑی سی ربڑی یا دو تین روٹی کے لقمے مرچ اور پانی کا شوربہ بنا کر اُس کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

قبلہ چوہدری غلام حیدر خاں صاحبؒ کو اس فقیر شخصیّت کا علم ہوا تو

وہ اُن کے ڈیرے پر صبح چلے جاتے اور اُن سے تھوڑی دُور ہٹ کر بیٹھ جاتے۔ سائیں صاحبؒ کبھی کبھی اِن کو دیکھ لیتے۔ مگر تمام دن اپنے وظیفہ میں کھوئے رہتے۔ شام پڑتی تو سائیں بابا کو ادب سے سلام کر کے گھر چلے آتے۔ اِن کی طبیعت قبلہ سائیں صاحب سے کافی مانوس ہوتی گئی۔

اِسی طرح کئی ماہ گزر گئے۔ ایک دِن قبلہ سائیں صاحبؒ نے اُن کو اپنے پاس بُلایا اور پوچھا کہ جوان تم کیا چاہتے ہو اور یہاں ہر روز کیوں آ جاتے ہو۔ عرض کیا قبلہ کہ کائنات تو فانی ہے۔ مجھے "باقی" کی تلاش ہے۔ کہنے لگے برخوردار قرآن شریف پڑھتے ہو! جی سائیں جیؒ۔ تو پھر یہ چھوٹی سی آیت شریف یاد کر لو۔ (انہوں نے آیت شریف پڑھ کر یاد کروا دی) اور اس کا وظیفہ کیا کرو۔ عرض کیا، اچھا بابا جیؒ!

دو تین ہفتہ کے بعد قبلہ سائیں صاحبؒ نے آپ کو پھر اپنے پاس بُلایا اور پوچھا کہ جوانؒ! وہ وظیفہ کر رہے ہو کیا؟ سائیں جی نہیں۔ کیوں برخوردار؟ سائیں جی دو تین دن تک کیا اس پر طبیعت نہیں جمی۔ مَیں تو دُرود شریف اور کلمۂ طیبہ ہی پڑھتا رہتا ہوں۔

ایک ڈیڑھ سال کا عرصہ ایسے ہی گزر گیا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ صُبح قبلہ سائیں صاحبؒ کے ڈیرے چلے جاتے اور شام کو گھر لوٹ آتے۔ اس دوران کبھی کبھار وہ کھیتی باڑی بھی کر لیتے۔

قبلہ حسین شاہؒ صاحب سے شرفِ مُلاقات

قبلہ حسین شاہ صاحبؒ جو کہ قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ کے پیر بھائی تھے اور واصل و اہلِ مقام بزُرگ تھے۔ ایک دن وہ قبلہ سائیں صاحبؒ کے

ڈیرے پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے استفسار کیا کہ بھائی صاحب یہ جوان کون ہے؟ اور صبح سے آپ سے دور ہٹ کر کیوں بیٹھا ہوا ہے۔ قبلہ سائیں صاحبؒ نے کہا کہ یہ اِسی گاؤں سے تعلق رکھتا ہے اور تقریباً ڈیڑھ سال سے صبح آجاتا ہے اور شام کو گھر چلا جاتا ہے اور کوئی بات چیت نہیں کرتا۔ مَیں نے اس کو ایک وظیفہ بتایا تھا۔ مگر اِس کی طبیعت نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اور تمام دن یہ درود شریف اور کلمۂ طیّبہ کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

قِبلہ حسین شاہ صاحبؒ نے کہا کہ بھائی صاحب آپ اتنے سخت نہ ہوں جوان لڑکا اگر شوق سے یہاں مسلسل ڈیڑھ سال سے آرہا ہے اور زبان سے کچھ نہیں کہتا تو آپ اسے بلا کر صحیح راستے پر ڈالیں اور اپنے بزرگوں کا بتایا ہوا ذکر اللہ اور راستہ اسے بتا دیں۔ مجھے تو اس کی طبیعت بہت صاف و شفّاف معلوم ہوتی ہے۔

ذِکرُاللّٰہِ "سُلطٰنًانّصِیرًا"

کا سبق

اُس روز قبلہ سائیں صاحبؒ نے اُنہیں اپنے پاس بُلایا اور نام پُوچھا۔ اور کہا کہ کیا تم اجڑام کے راجپُوت گھرانے سے تعلّق رکھتے ہو؟ عرض کیا جی سائیں جیؒ! پھر قبلہ حسین شاہ صاحبؒ سے کہا کہ بابا انور خاں شاہ صاحبؒ (اِن دونوں بُزرگوں کے قبلہ شیخ صاحبؒ) مجھے یاد آیا کہہ گئے تھے کہ اس گاؤں سے ایک راجپُوت نوجوان تمہاری خدمت میں آئے گا۔ اُس کو خواجہ بزُرگ خواجہ غریب نوازؒ کا سلسلہ بسلسلہ آیا ہوَا یہ ذکرِ الٰہی بتا دینا۔ پھر دونوں بزُرگ بھائی مُسکرائے اور قبلہ سائیں صاحبؒ نے اِن کو اِلّاَ اللّٰہ کا ذکر سمجھایا اور کرنے کا طریقہ بھی بتایا اور کہا۔ برخوردار بیٹا۔ اِس ذکر کو سانس کے ساتھ ناک کے راستے "اِلّاَ اللّٰہ" کو ایسے پڑھنا ہے "اِلّاَ" کو سانس کے ذریعے ناک سے اندر کھینچنا ہے اور "اِلّاَ اللّٰہ" کا بقیہ حصّہ یعنی "لّٰ اہ" سانس کے ساتھ ناک سے باہر نکالنا یا گزارنا ہے۔ چُونکہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی طبیعت پر کلمۂ طیبہ پڑھنے سے لَآ اِلٰہ کے اثرات یعنی اثرات نفی یا کائنات کا فانی ہونا ثابت ہو چکا تھا تو قبلہ سائیں صاحبؒ نے صرف اثبات کا ذکر یعنی اِلّاَ اللّٰہ (یعنی اللہ تعالےٰ ہی ہے) یعنی جو "باقی" ہے سمجھا دیا اور سکھا دیا، اور اِس ذکر "اِلّاَ اللّٰہ" کو پُورے دھیان کے ساتھ کرنا ہے اور نشِست نگاہ

ناک پر مرکوز رکھنا ہے۔ یعنی دونوں آنکھوں کی توجہ خیال میں اور عملاً ناک کی چونچ یا چوٹی پر رہنا چاہیئے۔

گھوڑا نفس دا ذکر دی واگ دیکے نفس مارنا کم بہوں چنگیاں دا (بابا وارث
چھڈ زراں تے حکم فقیر ہونا ایہہ کم ہے بہوں چنگیاں دا شاہ صاحب)
یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے (علامہ اقبالؒ)

ذِکرُ اللّٰہِ سُلطٰناً نَّصِیراً

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے بعد ازاں جب یہ ذکرِ الٰہی ہمیں سکھایا۔ تو فرمایا کہ اس ذکر کو "سُلطٰناً نَّصِیراً" کہتے ہیں اور اس کا قرآن شریف کی سُورۃ بنی اسرائیل میں ذکر ہے اور جب خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت حاجی خواجہ عثمان ہارونیؒ کی معیّت میں مدینہ منوّرہ میں دربارِ رسالت (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں حاضری دی تھی تو یہ ذکر سلطٰناً نَّصِیراً" اُن کو وہاں سے عطا ہوا تھا۔ تو یہ بھی ایک وجہ ہے کہ خواجہ غریب نوازؒ کو عطائے رسول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کہتے ہیں اور خواجہ صاحبؒ کو ارشاد مبارک بھی ہوا تھا کہ آپ اجمیر شریف چلے جائیں اور وہاں اللہ تعالےٰ کا نام لے کر سلسلۂ درس و تدریس اور تبلیغِ دین کا آغاز کریں۔ خواجہ صاحبؒ نے عرض کی یا جدی یا رسُول اللہ (علیک الصلوۃ والسّلام) مَیں نہیں جانتا کہ اجمیر کہاں ہے اور وہاں کے لوگ کیسے ہیں۔

پھر ارشاد مبارک ہوا تھا کہ یا وَلَدی یا خواجہ اس ذکر "سُلطٰناً نَّصِیراً" یعنی ذکرُ اِلاَّ اللہ" کو سانس کے ساتھ ناک کے ذریعہ سے توجہ ناک پر مرکوز رکھ کر (ایک خاص طریقہ کے ساتھ جو پہلے درج

کر دیا گیا ہے) سانس کو اندر و باہر لے جائیں۔ دھیان و توجہ کے ساتھ خُوب کریں۔ آپ کو اجمیر کا علم ہو جائے گا۔

خواجہ صاحبؒ نے وہیں مسجدِ نبوی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے سایۂ شفقت میں بیٹھ کر ذکر اِلاّ اللہ بہت توجّہ سے کرنا شروع کر دیا۔ اور اس ذکرِ اثبات پر زور دیا اور نگاہِ رحمتؐ للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی براہ راست توجہ و لُطف و کرم سے خزائنِ اِسرار ذکرُ اللہ اُبھرنے اور نمُودار ہونے شروع ہوئے۔ اور چند ساعت میں خواجہؒ صاحب پر کائنات روشن ہو گئی اور اسرارِ اثبات یعنی اسرارِ ذات "باقی" جَلوت و خَلوت میں مُنکشف ہو گئے۔ قبلہ خواجہ صاحبؒ نے عرض کی۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) اس ذکر سُلطاناً النّصیراً سے مجھ پر کائنات روشن ہو گئی ہے اور بے حد اِسرار و تجلّیاتِ مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور کبریائی ظاہر و باطن میں ظہور پذیر ہوئی ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اجمیر شریف ہندوستان کے وسط مغرب میں ایک چھوٹا سا شہر ہے اور وہاں جادوگری، جنّات و توہّم پرستی، بُت گری، بُت پرستی ذات پات کی نفرت اور باطل کا دور دورہ ہے۔ غریب عوام بے کس و لاچار ہیں اور وڈیروں، راجوں اور مہاراجوں کے مظالم اور بار محصولات میں گھرے ہوئے ہیں۔ حکام نے ان سے خون پسینہ کی کمائی چھین کر سونے و چاندی کے بُت بنا کر مندروں میں سجا رکھے ہیں اور سال میں کئی بار بُتوں، دیوی اور دیوتاؤں کے تہوار مناتے ہیں اور بعض تہواروں پر غریب و بے کس نوجوان لڑکیوں کو قربان کر کے اِن بُتوں کی بھینٹ

چڑھایا جاتا ہے۔

نبی کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ صاحبؒ آپ اجمیر چلے جائیں۔ وہاں قرآن وحدیث کی تعلیم وتربیت اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کریں اور تبلیغ دین کا آغاز کریں چھوٹے اور بڑے کو گلے سے لگائیں۔ شفقت ومحبّت سے یہ کام کریں۔ اُن کو اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک خالقِ کائنات ومالک حقیقی کی عبادت کا سبق دیں۔ اُنہیں بُت وجنّات پرستی اور شرک ومُنکرات سے منع کریں اور اُن کو جاگیرداروں، راجاؤں، پروہتوں اور جادوگروں کے مظالم سے نجات دلائیں۔ انشاء تعالےٰ آپ اللہ تعالےٰ کی حِفظ وامان میں رہیں گے اور ہماری شفقت واعانت اور توجہ اور رحمت آپ کے شامل حال رہیں گی۔ قبلہ خواجہ صاحبؒ نے (محبوبٌ ربّ العالمین، رحمتٌ للّعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حضور بے حد ادب کے ساتھ درود وسلام عرض کیا اور اجازت طلب کی اور براستہ بغداد شریف اور لاہور شریف عازم سفر ہوئے۔

فضیلتِ ذِکرُ اللہ

حضورِ اکرم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے جب خواجہ غریب نوازؒ سے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ اجمیر چلے جائیں اور وہاں جا کر سلسلہ درس وتدریس اور تبلیغِ دین کا آغاز کریں اور اِس کے جواب میں خواجہ صاحبؒ نے عرض کیا تھا! یارسُول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) مَیں نہیں جانتا کہ اجمیر کہاں ہے اور وہاں کے لوگ کیسے ہیں وغیرہ وغیرہ تو بجائے ذکر اللہ سُلطاناً النصیراً

کے عطا فرمانے اور سمجھانے کے آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) خواجہ صاحب کو براہ راست اُسی وقت بتا سکتے تھے کہ اجمیر ملک ہند کے وسط مغرب میں ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ جہاں پر بُت گری و بُت پرستی جنّات و توہم پرستی۔ شرک و جادوگری اور ظلم و تشدّد کا بازار گرم ہے اور آپ وہاں جاکر ڈیرہ لگائیں اور قرآن اور حدیث شریف کی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کریں۔ حضورِ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کا اگر ایسے ارشاد ہو جاتا تو معاملے کی اصل کو بہت واضح اور آسان کر دیتا۔ مگر اس طرح عطائے ذکر اللہ سلطٰنًا النّصیرًا قبلہ خواجہ صاحبؒ کو نہ ہوتی اور اس کے فضائل، فیوض و برکات، انوار و تجلّیات سے خواجہ صاحبؒ اور اُن کے بعد میں آنے والے اُن کے شاگرد، اولیاء کرام، بزرگانِ دین اور مسلمان محروم رہ جاتے۔ تاریخ شاہد ہے کہ خواجہ صاحبؒ اور دیگر بزرگانِ دینؒ اور اولیاء اللہ نے بذریعہ درس و تدریس اور تبلیغ ہندوستان میں بُت و جنّات پرستی، شرک و جادوگری اور بے کس و نادار عوام پر ظلم و تشدّد کے مظالم کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ انہوں نے ہر خاص و عام اور چھوٹے بڑے کو گلے سے لگایا۔ شفقت و محبت سے کلمۂ توحید پڑھایا اور قرآن و حدیث شریف کی تعلیم دی۔ اس طرح سے ہندو اور دیگر مذاہب کے لاکھوں لوگ مشرّفِ باسلام ہوئے اور خالقِ حقیقی کے نورِ ہدایت سے فیض یاب ہوئے۔ برّصغیرِ پاک و ہند میں یہ سلسلۂ درس و تدریس اور تبلیغِ اسلام اولیاءِ کرام و بزرگانِ دین کا مرہونِ منّت ہے اور ان اکابرین کی پُرخلوص محنت اور اَنتھک جدّو جہد کے سبب آج اس خطۂ ارض پر بلکہ انڈونیشیا، ملائشیا، برما، سری لنکا چین، رُوس، ایران، تُرکستان، عربستان، یورپ اور افریقہ میں کروڑوں

مسلمان نظر آتے ہیں۔ ؎

عشق را از شغلِ لا آگاہ کُن
آشنائے رمزِ اِلاَّ اللّٰہ کُن
نفی ہستی ہے کرشمہ دلِ آگاہ کا
لا کے دریا میں ہے موتی نہاں اِلاّ اللّٰہ کا

(علامہ اقبالؒ)

؎ ذِکْرُ اللّٰہِ "سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا" سانس کے ساتھ کرنا ہے اور
یہ ذِکْرُ اللّٰہِ "خفی" ہے۔

قبلۂ شیخ صاحبؒ کی نصیحت و دُعا

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ جب سے اُن کے قبلہ شیخ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ نے یہ ذکرِ خفی سمجھایا اور براستہ ناک سانس کے ذریعہ سے کرنے کا طریقہ بتانے کے بعد یہ کہا کہ یہ ذکرِ اثبات ہے اور اگر تم اِس کو خلوصِ نیّت اور توجہ سے کرتے رہے اور صدقِ مقال اپنایا اور رزقِ حلال کھایا تو ایک دن انشاء اللہ تعالےٰ حضور کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت اور لُطف و کرم کے طفیل تم ظاہر و باطن میں مالکِ حقیقی کو پہچان لو گے اور دیکھ لو گے۔ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" وَاصِل بِالرَّسُوْلِ مَقْبُول (عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام) اور واصل باللہ ہو جاؤ گے۔ آمین۔ اور وُہی ذات پاک مطلُوب و مقصُود اور موجُود ہے اور مقصودِ کائنات ہے اور میری دُعا ہے کہ حضورؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی تم پر ڈھیروں عنایات اور بے پناہ رحمت ہو اور اللہ تعالےٰ تم کو اس مقصدِ عُظمےٰ سے ہمکنار و کامیاب کرے اور تم منزلِ مقصُود کو حاصل کر لو۔ آمین

اثرات و خصوصیاتِ ذِکرُ اِلاَّ اللّٰہ

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میری طبیعت ذکر "سُلطٰناً النّصیراً" اس ذکر اثبات پر پوری طرح جم گئی اور میں نے بڑے ذوق و شوق، تندہی و توجہ کے ساتھ ذکر کرنا شروع کر دیا۔ دنوں اور ہفتوں میں دُنیا و مافیہا سے مجھے بے نیازی محسوس ہونے لگی۔ شروع شروع میں نیند کا غلبہ ہو جاتا۔ مگر بعد میں نیند اور بھوک کم ہوتی گئی۔ مگر میں بدستور کھیتی باڑی کرتا رہا۔ چونکہ والد محترم کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا اور بڑے بھائی محترم غلام احمد خاں صاحبؒ جو اسلامیہ کالج پشاور میں بی اے میں پڑھتے تھے۔ قبلہ والد صاحب کی وفات کے بعد تعلیم چھوڑ کر سرکاری ملازمت اختیار کر چکے تھے تاکہ گھر بار کے اخراجات صحیح طور پر چل سکیں۔ محکمہ ڈاک و تار میں بطور کلرک کے دہلی میں کام کا آغاز کیا اور پاکستان کے بننے تک بچّوں کے ساتھ وہیں مقیم رہے۔ اور وہیں سب کے سب شہید ہو گئے۔ (اُن کے حالاتِ زندگی مختصراً ایک باب میں آگے بیان کئے جائیں گے) اور سب سے چھوٹے بھائی محترم محمد محسن خان صاحب بہت چھوٹے تھے لہٰذا گھر کے تمام کام کاج کا بوجھ بھی قبلہ چوہدری صاحبؒ کے سر پہ آن پڑا۔ وہ کھیتی باڑی بھی کرتے۔ گھر کا کام کاج بھی اور ہمہ وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے۔

قبلہ خواجہ صاحبؒ ذکر کے اثرات کے بارے میں بہت سی خصوصیات

اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ اُن میں سے چند موٹی موٹی اور اہم باتوں کا بیان نیچے درج کیا جا رہا ہے۔

ا۔ نیند کا غلبہ

ابتدا میں ذکر الٰہی کثرت و توجّہ کے ساتھ کرنے سے طبیعت پر نیند کا غلبہ رہتا ہے اور لوگوں سے زیادہ بات چیت بھی ناگوار لگتی ہے اور معمولی اُلجھن اور ذرّہ سی ناگوار بات پر غصّہ آجاتا ہے۔

ب۔ بھوک و پیاس

بھوک میں کمی واقع ہو جاتی ہے مگر پیاس زیادہ لگتی ہے اور کافی ٹھنڈا پانی پینے کو دل کرتا ہے۔

ج۔ کام میں دلچسپی

جو کام بھی کریں۔ اُس میں سالک زیادہ محو رہتا ہے اور محنت و مشقت کا کام زیادہ کرتا ہے بلکہ کام میں الگ تھلگ رہ کر ذکر میں توجّہ و یکسوئی بڑھ جاتی ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے یہ بھی کہا کہ اُن کے ساتھ عجیب حُسنِ اتفاق ہوتا تھا کہ کھیتی باڑی میں یکساں زمین کی تیاری، یکساں کھاد اور یکساں بیج کے ساتھ اُن کی فصلیں دیگر کاشت کاروں کی نسبت زیادہ صحت مند ہوتی تھیں اور جھاڑ اور پیداوار فی ایکڑ بھی زیادہ ہوتی تھی اور بیل بھی زیادہ خوش نظر آتے اور زیادہ تندہی سے کام کرتے سونڈی اور بیماری سے فصلیں نہایت حد تک محفوظ رہتیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب اللہ کے نام

کی برکت تھی۔

د۔ جسم میں حِدّت و گرمی کی زیادتی

جسم میں حدّت اور گرمی کافی بڑھ جاتی ہے مگر سالک کا ہوش و حواس دماغی کیفیت اور جسمانی قوت برقرار رہتی ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ذکر کی کثرت سے اُن کے جسم کا درجہ حرارت بعض اوقات اتنا بڑھ جاتا تھا کہ بار بار نہانے کو دل کرتا۔ کئی دفعہ تو وہ پانی کا مٹکا اپنے اوپر انڈھیل لیتے۔ پانی سر سے پاؤں تک بہہ جاتا۔ مگر جسم جُوں کا تُوں رہتا اور کپڑے بھی خشک رہتے۔ بعض دفعہ وہ پانی کی چلتی کھائی یا ندی میں بیٹھ یا لیٹ جاتے تو اُٹھنے پر کپڑے خشک ہی رہتے۔ میری یہ حالت دیکھ کر والدہ محترمہ مجھے جَو، اور دودھ کی ربڑی یا کھیر بنا دیتی تھیں۔ (یہ تجربہ اُن کو بڑے بھائی صاحب کی طبیعت سے پہلے ہو چکا تھا کیونکہ جب کبھی بھی اُن کے جسم میں ذکرِ اللہ کی کثرت سے حدّت بڑھتی تو والدہ محترمہ اُنہیں بھی دودھ اور جَو، کی ربڑی یا کھیر بنا کر کھلاتی تھیں) اور قبلہ سائیں صاحبؒ اور قبلہ حسین شاہؒ صاحب جب بھی مَیں اُن سے ملاقات کرنے جاتا تو فرماتے تھے کہ برخوردار حب سالک کے جسم کا درجۂ حرارت بہت بڑھ جائے تو دُرود شریف کا وِرد اور قرآن مجید کی تلاوت میں اضافہ کر دینا چاہیئے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مَیں ایسے ہی عمل کرتا تو تھوڑے ہی وقت میں درجۂ حرارت کم ہو جاتا اور طبیعت اعتدال پر آجاتی۔

ر۔ طبیعت میں غُصّہ کی زیادتی

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ شروع شروع میں جب سالک

ذکرِ الٰہی کا سبق لیتا ہے اور ذوق و شوق سے ذکر میں دلچسپی لیتا ہے۔ طبیعت میں حدّت کے ساتھ ساتھ غصّہ کی زیادتی بھی ہو جاتی ہے۔ جس کو اُس کے گھر والے اور رفقاء بہت جلد محسوس کر لیتے ہیں۔ مگر سالک کو اس بات کا احساس جلدی نہیں ہوتا۔ لہٰذا طبیعت کو اعتدال میں رکھنے کے لئے لازمی ہے کہ تلاوت کلام پاک اور درُود شریف کثرت سے پڑھا جائے اور وقتاً فوقتاً سالک اپنے شیخ کامل سے ملاقات استوار رکھے اور اچھے بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوتا رہے۔

س ۔ سرُور و مستی کا غلبہ

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ذکر کے تسلسل و کثرت سے طبیعت میں سرُور و مستی کا غلبہ رہتا، نہ کسی سے ملنے کو دل کرتا اور اگر کوئی بات بھی کرتے تو وہ طبیعت پر گراں گزرتی۔ دل و دماغ میں ذکر لگن اور یکسوئی رہتی۔ اور یہ فکر دامن گیر رہتا کہ مالکِ حقیقی کب جلوہ دکھائے گا۔ پھر طبیعت بے چین ہو جاتی اور اسی تڑپ میں کئی روز گزر جاتے۔ نہ کھانے کو دل کرتا۔ بلکہ کبھی کبھار وہ ہفتہ ہفتہ تنہائی میں گم رہتے اور اکثر بھوسے والے کمرے سے برآمد ہوتے۔ والدہ محترمہ اُن کی گمشدگی سے اشکبار ہو جاتیں اور اُن کے مل جانے پر انہیں نہلانے پر مجبُور کرتیں۔ نئے کپڑے دیتیں اور دُودھ پلاتیں۔

ص. کوسوں کی مسافت چند لمحوں میں طے

قبلہ چوہدری صاحبؒ اکثر کہا کرتے تھے کہ وہ ذِکرُ اللہ کی لگن اور مگن میں اکثر گاؤں سے کوسوں دُور نکل جایا کرتے تھے اور اُنہیں مسافت و تھکان

کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ بتلاتے تھے کہ وہ جب ٹاٹا سٹیل پلانٹ بنگال میں کام کرتے تھے۔ وہاں ایسے بھی کئی بار ہُوا کہ ایک قدم اٹھانے سے دوسرا قدم زمین پر رکھنے تک ایک آنِ واحد میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل تک کا فاصلہ طے ہو جاتا اور وہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتے۔ بعض اوقات ایسا وقوعہ غیر ارادی طور پر ہو جاتا اور بعض دفعہ ارادتاً ہو جاتا۔

ط۔ ذکرِ الٰہی اور نظر بر قدم

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی درویش کوسوں کی مسافت کو چند لمحوں میں طے کرنا چاہتا ہو تو ذکر اللہ "سُلطٰنًا النصیرًا" کو چلتے پھرتے یکسوئی کے ساتھ نظر بر قدم (یعنی اپنی نظر و توجہ قدموں پر) رکھتے ہوئے کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرنے سے اور جب دایاں قدم اُٹھائیں تو سانس ناک کے ذریعے ذکر کرتے ہوئے اندر کھینچیں "اِلّاَ" والی حالت کی طرح اور جب بایاں قدم اُٹھائیں تو سانس ناک سے باہر نکالیں یعنی ذکر کی "ل ا ہ" والی حالت کی طرح تو اس طرح چلتے پھرتے نظر قدموں پر رکھتے ہوئے ذکر اللہ کرنے سے حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ مردِ سالک ایک جگہ سے ایک قدم اُٹھاتا ہے تو دوسرے ہی لمحہ جب وہ دوسرا قدم اُٹھاتا ہے تو بہت دُور کئی میل دُور جسم کے ساتھ وہاں پہنچ جاتا ہے راستے میں پہاڑ، سمندر اور کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوتی۔ اِسے بزرگانِ دین نے ایک خاص ابدالی قوّت یا "طیّ الارض" بھی کہا ہے۔ اولیاء اکرام اور ابدال یا رجال الغیب حضرات جو باطنی محکمہ انتظامیہ یا اہل خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔ اُن کو یہ خاص صِفت یا قوّت نبیؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسلام)

کے وسیلۂ جلیلہ ونگاہِ رحمت کے طفیل اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے عطا ہوتی ہے۔

ظ۔ "ذِکرُاللہ" نظر بَرناف

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ "ذکراللہ" نظرِ برناف یعنی "ذکر اللہ" اگر نظروں کو ناف پر جماکر روزانہ پانچ دس منٹ تک توجہ کے ساتھ کیا جائے تو نفسانی، جسمانی اور جنسی خواہشات اعتدال پر آجاتی ہیں بلکہ بہت کم ہوجاتی ہیں۔

ع۔ ذکرِالٰہی اور لیٹے یا سوتے ہوئے نظر بر اُنگشتِ پاؤں

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتایا کرتے تھے کہ وہ لیٹتے وقت یا سوتے وقت ذکر پر زور دیا کرتے تھے اور چارپائی یا زمین پر سیدھے دراز ہوتے اور نظر و توجہ پاؤں کے انگوٹھوں پر ہوتی۔ اکثر اُن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ جسم کے تمام جوڑ اور اعضاء الگ الگ ہوجاتے اور اُن کی آنکھیں یہ منظر دیکھتی رہتیں اور دماغی حالت بھی دُرست رہتی اور جب ذکر کی یہ حالت ختم ہوتی یا جلال ذکر کم ہوتا تو تمام جوڑ اور اعضاء خود بخود دوبارہ جسم کی اصلی جگہوں میں جمع ہونا شروع ہوجاتے اور "ٹھک ٹھک" کی دھیمی آوازوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھیک لگ جاتے اور اُن کے کان جوڑوں کے جُڑنے کی ایسی آوازیں سُنتے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ کسی نے اُن کو ایسی ٹوٹی پھوٹی حالت میں دیکھ لیا اور وہ گھبراہٹ میں شور مچاتا ہوا یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا کہ چوہدری غلام حیدرؒ کو کسی نے قتل کر دیا ہے مگر جب وہ شخص تھوڑے وقفہ

کے بعد چند آدمیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہُوا تو مجھے صحیح حالت میں ٹھیک جسم کے ساتھ دیکھ کر ششدر رہ گیا ہے اور کہنے لگا، یا الٰہی یہ کیا ماجرا تھا۔ کیا مَیں خواب دیکھ رہا تھا۔ حضرت چوہدری صاحبؒ اُس وقت تو سب کے سامنے خاموش رہے مگر کافی دنوں کے بعد اُس شخص کو بتایا کہ یہ سب کچھ یعنی جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا، ذکرِ الٰہی کو کثرت کے ساتھ کرنے سے ہُوا تھا۔

ف۔ جسم کا پھیلاؤ

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ ذکر اللہ کو بکثرت کرنے سے اُن کے ساتھ ایک دو دفعہ ایسا ہُوا کہ دیکھتے دیکھتے ہی اُن کا جسم پھیلنا شروع ہو گیا اور دائیں سے بائیں کوسوں دُور تک پھیل گیا۔ وہ باہوش و حواس رہے اور بہت بڑے رقبہ پر محیط ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جسم سُکڑنا شروع ہو گیا اور آہستہ آہستہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

ک۔ رُوحانی اور جسمانی پرواز لاہُوتی

ذِکر سُلطٰنًا النّصیرًا نشست میں بیٹھ کر سانس اِلاّ لٰ کے ساتھ ناک سے اندر کھینچ کر تالُو سے دماغ میں لے جائیں اور چند سیکنڈ سانس کو اسی حالت میں دماغ میں رو کے رکھیں اور "ل اہ" کے ساتھ سانس چھوڑ دیں یعنی سانس ناک سے باہر گزاریں اور ذکر اسی طریقہ سے کرتے رہیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ذکر کی اس حالت میں سانس کو دماغ میں ساکت رکھنا، ذکر و سیر فی المقام لاہُوت ہے اور اس طریقہ سے

سالک کی رُوحانی وجسمانی پرواز شروع ہو جاتی ہے۔

ق۔ سُلطان الاَذکار

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ چوکڑی مار کر بیٹھنا جس سے پاؤں کی ایڑھی سے نچلا جسمانی سوراخ بند ہو جائے، آنکھیں بھی بند ہوں، اور کانوں میں انگشت رکھ دیں تاکہ یہ سوراخ بھی بند ہو جائیں۔ مُنہ بھی بند ہو اور ذکرؒ اِلّا اللّٰہ" اس طریقہ سے کیا جائے جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہتے تھے کہ ذکر کو اِس طرح کرنے سے ذکرؒ سُلطان الاذکار" کہتے ہیں اور اس سے رُوحانی وجسمانی پرواز، باطنی ترقی وکمالات کا ظہُور اور اسرارِ الٰہی کے انکشافات اور سالک کے حجابات بہت جلد اُٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جسم میں حدّت اور طبیعت میں جلالی کیفیت بہت زیادہ رہتی ہے اور جس کو اعتدال میں رکھنے کیلئے کثرت کے ساتھ تلاوتِ قرآن شریف اور وردِ درُود شریف صبح و شام بے حد ضروری ہے وگرنہ سالک پر مجذوبی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو مہینوں بلکہ سالوں تک رہ سکتی ہے لہذا یہ تمام اذکار شیخِ طریقت ومُرشدِ کامل کے بتلائے بغیر نہ کئے جائیں۔ ؎

گوش ببند و چشم ببند ولب ببند
وگرنہ بینی سرِّ حق بر ما بخند (مولانا رُومؒ)

ل۔ صَوتِ حَسَن

ذکرِ الٰہی کی کثرت اور لگن میں سالک کو بسا اوقات غیب سے بے حد

دلچسپ، پُرکشش اور میٹھی میٹھی آواز آتی ہے جو اُسے ہی سنائی دیتی ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اسے "صوتِ حسن" کہتے ہیں اور اس آواز میں باطنی ہدایات بھی ہوتی ہے جن کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہدایات سالک کی بہتری کے لئے ہوتی ہیں اور اگر راستہ میں کسی وقت کج روی محسوس ہو یا کوئی خطا یا گناہ سرزد ہونے کا اندیشہ ہو۔ تو یہ آواز سالک کی راہنمائی کرتی ہے جس پر عمل کر کے وہ اپنی کج روی دُور کر لیتا ہے اور پھر سیدھی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔

صد اوراق، صد کتاب در نار کُن رُوئے دِل را جانب دلدار کُن (مولانا رومؒ)
اِک "الف" تیرا درکار اَگوں بس کریں او یار (بابا بُلھے شاہؒ)

م۔ گذشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ "ذکر اللہ" کی باقاعدگی مشق اور معمول سے بعض دفعہ مختلف گذشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم اور مشاہدہ ہو جاتا ہے اور یہ مشاہدہ اور علم، مردِ مومن، ذاکر کو خوابی، نیم خوابی اور بیداری کے عالم میں عطا ہوتا ہے (مگر اکثر وہ اسے خُفیہ رکھتا ہے اور کسی غیر دوست کے ساتھ ایسی گفتگو کرنے سے گریز کرتا ہے۔ حضرت قبلہؒ بتلاتے تھے، کہ

ایک دفعہ کراچی کے قیام میں اُن کے ایک شاگرد دوست رات کو خواب میں دیکھا کہ وہ (صبح کا وقت ہے اور ایک خاص سڑک کے کنارے کھڑا ہے تاکہ وہ سڑک کو عبُور کرے اور اُس پار اپنے کام یا دوکان پر جا سکے) سڑک کے کنارے کھڑا ہے اور دیکھتا ہے کہ ایک سائیکل سوار کو ایک تیز رفتار ٹرک نے کچل دیا ہے اور سائیکل سوار وہیں دم توڑ دیتا ہے۔ پھر ان شاگرد

دوست کی اسی گھبراہٹ میں آنکھ کھُل جاتی ہے... صبح اُٹھتے ہی اُنہوں نے یہ خواب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں بیان کیا اور حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص رات کو تلاوتِ کلام اللہ، درود شریف اور ذکر و اذکار پڑھتا سو جائے تو اُس کو اکثر خواب وغیرہ صحیح و سچی دکھائی دیتی ہیں... ہاں آپ اس خواب کا چنداں خیال نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی تعبیر کچھ مختلف ہو...

دو تین دن بعد وہ صاحب اس خواب کو تقریباً بھُول چکے تھے اور وہ اتفاق سے صبح کے وقت کام پر جاتے ہوئے، اُسی سڑک کے کنارے کھڑے تھے کہ اُن کے سامنے ایک تیز رفتار ٹرک گزرا، اور اُس نے ایک سائیکل سوار کو کچل دیا اور اُس نے وہیں دم توڑ دیا.... یہ منظر دیکھنے کے بعد اُن کو پھر اپنی خواب یاد آئی...

عطائے چشمِ بینا اور دلِ بینا

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بتلاتے تھے کہ تلاوت قرآن کریم، وردِ درُود شریف اور کثرت ذکر اللہ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سالک کو خواب و بیداری میں نبی کریم (علیہ الصّلوہ والسّلام) کی زیارت پاک نصیب ہوتی ہے اور اسی طرح سابقہ و موجود اولیاً اللہ سے شرفِ ملاقات ہوتی ہے۔ وہ اگر قبرستان میں جائے تو اہل قبور سے ملاقات اور بات چیت ہو جاتی ہے۔ مردِ سالک کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل سے یہ عطائے "چشمِ بینا" ہے۔ بعض اولیاء اللہ کو یہ "چشمِ بینا" خاص اوقات و موقعوں پر عطا ہوتی ہے اور بعض اولیاء اکرام کو یہ نعمت عام اوقات و حالات میں بھی نصیب رہتی ہے۔

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ مردِ سالک تلاوتِ قرآن کریم، وردِ درُود شریف، کثرت ذکر اللہ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی جب زیادہ خلوص و توجہ اور محنت و مجاہدہ کے ساتھ کرتا ہے تو اُسے محبّت و اتباع میں نبیٔ کریم (علیہ الصّلوۃ والسّلام) کا اور زیادہ قرب نصیب ہو جاتا ہے پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام)

کی شفقت و رحمت کے طفیل ایک دن "دلِ بینا" بھی عطا ہو جاتا ہے اور پھر اُسے جلوت میں مشاہدۃً فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اور خلوت میں مشاہدۃً وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝ اور وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ نصیب ہوتے ہیں۔

(اس عنوان کی قدرے زیادہ تفصیل بعد کے ابواب میں دی گئی ہے)

؎ دلِ بینا بھی کر خُدا سے طلب — آنکھ کا نُور دل کا نُور نہیں
ہر اِک ذرّہ میں ہے شاہدِ مکین دل — اِسی جلوت میں ہے خلوت نشین دل

(علامہ اقبالؒ)

؎ شاہ رگ تھیں نزدیک لدھو سے پا دِل اندر جھاتی ہُو
اساں اُنہاں وچ اوہ اساں وچ (حضرت باہُو) دُور رہی قُربا تی ہُو
قلب کمال جمالوں جسموں، جو ہر جاء جلیلوں ہُو
قبلہ قلب منوّر ہو یا (حضرت باہُو) خلوت خاص خلیلوں ہُو

(حضرت سُلطان باہُوؒ)

؎ "وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ" سرِّ الٰہی — "تُوَلِّیْتُمْ" فاش گواہی
ہر صُورت وچ رانجھن ماہی — کیتا ناز دا ڈھنگ نیارا
ہر رنگ میں بے رنگ پیارا

(خواجہ غلام فریدؒ)

؎ نُور ہدایت کریں عنایت — خوف و رجاء وِچ رکھّیں
عشقوں کریں منوّر سینہ — روشن دل دیاں اکھّیں

(مولانا غلام رسُولؒ)

۱۔ تلاشِ حق اور مالک حقیقی

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ درود شریف اور ذکرِ الٰہی کے اثرات تیزی کے ساتھ اُن پر وارد ہوئے اور طبیعت قبول کرتی گئی اور متحمل ہوتی گئی۔ دن بھر کوسوں کا سفر طے کر جاتے۔ کبھی کسی سمت پر نکل جاتے اور کبھی کسی سمت . . . جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں بھی استراحت فرماتے وہیں پر غیب سے کھانا میسّر ہو جاتا اور کبھی کبھی موسمی پھل بھی مہیا ہو جاتے۔ کافی دن گھر سے غائب رہتے۔ گرمی و سردی کا بالکل احساس نہ ہوتا۔ جہاں رات آگئی وہیں بسر ہو گئی۔ اس کا بندوبست بھی غیب سے ہو جاتا۔ جب کبھی گھر لوٹتے تو والدہ محترمہ کے اصرار پر مجبوراً غسل کرتے اور کپڑے بدلتے۔ پھر چند دن گھر پر ٹھہرتے تو قبلہ شیخ صاحبؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے۔ مگر قبلہ چوہدری صاحبؒ کہتے تھے کہ سلام دُعا کے علاوہ کوئی خاص بات اُن سے نہ ہوتی۔ صبح کو جاتے تو شام کو واپس آجاتے مگر شیخ صاحبؒ قبلہ اُن کیطرف دیکھتے رہتے۔ کوئی بات چیت نہ ہوتی تھی۔ پھر طبیعت میں رَو آتی تو قبلہ چوہدری صاحبؒ گھر سے نکل جاتے اور یہ سلسلہ کئی ماہ تک ایسا ہی رہا۔

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ درود شریف اور ذکرِ الٰہی سے طبیعت میں اطمینان ضرور تھا کہ مالک و دوستِ حقیقی انشاءاللہ تعالےٰ ضرور اپنے لُطف و کرم سے نوازے گا اور اپنا نظّارہ اور وصل عطا فرمائے گا۔ طبیعت میں روز اُداسی اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی کہ دوستِ حقیقی کب ملے گا۔ طبیعت میں سرور و مستی غالب رہتی ۔ رقّت و زاری سے آنکھیں دوست کی یاد میں پُرنم رہتیں اور کسی سے بات کرنے کو جی نہ کرتا۔

چند عزیز و اقارب اور احباب ایسا بھی سمجھتے تھے کہ قبلہ چوہدری صاحب کا شادی میں کسی رشتہ کی ناکامی کے باعث یہ حال ہو گیا ہے۔ وہ دُبی دُبی زبان میں پُوچھ بھی لیتے تھے کہ آپ کا یہ حال ہم سے دیکھا نہیں جاتا۔ ہم آپکے خیر خواہ اور غم خوار ہیں۔ آپ ہمیں بتائیں جہاں آپ کہیں گے وہیں آپ کی شادی کی بات طے کروا دیں گے۔ یہ بات ہوتی تو قبلہؒ اُن کو بتلاتے۔ مگر اُن کو تو دوستِ حقیقی سے ملنے کی تڑپ تھی اور وہ اُسی مالک کی یاد میں مدغم اور ڈوبے رہتے تھے۔ دِل میں ایک ہی لگن اور خواہش تھی کہ دوست کب ملے گا اور کب وصل ہو گا؟

ب۔ بابا نُور شاہ صاحبؒ چشتی کے مزار پر

حاضری اور سعادتِ مُلاقات

موضع اجڑام کے ساتھ ہی بابا نُور شاہ صاحبؒ چشتی کا مزار شریف و تکیہ تھا۔ اُن کو اُس وقت وفات پائے تقریباً چالیس پچاس برس ہو چکے تھے تکیہ میں پانی کا کنواں، سقاوہ، نماز پڑھنے کا بندوبست اور گلاب و موتیا کے پودے اور کافی سایہ دار درخت تھے۔ سردی و گرمی میں وہاں بہت پُرسکون ماحول رہتا تھا۔ یہ بزرگؒ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے محترم دادا شیخ قبلہ انور شاہ صاحبؒ (مونہ شریف والوں) کے پیر بھائی تھے اور واصلین اولیاء کرام میں سے تھے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس اُداسی و اضطراب کے عالم میں وہ اکثر اوقات تکیہ میں چلے آتے اور پھولوں کی خوشبو میں درُود شریف میں مشغول رہتے۔ صبح کو وہاں آجاتے اور شام کو واپس گھر چلے جاتے۔ طبیعت کی بے چینی جُوں کی تُوں رہتی اور آنکھوں میں فراق کے آنسو جاری رہتے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ تکیہ میں اور کوئی شخص موجود نہ تھا اور قبلہ چوہدری

صاحبؒ (اُس وقت اُن کی عمر سترّہ اٹھارہ برس کے لگ بھگ تھی) وہاں بیٹھے ذکرالٰہی میں مشغول تھے اور طبیعت دوست کی یاد میں بے چین اور ڈُوبی ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مزار شریف کا تعویز شق ہوا اور بیچ میں ایک بہت ہی خوش شکل و جسیم بزرگ جن کی عمر ستر برس کے قریب دکھائی دیتی تھی نمودار ہوئے اور ہوا میں تیرتے و قدم اُٹھلتے ہوئے ان کے پاس آن کھڑے ہوئے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے سلام عرض کیا اور باباجیؒ نے وعلیکم السلام جواب دیا۔ قبلہ باباجیؒ بہت ہی پُرکشش لباس میں زیب تن تھے۔ سر پر عمامہ اور جسم پر جُبّہ تھا۔ لباس ایسے لگتا تھا کہ بہت ہی اچھے کپڑے میں جیسے سنہری تاریں ساتھ بُنی ہوئی ہوں اور اُن کے لباس سے چمک دار شعاعیں نکل رہی تھیں۔ باباجیؒ کا پاس آنا ہی تھا کہ طبیعت میں سُرور و مستی میں مزید اضافہ ہوتا گیا اور رِقت بھی بہت بڑھ گئی۔

قبلہ بزُرگ باباجیؒ نے کہا۔ بیٹا غلام حیدرؒ کیوں اُداس رہتے ہو اور کیوں روتے رہتے ہو۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عرض کیا۔ قبلہ باباجیؒ میں ذکرالٰہی میں گم تو رہتا ہوں مگر دوست حقیقی نہیں ملتا۔ تڑپ و لگن بہت رہتی ہے مگر وہ اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔ طبیعت بے چین رہتی ہے۔ بعض اوقات ایسے وہم ہوتا ہے کہ مَیں راہِ حقیقت تو نہیں کھو گیا ہوں۔ باباجی نُورشاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ بیٹا ہم تمہیں دیکھتے رہتے ہیں۔ ہمارا سبھی کا یہی راستہ تھا۔ تمہارا راستہ بالکل ٹھیک ہے۔ مَیں اور باباانُورشاہ صاحبؒ (قبلہ چوہدری صاحبؒ کے دادا شیخ صاحبؒ) اس راستے پر اکٹھے ہی گامزن ہوئے تھے اور حضورؐ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے صدقے میں اللہ تعالےٰ نے اپنا فضل و کرم فرمایا اور جلوت و خلوت میں وصل سے نوازا۔ تم کسی قسم کا غم یا فکر مت کیا کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہی ہوتے

ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عرض کی۔ باباجیؒ دوست سے وصل کہاں وکب ہوگا اور اُس کا مقام کہاں ہے؟ باباجیؒ نورؒ شاہ صاحب نے فرمایا۔ مَیں تھوڑی بہت تمہاری راہنمائی کر دیتا ہوں۔ مگر سرِّ الٰہی یا رازِ دوست یا مقام وصل سے تمہیں ایک اور بزُرگ جو واصل ہیں آگاہ کر دیں گے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عرض کیا۔ باباجیؒ اُن بزرگوں کا کیا نام ہے اور وہ کہاں رہتے ہیں؟ باباجیؒ نے فرمایا۔ وہ بزرگ اسی گاؤں اجڑام میں ہی رہتے ہیں اور اُنہیں لوگ گاموں شاہ صاحبؒ کہتے ہیں۔ وہ سلسلۂ قادریہ سے نسبت رکھتے ہیں اور اُن کی عمر تقریباً اسّی برس ہے۔ باباجیؒ نورؒ شاہ صاحبؒ۔ یہ کہہ کر اور سلام کر کے واپس اپنے مزار میں تشریف لے گئے۔

ج۔ باباگاموں شاہ صاحبؒ قادری سے

شرفِ مُلاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے گاؤں میں باباگاموں شاہ صاحبؒ کا پتہ کیا، اور اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ باباجیؒ نے وعلیکم السلام کہا۔ مگر اپنے کام میں مصرُوف رہے۔ گرمی کے موسم میں۔ وہ صرف تہہ بند یعنی دھوتی باندھے ہوئے تھے اور گائے بھینسوں کو چارہ ڈال رہے تھے۔ ایک۔ چھوٹے پُوتے کو اُٹھائے ہوئے تھے اور کچھ بچّے اُن کے آگے پیچھے تھے۔ پھر اُنہوں نے گائے بھینسوں کا دودھ نکالنا شروع کر دیا اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ساتھ کوئی بات چیت نہ کی۔ باباگاموں شاہ صاحبؒ قوی جسم سانولے رنگ اور قدآور بزرگ تھے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ دوسرے دن تیسرے دن بلکہ ہفتہ تک روز

جاتے رہے اور سلام عرض کر کے بیٹھ جاتے مگر بابا گاموں شاہ صاحبؒ اپنے مولیشیوں میں مصروف رہتے اور کوئی بات چیت نہ فرماتے۔

ایک ہفتہ بعد قبلہ بابا گاموں شاہ صاحبؒ نے التفات فرمایا، اور کہا کہ اے جوان! تمہارا نام کیا غلام حیدر ہے؟ اور کیا تم گاؤں اجڑام کے راجپوت زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہو؟ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عرض کی۔ جی بابا جی۔ آپ ٹھیک فرماتے ہیں اور پھر قبلہ گاموں شاہ صاحبؒ نے کہا۔ جوان! تم اپنی لگن میں بہت پختہ و باعزم ہو۔ مجھے چھ سات روز سے بہت تاکید و شدّت سے کہا جا رہا تھا اور مجھے تمہاری صورت دکھا دی گئی تھی۔ نام اور پتہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ جب ایسا نوجوان آپ کے پاس آئے تو اُسے سرِّ الٰہی سے آگاہ کر دینا اور مالکِ حقیقی کی ازلی صُورت مُبارک کی نشاندہی کر دینا۔ محبُوبؐ کائنات کا پتہ بتا دینا اور مقامِ وصل سے اُس کو فی سبیل اللہ آگاہ کر دینا۔ اُسے سمجھا دینا کہ وہ اِدھر اُدھر نہ گھُومے، دوست کو باہر نہ تلاش کرے۔ پھر حضرت قبلہ بابا گاموں شاہ صاحب قادریؒ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کو بڑی شفقت سے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا۔ اے جوان عزیز! وہ کائنات کا مالک جس کی تلاش میں تُو سرگرداں ہے تیرے پاس ہے اور شہ رگ سے قریب تر ہے اپنے اندر غوّاص کر اور غوطہ زن ہو۔ مقام خُودی کی گرہ کھول اور دوست حقیقی کا نظّارہ کر لے۔ ظاہر و باطن میں وہی جلوہ فرما ہے۔ قبلہ بابا جیؒ نے کہا۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور اس کا عرفان حاصل کیا۔ اُس نے اپنے رَبّ کو پہچان لیا اور اس کا عرفان حاصل کر لیا۔ پھر حضرت قبلہ بابا گاموں شاہ صاحبؒ نے سرِّ الٰہی سے پردہ اُٹھایا اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو دوست

حقیقی کے گھر کا پتہ بتا دیا۔ جلوت و خلوت میں صورتِ دولت وصل کی نشاندہی کر دی اور "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" ۝ "وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْن ۝"۔ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" اور "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ" کی تشریح اور عقدہ کشائی کر دی۔

؎ چُوں خلیل آمد خیالِ یارِ من — صُورتش بُت، معنیٔ او بُت شکن
گر ترا گویند زمستی بُوالحسن — یا صغیر السِّن یا رُطب البدن

(مولانا رُومؒ)

؎ الف اَحد جَد دِتّی دکھا لی، از خود ہو یا فانی ہُو
عینوں وعین ہتھیو سے (حضرت) باہُو سرِ وحدت سُبحانی ہُو

(حضرت سُلطان باہُوؒ)

؎ جس پایا بھید قلندر دا — راہ کھوجیا اپنے اندر دا
اِک لازم شرط ادب دی اے — ہر ہر وچ صُورت رَبّ دی اے
کِتے ظاہر، کِتے چھپیندی اے — مُنہ آئی بات نہ رہندی اے

(حضرت بابا بُلّھے شاہؒ)

؎ گھر یار تے ڈھونڈدی پھریں باہر، کِتے محل نہ ماڑیاں اُٹھ گیا
اَکھیں کھول کے دیکھ توں وچ آنگن، یار اندر اے نہ کِسے گُٹھ گیا

(بابا ولیٔ شاہؒ)

؎ "نَحْنُ اَقْرَب" راز انوکھا — "وَهُوَ مَعَكُمْ" ملیا ہو کا
سمجھ سونجھا نو عالم لوکا — ہے ہر رُوپ میں عین نظارا

(خواجہ غلام فریدؒ)

باباجی گاموں شاہ صاحبؒ نے کہا۔ عزیز نوجوان! ذکرِ الٰہی پر بہت زور دینا۔ درود پاک اور کلام اللہ بھی پڑھتے رہنا، اور جو اسباق سلوک و طریقے آپ کے شیخ قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ نے تمہیں بتلائے ہیں۔ انہیں ویسے ہی کرتے رہنا۔ اللہ تعالےٰ اور رسُول مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) حفظ و امان اور نصُرت و رحمت عطا فرمائیں (آمین) مقامِ خُودی، مقامِ وصل انشاء اللہ تعالےٰ جلد کھُل جائے گا۔ تمام دوئی جاتی رہے گی۔ جلوت میں بھی وہی نظر آئے گا اور خلوَت میں بھی وُہی۔ ظاہر میں بھی وہی ہو گا اور باطن میں بھی وُہی۔ جدھر دیکھو گے۔ اُسی کی صُورت مُبارک نظر آئے گی۔

؎ ایہہ تن میرا چشماں ہووے، میں دِلبر ویکھ نہ رجّاں ہُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں، اِک کھولاں اِک کجّاں ہُو

(حضرت سُلطان باہوؒ)

؎ مُکھ چند بدر شعشانی اے — مَتھّے چمکے لاٹ نُورانی اے
کالی زُلف تے اَکھ مستانی اے — مخمُور اَکھّیں ہَین مدّھ بھریاں

(حضرت مہر علی شاہؒ)

؎ زُلف سیاہ دیاں کالیاں راتیں، دلبر دے در بالے (مولانا
دام بقا دے خلوت خانے، وصلوں کرن نتارے غلام رسُولؒ)

○

توُں وچ خودی خودوں چھٹ وگیوں، خود تھیں خبر نہ پائی
پھُسیاں چھوڑ اُڈیندیاں ڈے وَل جھاک ایا نیاں لائی (مولانا غلام رسُولؒ)

مُکھ مبارک شعلے نوُری، شکل سبھی نوُرانی
کیا کہواں اَوہ کس دے جیہا، ہَور نہ اُسدا ثانی
ایہہ صُورت پُرمعنی انور، مظہر فیض الٰہی
رُخ دے نوُروں عالم دمکے، ماہ کنوں تاماہی
حُسن جمال، کمال معانی کرے نگاہاں مائل
پاک خصائل، نال فضائل اندر عُمر اوائل

(مولانا غلام رسولؒ)

؎ خوُدی کا سرِّ نہاں لَا اِلٰہ اِلاّ اللہ — خوُدی ہے تیغ فساں لَا اِلٰہ اِلاّ اللہ
مقام اُس کا ہے دل کی خلوتوں میں — خُدا جانے مقامِ دل کہاں ہے
خوُدی کا نشیمن ترے دل میں ہے — فلک جس طرح آنکھ کے تِل میں ہے
ہر اک ذرّہ میں ہے شاید مکین دل — اِسی جلوت میں ہے خلوت نشین دل

(علامہ اقبالؒ)

باباجی گامُوں شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ اوّل تو کوئی اُلجھن درپیش نہ ہو گی۔ مگر کسی وقت بھی اگر تم عقدہ کُشائی کی ضرورت محسوس کرو تو اپنے قبلہ شیخ صاحبؒ کی طرف رجُوع کرنا یا میرے پاس چلے آنا۔ تمہارا ذوق وشوق اتنا تیز ہے۔ اور معلوم دیتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ ایک نہ ایک دن تم ضرور میدان مار لو گے۔ ہوسکتا ہے کہ اُس وقت تک مَیں اس دُنیا میں موجود نہ رہُوں۔ ہاں اگر تم کسی وقت میری اولاد میں سے کسی اہل شوق واہل محبّت کو راستہ بتا سکو تو یہ تمہاری مہربانی ہوگی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عرض کی۔ قبلہ باباجیؒ! آپ اپنے بیٹوں میں کسی کو خود راہ سلوک وراہ حقیقت کیوں نہیں بتا دیتے؟ فرمانے لگے۔ میرے عزیز! اس وقت ان میں سے کوئی بھی اہل نہیں ہے اور نہ ہی

کوئی شوق رکھتا ہے اور میرے پاس اب وقت بھی زیادہ نہیں ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کا محبوبؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) تمہاری راہنمائی و نگرانی فرمائیں (آمین) اور تم منزل تک پہنچ جاؤ اور مقصودِ کائنات کو پالو (آمین)

عزیز دوست! اللہ حافظ، اور ہاں۔ بابا نُور شاہ صاحبؒ کے مزار پر جانا اور جب ملاقات فرمائیں تو کہہ دینا کہ میں نے اُن کے کہنے کے مطابق کام کر دیا ہے اور سرِّ کائنات و سرِّ الٰہی تمہیں بتا دیا ہے۔ انہیں میرا اسلام عرض کرنا۔

؎ رازِ ہستی راز ہے، جب تک کوئی محرم نہ ہو اللہ حافظ

کھُل گیا جس دم، تو محرم کے سوا کچھ اور نہیں

(اس کے بعد علم نہیں ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی حضرت قبلہ بابا گاموں شاہ صاحبؒ سے شاید ہی دوبارہ ملاقات ہوئی ہو۔ ہاں البتہ چند سال بعد اُن کا ایک صاحبزادہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا تھا اور راہِ سلوک و راہِ دوست کی طلب کا اظہار کیا تھا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ جن کو اُس وقت اس میدان عرفان میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کامیابی نصیب ہو چکی تھی۔ صاحبزادہ صاحب کو راہِ حق کا سبق دے دیا تھا اور راستہ بھی سمجھا دیا تھا۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے مگر بعد میں انہوں نے زیادہ دلچسپی کھیتی باڑی اور کاروباری لینا شروع کر دی تھی۔ اُن کے بعد کے حالات کا علم نہیں ہے)

وَالْمَقْصُوْدُ مَوجُوْدُہٗ

قبلہ باباگاموں شاہ صاحبؒ قادری کے سبق اور نصیحت کے مطابق قبلہ چوہدری صاحبؒ نے قلب میں غوطہ زن ہوکر خلوص و محنت کے ساتھ ذکرِ الٰہی مزید تندہی اور توجہ کے ساتھ کرنا شروع کر دیا۔ اپنے اندر غواص کیا اور آتشِ عشق مزید بھڑکائی۔

حضرت قبلہ کھیتی باڑی کرتے وقت بھی سمتِ توجہ باطن میں رکھتے۔ گھر باہر اور کام کاج میں ذکرِ الٰہی سے غافل نہ رہتے۔ چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے میں ذکر اللہ جاری رہتا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے۔ طبیعت بہت پُرمسرت اور پُرسرور رہتی۔ دوست کی جانب سفر کا آغاز اب سمت کے ساتھ ہو چکا تھا۔ مکین کے مکان کی نشاندہی ہو چکی تھی اور حضرت قبلہ مکین کی جستجو میں سرگرم عمل تھے۔

ہر اک ذرّہ میں ہے شاید مکین دل　　اسی جلوت میں ہے خلوت نشین دل

(علامہ اقبالؒ)

وہ ہمیشہ خوش و خرم نظر آتے کبھی کسی طرف کوسوں نکل جاتے اور کبھی کسی طرف۔ سفر کی طوالت اور تھکان کا کبھی احساس نہ ہوتا۔ نظر بر قدم رکھتے اور توجہ در قلب۔ اُن کو مقصود کائنات ہی مطلوب رہتا۔

قلوب المومنین عرش اللہ　　(حدیث شریف)

ذکرِ اللہ کے اثرات جیسے کہ پہلے بیان کئے جا چکے ہیں نمودار ہوتے رہے۔

مثلاً ایک قدم اُٹھلتے اور دوسرے قدم پر آن واحد میں کئی میل کی مسافت طے ہو جاتی۔ جسمانی پرواز کا سلسلہ۔ ماضی، حال اور مستقبل کی بہت سی باتوں کا انکشاف۔ جسم میں گرمی کی شدّت اور پانی ڈالنے پر بھی کپڑے خشک رہتے۔ اور جہاں بھی آپ استراحت فرماتے، غذا و پھل وغیرہ غیب سے مہیّا ہو جاتے۔ کسی بیمار یا آسیب زدہ کو دم کر دیتے تو اُس کی تکلیف رفع ہو جاتی۔ آپ نصیحت فرماتے تھے کہ درویش ان تمام باتوں پر رُکے نہیں اور یہ عارضی ہوتی ہیں اور مقصود نہیں ہیں اور اگر سالک نے کسی ایک پر بھی اکتفا کیا اور رُک گیا تو وہ منزلِ مقصود تک نہ پہنچ پائے گا اور امانتِ الٰہی کا حامل نہ ہو سکے گا۔

پُرانے بزرگان دینؒ بھی اکثر ملاقات کرتے اور بہت شفقت فرماتے۔ عقدہ کشائی اور راہنمائی بھی کر دیتے۔ تسلّی و تشفی بھی دیتے اور فرماتے۔ یہ راستہ بالکل سیدھا ہے اور نبی کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی طرف براہ راست اور بے خوف و خطر جاتا ہے۔ یہ وصل کا راستہ ہے۔ جلوت میں بھی اور خلوت میں بھی، اور ہم اسی راہ پر چلے تھے۔ ہمّت سے کام لینا اور پختہ قدم رہنا۔

وہ دن رات ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ سوتے میں ذکر جاری رہتا۔ جب باوضو ہوتے تو درود شریف پڑھتے رہتے۔ چلتے پھرتے یہی مشاغل رہتے۔ گھر میں بھی اور کھیتوں میں بھی۔ بات چیت بہت کم کرتے۔ بلکہ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ گفتگو کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ ہر آن نظر و توجہ دوستِ حقیقی کی لگن میں مگن رہتی اور طبیعت اُس کی محبّت میں ڈوبی رہتی اور اس کی آمد آمد کی منتظر رہتی۔

کئی کئی دن بھوک کا احساس یا غذا کی طلب نہ ہوتی۔ گرمی، سردی، لُو اور بارش قبلہ چوہدری صاحبؒ کے مشاغل ذکر اور درود شریف کی راہ میں رکاوٹ

نہ بن پاتیں۔ طبیعت ذکرِ الٰہی میں ڈوبی رہتی۔ سماعت و بصارت، دل و دماغ اور جسم کا لُوں لُوں ذکر اللہ کرتا۔ اندھیرے اور سویرے میں بیابان و آبادی میں قبلہ چوہدری صاحبؒ کا ساتھ دیتا۔

۱۔ کشُود و نمُودِ خُودی اور عطائے مشاہدۂ امانتِ الٰہی

بالآخر مالکِ حقیقی نے پردہ اُٹھایا اور جدھر دیکھا وُہی نظر آیا۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ شانِ جلال، صُورتِ جمال میں نمودار ہوئی۔ مکان، مکین سے آباد ہوا، اور مشاہدۂ حق "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" ۝ وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" ۝ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" اور "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ ...." نصیب ہوا۔

؎ افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اُٹھتے ہیں حجاب آخر

؎ جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

(علامہ اقبالؒ)

؎ رج رج پاؤ دھمال نی اَج پی گھر آیا لال نی

(بابا بُلھے شاہؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ خلوت میں بھی دوست حقیقی جلوہ افروز تھا اور باطن میں بھی صورت پذیر۔ یہ سب کچھ مالک کائنات کا خاص فضل و کرم اور

انعام تھا۔ اُس نے ظاہر اور باطن میں اپنے وصل سے نوازا۔ باطن میں مقامِ قلب کُھل گیا۔ کشود و نمودِ خودی ہوا۔ چشمِ بینا تو عطا ہو چکی تھی، اب دلِ بینا بھی عطا ہوا۔ اور وَالْمَقْصُودُ مَوجُودٌ ہُوا۔

؎ خُودی کی جلوتوں میں مُصطفائی — خُودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کُرسی و عرش — خُودی کی زد میں ہے ساری خُدائی
ہر اک ذرّہ میں ہے شاید مکین دل — اسی جلوت میں ہے خلوت نشین دل

(علامہ اقبالؒ)

؎ حُسن جمال کمال معانی کرے نگاہاں مائل
پاک خصائل، نال فضائل اندر عُمر اوائل
کُل مراتب حقّی خلقی، تنزیہی تشبیہی
مظہر ھذ، حمید حقیقی ایہہ مکشوف بدیہی
افضل، اطہر، اکمل انور جیں وچ سب وڈیائیاں
عدم تکلّف والیاں جس تھیں وھندیاں ندیاں آیاں

(مولانا غلام رسولؒ)

؎ الف اَحد جد دتّی دکھالی از خود ہویا فانی ہُو
عینوں عین تھیوسے (حضرت باہُو) سرِّ وحدت سُبحانی ہُو
غفلت کنوں نہ کھُلے پردہ دل جاہل بُت خانہ ہُو
واہ نصیب تنہاندے (حضرت باہُو) جنہاں ملیا یار یگانہ ہُو

(حضرت سُلطان باہُو)

؎ بگیر مُصنفلۂ عشق و رنگ تن بزادے — بہیں در آئینہ جانِ جمال جاناں را

(خواجہ معین الدین چشتیؒ)

؎ سوہنا پھل گلاب معشوق نڈھا، راج پتر تے سگھڑ "سبحان" ہے نی
وارث شاہ سانوں نظر آوندا اے ایہہ تاں ہیر دی خاص "امان" ہے نی

(بابا وارث شاہؒ)

؎ گر ترا گوئید زمستی بوالحسن — یا صغیر السن یا رطب البدن
چوں خلیل آمد خیال یار من — صورتش بت معنی او بت شکن

(مولانا رومؒ)

؎ شرف حسن ازل بینی بچشم جان و دل ہر دم — عیاں در جلوت جانہا، نہاں در خلوت دلہا
دید حسن خویش با چشم شہود — خود تجلی کرد در ملک وجود

(بابا شرف الدین بوعلی قلندرؒ)

؎ ایہہ تلکن بازی وہیڑا اے — ہتھم ہتھم کے ٹرو اندھیرا اے
وڑ اندر دیکھو کیہڑا اے
کیوں خلقت باہر ڈھونڈیندی اے — منہ آئی بات نہ رہندی اے
اک لازم شرط ادب دی اے — ہر ہر وچ صورت رب دی اے
کتے طاہر کتے چھپیندی اے — منہ آئی بات نہ رہندی اے

(بابا بلھے شاہؒ)

؎ ارواح نفوس عقول ڈھٹم — انسان ظلوم جہول ڈھٹم
کل یار اغیار کو من یار ڈھٹم — ہر صورت وچ دیدار ڈھٹم

(خواجہ غلام فریدؒ)

؎ اس صورت نوں میں جان آکھاں — جاناں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں — جس شان نہیں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ، ما اجملک — ما احسنک، ما اکملک

کِتھے مہر علیؓ، کِتھے تیری ثنار گُستاخ اَکھیں، کِتھے جا اَڑیاں

مکین مکان میں خلوت نشین ہوا۔ امین کو امانت نصیب ہوئی۔ یہ بار امانت ازل سے جس کا مالک حقیقی نے وعدہ فرمایا تھا۔ باطن میں ظہور پذیر ہوا۔ ظُلمت و جہل یعنی صفتِ کثافت کے حامل حضرت انسان، مردِ مؤمن کی جسامت نے آئینے کا رُوپ دھارا اور نورِ ازل، شانِ جمال و جلال شکلِ امانت میں آشکارا ہوئی اور خاکِ آدم میں صورت پذیر ہوئی۔

"اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" ۵؎

ے بارِ امانت چا نہ سکے زمیان فلک بیچارے انس "ظلوم جہول" اُٹھایا ہُن کیوں عہدوں ہارے

"ظالم جاہل" جے نہ ہوندُں نہ لوندُں وچکارے ایہہ ہے مدح مذمت ناہیں اس وچ ناز اسارے

"ظلم" کماندیاں جنداں گلیاں، کل گرداں وچ رَلیاں دا لجھبوں لاٹاں بلیاں، تس وچ خوڈیاں چلیاں

(مولانا غلام رسولؒ)

ے خُودی کیا ہے؟ رازِ درُونِ حیات خُودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات

اندھیرے[1] اُجالے میں ہے تابناک مَن و تُو میں پیدا، مَن و تُو سے پاک

ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر ہوئی خاکِ آدم میں صُورت پذیر

یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار

حقیقت پہ ہے جامۂ حرفِ تنگ حقیقت ہے آئینہ گُفتار[1] زنگ

فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس مگر تاب گُفتار کہتی ہے بس

اے امینے از امانت بے خبر غم مخور اندر ضمیر خُود نگر

(علامہ اقبالؒ)

[1] صفاتِ "ظلوماً جہولا"

ے ظلومی وجہولی ضدِ نورُ اند ولیکن مظہرِ عین ظہور اند
چوں پشت آئینہ باشد مکدّر نمائید روی شخص از روئے دیگر

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان فرماتے تھے کہ "وَفِی اَنفُسِکُم ..." کی بصیرت نصیب ہوئی اور حقیقتِ نُورالسّمٰوٰت والارض کو "اقرب من حبل الورید" پایا۔ یہ مالک حقیقی کا اپنے بندے پر خاص فضل و کرم تھا۔ جو اُنہیں نبیؐ رحمت۔ سیّد المرسلین وخاتم النّبیّین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے طفیل نصیب ہُوا۔

ب۔ فنافِی الرّسُولؐ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) فنافِی اللہ اور بقابِا اللہ

اُمّتی و بندۂ مومن کو شانِ مُصطفائی اور شانِ کبریائی کا مشاہدہ نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور اُنؐ کی وساطت سے ہی عطا ہوتا ہے اور مرکزِ دولتِ وصل، مقامِ خُودی ہے اور جب مقامِ خُودی سے پردے اور حجابات اُٹھتے ہیں تو اُمّتی کو امانتِ الٰہی عطا ہوتی ہے اور وہ اس دولت کا حامل اور امین بن جاتا ہے اور مردِ حق واصل باالرّسُول مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) اور واصل باللہ ہو جاتا ہے اور انہی مقامات کو بعض بُزرگانِ دین نے فنا فِی الرّسُول مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) اور فنا فِی اللہ بھی کہا ہے اور بقا باللہ وہ مقام بتایا ہے کہ وہ واصلین اولیاء اللہ جو باالخصُوص عطائے امانتِ الٰہی و خلوت میں مشاہدۂ حق اور جذب واستغناء کے تسلسل سے واپس لوٹ جاتے ہیں یا لوٹا دیئے جاتے ہیں اور جنہیں پھر جلوت میں مُشاہدۂ حق اور سرُور واستغنا میں زیادہ تسلسل واستقلال عطا ہوتا ہے۔ اُنہیں لُطف وکرم کبریاء اور نگاہِ رحمت مُصطفٰے (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے طفیل مقامِ "بقا باللہ" نصیب ہوتا ہے۔

؎ خودی میں ڈوبتے ہیں پھر اُبھر بھی آتے ہیں
مگر یہ حوصلہ مردِ ہیچ کا رہ نہیں (علامہ اقبالؒ)

ج۔ فنافی الشّیخ و تصوّرِ شیخ

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے فنافی شیخ یعنی شیخ صاحب کے خیال و تصوّر میں ڈوبے رہنے اور بالآخر اس میں گم ہو جانے کی، یہ اُن کو قبلہ شیخ سائیں مراد علی شاہ صاحبؒ چشتی اور نہ ہی قبلہ باباگاموں شاہ صاحب قادریؒ نے کبھی تلقین فرمائی۔ بلکہ قبلہ سائیں صاحبؒ کہا کرتے تھے کہ درویش سالک خیال میں اور لگن میں ہمہ وقت مقصودِ کائنات میں ڈوبا رہے اور گُم رہے جو وقت اور عرصہ بھی شیخ صاحب کے خیال یا لگن میں صرف کرنا ہے۔ اُس سے کروڑہا درجہ بہتر ہے کہ سالک اپنی توجّہ و خیال نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی جانب مرکوز رکھے۔ کیونکہ اُمّتی اور مردِ مؤمن کی منزل مقصود آپ رحمتؐ للعالمین، محبوبِ ربّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ بابرکات ہے۔

؎ بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر باُو نہ رسیدی تمام بولہبیست (علامہ اقبالؒ)

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ اگر سالک اپنے شیخ کامل کے خیال اور لگن میں ہی کھویا رہا اور اُس کا آخری وقت آگیا اور وہ اس حال میں جہانِ فانی سے رخصت ہو گیا تو سالک نے کیا کمایا؟ اِس کے برعکس اگر درویش سالک اپنے شیخ کامل کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر اور اُن سے ذکر و اذکار اور سبق و اسباق لینے کے بعد منزل مقصود کی طرف گامزن ہو جاتا ہے اور خیال و توجّہ حضورؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی طرف مرکوز رکھتا ہے اور اسی اثناء اور حال میں اُس کا آخری وقت

آجاتا ہے اور چلہے وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ پایا۔ مگر یہ درویش میدان مار گیا اور وہ اس جہانِ فانی سے بہت ہی کامیاب رخصت ہوا۔ کیونکہ آخری لمحات میں بھی اس کا خیال اور توجہ نبئ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذات مبارک پر تھی اور اس کا اختتام ذکر اللہ اور درود شریف پر ہوا۔

د۔ واصلین اولیاءِ کرامؒ کی چند منصبی خصوصیّات

اللہ تعالےٰ اِن واصلین اولیاء کرام کو خاص اور مختلف ذمّہ داریاں سونپ دیتا ہے۔ مثلاً دین کی تبلیغ، علمِ دین کی اشاعت، درس و تدریس کا سلسلہ و مدرسوں کا قیام، قرآن و احادیث کی تعلیم اور اُس پر عمل اور شرِ بد روح و شیطانی مخلوق و جادو سحر سے حفاظتی اقدام و تدابیر۔ اصلاحِ معاشرہ و تسخیر کائنات، قرآن و احادیث کے ظاہر و باطنی علوم کی تعلیم و تربیت، عبادت و ریاضت اور تزکیۂ نفس، اتباعِ احکامِ قرآن و سُنّت مبارک اور اطاعت اللہ تعالےٰ و رسُولِ مقبول (علیہ الصّلوٰۃ والسلام)۔ تعلیم قرب و زیارت پاک نبیؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) اور وصل با الرّسُول مقبول (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) و وصل با اللہ یعنی جلوت و خلوت میں مُشاہدۃ حق کی تعلیم . . . .

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ واصلین اولیاء کرام جو وصل با الرّسُول مقبول (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) اور وصل با اللہ کی لذّتوں اور انوار و تجلّیات میں گم رہتے ہیں اور خودی میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ہمہ وقت سرور و مستی اور جذب و استغناء کے عالم میں خود رفتہ رہتے ہیں۔ گرمی سردی، دھوپ بارش اور غذا وغیرہ کا ہوش نہیں ہوتا۔ کبھی ہوش میں آتے بھی ہیں تو جذب و مستی و استغناء ہی طبیعت پر غالب رہتا ہے۔ ان اولیاء کرام کا عوام الناس سے زیادہ تعلق

نہیں ہوتا اور نہ ہی زیادہ لوگ ان کے گرد رہتے ہیں۔ جب کبھی ہوش میں آتے ہیں تو کسی بھی خادم، دوست، طالب یا قریب رہنے والے کو بحکمِ الٰہی، راستۂ حق، ذکرِ اللہ اور اسرار و رموزِ عرفان الٰہی سے آگاہ و آشنا کر دیتے ہیں اور کچھ اسباق بھی بتا دیتے ہیں۔ پھر دوست و سالک کی تربیت باطنی طور پر از خود ہوتی رہتی ہے اور وہ عرفان کی منازل طے کرتا رہتا ہے۔ بیشتر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے ہمعصر اولیاء اللہ اُس سالک کی نگہداشت رکھتے ہیں اور ملاقات کر کے اُس کی تربیت فرما دیتے ہیں اور کچھ مزید اسباق وغیرہ سے بھی آگاہ کر دیتے ہیں اور اگر سالک کسی مشکل، رکاوٹ یا اُلجھن میں پھنس جائے تو اولیاء عظام اُس کو ان مراحل و رکاوٹوں سے نکال دیتے ہیں۔ یہ واصلین اولیاء اللہ مالکِ حقیقی کے ذکر و فکر اور جلوت و خلوت میں مشاہدۂ وصل کی لذتوں اور رعنائیوں میں گم رہتے ہیں اور مالکِ کائنات ہی ان کا مقصود ہوتا ہے جو ان کی بصارت نگاہ و بصیرتِ قلب میں موجود ہوتا ہے۔ ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی آنکھیں کھولیں جب بھی اور آنکھیں بند کریں تو جب بھی وہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیِ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے طفیل مشاہدۂ حق میں گم۔ اِسی جذب و مستی اور استغناء میں سرشار اور عموماً غواصی حالت میں رہتے ہیں۔ بالآخر اُن کا آخری وقت آجاتا ہے اور وہ اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا قبر کا نشان وغیرہ رہ جاتا ہے جس پر بعد میں عقیدت مند لوگ مزار تعمیر کر لیتے ہیں۔ مگر بعض کا وفات کے بعد قبر وغیرہ کا نشان بھی نہیں رہتا۔ اور اس طرح ان کا عام لوگوں کو پتہ نہیں چلتا۔ ان تمام اولیاء کرام کا زندگی بھر مطمعِ نظر عشق و اتباعِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی رہا اور وہ اسی لگن میں مگن رہے اور کبھی بھی کسی دوست، طالب یا شاگرد سے یہ نہ کہا کہ مرنے

کے بعد اُن کی قبر کسی اچھی جگہ بنوانا، یا اُس پر اچھا سا مزار و گنبد تعمیر کروانا۔ وفات کے بعد اگر دوست واحباب نے ایسا کر دیا اور سال بہ سال عرس کے موقعہ پر ختم قرآن شریف کا اہتمام کیا اور غربا میں کھانا تقسیم کیا تو یہ اُن کی سعادت اور عقیدت مندی تھی۔

۱۷۔ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدٌ

قبلہ چوہدری صاحبؒ سے استفسار کیا گیا کہ آپ کو اس راہِ عشق پر گامزن ہونے اور عرفان الٰہی کے اسباق لینے کے بعد کتنی مدّت میں منزل مقصود تک رسائی ہوئی۔ آپ نے بخوشی وضاحت فرمائی کہ میں اپنے شیخ مُرشد قبلہ سائیں مراد علی شاہ صاحبؒ چشتی سے ذکر اللہ کی تعلیم واسباق اور قبلہ سائیں گاموں شاہ صاحبؒ قادری سے سرِّ الٰہی وسرِّ وحدت کے انکشاف وعقدہ کشائی اور پُرانے اور حاضر العصر بزُرگان دین کی راہنمائی۔ اسباق وریاضت کی پابندی۔ نمازِ تہجّد اور درُود شریف میں کثرت۔ ذکر اللہ کے جاری ہونے، رسُولِ مقبوُل (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ محبّت وعشق، یگانگت وپیروی اور پھر سب سے زیادہ نبیِّ آخر الزّمان، رحمت للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بے حد شفقت ورحمت لُطف والنعام کے طفیل اور مالکِ کائنات۔ ربّ العالمین کے فضل وکرم سے سات آٹھ سال کے عرصہ میں منزل کو پہنچا اور مقصودِ کائنات تک رسائی نصیب ہوئی۔ اس وقت میری عمر تقریباً بیس برس ہو گی اور مالکِ کائنات نے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی مشاہدۂ ذات سے نوازا۔ یہ سب اُس کی عطا تھی۔ صفات میں بھی کرم فرمایا اور ذات میں بھی۔ کئی ماہ تک تسلسل کے ساتھ اور پھر کئی برس تسلسل کے بغیر مقامِ خودی کھُلا رہا اور مشاہدۂ حق ہوتا رہا۔ آنکھیں کھولوں جب

بھی آسمان پر۔ فضاء میں۔ پہاڑوں اور پیڑوں پر جلوت میں اور آنکھیں بند کروں تو جب بھی خلوت میں حُسنِ جمال و جلال، سِرّ وحدت سُبحان "بصورتِ" امانت الٰہی سامنے ہوتے اور مشاہدۂ ذات ہوتا رہتا۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (پ۱۔ البقرہ ۱۱۵)

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ (پ۲۲۔ الاحزاب ۷۲)

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ (پ۲۵۔ حٰمٓ سجدہ ۵۳)

وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (پ۲۶ الذاریات ۲۱)

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (فرمانِ حضرت علیؓ)

نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کا فیضان نظر، مشکل کشائی، دستگیری و راہنمائی ہر آن آپؐ کی غلامی و نُصرت شامل حال رہی اور جب کبھی بھی جہاں کہیں بھی۔ مشکل، رکاوٹ و اُلجھن درپیش ہوتی۔ پُرانے بزرگانِ دینؒ۔ اصحاب کرامؓ۔ خواجہ خضرؑ اور خود ذات رحمت اللعالمین و خاتم النبیینؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) عُقدہ کشائی فرما دیتے اور تمام مشکلات، رکاوٹیں اور اُلجھنیں دُور ہو جاتیں۔ راستہ آسان ہوتا گیا اور مشاہدۂ ذات نصیب ہوا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضورؐ کریم رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ و سلام) کی اپنے ادنےٰ غلام پر خاص رحمت و شفقت کے سبب ہُوا۔ مطلُوب کائنات مقصُود ہوا اور مقصُودِ کائنات موجُود ہُوا

وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ۔

بزرگانِ دین سے مُلاقاتیں اور مُبارکبادیں

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ حضُور کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے مقامِ خوُدی، مقامِ مشاہدۂ ذات کھُل گیا اور ہمہ وقت طبیعت مالک کے دیدار میں ڈوُبی رہتی۔ اور جسم میں بے پناہ حدّت وجلالی کیفیّت طاری رہتی۔ اکثر پُرانے بزُرگانِ دین ملتے اور راہنمائی فرما دیتے۔ مُبارکباد دیتے اور حوصلہ افزائی ہی فرماتے۔ پہلے پہل بابا نوُر شاہؒ اور بابا عنایت شاہ ولیؒ جن کے مزار گاؤں کے پاس ہی تھے، ملے اور فرمایا کہ ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ عزیز بیٹے کہ آپ کو منزلِ مقصُود تک رسائی نصیب ہوئی اور کہا کہ اَب درُود شریف کا ورد بکثرت کیا کریں اور یہ وہ ورد وعمل مبارک ہے جو اللہ تعالےٰ اور فرشتے بھی کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے مبارکباد دی اور ثابت قدمی کی دُعا فرمائی۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کا معمول تھا کہ آپ رات کو دو بجے اُٹھتے۔ موسم گرما میں اکثر غسل فرماتے اور اپنے باغ سے مُٹھی بھر موتیے کے پھُولوں کی کلیاں اکٹھی کر لیتے اور مُصلّے پر رکھ لیتے اور دو، چار یا چھ نوافل ادا کرتے پھر درود شریف آہستہ آواز میں پڑھتے رہتے۔ اکثر آپ قبلہؒ درُود تاج پڑھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ عموماً ایسے ہوتا تھا کہ جونہی میں پانچ سات مرتبہ یا کبھی زیادہ بھی یہ درودِ پاک ختم کرتا، نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی آواز مبارک آجاتی۔

آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) فرملتے "غلام حیدر" ہم بہُت خوش ہوئے ہیں اور کبھی کبھی آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) زیارت پاک بھی عطا فرما دیتے۔ اور درُود شریف کی قبولیّت کا اظہار بھی فرما دیتے اور میری خوشی کی انتہا نہ رہتی اور میں اُس وقت درود شریف کا پڑھنا بند کر دیتا۔ پھر ذکرِ الٰہی میں مشغوُل ہو جاتا۔ شروع سے لے کر آخر تک قبلہ چوہدری صاحبؒ کا یہی معمول رہا زہے نصیب۔

ایک رات قبلہ چوہدری صاحبؒ اپنے اس معمُول سے فارغ ہوئے تو بابا شاہ عنایت ولیؒ کے مزار کی طرف چل دیئے۔ یہ مزار تین چار سو سال پرانا تھا۔ ان بزرگ ولی اللہ کے متعلّق مشہور تھا کہ آپ بہُت جلالی طبیعت کے ہیں۔ اکثر لوگ ان کے مزار پر حاضری نہیں دیتے تھے۔ اندر داخل ہوتے وقت ڈر لگتا تھا۔ ویسے بھی لوگوں نے سن رکھا تھا کہ یہاں اندر ایک بہت بڑا اژدہا رہتا ہے اور بعض نے شاید دیکھا بھی تھا۔ بعض کا خیال تھا کہ مزار شریف کے اندر جنّات کا ڈیرہ ہے۔ لوگوں میں خوف کی وجوہ کچھ بے بنیاد نہ تھیں۔ بہر حال قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مَیں نے نمازِ تہجد اور درود شریف سے فارغ ہو کر ایک رات بابا شاہ عنایت ولیؒ کے مزار پر حاضری کا ارادہ کیا۔ کچھ موتیے کے پھول لئے اور مزار کی راہ لی۔ اندر داخل ہو کر سلام عرض کیا اور کلیاں قبر پر پھینکیں اور ایک دو دفعہ درود تاج شریف پڑھا۔ مَیں باہر نکلنے لگا تھا کہ قبر سے بابا شاہ عنایت، ولیؒ باہر نکل آئے۔ انہوں نے سلام کیا فرمانے لگے کہ نصف شب کو نمازِ تہجد کے بعد ایک دو دفعہ یہاں درُود شریف پڑھ جایا کریں۔ بڑا لُطف آتا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کہا، بابا جی اچھا دیکھوں گا۔ دُوسری شب بھی قبلہ چوہدری صاحبؒ نمازِ تہجّد

کے بعد وہاں گئے اور تیسری رات کو بھی اور درُود شریف پڑھ کر اور سلام کر کے واپس آ گئے۔ چوتھی، پانچویں رات کو بلکہ کئی راتوں تک وہاں مزار پر حاضری نہ دی۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ایک رات میں نماز تہجد و درود شریف سے فارغ ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغُول تھا کہ بابا عنایت شاہ ولیؒ مزار سے نکل کر اُن کے پاس آن کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور فرمانے لگے۔ میرے عزیز دوست! آپ آج کل مزار پر نہیں آتے۔ جتنی دفعہ آپ آتے رہے، درود شریف سُن کر طبیعت بہت پُر لُطف رہی۔ اَب آپ کا انتظار رہتا ہے۔ قبلہؒ فرماتے تھے کہ مَیں نے عرض کیا۔ بابا جی قبلہؒ! مَیں اس لئے نہیں آتا کہ میرے درود شریف پڑھنے میں فرق پڑتا تھا اور طبیعت کا رُجحان حضور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی طرف سے قدرے ہٹ جاتا تھا، لہٰذا آپ سے مَعذرت خواہ ہُوں اَور آپ درگزر فرمائیں گے۔ بابا جیؒ نے فرمایا کہ میرے عزیز دوست ہفتہ میں ایک بار ہی آجایا کرو۔ درُود شریف سُن کر طبیعت بہت پُرسوز ہو جاتی ہے۔ قبلہؒ فرماتے تھے کہ مَیں نے عرض کی کہ مَیں دیکھوں گا۔ پھر بابا جیؒ نے فرمایا کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کی پڑھائی و ریاضت میں حرج ہوتا ہے مگر کبھی کبھار اِدھر سے گزرتے وقت ایک دفعہ ہی درود شریف سُنا جایا کرو۔ قبلہ چوہدریؒ صاحب کہتے تھے کہ پھر مَیں جب کبھی اُدھر سے گزرتا تو مزار شریف کے اندر داخل ہو کر ایک دفعہ درُود تاج شریف پڑھتا۔ بابا جیؒ بہت خوش ہوتے اور مرحمت فرماتے۔ قبلہ چوہدریؒ صاحب نے فرمایا کہ مجھے کبھی بھی وہاں سے ڈر نہیں آیا اَور نہ ہی اژدہا اَور جنّات نے تنگ کیا۔

قبلہ چوہدریؒ صاحب نے بیان کیا کہ ایک دن میرے استفسار پر

باباجی شاہ عنایت ولیؒ نے فرمایا کہ میری طبیعت کا میلان ایسا ہے کہ مَیں نہیں چاہتا کہ دُنیا دار لوگ میرے مزار پر حاضری دیں اَور دُنیاوی خواہشات یہاں بیان کریں۔ یہاں اُن کو واقعی اثر دِکھا اور جِنّات وغیرہ کا ڈر لگتا ہے۔ اَور وُہ یہاں آنے سے گھبراتے ہیں۔ جب مَیں دُنیائے فانی میں زندہ اَور موجُود تھا اُس وقت بھی میری طبیعت دُنیا داروں سے گھبراتی تھی، اَور وُہ میرے پاس بہُت کم آتے تھے۔ یہ میری طبیعت کا رُجحان تھا۔ ہاں اگر کوئی میرے پاس اللہ تعالےٰ اَور رسولؐ مقبوُل (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی طرف راستہ پُوچھنے آتا تھا۔ اُس سے میری طبیعت بہُت لگتی تھی اور مَیں اُس کو فی سبیل اللہ صراطِ مُستقیم بتا دیتا تھا اَور اُس کی نگہداشت بھی رکھتا تھا۔ یہی مجھے اچھا لگتا تھا۔

حضرت مولانا غلام رسُول صاحبؒ سے شرفِ مُلاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کسی کام کے سلسلہ میں میرا ایک دوست کی ہمراہی میں عالم پور کوٹلہ[1] سے گزر ہُوا۔ جون کا مہینہ تھا۔ اور شدید گرمی تھی۔ سوچا کہ دوپہر کو اس قصبہ میں آرام کر کے عصر کے بعد یہاں سے آگے روانہ ہوں گے۔ دِل میں آیا کہ پہلے حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ کے مزار پر حاضری دے دیں اور دُعائے فاتحہ پڑھ لیں۔ بعد میں کسی کے ہاں آرام کریں گے۔ استفسار پر ایک شخص نے بتایا کہ قبلہ مولانا صاحبؒ کا مزار شریف قصبہ سے آدھا میل دُور کھیتوں میں ایک کنویں و راہٹ کے پاس ہے۔

ہم وہاں پہنچے اور وضو کیا اور مزار کی جانب ہو لئے۔ ابھی ہم مزار شریف کے باہر ہی تھے کہ حضرت مولانا غلام رسُول صاحبؒ اپنی قبر میں سے نکل کر پہلے ہی دروازے میں کھڑے تھے اور مُسکرا رہے تھے۔ مَیں نے بڑے ادب کے ساتھ انہیں سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ اُنہوں نے وعلیکم السّلام کہا اور فرمایا چوہدری صاحبؒ! آپ نے اتنی سخت گرمی میں یہاں مزار پر آنے کی زحمت کی ورنہ مَیں نے گاؤں جا کر آپ سے ملنے کا ارادہ کیا ہُوا تھا اور مجھے کل ہی عِلم ہو گیا تھا کہ آپ کل عالم پور

---

[1] عالم پور کوٹلہ ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) کا ایک قصبہ ہے۔

[2] حضرت مولانا صاحبؒ کتاب احسن القصص (جو بہت سی آیاتِ قرآن شریف و بالخصوص سورۃ یُوسف کی تفسیر پر مبنی ہے) کے مصنف ہیں۔ دراصل یہ کتاب طریقت و معرفتِ حقیقی کے مختلف مراحل و مدارج کی تشریح ہے اور مشاہدات و عرفانِ الٰہی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتی ہے۔ مقامِ خودی، وصلِ حقیقی، امانت و نیابتِ الٰہی اور مرتبۂ اُولی الامر کے اسرار کو کھولتی ہے۔

کوٹلہ آئیں گے۔

مَیں نے عرض کیا حضرت قبلہؒ! یہ تو مجھ پر لازم تھا کہ مَیں عالم پور کوٹلہ پہنچوں اور ایک بہت جیّد عالم دین، عشقِ رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) اور عرفانِ الٰہیؒ میں مُستغرق اور جنہیں ظاہر و باطن میں وصل باالذّاتِ رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) وصل باللہ اور امانتِ الٰہی کی دولتِ عظمیٰ عطا ہُوئی اُن کے مزار شریف پر حاضری دُوں۔ دُعائے فاتحہ پڑھوں اور وہاں بیٹھ کر نبیٔ کریمؐ، رُؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی ذات مُبارک پر دُرُود شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کروں۔ اس بات پر حضرت مولانا غلام رسُول صاحبؒ مزار کے اندر تشریف لے گئے اور قبر میں بیٹھے نظر آتے رہے۔ مَیں نے پہلے دُعائے فاتحہ و مغفرت پڑھی۔ پھر کچھ دیر دُرُود شریف پڑھتا رہا۔ اِس دوران مَیں جب بھی حضرت مولانا صاحبؒ کی طرف دیکھتا تو وہ تبسّم فرما دیتے۔ مگر اُن کی آنکھوں اور جسم و قلب سے عشقِ مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کا بھرپور تصرّف میری طرف اُمڈتا رہا اور مجھ پر سُرور و مَستی چھائی تھی۔

مَیں نے دُرُود شریف ختم کیا تو حضرت مولاناؒ صاحبؒ نے فرمایا۔ چوہدری صاحبؒ! آپ نے بہت ہی پُرکیف و عمدہ انداز میں دُرُود تاج شریف پڑھا ہے۔ آپ نے قرأت سے پڑھا اور مجھے اِس کے فیوض و برکات کی ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی اور ذات رحمتہ اللعالمین و محبُوب ربّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا قُرب۔ ماشاءاللہ الحمدللہ بہت ہی مُبارک اور اعلیٰ دُرُود شریف ہے۔

مَیں نے حضرت مولانا صاحبؒ سے میدانِ عشق و عرفان میں تعلیم و تربیّت اور اس میں بے پایاں کامیابی کے متعلق پُوچھا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ مُسکرائے اور فرمایا۔ سب سے پہلے قرآن و حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور اِس پر والدین اور استاد محترم (مرحُوم و مغفُور) کی کوششوں اور انتھک محنت سے اِن

ہدایاتِ عظمیٰ پر عمل پیرا ہُوا۔ جوانی کے عالم میں قبلہ شیخ محترم سے کافی حد تک قرآن وحدیث شریف کے عُلوم باطن وعلمِ لدُن کے خزائن سے استفادہ کیا۔ طریقت کے مراحل طے ہُوئے اور نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی اطاعت واتّباع میں اور آپ کی نگاہِ رحمت سے میدانِ عرفان کی منزلیں آسان وروشن ہوتی چلی گئیں۔ حجابات اور اسرارِ الٰہی کھلتے چلے گئے اور ایک دن اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے جلوت اور خلوت، آفاق وانفس میں دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی نصیب ہُوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ظاہر میں "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ" اور باطن میں وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کا مشاہدۂ حق عطا ہُوا۔ نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) مُشاہدۂ مُصطفائی اور علم کی دولت سے نوازتے رہے اور مُقامِ خودی کھلتا رہا۔ اور مشاہدۂ کبریائی نصیب ہوتا رہا۔ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

خلق امر دیاں شاناں دے وچ تینوں بلی امیری
جان نہ جان آفاق تے انفس تیں وچ ہے تقدیری
توں وچ خودی خودوں چھٹ وگیوں خود تھیں خبر نہ پائی
پھسیاں چھوڑ اڈینڈیاں دے دل جھاک ایا نیاں لائی
بھار امانت چا نہ سکے زمیاں فلک بے چارے
اُنس ظلوم جہول اُٹھایا ھُن کیوں عہدوں ہارے
چھُٹے بحر کرم دے قطریوں دونویں عالم تارے
اُنس حقیقت جامع کر کے وِچ اس دار اُتارے

افضل اطہر اکمل انور جیں وچ سب وڈیائیاں — عدم تکلف والیاں جیں تھیں وہندیاں ندیاں آیاں
ظلم کماندیاں جنداں گلیاں کل گرداں وچ رُلیاں — دار الجہولوں لاٹاں بلیاں تس وچ خودیاں چلیاں

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ گفتگو کے دوران مَیں نے دیکھا کہ حضرت مولانا صاحبؒ کا چہرہ عشقِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے دمک رہا ہے اور نگاہیں عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی گلابی نظر آ رہی ہیں۔ سر اور بازوؤں پر بال دولتِ عشق سے مروڑے اور بل کھائے ہوئے ہیں۔ وہ گندمی رنگ اور سوختہ عشق نظر آ رہے ہیں اور میری طبعیّت میراثِ مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے تصرّف سے پُرکیف ہو رہی تھی۔ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت مولانا صاحبؒ کو عشق و محبّت اور اطاعت و اِتباعِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ وسلام) میں اعلیٰ مقامی اور بہت سرفرازی نصیب ہوئی۔

مَیں نے اُن سے بڑے ادب سے پوچھا۔ یا حضرت قبلہؒ! آپ کے جسم کا بال بال عشق و مستی میں ڈوبا ہُوا۔ بل کھائے ہوئے اور سوختہ عشق ہے اور نبیِ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے آپ کو ایسا اتّباع و قُرب نصیب ہے۔ قبلہؒ! عشق و مستی کا یہ عالم اور قُرب کب سے عطا ہیں اور کب تک ایسے ہی رہیں گے؟ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا۔ چوہدری صاحبؒ! اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ کیفیات و معاملات شروع سے ہی ایسے ہیں اور آخر تک ایسے ہی رہیں گے اور انشاء اللہ تعالےٰ یہ نشۂ طہور اترنے والا نہیں۔ حضرت مولانا صاحب کے جواب سے میری طبعیت مزید پُربہار ہو گئی۔ قدرے توقّف کے بعد مَیں نے اُن کی جانب دیکھا۔ وہ مسکرا رہے تھے اور مَیں نے اُن سے جانے کے لئے اجازت چاہی۔

حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا۔ چوہدری صاحبؒ! دوپہر کا وقت ہے۔ گرمی بہت شدّت پر ہے۔ آپ گھر جاویں اور وہاں دو تین گھنٹہ آرام فرماویں۔ مَیں نے آپ کی آمد کی خبر پا کر کل ہی گھر میں (محترمہ) مائی صاحبہؒ[1] سے آپ کے یہاں

---

[1] حضرت مولانا صاحبؒ کی بیوہ محترمہ جنہیں آپ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بڑی بہن سے تشبیہ دی جہاں محترمہ مائی صاحبہ رہ رہی تھیں وہیں حضرت مولانا صاحب کا پرانا گھر بود و باش کا ٹھکانہ تھا۔

آنے کا کہہ دیا تھا اور انہوں نے روٹی دلسی اور بستر وغیرہ کا انتظام کر رکھا ہے۔ آپ بغیر تکلف وہاں جائیں۔ مائی صاحبہ (محترمہ آپ کی بڑی بہن) آپ کے انتظار میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔ چوہدری صاحبؒ! چلیں میں آپ لوگوں کو گھر تک چھوڑ آتا ہوں۔ پھر حضرت مولانا صاحبؒ مزار شریف سے ہمارے ساتھ ہی باہر نکلے اور کھیتوں کو عبور کرتے ہوئے آبادی تک ہمارے ساتھ آئے۔ ہمیں گھر کا پتہ و نشان بتایا۔ السلام علیکم کہا اور میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ رخصت کے ساتھ ہی وہیں پر روپوش ہو گئے۔

ہم حضرت مولانا صاحبؒ کے گھر پہنچ گئے۔ وہاں پر محترمہ مائی صاحبہ نے ہمارے لئے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ ہم نے لسی کے ساتھ کھانا کھایا۔ بہت ہی عمدہ پکا ہوا تھا۔ محترمہ مائی صاحبہ نے فرمایا بھائی صاحب (قبلہ چوہدری صاحبؒ کو مخاطب کیا۔) حضرت مولانا صاحبؒ کل تھوڑی سی دیر کے لئے گھر میں نمودار[1] ہوئے تھے اور مجھے آپ کے متعلق کہہ گئے تھے کہ ایک واصل دوست آ رہے ہیں اُن کے لئے کھانا وغیرہ اور دوپہر کے ٹھہرنے کا بندوبست کر رکھنا۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی ہے اور میں نے آپ کے لئے حضرت مولانا صاحبؒ کی چارپائی پر چادر وغیرہ بچھائی ہے۔ اب آپ لوگ آرام کر لیں۔

محترمہ مائی صاحبہؒ نے ہمیں حضرت مولانا صاحبؒ کی کافی باتیں سنائیں وہ فرماتی تھیں کہ حضرت مولانا صاحبؒ کا جوانی سے آخر وقت تک قرآن و حدیث کا علم سیکھنے میں اُن کا انتہائی شوق ذوق تھا۔ اُن کو جب بھی کسی اچھے عالمِ دین یا ولی اللہ کی خبر ملتی تو اُن سے ملنے اور علم حاصل کرنے کی غرض سے اس کے گاؤں

---

[1] محترمہ مائی صاحبہ نے مزید بتایا تھا کہ بسا اوقات حضرت مولانا صاحبؒ گھر میں غائب سے نمودار ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی خاص پیغام، اطلاع یا کسی پیچیدہ و اُلجھے ہوئے مسئلے کا حل بتا کر چلے جایا کرتے ہیں

یا قصبہ میں جاتے۔ اور مَیں اکثر دیکھتی تھی کہ جب بھی کوئی شخص اُن سے نبیٔ کریم رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات وصفات مُبارک کے بارے میں اُن سے گفتگو کرتا تھا تو حضرت مولانا صاحبؒ کی آنکھوں میں عشق و مُحبّت کے آنسو اُمڈ آتے اور اُن پر رقّت طاری ہو جاتی۔ اور اُن کی انتہائی کوشش ہوتی کہ ہر کام اور فعل نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی اطاعت و اِتّباع میں ہو۔ نماز اور روزہ نہ چھوڑتے تھے۔ اور نیم شب تہجّد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن شریف اور کثرت کے ساتھ درُود شریف پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ دن میں بھی اشراق اور دیگر نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اپنے قِبلہ شیخ و مُرشدؒ صاحب سے ارادت و نسبت اور سبق اسباق کے بعد وہ اکثر درُود و اذکار شریف میں گم رہتے تھے اور کسی سے بھی زیادہ بات چیت نہ کرتے تھے۔

زندگی کے آخری برسوں میں حضرت مولانا غلام رسُول صاحبؒ کتاب "احسن القصص" لکھنے میں مصرُوف رہے۔ وہ کبھی کبھی بتا دیا کرتے تھے کہ اس کتاب میں درحقیقت بہُت سی قرآنِ مجید کی آیات و حدیث شریف کا پنجابی زبان میں ترجمہ ہے اور یہ اشعار اُن کیفیّات و مُشاہدات پر مبنی ہیں جو نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہ رحمت کے طفیل اور

لہ حضرت مولانا صاحب کے شیخ و مُرشد کے متعلق قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ وہ بھی ایک جیّد عالم دین اور بہت اللہ والے تھے اور ان کا وصال (اگر مجھے یعنی راقم کو صحیح یاد ہے تو) حضرت مولانا صاحبؒ کے اِس جہان فانی سے رُخصت ہونے کے بعد ہوا۔ جیسا کہ مجھے یاد پڑتا ہے اسی روز دوپہر کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ کے گھر ہی انکے قبلہ شیخ و مرشد سے قِبلہ چوہدری صاحبؒ کی ملاقات ہوئی۔ ان کی آنکھوں میں سرور و مستی، رقّت کے آنسو اور عشق و محبت کا غلبہ تھا۔ اور انہوں نے فرطِ محبت سے فرمایا کہ میرا بیٹا (حضرت مولانا صاحبؒ) عشق و مستی اور میدانِ عرفان میں بہت کامیاب ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے واصل ولی اللہ کا مقام نصیب ہوا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے مجھ پر وارد ہوئیں اور عرفانِ الٰہی کے جن مناظر کا مجھے مشاہدہ نصیب ہُوا، بلکہ پنجابی کے اس مجموعہ کلام کے متعلق حضرت مولانا صاحبؒ اکثر بتلاتے تھے کہ اِن اشعار کو لکھنے میں مجھے چنداں تکلّف و دقّت پیش نہیں ہوئی اور مجھے ایسے ہی معلوم ہوتا تھا کہ بنے بنائے اور گھڑے گھڑائے اشعار میرے دِل اور دماغ میں چلے آرہے ہیں اور بس میں لکھے جارہا ہُوں۔ محترمہ مائی صاحبہ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ کے متعلق بہت اچھے اچھے واقعات اور مشاہدات بتائے اور ہماری بہت تواضع کی۔ عصر کے بعد ہم نے اُن سے اجازت طلب کی، شکریہ ادا کیا اور وہاں سے رخصت ہُوئے۔

ہوش سَمہال قلم چا بیٹھی قصدوں واگ چلائی
آتش دِل دی چاھڑ اُلنبھے وَرقاں وِچ وَگائی
مَت کجھ کریں تعجّب کاری ویکھ عجائب کارے
تے مَت آکھیں آپ بناون شعر بناون والے

درویش صوفی برکت اللہ صاحبؒ سے مُلاقات

دہلی میں جہاں قبلہ چوہدری صاحبؒ قیام پذیر تھے۔ وہاں قریب ہی ایک بہت ہی درویش منش صوفی برکت اللہ صاحبؒ رہتے تھے۔ صبح کے وقت تو حضرت قبلہؒ درگاہ شریف حضرت سلطان الاولیاءؒ محبوبِ الٰہیؒ میں اکثر حاضری دیتے تھے اور وہیں ایک دو گھنٹہ تک درود شریف و اذکارِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ مگر عصر کے بعد آپؒ قبلہؒ کبھی کبھار حضرت صوفی برکت اللہ صاحبؒ کی قیام گاہ پر چلے جاتے تھے۔ اُن سے حضرت قبلہؒ کا تعارف بھی درگاہ شریف حضرت نظام الدینؒ اولیاء پر ہی ہوا تھا۔

حضرت صوفی صاحبؒ بہت نفیس طبع درویش تھے۔ اُن کی شخصیت بہت ہی پُرکشش تھی اور وہ نہایت صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ صبح کے وقت ایک سفید استری شُدہ جوڑا پہنتے اور عصر کے بعد ایک نئے استری شُدہ جوڑے میں نظر آتے تھے۔ بظاہر وہ کوئی خاص کام کرتے نظر نہیں آتے تھے، مگر اُن کے رہن سہن سے پتہ چلتا تھا کہ وہ شاہانہ ٹھاٹھ سے رہتے ہیں۔ حضرت قبلہ کی اُس وقت عُمر ۳۵، ۳۶ برس کے قریب ہو گی اور حضرت صوفی صاحب اُس وقت ساٹھ سال کے قریب ہوں گے۔ بچپن اور جوانی میں صوفی صاحب نے کتابت کا پیشہ اختیار کیا تھا اور عرصہ بیس سال تک اسی پیشہ میں منسلک رہے اور

اُن کا نام ہندوستان کے مایۂ ناز کاتبوں میں شُمار ہوتا تھا۔ بلکہ اچھے اچھے کاتب اساتذہ اُن سے اِصلاح لینے آتے تھے۔ دہلی میں ایک اور دوست نے بتایا تھا کہ وہاں اسمبلی کی عمارت میں اُردو کی تحریریں مُحترم حضرت صُوفی صاحبؒ کے دستِ مُہارت سے تحریر شدہ ہیں۔

(۱) وظیفہ دستِ غیب

ایک دِن صُوفی برکت اللہ صاحبؒ بُہت خُوش اور مَوج میں تھے۔ کہنے لگے قِبلہ چوہدری صاحبؒ مَیں آپ کو ایک مختصر سا وظیفہ بتاتا ہُوں۔ یہ آپؒ صُبح کی نماز کی سُنّتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھ لیا کریں۔ یہ وظیفہ سورۂ آلِ عمران (چوتھے پارہ) کی ایک دو آیات پر مشتمل تھا۔ قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے یہ وظیفہ چار پانچ روز تک کیا۔ پھر پڑھنا بند کر دیا۔ ایک دِن صوفی صاحبؒ نے پوچھا کہ قِبلہ! آپؒ نے وہ وظیفہ کیا ہے۔ آپؒ نے کہا۔ ہاں! مَیں نے کیا تھا۔ دو تین دن کے بعد مُجھے اپنے مصلّے پر پچاس روپے ملنا شروع ہو گئے تھے۔ مَیں نے سمجھ لیا کہ یہ تو دستِ غیب کا وظیفہ ہے۔ پھر مَیں نے یہ پڑھنا بند کر دیا۔ صُوفی صاحبؒ نے پوچھا قِبلہ! آپؒ نے یہ وظیفہ ترک کیوں کر دیا؟ حضرت قبلہ نے کہا کہ ایک تو یہ کہ مُجھے اس رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑی بہت زمینداری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بہُت کچھ دیا ہے۔ دُوسرے اس وظیفہ سے میرے دُرود شریف و اذکارِ الٰہی کے اوقات میں کمی ہو گئی تھی اور مَیں نے محسوس کیا کہ دُرود شریف و ذِکرُ اللہ میں کمی کے باعث کہیں مَیں ذاتِ مُبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے دُور نہ ہو جاؤں۔ صُوفی

صاحبؒ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگے کہ آپؒ عشقِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ وسلام) میں بہت پُختہ ہیں اور بُلند ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے میری دُعا ہے کہ آپؒ اِس میدان میں مزید پُختہ اور بُلند ہو جائیں (آمین) صُوفی صاحبؒ نے کہا کہ یہ وظیفہ مجھے ایک بزُرگ نے عطا کیا تھا اور مَیں کافی عرصہ سے یہ کر رہا ہوں اور ہر روز میں مصلّے پر نمازِ فجر کے بعد پچاس روپے پاتا ہُوں (اُن دِنوں یعنی پاکستان بننے سے دس پندرہ سال قبل پچاس روپے میں ایک تولہ سونا خرید کیا جا سکتا تھا)

(ب) دہلی کے قُطب صاحبؒ کا پیغام

ایک دِن قبلہ چوہدری صاحبؒ، محترم صُوفی صاحبؒ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ صُوفی صاحبؒ نے دروازہ کھولا تو وہ شخص اندر آئے اور سلام کہا اور پھر ذرا دُور ہٹ کر صُوفی صاحبؒ کے ساتھ کوئی بات چیت کی۔ صُوفی صاحبؒ نے اُنہیں بیٹھنے کو کہا اور شربت ولسّی پیش کرنا چاہی۔ اُنہوں نے کہا کہ پھر سہی۔ آپؒ مجھے اس دفعہ اجازت دیں۔ کام بہُت زیادہ ہے، اَب مَیں جانا چاہتا ہوں اور وہ شخص سلام کہہ کر باہر چلے گئے۔ چند دِنوں کے بعد صُوفی صاحبؒ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ سے کہا۔ قبلہ دہلی کے قُطب صاحبؒ دو تین دفعہ تشریف لا چکے ہیں اور ہر مرتبہ یہی کہہ کر گئے ہیں کہ میری طرف سے قبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت میں یہ پیغام دے دیں کہ وہ اہلِ خدمتِ اولیاءؒ یا رجال الغیبؒ میں کوئی عُہدہ قبُول فرمالیں۔ کیونکہ اُنہیں آج کل آپ جیسے صاحبان کی بہُت ضرورت

ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کہا۔ کہ کیا دہلی کے قُطب وُہی شخص نہ تھے جو اُس دن آپ کے پاس آئے تھے اور آپ سے کچھ صیغۂ راز میں کہا تھا۔ اور بغیر بیٹھے اور کھائے پیئے چلے گئے تھے؟ صوفی صاحبؒ نے کہا جی ہاں۔ چوہدری صاحبؒ آپؒ نے خُوب پہچانا۔ پھر آپ ؒ کا اہلِ خدمت اولیاء اللہ یا رجالُ الغیب لوگوں میں شامل ہونے کے مُتعلق کیا خیال ہے؟ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے جواب دیا کہ میرا ذاتی کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میرا تو دل یہی چاہتا ہے کہ درُود شریف پڑھتا رہوں اور ذکراللہ کرتا رہوں اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے پاس رہوں۔ ہاں اگر حضورؐ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) خود ایسے ارشاد فرما دیں تو مَیں بصد شوق وخوشی اور بغیر کسی تامّل کے رجالُ الغیب میں شامل ہو جاؤں گا۔ صُوفی صاحبؒ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کا یہ پیغام دہلی کے قُطب صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

(ج) صُوفی صاحبؒ کی حج پر روانگی اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو حج کی دعوت

چند دِنوں کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ پھر حضرت صُوفی صاحبؒ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے تو صُوفی صاحبؒ نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ مَیں اس سال حج کی سعادت اور اس نیک فریضہ کی بھی ادائیگی کرلوں اور مجھے بہت خوشی ہو گی کہ آپ اس سفرِ مُبارک میں میرے ساتھ چلیں۔ زادِ راہ اور خرچہ کا مَیں نے تمام بندوبست کر لیا ہے۔ ایک دو دوست اور بھی ساتھ چلیں گے۔ آپؒ کو انشاء اللہ کسی قسم کی سفری تکلیف و پریشانی نہ ہونے دیں گے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے جواب

دیا۔ آپؒ قبلہ تشریف لے جائیں۔ میرا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔ چند سال بعد سوچوں گا۔ آپؒ کے دلی خلوص و نیک ارادوں کا ازحد شکر گزار ہوں اور آپ کے لئے دُعا گو رہوں گا۔

ایک دو ماہ بعد قبلہ صوفی صاحبؒ کے حج پر جانے کی تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں اور سفرِ حج کا دن قریب آگیا۔ صوفی صاحبؒ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ سے کہا۔ قبلہؒ! آپؒ فرمائیں میں حجازِ مقدس سے آپ کیلئے کیا لاؤں؟ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے جواب دیا کہ آپؒ جب بھی حرمین شریفین میں حاضری دیں تو میری اس ادنیٰ غلام کی جانب سے درود و سلام پڑھنے کے بعد دُعا میں فرما دیا کریں اور جس وقت آپ روضۂ اطہر و انور کے سامنے حاضری دیں تو اِس ادنیٰ غلام کی جانب سے بحضور نبی کریمؐ، رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی خدمتِ اقدس میں مؤدبانہ درود و سلام اور بہت زیادہ درود و سلام عرض کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ والسَّلام علیک یارسول اللہ
الصّلوۃ والسّلام علیک یاحبیب اللہ
الصّلوۃ والسّلام علیک یا نبیّ اللہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا نورٌ مّن نورِ اللہ

اور پھر عرض کریں کہ یارسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسّلام) کہ آپؐ کا یہ ادنیٰ غلام آپؐ سے نگاہِ لطف و کرم و نگاہِ رحمت کا طلب گار ہے اور آپؐ حضورؐ (علیک الصلوٰۃ والسّلام) کے قدموں و قرب میں رہنا چاہتا ہے اور ظاہر و باطن میں آپؐ (علیک الصلوٰۃ والسّلام) کی زیارت کا متمنی ہے (آمین)

(د) پیغامِ مُبارک (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

قبلہ صُوفی صاحبؒ حجازِ مقدّس پُہنچ گئے۔ مدینہ منوّرہ میں حَرم شریف میں حاضری دی اور روضۂ رسُولِ مقبُول (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے سامنے کھڑے ہوکر مؤدّبانہ دُرود وسلام عرض کیا۔ احباب اور برِصغیر کے تمام مسلمانوں کی جانب سے بہُت زیادہ دُرود وسلام و دُعائیں عرض کیں۔ اور اپنے دوست و رفیق قبلہ چوہدری صاحبؒ کی جانب سے بھی بہت مُؤدّبانہ و بہت دُرود وسلام پیش کیا اور اُن کیلئے دُعائیں عرض کیں۔ صُوفی صاحبؒ جس وقت بھی دربارِ رسالتؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں حاضری دیتے تو تمام احباب و مسلمانوں کی جانب سے دُرود و سلام اور دعائیں عرض کرتے رہتے۔ اور قرآن شریف پڑھتے رہتے۔

ایک دِن صوفی صاحبؒ روضۂ مُبارک کے پاس بیٹھے ہوئے مُراقبے میں نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے حضُور دوست واحباب اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی جانب سے دُرود شریف و دعائیں عرض کر رہے تھے کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے اُن کو اپنی زیارتِ پاک سے نوازا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہمیں سب کی جانب سے دُرود وسلام پہنچ گیا ہے اور (چوہدری) غلام حیدرؒ کی دُعاؤں کا جواب ہم ان کو ہندوستان میں دیں گے۔ قبلہ صوفی صاحب نے تقریباً دو ماہ تک مدینہ منوّرہ میں قیام کیا اور مکّہ مکرّمہ میں بھی ایک ڈیڑھ ماہ رہے۔ وہاں بھی دُرود شریف و قرآن شریف پڑھتے رہے۔ تمام دوست اور احباب اور برّصغیر و تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ کافی

عُمرے کئے اور حجِ مُبارک کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حَرمَین شریفین سے الوداع چاہی اور سفرِ واپسی کا آغاز ہُوا۔ تقریباً چار ماہ کے بعد قبلہ حاجی صُوفی صاحبؒ و حاجی احباب دہلی واپس پہنچے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کو علم ہُوا کہ صُوفی صاحبؒ حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد دہلی واپس پہنچ گئے ہیں تو آپ اُن کی خدمت میں دُعا و مُبارک کے لئے پہنچے۔ قبلہ صُوفی صاحبؒ اُٹھ کر ملے اور بغلگیر ہوئے اور کہنے لگے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ مراقبہ میں جب میں نے بحضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) آپ کی جانب سے درُود و سلام و دُعائیں عرض کیں، تو آپؐ حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے زیارتِ پاک سے نوازا اور درُود و سلام قبول کرنے کے بعد ارشادِ پاک فرمایا کہ (چوہدری) غلام حیدرؒ کی دُعاؤں کا جواب ہمؐ اُن کو ہندستان میں دیں گے۔ قبلہؒ! آپ بتائیں کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ مجھے تو کوئی خاص سمجھ نہیں آئی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ مُسکرا دیئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبُوب کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے طفیل دُعاؤں کو قبُولیّت بخشے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس پیغامِ مُبارک کا جو جواب نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے آپ کو دیا ہے بہت ہی اچھا نتیجہ نکلے گا۔ صُوفی صاحب کے اِصرار پر قبلہ چوہدری صاحبؒ نے پیغامِ مُبارک کی قدرے وضاحت کی اور کہا کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی اپنے ادنیٰ غلام پر بے حد نظرِ کرم اور رحمت و شفقت ہے۔ آپؐ حضور (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) نے مجھے بھی پیغامِ مُبارک سے نوازا ہے اور ارشاد ہُوا ہے کہ مستقبل قریب میں اس ملک کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ انگریز چلے جائیں گے۔

ایک حصّہ مُسلمانوں کو دیا جائے گا اور دوسرا غیر مُسلموں کو۔ اِس آزادی کی نِعمت سے کچھ عرصہ پہلے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اپنے اِس ادنیٰ اُمّتی کو ایک اہم ذمہ داری سے نوازیں گے۔ یعنی ایک باطنی اور رُوحانی محکمہ کی کارکردگی مجھے سونپیں گے۔ اِس ذمہ داری و محکمہ کا کام مجھے نئے اسلامی ملک میں کرنا ہوگا اور غیر مُسلم حِصّہ یعنی ہندوستان میں یہ کام کوئی اور مُسلمان صاحبان کریں گے۔ مَیں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اسلامی ملک کے صُوبہ پنجاب میں ہجرت کر جاؤں گا۔ اور ہمارے قبیلہ شیخ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ وہ بھی اُدھر چلے جائیں گے۔ جو پیغامِ مُبارک آپ کو مَدِینہ مُنوّرہ میں عطا ہُوا۔ اُنہی دنوں اُس کی یہ وضاحت نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی جانب سے میرے بڑے بھائی صاحبؒ کے ذریعہ مجھے نصیب ہوئی۔ عِشق و مُحبت کی اِن باتوں کے دَوران قبلہ صُوفی صاحبؒ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ پر رِقّت طاری تھی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ پیغامِ مُبارک میرے لئے بے حد خوش بختی اور سعادت کی علامت تھی اور اِس کے بعد مجھ پر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی مُحبّت کا جذبہ اور زیادہ رہنے لگا۔

بغدادی بابا سے مُلاقات

ایک دن پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ نے حضرت خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکیؒ کے مزار پر حاضری دی۔ آپؒ قبلہ مزار شریف کے وسط میں کھڑے ہوگئے۔ دُرُود شریف پڑھا اور خواجہ قُطب صاحبؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ خواجہ صاحبؒ حضور اپنی قبر شریف میں اُٹھ کر بیٹھ گئے اور۔ اُن پر آسمان کی جانب سے انوار و تجلیّات کی بارش شروع ہوگئی اور انوار و تجلیّات کا تصرّف اُن کی جانب سے میرے جسم میں سرائیت کرنے لگا۔ جلالی کیفیّات مجھ پر غالب ہوگئیں۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی مُحبّت سے طبعیّت لبریز ہوگئی۔ عِشق و مستی اور رِقّت طاری ہوگئی۔ میری زبان از خود کبھی دُرُود شریف پڑھتی اور کبھی ذِکرُاللہ کا دورہ شروع کر دیتی۔ خواجہ صاحبؒ حضور میری طرف دیکھ رہے تھے اور تبسّم فرما رہے تھے۔ اُن کی گلابی اور جلالی نگاہوں سے عشق و جلال کی شُعاعیں میری قلب و نگاہ میں سما رہی تھیں اور یہ معلوم دے رہا تھا۔ کہ خواجہ قطب صاحبؒ کو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی ذاتِ مُبارک سے کس قدر عشق و قُرب نصیب ہے اور محبوبؐ ربّ العالمین، رحمتؐ اللّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے آپؒ کو کس قدر نوازا ہے اور کس قدر سرفرازی عطا فرمائی ہے۔ اِس کا اندازہ لگانا مُشکل تھا۔ مَیں تقریباً آدھا پون گھنٹہ تک وہاں بیٹھا رہا اور رِقّت سے میری

قمیض و بازو تر ہو چکے تھے۔ قبلہ خواجہ صاحبؒ حضور اپنی قبر شریف میں روپوش ہو گئے اور میں نے سلام عرض کیا اور واپس پلٹا۔

یہ سارا منظر وہاں ایک بیٹھے ہوئے بغدادی بابا بھی دیکھ رہے تھے۔ مجھے واپس آتا دیکھ کر وہ اُٹھے اور مجھ سے بغلگیر ہو گئے۔ کہنے لگے۔ عزیز درویش! خواجہ قطبؒ صاحب نے آپؒ پر بہت زیادہ اِلتفات و شفقت فرمائی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ اُن کا آپ سے منفرد تعلق ہے۔ کیونکہ میں یہاں کم و بیش گذشتہ گیارہ بارہ برس سے ہوں اور خواجہ صاحبؒ حضور کی ایسی شفقت کسی درویش پر نہیں دیکھی۔ میں عربی ہوں اور بغداد شریف کا رہنے والا ہوں۔ میں یہاں اپنی ایک منزل طے کرنے کے لیئے آیا تھا۔ وہ مرحلہ تو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے طے ہو گیا ہے، مگر ابھی تک خواجہ صاحبؒ حضور سے واپسی کی اجازت نہیں مِل سکی۔ بغدادی باباؒ نے کہا۔ حضرت قبلہؒ! آپ تشریف رکھیں میں آپؒ کو کلام اللہ کا ایک رکوع بغدادی قرأت میں سُناتا ہوں۔

بغدادی باباؒ نے جونہی قرأت شروع کی۔ جتنے لوگ درگاہ شریف پر موجود تھے، وہ بغدادی باباؒ کے اِرد گِرد جمع ہو گئے اور خاموشی سے قرآن شریف کی قرأت سُننے لگے۔ بغدادی باباؒ کے گلے و ناک سے کلام اللہ کے الفاظ ایسے صاف و سُریلے انداز سے ادا ہو رہے تھے اور ایسے لگ رہا تھا کہ کوئی سُریلی بین از خود کلام اللہ سُنا رہی ہے۔ اس عربی لہجہ میں الفاظ پاک کی ادائیگی اور حُسنِ قرأت نے فضا اور لوگوں میں وَجد طاری کر دیا اور مجھ پر بھی نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی مُحبّت کا غلبہ ہو گیا اور رِقّت طاری ہو گئی اور تمام زائرین سُرور و مستی میں جھوم رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ خواجہ قطب صاحبؒ

بھی قبر میں بیٹھے ہوئے تلاوت و قرأت قرآن شریف سُن رہے ہیں اور اُن سے بھی نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے عشق و محبّت کے غلبہ اور وجد کی کیفیت عیاں ہو رہی تھی۔ بغدادی باباؒ نے جب قرأت ختم کی تو مجھ سے کہا: قبلہ! ذرا جائیے اور حضورؒ خواجہ صاحبؒ سے مجھے بغداد شریف جانے کی اجازت لے دیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مَیں نے اُسی رِقّت کی حالت میں مزار شریف کے قریب جا کر خواجہ قُطب صاحبؒ کی خِدمت میں پھر سلام کہا اور عرض کیا کہ حضورؒ! بغدادی باباؒ صاحب دہلی سے بغداد جانے کی اجازت مانگتے ہیں۔ خواجہ صاحبؒ حضورؒ! قدرے مُسکرائے اور فرمایا کہ بہت اچھا۔ اُن سے کہہ دیں کہ اُن کی منزل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی رحمت و شفقت سے طے ہو گئی ہے۔ مَیں بہت خوش ہُوں۔ وہ اگر بغداد شریف جانا چاہتے ہیں تو بخوشی چلے جائیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے خواجہ صاحبؒ کی خِدمت میں سلام عرض کیا اور خواجہ صاحب حضورؒ قبر میں تشریف لے گئے۔ مَیں واپس مُڑا اور دیکھا کہ بغدادی باباؒ اپنا بوریا بستر باندھ رہے ہیں اور وہ بہت خُوش نظر آ رہے ہیں۔ مجھے آتا دیکھ کر وہ گلے سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ مَیں انشاءاللہ تعالیٰ بغداد شریف جا رہا ہوں۔ مَیں آپؒ کا ممنون ہُوں کہ آپ نے حضورؒ خواجہ قُطب صاحبؒ سے واپس جانے کی اجازت لے دی۔ مَیں نے بھی بغدادی باباؒ سے اجازت چاہی سلام کیا اور دُعا کے لئے کہا اور عرض کیا بغداد شریف میں آپ جہاں بھی جائیں تو حضرت غوثِ پاکؒ اور تمام بزُرگانِ دینؒ کے مزارات پر میری جانب سے مؤدبانہ سلام عرض کریں۔ پھر قبلہ چوہدری صاحب واپس گھر لوٹ آئے۔

دہلی میں رِجالُ الغَیب سے مُلاقاتیں

۱۔ ایک دن قبلہ چوہدری صاحبؒ گرمیوں کے موسم میں بعد از دوپہر سڑک کے ساتھ پیدل راستہ پر جا رہے تھے اور اُنہوں نے ایک نوجوان مجذُوب اہلِ خدمت درویش کو سڑک سے ہٹ کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ مجذوب ذِکراللہ میں مشغول تھا اور اُسے گرمی کی شدّت کا کچھ احساس نہیں ہو رہا تھا. قبلہ چوہدری صاحبؒ نے دیکھا کہ کبھی وہ پاس پڑے ہُوئے کنکر و ٹھیکریوں کو بار بار اُٹھاتا۔ کبھی ایک طرف رکھ دیتا، کبھی دوسری طرف۔ کبھی غُصّے کا اظہار کرتا اور کبھی مُسکرا دیتا، مگر ہمہ وقت وہ ذکرُاللہ میں مشغول دکھائی دے رہا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ جب پاس سے گزرے تو اسے سلام کیا اور کہا مجذوب بابا دہلی میں آپ کیا کیا انتظامات کر رہے ہیں؟ مجذوب اہلِ خدمت درویش جو درحقیقت شہر میں کسی خاص انتظام پر مامُور تھے، یہ سُن کر گھبرا گئے کہ یہ کس نے اُن کو پہچان لیا ہے؟ نوجوان مجذُوب نے گھبراہٹ کے عالَم میں ذرا بے رُخی سے جواب دیا۔ آپ اپنا کام کریں جی! میں اپنا کام کر رہا ہُوں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے یہ سُنا اور سلام کہہ کر آگے چل دیئے۔ ابھی آپ چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ اُنہوں نے کسی کو مجذوب کو ڈانٹ پلاتے ہوئے اور اس کی سرزنش کرتے ہُوئے

سُنا۔ آپ واپس پلٹے اور دیکھا کہ دہلی کے قطبؒ ایک ثانیہ میں کہیں غائب سے وہاں آن موجود ہوئے تھے اور اسی مجذوب کو ڈانٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کچھ دکھائی نہیں دیتا تجھ کو؟ یہ تم نے نہ دیکھا کہ تم کن سے بات کر رہے ہو؟ اور کس بے رُخی و بے ادبی کے ساتھ؟ وہ مجذوب ہاتھ باندھے، سر جھکائے سب کچھ سُن رہا تھا۔ کہہ رہا تھا۔ قبلہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے معاف کر دیں۔ قُطبؒ صاحب نے کہا۔ تم دہلی میں اہل خدمت کے قابل نہیں ہو۔ تمہیں شاید کسی اور جگہ بھیجنا پڑے گا۔ اتنے وقفہ میں قبلہ چوہدری صاحبؒ بالکل قریب آ گئے تھے۔ قُطب صاحبؒ نے بڑے ادب کے ساتھ اُن سے سلام اور مُصافحہ کیا اور کہا قبلہؒ! اسے مُعاف کر دیں۔ یہ بالکل نوجوان چھوکرا ہے۔ ابھی ابھی دہلی میں اسے شہر کے ایک خاص انتظام پر لگایا تھا، مگر اِس کی طبعیّت ذکراللہ کی کثرت و حِدّت کی وجہ سے قدرے جلالی ہے۔ آپ قبلہؒ! طبعیّت میں مَلال نہ لائیں۔ وگرنہ اسے نقصان پہنچ جائے گا۔ قُطب صاحبؒ نے مجذوب سے کہا۔ چلو قبلہ چوہدری صاحب سے معافی مانگو اور آئندہ سے محتاط رہنا۔ کسی اچھے بھلے کو دیکھ لیا کرو اور با اَدب ہو کر بات کیا کرو۔ تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ اِن کی کتنی عِزّت کرتے ہیں۔ ہم لوگ اہلِ خدمت میں سے ہیں اور یہ اہلِ محبّت سے۔ تم نہیں جانتے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کو نبیؐ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے کتنا عشق و محبّت ہے اور کتنا قرب حاصل ہے؟ چلو اِن سے بے ادبی و بے رُخی کی معافی مانگو۔ مجذوب درویش نے کہا: قبلہ مجھے معاف کر دیں، مجھ سے غلطی ہو گئی ہے کہ میں آپ کو پہچان نہ سکا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کہا مجھے کوئی

مُلال در بخش نہیں ہے۔ عزیز درویش! غلطی میری تھی۔ آپ تو ذکر اللہ اور اپنے انتظام میں مشغول تھے۔ مَیں ہی ایسے آپ کے کام مُخل ہُوا۔ آپؒ نے مجذوب کو گلے لگایا اور اسے بہت سی دعائیں دیں۔ مجذوب درویشؒ بہت خوش ہو گیا اور دہلی کے قطب صاحبؒ بھی۔ قبلہ چوہدری صاحب نے انہیں سلام کیا اور آگے چل دیئے۔ قطب صاحبؒ نے وعلیکم السلام کہا اور وہیں غائب ہو گئے۔ مجذوب درویش نے بھی بہت ادب سے وعلیکم سلام عرض کیا اور وہیں بیٹھ گیا اور اپنے کام میں پھر مشغول ہو گیا۔

(ب) دہلی میں اکثر قبلہ چوہدری صاحبؒ ایک دوکان سے لسّی و چائے پیا کرتے تھے اور وہ دکاندار بھی بڑا نیک اور مرد شناس آدمی تھا اور درویش لوگوں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ بعض سے تو وہ پیسے بھی نہیں لیتا تھا۔ ایک دن قبلہ چوہدری صاحبؒ اُس کی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے لئے ابھی چائے تیار نہ ہوئی تھی۔ ایک مُعمّر درویش جو اہلِ خدمت میں سے تھا آیا اور سلام کیا اور دوکاندار کو کہا کہ میری دہلی سے تبدیلی ہو گئی ہے اور میں ابھی ملتان جا رہا ہوں۔ پھر کبھی ملاقات ہو گی۔ دوکاندار نے کہا کہ چائے تیار ہے۔ ایک کپ پی لیں۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ دوکاندار نے فوراً چائے دو کپوں میں ڈالی ایک کپ قبلہ چوہدری صاحبؒ کو دیا۔ اور دُوسرا اہلِ خدمت درویش کو۔ اس درویش نے دو تین ہی گھونٹ میں چائے سے لبریز شدید گرم کپ تقریباً آدھ منٹ میں خالی کر دیا اور دوکاندار کو واپس دے دیا۔ اور کہا کہ مُلتان کے قطب صاحبؒ وفات پا گئے ہیں اور وہاں پہنچ کر میں نے شہر کا انتظام سنبھالنا ہے۔ لہٰذا

بہت جلدی ہے۔ درویش صاحب نے دوکاندار اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو سلام کہا اور دوسرے ہی لمحہ وہیں کھڑے کھڑے غائب ہو گئے۔

دوکاندار حیران تھا کہ اُنہوں نے اِتنی گرم چائے تقریباً آدھ منٹ میں کیسے پی لی اور اُن کا منہ تک نہ جلا اور نہ ہی اُن کو کوئی پریشانی ہوئی؟ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ رجالُ الغیب کو سردی اور گرمی کی شِدّت کا کوئی اِحساس نہیں ہوتا۔ کبھی بَرفانی پہاڑوں پر اور کبھی تپتے ریگستانوں میں۔ اُنہوں نے اپنے فرائض منصبی سرانجام دینا ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی رحمت و شفقت کے طفیل ان کو ایسی ایسی باتیں اور قوّتیں نصیب ہوتی ہیں۔ فاصلے اُن کے لئے سمٹ جاتے ہیں۔ پرواز، کشف، قوّت اور تصرّف کا اختیار بھی اُن کو عطا ہوتا ہے۔ یہ حضرات اہلِ نظر اور ان میں سے بعض اہلِ باطن بھی ہوتے ہیں اور ان پر علاقے اور لوگوں کے حالات بھی منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ تاکہ یہ اولیاء اللہ اپنا کام مُستعدی اور صحیح طور پر سرانجام دے سکیں۔ مگر ہمہ وقت یہ حضرات ذِکرُاللہ و دُرود شریف میں مشغول رہتے ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے چائے ختم کی اور پیسے ادا کیئے۔ دوکاندار سے سلام کہا اور واپس آ گئے۔

نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی تشریف آوری

قبلہ چوہدری صاحبؒ دہلی میں اپنے بڑے بھائی چوہدری غلام احمدؒ خانصاحبؒ کے ہاں ہی رہتے تھے۔ بڑے بھائی صاحبؒ اور اُن کی زوجہ محترمہ دونوں ہی بہت نیک، نماز و تہجّد کے پابند اور اولیاء اللہ تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ذونوں میاں بیوی صاحب حضورؐ اور اُن پر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بے حد عنایات اور نگاہِ کرم تھی۔ بڑے بھائی صاحبؒ بارگاہِ رسالتمآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں پیش کار تھے اور مجلس حضورؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں مختلف معاملات کی مثلیں (فائیلیں) پیشِ خدمت کیا کرتے تھے اور حضورؐ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اُن معاملات پر فیصلے و احکامات و ارشادات فرماتے تھے۔ اہلیہ محترمہ بھی بہت نیک خاتون تھیں اور اکثر اُن کو بھی زیارت پاکؐ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نصیب ہوتی رہتی تھی۔

ایک رات حسبِ معمول قبلہ چوہدری صاحبؒ ڈیڑھ، دو بجے نوافل و درُود شریف پڑھنے کے لئے اُٹھے۔ بڑے بھائی صاحب اور بھاوجہ صاحبہؒ پہلے ہی سے نوافل سے فارغ ہو کر قرآنِ مجید و درُود شریف پڑھنے میں مشغول تھے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے پانی سے لوٹا بھرا اور صحن میں کھُرے پر رکھ دیا، تاکہ وہ غسل خانہ میں طہارت اور وضو وغیرہ کر لیں۔ اتنی دیر میں دُوسری طرف سے بھاوجہ صاحبہؒ کی آواز آئی۔

(قبلہؒ) غلام حیدرؒ! اُوپر فضاء میں دیکھو۔ حضورؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی سواری جارہی ہے (ساتھ ہی پانی سے بھرے ہوئے دھاتی لوٹے کے اُلٹنے کی آواز آئی اور اس میں سے سارا پانی کھُرے پر بہہ گیا) قبلہ چوہدری صاحبؒ نے لوٹے کی طرف توجّہ نہ کی اور فوراً آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور دیکھا کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی سواری فرشتوں کی معیّت میں اُوپر سے گزر رہی ہے اور فضاء میں چاروں طرف روشنی بکھر گئی ہے اور بہت ہی عُمدہ، پُرمسرّت اور رِقّت خیز خوشبو آرہی تھی۔ قبلہ بڑے بھائی صاحبؒ، بھاوجہ صاحبہؒ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو جی بھر کے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی زیارت پاک نصیب ہُوئی اور حضورؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اپنے سوہنے اُمتیوں کو بیدار اور عباداتِ الٰہی میں مشغول دیکھ کر تبسّم فرما رہے تھے اور یہ اُمّتی آہستہ آہستہ ہاتھ باندھے دبی زبان اور دل سے کہہ رہے تھے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہ

اور اُن پر جمال رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کے فیضانِ رحمت سے رِقّت طاری تھی۔

اللہ تعالیٰ کے اُن نیک بندوں کا کہنا تھا کہ فضا میں ایسے نُور روشنی اور خوشبُو کا حسین اِمتزاج اور رِقّت خیز بکھراؤ صرف اُنہیں اُس وقت دیکھنا اور محسُوس کرنا نصیب ہوتا۔ جب کبھی بھی وہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام)

کی زیارتِ پاک سے مُشرّف ہوتے ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اپنی بھاوجہ مُحترمہؒ کا بہت شُکریہ ادا کیا کہ اُنہوں نے اِن کی توجّہ اور نگاہ اُوپر فضا میں نبیٔ پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی سواری کی طرف مبذُول کرائی اور وہ زیارتِ پاکؐ سے مُشرّف ہوئے۔

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ نے مُحترمہ بھاوجہ صاحبہؒ سے پُوچھا کہ لوٹے کو کس کی ٹھوکر لگی تھی کہ تمام پانی بہہ گیا تھا؟ کیونکہ انؒ کا وضو وغیرہ کرنا ابھی رہتا تھا۔ بھاوجہ صاحبہؒ نے فرمایا (قبلہ) غلام حیدر! شاید تمہیں یاد ہو کہ کھُرے پر رات کو سونے سے پہلے کسی بچے نے پیشاب وغیرہ کیا تھا اور وہ جگہ ناپاک تھی۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی سواری اُوپر گزرنے سے پہلے میں نے دیکھا کہ لوٹے کو فرشتوں نے اُٹھایا اور اسے اُنڈیل دیا۔ اور پانی تمام کھُرے پر پھیل گیا اور کھُرے کے اُوپر سے تمام گندگی وغیرہ نالی میں بہہ گئی اور تمام جگہ صاف ہو گئی تھی۔ اُس کے فوراً بعد ہی نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی سواری فضا میں اُوپر سے گزری اور ہم سب کو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی زیارتِ پاک نصیب ہوئی (آمین) حضرت قبلہؒ نے دوبارہ لوٹے کو پانی سے بھرا اور وضُو وغیرہ کیا۔ نوافل ادا کیے اور درُود شریف اور ذکرِ الٰہی میں حسبِ معمُول مشغُول ہو گئے۔

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پر لاکھوں سلام
مُصطفےٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا لباس کے مُتعلّق اِرشادِ پاک

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ پر ذِکرُ اللہ کی جلالی کیفیّات کا غلبہ رہتا تھا اور اُنوار و تجلیّات کے فیضان و برکات سے طبعیت میں حِدّت و بے نیازی سی رہتی تھی۔ کبھی نہا لیا اور کپڑے تبدیل کر لئے اور کبھی نہ نہایا اور وہی لباس پہنے رکھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک رات حسبِ معمول وہ تقریباً ڈیڑھ دو بجے اُٹھے۔ وُضو کیا، نوافل ادا کیے اور درُود تاج پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ چند ہی منٹوں کے بعد درُود شریف پڑھتے پڑھتے اُن کو دربارِ رسالت مآب (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) میں حاضری نصیب ہوئی۔ انہوں نے دیکھا کہ نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) تشریف فرما ہیں اور اُن کے سامنے اور دائیں و بائیں جانب اصحابؓ اکرام، بزرگانِ دینؒ، اولیاءِ عظامؒ بھی سر جھکائے بیٹھے ہیں اور حضرت قبلہؒ کے بڑے بھائی صاحبؒ چند مِثلیں اُٹھائے ہوئے ہیں اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی خدمت میں پیش کرتے جاتے ہیں اور حضورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اُن پر فیصلے، احکامات و ارشادات فرماتے جاتے ہیں۔ جنہیں بڑے چوہدری صاحبؒ لکھتے جاتے ہیں۔ تھوڑے وقفہ بعد حضورِ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) بڑے شفیق انداز میں قبلہ چوہدری صاحبؒ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا غلام حیدرؒ! آپ ٹھیک ٹھاک رہا کریں اور اچھا لباس پہنا کریں، کپڑے سادہ ہوں اور اچھے ہوں۔ ہمؐ آپؒ کو اُونچا دیکھنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے

سر جھکائے عرض کیا۔ یارسُوّل اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) بہت اچھا۔ جیسے آپ حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) کا ارشاد مُبارک ہے۔ مَیں اِنشاء اللہ تعالےٰ ویسے ہی عمل کروں گا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ کہتے تھے کہ مَیں نے نگاہیں ذرا اُوپر کیں تاکہ چہرۂ انورؐ و رحمتِ مُصطفویؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے بے پایاں فیضان کا نظّارہ کر سکوں اور سیراب ہو جاؤں۔ چہرۂ انور (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) پر تبسّم دیکھا اور معًا ہی نگاہیں نُور جمالِ مُصطفویؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی تاب نہ لاتے ہوئے خود بخود جُھک گئیں۔ میرے دِل میں القاء ہُوا کہ ذاتِ پاک رحمت اللّعالمینؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) مجھے کوئی ذمہ داری سونپنے والے ہیں۔ مَیں مُنہ میں درُود شریف پڑھ رہا تھا اور عرض کر رہا تھا۔ یارسُولؐ اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) ادنیٰ غلام حاضر ہے۔ جیسے آپ حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) کا ارشادِ مُبارک ہوگا۔ مَیں انشاء اللہ تعالیٰ ویسے ہی عمل کروں گا۔ مَیں نے کوشش کے ساتھ پھر نظریں ذرا اُوپر کیں تاکہ چہرۂ انور (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کو پھر دیکھ سکوں، مگر ضیاءِ رسالت و نبوّت اور محبُوبِ ربُّ اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے جمال کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں پھر معًا جُھک گئیں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) بہت خوش تھے اور خوش نصیب حاضرینِ مجلس نُور۔ جمالِ مُصطفویؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے فیض یاب ہو رہے تھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَجْمَلَكَ مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ

کِتھے مہر علیؒ کِتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کِتھے جا اڑیاں

(سائیں مہر علی شاہ صاحبؒ)

نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے تمام مسئلوں پر فیصلے اور ارشادات

فرما دیئے اور آپ حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) رُخصت ہو گئے اور مجلس اختتام پذیر ہوئی اور تمام اصحابؓ کرام، بزرگانِ دینؒ، اولیاءِ عُظّام اور حاضرین بھی ساتھ ہی رُخصت ہو گئے۔

صُبح کو چوہدری صاحبؒ نماز و ناشتہ سے فارغ ہو کر جب کام پر باہر جانے لگے تو بڑے بھائی صاحبؒ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ (قبلہؒ) غلام حیدر کو کچھ رقم دے دو۔ یہ اپنی نئی شلوار قمیض کے دو جوڑے سِلوا لے۔ شیروانی بھی بنوا لے اور کُلاہ و پگڑی بھی لے لے۔ یہ ٹھیک ٹھاک رہے اور اچھا لباس پہنا کرے۔ مُحترمہ بھاوجہ صاحبہؒ نے اندر سے پیسے لا کر قبلہ چوہدری صاحبؒ کو دے دیئے۔ اُنہوں نے پیسے پکڑ لئے اور سلام کہہ کر باہر کام پر چلے گئے۔ بڑے بھائی صاحبؒ یہ دیکھ کر مُسکرا دیئے اور کہا کہ آج غلام حیدرؒ نے پیسے پکڑنے سے انکار نہیں کیا۔ حالانکہ پہلے وہ کہہ دیا کرتا تھا کہ بھائی صاحب رہنے دیں۔ نئے کپڑے پھر بنوا لوں گا۔ مُحترمہ بھاوجہ صاحبہ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور کہا! آج غلام حیدر کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اب اس نے خود نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے لباس کے مُتعلق ارشادِ مبارک سُن لیا تھا۔ اس کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ ہمیشہ شیروانی، شلوار قمیض اور پگڑی میں نظر آتے تھے۔

علیہ الصّلوٰۃ وسّلام

ے قدم نبی دے پچھے سانوں یارب راہ چلائیں
اندر قوم نبیاں غلاں کیتا توں سرورؐ جس تائیں

(آمین)

(مولانا غلام رسولؒ)

باب - ۲

رِجالُ الغَیب میں شمُولیّت

ایک دن قبلہ چوہدری صاحبؒ، صُوفی برکت اللہ صاحبؒ سے ملنے گئے۔ وہاں باتوں باتوں میں صُوفی صاحبؒ نے کہا۔ دہلی کے قُطب صاحبؒ پھر آئے تھے اور وہ کہہ گئے تھے کہ آپ کے دوست قبلہ چوہدری صاحبؒ کی رجال الغیب میں شمولیّت کے متعلّق خود نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے ارشادِ مُبارک فرمادیا ہے اور اُن کو ایک اعلیٰ مَنصب دیا گیا ہے۔ وہ رجال الغیب کے اعلیٰ سطح کی مجلس یا بورڈ کے ایک رُکن جن کا چند دن ہوئے انتقال ہوا تھا، اُن کی جگہ ایک رُکن کی حیثیّت سے کام کریں گے اور اپنے فرائض منصبی ادا کریں گے۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کا ارشادِ مُبارک سر آنکھوں پر۔ آمَنَّا وَصَدَّقنَا۔ مَیں تو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کا ادنیٰ اغلام ہُوں۔ انشاءاللہ تعالیٰ مَیں خُوشی کے ساتھ اور پُوری کوشش سے اپنے فرائض نبھاؤں گا۔

قبلہ صُوفی صاحبؒ کے ہاں سے اُٹھ کر قبلہ چوہدری صاحبؒ آپ محبُوبِ الٰہی حضرت نظام الدّینؒ اولیاءؒ کے مزار پر تشریف لے گئے آپ سلام کہہ کر مزار شریف کے وسط میں ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے اور دُرود شریف پڑھنا شروع کیا۔ معًا ہی حضرت محبُوب الٰہیؒ مزار شریف میں سے نمُودار ہوئے۔ آپ حضور مُسکرا رہے تھے۔ قبلہ فرماتے تھے کہ ساتھ ہی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی مُحبّت کے تصرّف کی لہریں

حضرت محبوب الٰہیؒ کی جانب سے میری طرف اُمڈھتی چلی آئیں اور مجھ پر سرور و مستی غالب ہو گئی اور رِقّت طاری ہو گئی۔ یہ حال کوئی آدھے گھنٹے تک رہا۔ پھر تصرّف قدرے کم ہُوا۔ مَیں نے نظریں تھوڑی سی اُوپر کیں اور دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ بیٹھے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں اور بہت خوش نظر آ رہے ہیں اور قدرے توقف کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ نے میری رجال الغیب کے اعلیٰ سطح کی مجلس یا بورڈ میں شمولیّت کی تصدیق کر دی اور فرمایا کہ یہ ارشادِ مُبارک نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی جانب سے ہے اور ساتھ ہی حضرت محبوب الٰہیؒ مزار شریف میں رُوپوش ہو گئے اور مَیں واپس آ گیا۔

۱ - ارکان کا ملاپ اور بورڈ کا اجلاس

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اُسی رات، وقت کافی گزر چکا تھا کہ ایک رجلُ الغیب جہاں میں لیٹا ہُوا تھا، السّلام علیکم کہہ کر تشریف لے آئے۔ مَیں نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور اُنہیں بیٹھنے کو کہا۔ مَیں سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہیں، جو اچانک غیب سے میرے پاس آن نمُودار ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا چوہدری صاحبؒ چلیں۔ مجلس و بورڈ کا اجلاس کرنا ہے۔ چند اہم کام ہیں۔ اُن پر ہم نے فیصلے کرنا ہیں۔ اُنہوں نے ایک خاص پہاڑی کا نام لیا، جو کسی دوسرے مُلک میں تھی۔ ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔ باقی دونوں ارکان بھی وہیں پہنچ جائیں گے۔ ابھی یہ رجل الغیب پہاڑی کا محلِ وقوع ہی بتا رہے تھے کہ وہ پہاڑی میری نظروں کے سامنے آ گئی اور ایسے لگتا تھا کہ یہ وہاں سے

صرف چند قدموں کے فاصلے پر ہے۔ مَیں نے ذرا زور سے اِلاّ اللّٰہ کہا اور انہوں نے بھی ذکر اللہ پر زور دیا۔ ہم دونوں فضا میں بلند ہوئے اور چند ہی لمحوں میں اُس پہاڑی پر اُتر گئے۔ ہمارے ساتھ ہی دُوسری سمت سے مجلس و بورڈ کے مزید دو ارکان وہاں پہاڑی پر پہنچ گئے۔

ب ۔ درویشی زبان میں گفتگو

السّلام علیکم اور وعلیکم السّلام سب نے ایک دُوسرے سے کہا۔ معًا قبلہ چوہدری صاحبؒ نے یہ محسوس کیا کہ وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ ایک ایسی زبان میں گفتگو کر رہے ہیں جو نہ پنجابی تھی اور نہ اردو، مگر ہر ایک اُس زبان کو بخُوبی سمجھ رہا ہے اور بَول رہا ہے۔ حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ جب کبھی بھی دو یا دو سے زیادہ اولیاءُ اللہ باہم مِلتے ہیں۔ خصوصًا اہلِ خدمت یا رجال الغیب سے تعلّق رکھنے والے۔ تو اُنہیں فورًا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے درویشی زبان عطا ہو جاتی ہے، جسے سُریانی زبان بھی کہتے ہیں اور درویش و سالک چاہے وہ دُنیا کے کسی مُلک یا خِطّہ سے تعلّق رکھتے ہوں۔ وہ ایک دوسرے سے اسی زبان میں بات چیت کرتے ہیں، بلکہ پرانے بزرگانِ دین و ملائکہ وغیرہ سے بھی اسی زبان میں گفتگو ہوتی ہے۔ یہ زبان بات چیت کے وقت ہی عطا ہوتی ہے اور بعد میں درویش و سالک اِس کو اسی وقت تقریبًا تقریبًا بھُول جاتے ہیں۔

تمام ارکان نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کو اِس مجلس دبورڈ میں شمولیت پر خوش آمدید کہا اور اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تین چار معاملات زیرِ بحث آئے۔ اُن پر اتفاق رائے سے فیصلہ ہوگیا۔ بعد میں درج ذیل ایک اہم معاملہ زیرِ غور آیا۔ جس پر قبلہ چوہدری صاحبؒ کی رائے مختلف تھی۔

"فلاں مُلک کا بادشاہ یا سربراہ فوت ہوگیا ہے۔ اُس کی جگہ کون دُوسرا بادشاہ یا سربراہ بنے۔ تین ارکان کی رائے ایک شخص کے حق میں تھی، مگر قبلہ چوہدری صاحبؒ کا خیال کسی دُوسرے شخص کے حق میں تھا۔ تینوں نے زمین میں اپنی اپنی چھڑی گاڑ دی۔ اور کہا کہ چوہدری صاحبؒ۔ فیصلہ ہوگیا ہے کہ وہی شخص بادشاہ یا صدر بنے جس کے متعلق ہماری تین کی رائے یکساں ہے۔"

مجلس کا اجلاس اختتام پذیر ہُوا۔ سب ارکان اُٹھے۔ ایک دوسرے سے السّلام علیکم اور وعلیکم السّلام کہا۔ ہم نے پھر ذکر اللہ پر زور دیا۔ فضا میں اُٹھے اور چند لمحوں میں اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئے۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ اُنہوں نے بعد میں تہجّد کے نوافل ادا کئے اور دُرود شریف پڑھنے بیٹھ گئے ہر روز یہ سلسلہ پھر صُبح کی نماز تک جاری رہتا اور ناشتہ کے بعد وہ اپنے کام پر چلے جاتے۔ آج اُنہوں نے اخبار میں وہ تمام اہم باتوں کے مُتعلق خبریں پڑھ لیں، جن کے متعلق گذشتہ رات مجلس نے اپنے فیصلے کیے تھے اور ایک ملک کا بادشاہ یا سربراہ کے مرنے کی خبر تھی اور ساتھ ہی نئے بادشاہ و سربراہ بن جانے کے مُتعلق بھی درج تھا۔ یہ وہی نیا سربراہ تھا جس کے حق میں رجال الغیب کے تین ارکان کی رائے تھی۔

مجلس بورڈ کی کارروائی

اس مجلس کی کارروائی کے متعلق قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مجلس کی نشست یا اجلاس میں جتنے معاملات پر غور اور فیصلے ہونا ہوتے تھے۔ ان کے متعلق تمام تر واقعات سابقہ نکات اور پہلو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ذہن میں روشن ہو جاتے تھے۔ اور آنکھوں کے سامنے آجاتے تھے اور اجلاس کا تمام ایجنڈا بورڈ کی نشست کے ساتھ بھی معلوم ہو جاتا تھا اور جس جس مُلک کا معاملہ زیرِ غور آتا۔ اُس مُلک کی تمام سیاسی و اقتصادی و علاقائی صورتِ حال ذہن نشین ہو جاتی اور مناظر آنکھوں کے سامنے آ جاتے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم پر عیاں ہوتا قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ بورڈ کے بعض اراکین مرتبہ کے لحاظ سے ابدال و قُطب اور بعض کا مرتبہ و مُقام قدرے مختلف بھی ہوتا ہے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ اہلِ خدمت یا رجال الغیب کے بورڈ یا مجالس ایک شہر یا آبادی کی چھوٹی سطح سے شروع ہوتے ہیں اور اِسی طرح صُوبائی، مُلکی یا جغرافیائی خطوں اور دُنیاوی سطحوں پر قائم ہیں اور ان میں شامل اولیاء اللہ کی اپنی محنت عبادت و ریاضت کے حساب سے ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک مُلک کے لوگ دوسرے مُلک میں بھی متعیّن ہوتے ہیں۔ وہاں اُن کا بھیس و زبان و رہن سہن اس مُلک کے

باشندوں کی طرح ہوتا ہے، مگر یہ لوگ اپنے اعمال صالح برقرار رکھتے ہیں۔ انہیں سردی و گرمی کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ دن میں یا ہفتہ یا عشرہ میں اپنے گھر و کاروبار کی جگہوں وغیرہ پر حاضری دیتے رہتے ہیں تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے کہ فلاں فلاں شخص اتنے عرصہ سے اپنے گھر یا دفتر سے غائب ہے۔ دفاتر میں بھی اُن کی چھٹی یا حاضری کا بندوبست خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت سے ہوتا ہے اور یہ سب حضرات اکثر چھپے اور خفیہ رہتے ہیں اور اِن کا کسی کو چنداں پتہ نہیں چلتا ہے اور نہ ہی یہ لوگ مُستقبل کی خبروں اور واقعات کا کسی کو بتاتے ہیں۔

اِن اہل خدمت یا رجال الغیب اولیاءؒ اللہ کی مجالس میں سالکینؒ و دیگر اولیاء کرامؒ شامل ہوتے رہتے ہیں اور اہلِ خدمت رجال الغیب کا اِن مجالس سے تبادلہ ہوتا رہتا ہے اور انہیں تبلیغ و تدریس کے محکمے وغیرہ سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ بہرحال سالکین، تبلیغی و تدریسی اولیاء کرامؒ کا تعلق اور رابطہ انتظامی اہلِ خدمت رجال الغیب سے وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ جب کسی شہر، خطہ یا مُلک کے عوام گمراہ و سرکش ہو جاتے ہیں۔ بداعمالی، فسق و فجور اور بدکرداری اُن کا شیوہ بن جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق، مجلس و بورڈ وہاں ظالم بادشاہ یا صدر وغیرہ اور بدکردار سربراہانِ مملکت مُسلط کر دیتا ہے۔ عوام میں بدحالی، مُفلسی

لُوٹ کھسُوٹ اور بیماریاں اور خطّے میں طوُفان وسیلاب، ٹڈی اور آفتیں اور گھروں میں بداَعمالی، رشوت خوری و بُری روزی کے باعث چھپکلی، چوُہے، لال بیگ، کٹھمل و کیڑے مکوڑے وغیرہ اور بعض اوقات مُلک میں وبائیں، قحط سالی و خانہ جنگی و زلزلے وغیرہ برپا ہو جاتے ہیں جو بہت تباہی کا باعث ہوتے ہیں۔ اِن تمام حالات و واقعات کا علم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علاقائی بورڈ کی مجالِس در جال الغیب کو ہوتا ہے حتیٰ کہ لوگ توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اچھے اعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں تو اِن میں بَدحالی بَدکرداری و بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں اور خوش حالی کا دَور دَورہ آجاتا ہے۔

بورڈ کا دُوسرا اجلاس

قِبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ آئندہ شب پھر ایک رُکن تشریف لے آئے اور کہا کہ بورڈ کے اجلاس میں چلنا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تیار ہوں۔ ہم نے پھر ذکر اللہ پر زور دیا اور فضا میں بُلند ہُوئے اور چند ثانیوں میں کسی اور مُلک میں ایک مخصُوص جگہ پر پہُنچ گئے۔ ہمارے راستے میں نہ دریا نہ دیوار، نہ پہاڑ اور نہ مُلکی حد بندی کچھ بھی حائل نہ ہوتی تھی۔ دوسری اطراف سے دوسرے دو ساتھی بھی وہاں آگئے۔ السّلام علیکم کے بعد مُلکی و غیر مُلکی اہم مُعاملات زیرِ بحث آئے اور بورڈ کی مجلس نے فیصلے دے دیئے۔ یہ گفتگو درویشی زبان میں ہوئی اور ہم پر تمام مُعاملات کی مَعلُومات اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۔ خ ہو گئیں تھیں۔ ایک معاملہ پر

پھر تین ارکان صاحبان کی رائے اور تھی اور میری کچھ اور۔ بہرحال فیصلہ ہوُا اور اِن تینوں صاحبان نے اپنی اپنی چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں اور کہا کہ فیصلہ ہوگیا ہے۔ مجھے تھوڑا سا ئلال ہُوا۔ مگر مَیں چُپ رہا۔ نشست کے بعد ہم نے ایک دوسرے سے السّلام علیکم کہا اور اِلّا اللہ پر زور دیا۔ ہم سب فضا میں اُڑے اور اپنی اپنی سمت میں نکل گئے۔ مَیں چند ہی لمحوں میں گھر پہنچ گیا۔ نوافل تہجد ادا کیئے اور درود شریف و اذکار میں مشغول ہوگیا۔

بورڈ کا تیسرا اجلاس

ایک رات پھر بورڈ کے ایک رُکن آئے اور اجلاس میں جانے کیلئے کہا۔ مَیں پہلے ہی سے تیار تھا۔ ہم نے ذِکرُ اللہ پر زور دیا۔ اور بڑی سُرعت سے کسی دُوسرے مُلک میں مخصُوص جگہ پر پُہنچ گئے۔ چند ہی ثانیوں میں سب ممبران وہاں پُہنچ گئے۔ بورڈ کے مثلِ کار یعنی سیکرٹری صاحب نے آج شب کے ایجنڈے کی باتیں بیان کیں اور اجلاس شروع ہوا۔ تمام مُعاملات پر مُتفقہ طور پر فیصلے ہو گئے۔ مگر ایک بات پر پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ کی رائے دوسرے اراکین سے مختلف تھی۔ دوسرے تینوں ممبران نے زمین میں اپنی اپنی چھڑیاں گاڑ دیں اور اُن کے مطابق فیصلہ ہوگیا، مگر حضرت قبلہؒ نے زمین سے چھڑیاں نکال کر کہا کہ اس فیصلے پر نظرثانی کریں۔ کیونکہ میرے خیال میں اگر فیصلہ میری رائے کے مطابق ہو تو بہتر ہوتا۔ مگر ممبران نہ مانے اور اُنہوں نے دوبارہ چھڑیاں زمین میں گاڑ دیں اور کہنے لگے کہ فیصلہ ہوگیا ہے۔ میری طبیعت میں کافی مَلال تھا۔ بہرحال سب نے ایک دوسرے سے السّلام علیکم کہا اور ہم رخصت ہوگئے اور چند ہی لمحوں میں مَیں گھر واپس پہنچ گیا۔

اولیاء اکرام، رجال الغیب اور تمام مؤمنین احکامات و ارشاداتِ "اَطِیعُوا اللہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پابند ہوتے ہیں۔

ج۔ بارگاہِ رسالتمآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں عرضداشت

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ واپسی پر میں نے نماز تہجد کے نوافل ادا کیئے اور خصوصی دو نفل بارگاہِ رسالت مآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں درخواست اور عرضداشت پیش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ادا کیئے۔ گذشتہ ہفتہ سے مَیں محسوس کر رہا تھا کہ میرے درُود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی واقع ہو گئی ہے اور خدشہ ہُوا کہ مجھے کہیں ذاتِ مُبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے دُوری نہ ہو جائے اور مَیں سوچ رہا تھا کہ رِجال الغیب و اراکینِ بورڈ میں میری شمُولیّت، میری طبعیّت کے موافق بھی نہ تھی۔ اِسی سوچ میں درُود شریف پڑھنے میں مشغُول ہو گیا اور مَیں اپنے آپ کو مسجدِ نبویؐ شریف (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) میں اور روضۂ رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے سامنے بیٹھا ہُوا محسوس کر رہا تھا اور عرض کر رہا تھا یا رسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) میری زیادہ خواہش ہے کہ مَیں آپؐ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) کے حضور زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھتا رہوں اور بھیجتا رہوں اور بورڈ میں شمولیّت کی وجہ سے میرے درُود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی ہو گئی ہے اور مَیں اپنے آپ کو آپ حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ مُبارک سے قدرے دُوری محسوس کر رہا ہوں۔ یا رسُولؐ اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) آپ میری یہ عرضداشت قبول فرمائیں۔ بورڈ سے مجھے رخصت عنایت فرمادیں۔ اجلاس کا کام میرے موافق نہیں آتا۔ مَیں آپ حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) کے قریب رہنا چاہتا ہوں۔

اگلی رات مَیں گھر میں لیٹا ہُوا تھا اور ذِکر اللہ میں مشغول تھا اور شاید

اِسی انتظار میں تھا کہ ابھی کوئی رجل الغیب آتا ہے اور پھر بورڈ کے اجلاس میں جانا پڑے۔ مگر کوئی صاحب نہ آئے اور اِسی طرح آئندہ رات بھی ایسے ہی ہُوا اور جب تیسری رات رجل الغیب نہ آیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ مجھے بورڈ سے رُخصت مِل گئی ہے اور وہاں کسی اور صاحب کا تقرر ہوگیا ہوگا۔ مجھے دِلی خوشی ہوئی اور اب رات کو ہی ڈیڑھ دو بجے حسبِ معمول اُٹھ پڑتا اور نوافل ادا کرنے کے بعد صُبح کی نماز تک درُود شریف واذکارِ الٰہی میں گزارتا۔ اب مَیں اپنے آپ کو ذاتِ مُبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کے قریب محسوس کر رہا تھا۔

کافی دِنوں کے بعد مجھے صُبح کے وقت وہی بورڈ کے رُکن مِل گئے۔ سلام و دُعا کے بعد مَیں نے پوچھا کہ بھائی صاحب آج کل کون کون سے فیصلے ہو رہے ہیں؟ اور ہندوستان سے انگریز کب چلے جاویں گے اور ملکِ پاکستان کب بنے گا۔ وہ رجل الغیب کہنے لگے کہ قبلہؒ! آج کل آپ بورڈ میں شامِل نہیں ہیں اور ہم بورڈ کے فیصلے اراکینِ مجلس کے علاوہ کسی اور کو نہیں بتاتے۔ بہرحال آپ جہاں رہیں خوش رہیں اور بورڈ سے آپ کی واپسی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے ارشادِ مُبارک کے تحت ہوئی۔ اب آپ کی جگہ ایک نئے صاحب کی بورڈ میں تقرّری بھی ہو چکی ہے۔

د۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کا دُوسرے محکمہ میں تقرّری کے مُتعلق ارشادِ مُبارک

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ چند دِنوں کے بعد مَیں نوافل تہجّد سے فارغ ہو کر درُود تاج شریف پڑھ رہا تھا کہ اچانک مَیں نے اپنے آپ کو دربارِ رسالت مآب (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) میں بیٹھے پایا۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام)

کے چہرہ مُبارک پر تبسّم تھا۔ بہت سے بزُرگانِ دین بھی حاضرِ خدمت تھے۔ آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے میری طرف نگاہِ کرم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) عنقریب آپ کو ایک نئے محکمہ کی ذمہ داری سونپیں گے۔ مَیں نے سر جُھکائے عرض کیا۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ ورسّلام) آپ ہی کی رحمت وعنایت ہے۔ جیسے بھی ارشادِ مبارک ہوگا۔ مَیں انشاء اللہ ویسے ہی تعمیل کروں گا۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ ورسّلام) نے اور بھی بہت سے ارشادات فرمائے۔ مَیں بیٹھا دُرود شریف پڑھتا رہا۔ کبھی کبھی میں آنکھ اُٹھا کر آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے چہرہ مُبارک کی طرف دیکھ لیتا۔ مگر ساتھ ہی نگاہیں رسالت و نبوّت کے انوار و تجلیّات اور جمال و رحمت کے فیضان و تصرّف کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً جُھک جاتیں۔ تمام حاضرینِ مجلس بڑے مؤدّب بیٹھے تھے اور سب دُرود شریف پڑھ رہے تھے۔ پھر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) تشریف لے گئے اور ساتھ ہی تمام بزُرگانِ دینؒ اور حاضرینِ مجلس بھی چلے گئے اور یہ منظر مقدّس ختم ہُوا اور مَیں نے اپنے آپ کو گھر میں مُصلّے پر بیٹھے ہوئے پایا اور میں بیٹھا ہُوا دُرود شریف پڑھ رہا تھا۔

نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی خدمت میں حاضری اور حضرت علیؓ سے سعادتِ مُلاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ ایک رات میں تیزی سے پرواز کرتا ہُوا نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی تلاش میں ہندوستان سے عرب شریف جا رہا تھا اور مَیں نے اپنے اس جذبۂ تلاش میں مدینہ منوّرہ و مکہ مکرّمہ اور دیگر شہروں و جگہوں کو گھوم پھر کر دیکھ لیا، مگر مجھے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نہ مِل سکے، مگر مَیں نے اپنی تلاش جاری رکھی اور مجھے یقین تھا کہ مَیں بارگاہ رسالت مآب (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں جلدی پہنچ جاؤں گا۔ پرواز ہی کی حالت میں مجھے کسی نے آواز دی۔ (قبلہ) غلام حیدرؒ اور آواز سُنتے ہی میری پرواز سُست پڑ گئی اور قدم خود بخود رُک گئے اور مَیں پہاڑ کے نیچے دامن پر اُتر گیا اور دیکھا کہ تھوڑی دُور ایک بہت بارعب اور پُروقار شخص کھڑے ہیں اور میری طرف دیکھ کر مُسکرا رہے ہیں۔ مَیں دِل ہی دِل میں سوچ رہا تھا، کہ یہ کوئی بہت ہی اُونچے درجے کی شخصیت ہے کہ جن کی آواز ہی کے تصرّف سے میری پرواز سُست پڑ گئی اور قدم خود بخود ہی رُک گئے ہیں۔

مَیں نے قریب جا کر ان کی خدمتِ عالیہ میں سلام عرض کیا اور انہوں نے بہت ہی شفقت اور مُسکرا کر وعلیکم السّلام کہا اور فرمایا کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) یہیں پہاڑ کے دامن میں اصحابِ اکرامؓ کی مجلس

میں موجود ہیں۔ آپ اُنؐ کو (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کو ڈھونڈ رہے تھے۔ چلیں وہیں چلتے ہیں۔ مَیں اِن شخصیّت کا اندازہ ہی لگا رہا تھا کہ یہ ضرور کوئی جلیل القدر اصحابیؓ ہیں۔ کیونکہ ان کی جانب سے نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ مُبارک کے ساتھ کمالِ عشق و محبت اور علم و عرفان کے تصرّف کی لہریں میری طبعیّت میں سرایت و غلبہ کر رہی تھیں۔ مضبوط و قوی جسم۔ درمیانہ قد، حسین چہرے پر گول کشادہ و گلابی اور عشق و عرفان سے سرشار آنکھیں۔ پٹے دار جاذبِ نظر بال۔ میرے سامنے ایک بہت ہی پُرکشش اور پُروقار شخصیّت تھی۔ میرا دِل کہہ رہا تھا کہ یہ ایک جلیل القدر اصحابیؓ ہیں جن کو میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ وہ میرے داہنے ہاتھ پر آگے اور میں قدرے پیچھے اُن کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔

جمالِ عشق و مستی نَے نوازی جلالِ عشق و مستی بے نیازی (علامہ
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؓ زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی اقبالؒ)

تھوڑے ہی وقفے کے بعد پہاڑوں کے دامن میں سرورِ کون و مکاں نبیٔ آخر الزّمان (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) اصحابِ کرامؓ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ دانائے راہ اور میرے راہنما و صد احترام شخصیّت نے میری طرف دیکھا اور تبسّم فرمایا۔ نگاہ و ہاتھ کے اشارے سے فرمایا۔ ذاتِ مُبارک، دانائے سُبل، ختم الرُّسل، مولائے کُل، سیّدنا محبوبؐ ربّ العالمین و سیدنا رحمت اللعالمینؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) وہ تشریف فرما ہیں اور معًا ہی ہم نے خود بخود درُود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا رسُولَ اللّٰہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا حبیبَ اللّٰہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا نبیَّ اللّٰہ

اور درُود شریف کے پڑھتے ہی پڑھتے مَیں نے ذاتِ مُبارک نبیٔ کریمؐ رؤفُ رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی خدمت میں قریب پُہنچ کر پھر نذرانۂ درُود وسلام عرض کیا۔ آپؐ حضور (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے اپنا ہاتھ مُبارک بڑھایا۔ مَیں نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور جُھک کر بوسہ دیا اور پھر مُبارک قدموں میں سر رکھ دیا۔ ساتھ ساتھ درُود شریف پڑھ رہا تھا اور مجھ پر از خود رِقّت طاری تھی۔ اپنے تئیں سراپا کمی و خطاؤں کا احساس تھا اور رحمتِ کائنات (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے مبارک پاؤں کو چُوم رہا تھا اور آپؐ حضورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اپنا دستِ شفقت میرے ماتھے، سر و پشت پر پھیر رہے تھے۔ مَیں نے قدرے سر اُٹھایا اور چہرۂ انور کو ایک آنکھ بھر دیکھا۔ حضورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) مُسکرائے اور فرمایا۔ ہمؐ دیکھ رہے تھے۔ کہ غلام حیدر بڑی دیر سے ہماریؐ جُستجو میں ہے۔ کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی گوشے میں ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ بالآخر ہمؐ نے (حضرت) علیؓ سے کہا کہ جائیں اور غلام حیدرؓ کو جلدی سے ہمارے پاس لے آئیں۔ وہ بڑی بیتابی سے ہمیںؐ ڈھونڈھ رہا ہے۔ مَیں نے دائیں جانب دیکھا تو حضرت علیؓ بھی مُسکرا دیئے۔ وہی شخصیّت وہی جلیل القدر صحابیؓ جو مجھے لینے کے لئے اِس وادی سے باہر نکلے تھے۔ مَیں پہلی دفعہ حضرت علیؓ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سراپا عشقِ رسولِؐ مقبول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) تھے۔ بلکہ وہاں مجلس میں موجود ہر صحابیؓ اپنے عشق و محبّت میں یکتا تھا۔ سب بڑی خاموشی سے دِل ہی دِل میں درُود شریف کا ورد کر رہے تھے۔ اور جو کچھ بھی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) ارشاد فرما رہے تھے، وہ انتہائی ادب اور توجّہ سے سُن رہے تھے۔ کوئی بھی صحابیؓ سوال یا مسئلہ عرض کرتا۔ تو حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) بھی بڑی شفقت سے جواب اور حل عطا

فرمادیتے۔ ہم سب کی نظریں ایک لمحہ چہرۂ انور کو دیکھتیں اور پھر معًا جمالِ مُصطفوی (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی تاب نہ لاکر دُوسرے ہی لمحے جُھک جاتیں۔

یہ مجلس مُطہّرہ چند منٹ تک جاری رہی پھر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) تشریف لے گئے اور ساتھ ہی حضرت علیؓ اور دوسرے اصحاب اکرامؓ بھی روانہ ہو گئے اور مَیں نے دوسرے ہی لمحہ اپنے آپ کو دہلی میں پایا۔ یہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی مجھ ادنیٰ غلام پر خاص عنایت تھی کہ اپنی بارگاہ عُظمیٰ میں بُلا لیا اور بے حد شفقت فرمائی اور یہ سب آپؐ ہی کی کرم فرمائی رحمت واحسان تھا کہ آپؐ نے اپنی زیارت پاک سے نوازا۔ نیز وہاں حضرت علیؓ اور بہت سے دُوسرے اصحابِ کرامؓ کو بھی دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سینہ پاک منور "لنشرح" نورا کھیں "مازاغون"
انورا کھیں مُہرِ نبوتؐ روشن نُور چراغوں

(مولانا غلام رسُولؒ)

حضرت خواجہ علاؤالدین صابرؒ کے مزار شریف پر حاضری

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ وہ کم و بیش روزانہ ہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار شریف پر حاضر ہوتے تھے اور ذکر اللہ اور درود شریف میں مشغول ہو جاتے تھے۔ یہ سلسلہ کوئی گذشتہ پندرہ سال سے جاری تھا۔ جب بھی قبلہ مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہوتے تو حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ اپنے مزار شریف میں اُٹھ کر بیٹھ جاتے اور آپ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ میری طرف دیکھتے رہتے اور توجہ فرماتے رہتے۔ اور مُسکراتے رہتے۔ اور نبیٔ کریمؐ، رحمتؐ اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی مُحبّت کا طوفان اُبھر آتا اور معًا طبعیّت میں سُرور و مَستی اُبھر آتی اور رِقّت طاری ہو جاتی۔ کبھی کبھی حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ بات چیت بھی فرماتے۔ جس میں کہ قرآن شریف کی کسی نہ کسی آیت اور حدیث شریف کی تشریح ہوتی اور یہ تشریح قرآن و حدیث شریف کے اُس وقت کے تراجم سے بُلند و ٹھوس ہوتی اور فوراً دِل و دماغ قبول کر لیتے اور پختگی سے ذہن نشین ہو جاتی اور بعض اوقات ایسی باتیں اور واقعات سے بھی آپ رُوشناس کروا دیتے۔ جن کے متعلّق دربارِ رسالتؐ مآب (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) سے فیصلے وارشادات ہو چکے ہوتے تھے۔

بزرگانِ دین رح و اولیاء کرام کو علم و عرفان اور دولتِ وصل کا نصیب ہونا درحقیقت ذاتِ مبارک نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے محبت و اطاعت اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی، اذکارِ الٰہی، تلاوتِ کلامِ پاک اور درود شریف میں کثرت، صراطِ مستقیم پر پختگی۔ رحمت للعالمین و رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی مجالس میں حاضری اور براہِ راست انوارِ رسالت سے فیضیابی و فیضانِ نبوت سے سیرابی درحقیقت دنیا و آخرت کی کامیابی و سرفرازی یہ تمام اللہ رب العالمین کے فضل و کرم اور اُس کے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی کے صدقے میں عطا ہوتا ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب رح فرماتے تھے میں نے عرض کیا۔ حضور خواجہ صاحب رح میرا جی کر رہا ہے کہ میں کلیر شریف میں حضرت خواجہ علاؤالدین صابر صاحب کی درگاہ پر حاضری دوں۔ وہ آپ کے بھائی صاحب ہیں اور آپ سب ہمارے اکابرین و باپ دادا ہیں۔ میں نے پہلے بھی دو تین موقعوں پر یہی خواہش کی تھی۔ مگر حضور قبلہ! آپ نے فرمایا تھا "ابھی ٹھہر جائیں پھر کبھی چلے جانا"۔ حضرت قبلہ رح بتاتے تھے کہ میں نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ حضرت خواجہ محبوب الٰہی سلطان الاولیاء رح مسکرا دیئے اور فرمانے لگے۔ ہاں آپ چلے جائیں۔ اب آپ کی طبعیت کافی اعتدال پر ہے اور جمالی و جلالی کیفیات اور تصرف کی متحمل ہے۔ محبت و اطاعتِ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی بہت پختہ ہے۔ قبلہ بھائی صابر صاحب رح کے ہاں ضرور جائیں۔ اُن کی خدمت میں میرا بھی سلام عرض کریں۔ محترم بھائی صابر صاحب رح کو حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مبارک سے بہت ہی زیادہ عشق و محبت ہے۔ اُن کی شخصیت میں عشق و اتباع کا جلالی رنگ خصوصی طور پر نمایاں ہے اور اُن کی طبعیت میں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ

محبت و اطاعت کا پُر زور اور تیز تصرّف کارفرما ہے۔ محترم بھائی صابر صاحبؒ کے ہاں بھی اور یہاں بھی ہمارے قبلہ مرشدز ہدالانبیاء شیخ مسعود الدین فرید گنج شکرؒ کی کمال محنت کا ثمر عیاں ہے اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور جس قدر بھی علم و عرفان بارگاہِ رسالتمآبؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے عطا ہُوا ہے۔ ظاہر و باطن میں دولتِ وصل نصیب ہُوئی۔ حاملِ امانتِ الٰہی ہوئے اور محبُوبؐ ربّ العالمین، رحمتؐ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کا قرب نصیب ہُوا۔ یہ سب ہمارے اُستادِ مکرّم و مُرشدِ کامل کی ہمارے ساتھ انتھک محنت، ریاضت و مُجاہدہ اور محبّت بھرے درس و تدریس کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات اور بُلند فرمائے اور اُن پر بے حد انوار و تجلّیات اور رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

۱۔ ریلوے سٹیشن پر اہلِ خدمت درویش کی آمد

قبلہ چوہدری صاحبؒ دُوسرے روز کلیر شریف روانہ ہوئے۔ اُن کے ساتھ ایک اور دوست صُوفی محمد فاضل صاحبؒ بھی تھے (یہ صُوفی فاضل صاحب بعد میں اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان کو ہجرت کرتے وقت دہلی میں ہی ہندوؤں اور سکّھوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے) قبلہ چوہدری صاحبؒ و صُوفی صاحبؒ دہلی سے سپیشل ریلوے ٹرین میں سوار ہوئے اور رات کو تقریباً ڈیڑھ بجے وہاں ریلوے سٹیشن پہنچے۔ گاڑی میں بھی اور باہر سٹیشن پر بھی کافی بھیڑ تھی اور بیشتر سواریاں حضرت علاؤالدین صابر صاحبؒ کے مزار شریف کو ہی جانے والی تھیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ جُونہی رات کو ہم ریلوے سٹیشن پر اُترے تو ہمارے ڈبے کے سامنے ایک پچپن، ساٹھ سالہ باریش درویش ہاتھ میں ایک

لاٹھی لئے کھڑے تھے۔ ہم نے اُن کو سلام کیا۔ وعلیکم السّلام۔ اہلِ خدمت درویش کہنے لگے۔ مجھے حضرت خواجہ علاؤالدین صابرؒ نے بھیجا ہے کہ دہلی سے دو زائرین ایسی شکلوں و حُلیے کے آرہے ہیں (آپ کی شکلیں اور حُلیے مجھے دکھا دیئے گئے تھے) اور اُن کو ریلوے سٹیشن سے سیدھا مزار شریف پر جلدی سے لے آؤں۔ قبلہ! تو پھر چلیئے میرے پیچھے پیچھے تشریف لیتے آویں۔ حضرت صابرؒ چیا آپ کے مُنتظر ہوں گے۔

راستے میں بہت بھیڑ تھی۔ اکثر لوگ پیدل ہی مزار شریف کی طرف جا رہے تھے اور بعض سواریوں پر۔ اہلِ خدمت درویش بابا چلتے جا رہے تھے اور ہم اُن کے پیچھے پیچھے۔ وہ جدھر جدھر مُڑتے یا قدم اُٹھاتے۔ بھیڑ میں ہمیں راستہ خود بخود مِل رہا تھا۔ مَیں نے دیکھا درویش بابا بھی ذکر اللہ کرتے جا رہے ہیں اور ہم بھی۔ ہم تھوڑی ہی دیر میں مزار شریف کے قریب پہُنچ گئے۔ درگاہ شریف کے باہر و اندر بہت ہی زیادہ لوگ جمع تھے اور تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ہم نے ابھی خیال ہی کیا تھا کہ اس راستہ سے اندر جاتے ہیں مزار شریف میں کافی دیر لگے گی۔ معًا ہی درویش بابا نے کہا۔ قبلہ آپ میرے پیچھے اس طرف دوسرے راستے کی طرف سے آئیں۔ وہاں بھیڑ بھی کم ہے۔ ہم درویشؒ بابا کے پیچھے دوسرے راستے کو مُڑ گئے۔ درویش بابا آگے آگے اپنی لاٹھی رکھتے جاتے اور راستہ خود بخود کھُلتا جاتا ہم نے درگاہ شریف کے باہر سے منہ ہاتھ دھویا اور وضو کیا اور دوسری طرف سے درویش بابا کے پیچھے مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہو گئے اور درویش بابا نے ہمیں مزار شریف کے بالکل سامنے لا کھڑا کیا اور پھر سلام کیا اور چلے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ سٹیشن سے لے کر مزار شریف تک کا راستہ چند منٹوں میں طے ہو گیا ہے اور ہمیں احساس تک نہ ہُوا۔

ب حضرت خواجہ علاؤالدین صابر پیاؒ سے سعادتِ مُلاقات

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں مزار شریف کے وسط میں کھڑا ہوگیا اور صوفی فاضل صاحب میرے ساتھ ایک طرف کھڑے تھے۔ میں نے درُود شریف پڑھا اور حضرت خواجہ صابرؒ پیا کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ مَیں نے دیکھا کہ فوراً ہی حضرت خواجہ صابر پیاؒ قبر شریف سے نمودار ہُوئے اور وہیں میرے سامنے مزار شریف کے اندر بیٹھ گئے۔ اُنہوں نے وعلیکم السّلام کہا اور ہماری خیریت دریافت کی اور فرمایا کہ میں نے اہلِ خدمت درویش کو ریلوے سٹیشن بھیج دیا تھا کہ وہ آپ کو باآسانی اِدھر لے آئے۔ مَیں نے عرض کی۔ قبلہ خواجہ صاحبؒ! آپ نے بہت کرم فرمایا اور ہمارے لئے درویش باباؒ کو زحمت اُٹھانا پڑی۔ خواجہ صابر پیاؒ مُسکرا دیے اور فرمایا۔ زحمت کی کون سی بات تھی۔ ہمارے اپنے ہی بچے تو ادھر آرہے تھے اور وہ بھی اتنی محبت کے ساتھ پھر ہمارے پاس تشکر کے علاوہ اور کیا تھا کہ بزرگ واکابرین جو درحقیقت ہمارے باپ دادا ہیں کس قدر چاہت وشفقت سے پیش آتے ہیں۔

اِسی اثنا اور گفتگو کے دوران صوفی فاضل صاحب جنہیں حضرت خواجہ صابر پیاؒ نظر تو نہیں آرہے تھے۔ مگر وہ سمجھ گئے تھے کہ مَیں اُن سے کوئی بات چیت کر رہا ہوں (کیونکہ وہ اکثر میرے ساتھ اولیاء کرامؒ کے مزارات پر جایا کرتے تھے اور ایسی باتوں کا اُن کو علم تھا) صوفی فاضل صاحبؒ نے میرے بازُو کو اپنی کہنی آہستہ سے لگائی اور اُن کا کچھ ذاتی و دُنیاوی کام تھا وہ یاد دلایا کہ مَیں حضور خواجہ صابر پیاؒ سے اُس کے مُتعلق کچھ کہوں۔

(بزرگ بتاتے ہیں کہ یہ تجربے کی بات ہے کہ اولیاءِ کرامؒ زائرین پر فیوض و برکات جو عبادت و ریاضت، درود شریف پڑھنے۔ تلاوتِ قرآنِ مجید و کثرتِ اذکارِ الٰہی اور اتباعِ رسولِ مقبولؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے طفیل اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میسّر ہوتا ہے، کا تصرّف فرماتے رہتے ہیں جن سے اُن کے دینی و رُوحانی مراحل طے اور جائز دنیاوی کام ہوتے رہتے ہیں۔ زائرین بھی مزارات اور مُلحقہ مسجد میں خود بھی تو کثرتِ درود شریف، تلاوت کلام اللہ اور اذکارِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور اُن کی اِس عبادت و ریاضت کے فیوض و برکات بھی شاملِ حال رہتے ہیں، جو اُن کے دینی و رُوحانی اور جائز دنیاوی مشکلات کو آسان اور دُور کر دیتے ہیں، مگر عُرس کے موقعوں پر اولیاء اکرامؒ کا یہ تصرّف عمومی و کثرت کے ساتھ ہوتا ہے اور زائرین جس سے اپنی اپنی بساط و مرتبہ مُقام کی مطابقت سے فیض یاب و لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ جس قدر بھی کسی ولی اللہ کو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) سے محبّت و قُرب حاصل ہوتا ہے۔ اُس قدر ہی اس کے تصرّف کا فیض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پُربہار اور فیض رساں ہوتا ہے۔ ایسے مُوقعوں پر اکثر اُن زائرین پر جو عبادت گزار ہوتے ہیں۔ اُن پر سُرور و مستی و رِقّت طاری بھی ہو جاتی ہے اور اُن کے دِل و دماغ میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی محبّت کا غلبہ اور اتباع کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے۔ بزُرگوں کا قول ہے کہ جو اولیاء اکرامؒ اذکارِ الٰہی میں بہت زیادہ مشغول رہے اور ہمہ وقت گُم رہے۔ اُن کی توجہ و تصرّف اکثر جلالی ہوتا ہے اور

دوسرے اولیاء اکرامؒ جو اذکارِ الٰہی کے ساتھ ساتھ درُود شریف اور تلاوت کلامُ اللہ میں زیادہ مشغول رہے۔ اُن کی توجّہ و تصرّف زیادہ تر جمالی ہوتا ہے۔)

ابھی صُوفی فاضل صاحبؒ نے مجھے صرف کُہنی ہی لگائی تھی، اور مُنہ سے کچھ نہ بولے تھے اور پیشتر اس کے کہ مَیں صُوفی صاحب کے کام کے مُتعلق، حضُور خواجہ صابرؒ پیا کی خِدمت میں کچھ عرض کروں... حضُور خواجہ صابر پیاؒ نے خود ہی فرمایا۔ اِن سے کہہ دیں کہ اِن کا کام ہوجائے گا اور یہ خاموشی کے ساتھ کھڑے رہیں (یعنی حضُور خواجہ صابر پیاؒ کا مطلب تھا کہ صُوفی فاضل صاحب خاموشی کے ساتھ جو پڑھنا ہے پڑھتے رہیں، مگر حضُور خواجہ صابر پیاؒ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بات چیت کے درمیان مُخِل نہ ہوں) مَیں نے فوراً صُوفی فاضل صاحبؒ سے کہا کہ آپ کا کام انشاءاللہ تعالیٰ ہوجائے گا۔ آپؒ خاموشی کے ساتھ درُود شریف پڑھتے رہیں یا ذِکرِ الٰہی میں مشغول رہیں۔ صُوفی صاحبؒ سمجھ گئے اور بعد میں خاموشی کے ساتھ درُود شریف و ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔

پھر مَیں نے حضُور خواجہ صابر پیاؒ کی خِدمت میں حضُور خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ محبُوب الٰہیؒ کا سلام پیش کیا۔ حضُور خواجہ صابر پیاؒ نے تبسّم فرمایا اور وعلیکم السّلام کہا اور ارشاد فرمایا کہ دراصل محترم بھائی نظامُ الدّین صاحبؒ کو آپ سے بہت پیار ہے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ ایک دو دِن کے لئے بھی دہلی سے باہر جائیں۔ وہاں اور یہاں ایک ہی بات ہے جو عطائے دولتِ وصل و عنایات رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی وہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم سے وُہی میراث اور دولتِ وصل مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اور کبریائی یہاں ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے اُستادِ مُکرّم ومُرشدِ کامل شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی مُشفقانہ درس وتدریسِ قرآنِ مجید واحادیثِ مُبارک اور باعمل رہنے کی تلقین ومُجاہدہ اور ہمارے ساتھ انتھک محنت وریاضت کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبُوبِ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے طفیل اُن کے درجات اور بُلند فرمائے اور اُن پر بے حد انوار وتجلّیات ورحمتیں نازل فرمائے (آمین)

؎ خُودی کی جَلوتوں میں مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ وسلام)
خُودی کی خَلوتوں میں کبریائی
زمین وآسمان وکُرسی وعرش
خُودی کی زد میں ہے ساری خُدائی

گذشتہ دس پندرہ سال جو آپ نے محترم بھائی محبُوبؒ الٰہی کے مزار پر باقاعدگی کے ساتھ حاضری دی ہے اور وہاں پر درُود شریف واذکارِ الٰہی میں مشغول رہے ہیں۔ بھائی صاحبؒ کی شفقتِ پدرانہ، توجّہ ونظرِ حمال نے درُود واذکارِ مُبارک کے جمال وجلال کو ٹھوس اور یکجا کیا اور طبعیّت کو اعتدال دیا اور قلب کو اطمینان نصیب ہُوا۔ جَلوت اور خَلوت میں دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی روشن تر اور واضح تر ہوئے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ صابر پیاؒ جس طرح مجھے مُحبّت وشفقت سے دیکھ رہے اور گفتگو فرما رہے تھے۔ ایسے معلوم دیتا تھا کہ نبیِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی عشق ومُحبّت کا طُوفان میری طرف اُمنڈتا چلا آرہا ہے اور مجھ میں سرایت کر رہا ہے۔ مجھ پر سُرور ومستی اور رِقّت طاری ہوگئی۔ میں درُود شریف پڑھنے اور ذِکر اللہ میں مشغول رہا

خواجہ صاحبؒ پند و نصیحت فرما رہے تھے۔ اور میں کبھی اُن کے چہرۂ مُبارک کی طرف دیکھتا تو وہ مُسکرا دیتے۔ اُن کے گول حسین چہرے پر سیاہ و بادامی گھنے پٹے دار بال اور دَرمیانہ قد۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ حضرت خواجہ صابر پیاؒ کا حُلیہ و قَد و قامت بہت حد تک حضرت علیؓ (کرم اللہ وجہہٗ) سے مِلتا جُلتا تھا (کیونکہ اُنہیں کئی بار حضرت علیؓ کی زیارت مُبارک کی سعادت و شرفِ مُلاقات نصیب ہو چکی تھی) قبلہؒ کہتے تھے کہ جیسے ہی مجھے حضرت خواجہ صابر پیاؒ کی گول موٹی موٹی گلابی آنکھوں سے عشقِ مصطفویؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے سرشار لہریں میرے جسم اور دِل و دماغ میں سرایت کرتی نظر آئیں۔ اسی سے پتہ چل رہا تھا کہ خواجہ صابر پیاؒ کو عشق و اِتباع میں ذاتِ مُبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے کِتنا قرُب حاصل ہے اور آپ کو دربارِ رسالتؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے کِس قدر بلندی و سرفرازی نصیب ہُوئی۔

؎ عِشق کے مِضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عِشق سے نُورِ حیات، عِشق سے نارِ حیات (علامہ اقبالؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مَیں درُود شریف پڑھتے جا رہا تھا۔ کبھی حضرت خواجہ صابر پیاؒ کی طرف دیکھ لیتا اور کبھی آنکھیں جھکا لیتا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد سُرور و مستی و رِقت قدرے فرو ہوئی تو حضرت خواجہ صابر پیاؒ میری طرف دیکھ کر مُسکرائے اور بڑی شفقت سے کہنے لگے۔ بھیڑ بہت بڑھ رہی ہے۔ زائرین جَوق در جَوق چلے آ رہے ہیں۔ اِن کو دین اسلام سے کتنی رغبت و محبت ہے۔ کوئی نوافِل ادا کر رہا ہے۔ کوئی قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہا ہے۔ بعض درُود شریف پڑھ رہے ہیں اور

بعض اذکارِ الٰہی میں مشغول ہیں اور میرے لئے یعنی اپنے باپ دادا کیلئے دُعائے فاتحہ اور مغفرت پڑھ رہے ہیں۔ مجھے بھی ان کے نوافل، تلاوت قرآنِ مجید، درُود شریف اور اذکارِ الٰہی سے لطف وکرم، ٹھنڈک وبلندی نصیب ہوتی ہے۔ میں اپنے بچوں کا شکر گزار ہوں اور سب کے لئے دُعاگو رہتا ہوں۔ حضرت خواجہ صابرؒ پیا نے پھر مخاطب ہوکر فرمایا۔ اب آپ دہلی کو لوٹ جائیں۔ وہاں دادا جان خواجہ قطب صاحبؒ اور محترم بھائی محبوب الٰہی صاحبؒ کی خدمت میں خصوصی سلام عرض کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر بے حد نعمتیں ورحمتیں نازل فرمائے (آمین)

حضرت خواجہ صابرؒ پیا نے پھر اہلِ خدمت درویش کو بلایا۔ وہ فوراً حاضر ہوگئے۔ جیسے کہیں وہ وہیں کھڑے تھے اور اُن کو فرمایا کہ چوہدری صاحبؒ کو پھر سٹیشن پر لے جائیں اور دہلی والی گاڑی پر خیریت سے چڑھا آویں۔ ہم نے حضرت خواجہ صابرؒ پیا کو بہت ادب سے سلام عرض کیا اور الوداع کہی۔ حضرت خواجہؒ صاحب اپنی قبر مبارک میں روپوش ہوگئے اور ہم باہر کی طرف چل دیئے۔ احاطہ کے باہر نکلتے ہی پھر اہلِ خدمت درویش بابا نے اپنی لاٹھی کے اشارے سے آگے سے راستہ بناتے گئے اور ہمیں بھیڑ میں بڑی سہولت سے خود بخود راستہ ملتا گیا۔ ویسے وہاں کا قریبی ریلوے سٹیشن مزار شریف سے کافی دُور تھا۔ مگر درویش بابا ہمیں ایسے لے گئے کہ ہم جلدی سے چند ہی منٹوں میں ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دہلی جانے والی گاڑی سٹیشن پر رُکی اور درویش بابا نے ہمیں بڑی اچھی جگہ بٹھایا اور رخصت چاہی۔ ہم نے اُن کو سلام کیا اور وہ وہاں سے چل دیئے۔ ہم تقریباً صبح کے وقت دہلی پہنچ گئے۔ دو تین دن کے بعد صوفی فاضل صاحبؒ ملے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت صابرؒ پیا کے ہاں میں نے جب کام کی دُعا کی تھی تو وہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوگیا ہے۔

؎ عقل ودل ونگاہ کا مرشدِ اوّلین ہے عشق + عشق نہ ہو تو شرع ودین بُتکدہ تصورات (اقبالؒ)

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی تشریف آوری

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ :

مَیں فولادی کارخانے ٹاٹا میں بڑی محنت اور لگن سے کام کیا کرتا۔ کام کے دوران مَیں ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا۔ کام خود بخود اچھا ہو جاتا۔ کارخانے کا مالک اور انگریز منیجر بہت خوش تھے۔ اُنہوں نے مجھے بہت جلدی ترقی بھی دے دی۔ تمام دِن فولادی بھٹیوں کے سامنے میری ڈیوٹی ہوتی۔ سوڈا بوتل اکثر پینے کو مِلتی۔ مگر مجھے ذِکر اللہ کی تپش کی بدولت ہمہ وقت دُھکتی ہوئی بھٹیوں کی گرمی و حرارت کا اِحساس بھی نہ ہوتا تھا۔ میرے آس پاس اور بہت سے جوان کارکن وہاں کام کرتے تھے۔ مگر وہ ہر وقت پسینہ سے شرابور رہتے تھے۔ ذِکر اللہ کی برکت سے میری طبعیت اِعتدال پر ہی رہتی تھی اور زیادہ حرارت کا چنداں احساس نہیں ہوتا تھا۔ کپڑے مَیلے کچیلے رہتے۔ نہانے کی حاجت بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کام کے اوقات میں بھی اور دیگر اوقات میں بھی، طبعیت ذکرِ الٰہی میں ڈوبی رہتی۔

موسمِ گرما تھا۔ اور ایک دِن کام سے فارغ ہونے کے بعد مَیں مغرب سے پہلے گھر سے باہر نکل کر چہل قدمی کر رہا تھا۔ کافی کھلی جگہ تھی اور موسم اعتدال پر تھا کہ اچانک فضا میں سے ایک مُعمر باریش

اور بارُعب بزرگ میری طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے اور جُونہی وہ میرے قریب آئے تو فضا میں سے زمین پر اُتر آئے اور السّلام علیکم فرمایا اور مَیں نے بہت با اَدب ہوکر وعلیکم السّلام کہا۔ میرے جسم و جان میں سرُور و مستی زور پکڑتے جا رہی تھی۔ اُن کے پُر وقار چہرے میں حُسنِ جلال و جمال تھا اور عشقِ مُصطفویؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے نُور میں رَنگی ہُوئی محبُوبی شعاعیں میری طبیعت میں سرایت کرتی جا رہی تھیں اور مَیں بے خود ہو رہا تھا۔ مَیں پہچان گیا تھا کہ آپ شیخ عبد القادرؒ جیلانی غوثُ الاَعظمؒ ہیں اور وہ بھی معاً مُسکرا دیئے۔ یہ میری حضرت غوث الاعظمؒ سے پہلی مُلاقات تھی۔

آپؒ نے زمین پر ہاتھ مارا اور فوراً وہاں ایک شفّاف پانی سے لبریز ایک چھوٹا سا حوض بن گیا۔ حضرت غوثُ الاَعظمؒ نے مجھے چوٹی سے اُٹھایا اور پانی میں ایک غوطہ دیا اور باہر نکال لیا۔ یہ حوض ختم ہوگیا۔ پھر دوسری جگہ زمین پر ہاتھ مارا اور ایک اور صاف پانی کا چھوٹا سا حوض بن گیا۔ آپؒ نے پھر مجھے اُٹھا کر پانی میں غوطہ دیا، پھر باہر نکال لیا اور یہ حَوض ختم ہوگیا۔ تیسری بار پھر اور جگہ زمین پر ہاتھ مارا اور پھر صاف و شفاف پانی کا چھوٹا سا حَوض بن گیا۔ آپؒ نے پھر مجھے باآسانی اُٹھا کر پانی میں غوطہ دیا اور باہر نکال لیا۔ یہ حَوض بھی ختم ہوگیا۔ ہر بار جب حضرت غوثُ الاَعظمؒ مجھے پانی میں غوطہ دیتے اور کچھ آیات پڑھتے اور جب باہر نکالتے پھر کچھ آیات پڑھتے اور دَرُود شریف پڑھتے جاتے تھے۔ فرمانے لگے کہ اَب جسم صاف ہوگیا ہے اور جادُو کے اثرات بھی ختم ہیں اور مجھے فرمایا کہ جسم و لباس کی صفائی اَذکارِ الٰہی کے ساتھ ساتھ

ہوتی رہنی چاہیے اور مجھے تلقین فرمائی کہ جسم و لباس صاف ستھرا رہنے چاہیئے۔
پھر مسکرا دیئے۔ مَیں نے دیکھا کہ آپؒ مجھے دُعائیں دیئے جا رہے ہیں۔
اور کہا کہ مَیں اَب جاتا ہُوں۔ مَیں نے سلام عرض کیا۔ آپؒ نے وعلیکم کہا۔
اور میرے سَر پر ہاتھ پھیرا و پیار دیا اور فوراً چل دیئے اور فضا میں ہی
غائب ہو گئے۔ (اُس وقت قبلہ چوہدری صاحبؒ کی عمر پچیس ۲۵ برس
کے لگ بھگ ہو گی)

محترمہ بی بی رابعہ بصریؒ کے ساتھ بہشتی امام دین صاحبؒ کی غائبانہ مدد

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ میں اُن دِنوں بنگال میں ہی ہوتا تھا۔ رات کافی گزر چکی تھی۔ چاند کے آخری ایام تھے۔ فضا میں کافی تاریکی تھی۔ مجھے یکدم اپنے گاؤں کے بہشتی امام دین صاحبؒ کا خیال آیا۔ وہ ہمارے گھر میں بڑی محبت و محنت سے کبھی کبھار پانی لایا کرتے تھے۔ میری والدہ صاحبہؒ اُس پر بہت شفقت فرمایا کرتیں تھیں۔ اُسے بہت دُعائیں دیا کرتیں تھیں اور اُس کے گھر میں اجناس اور وقتاً فوقتاً مالی امداد بھی بہم پہنچایا کرتی تھیں اور مجھے وہ بہشتی چنے اور مکئی بھون کر بچپن میں کھلایا کرتے اور مجھ سے بہت شفقت سے پیش آتے تھے۔ وہ بہت ہی پرہیزگار اور نیک آدمی تھے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے۔ کہ میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا کہ وہ بہشتی امام دین صاحبؒ اجڑام سے کوئی سو میل دُور "دسوہا" جہاں وہ کسی کام کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے۔ وہاں جنگل میں وہ طوفان و باد و باراں میں گھرے ہوئے ہیں اور اِدھر اُدھر کافی درخت ٹوٹ رہے تھے اور وہ بیچارے آفت و مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میرے دِل میں خیال پیدا ہوا۔ ہو سکے تو اُس کی مدد کرنی چاہیئے۔

مَیں نے ذکرِ الٰہی پر زَور دیا اور پرواز شروع ہو گئی۔ مَیں فضا میں ہی تھا کہ دوسری جانب سے پرواز کرتے ہُوئے بی بی رابعہ بصریؒ صاحبہ بھی میرے ساتھ ہو لیں اور فرمانے لگیں چوہدری صاحبؒ! چلو اُس نیک بہشتی کی مَدد کرتے ہیں۔ اور وہ ہماری نظروں کے سامنے تھے۔ ہم چند ہی لمحوں اُس جنگل میں پہنچ گئے۔ بہشتی کو ایک بازُو سے محترمہ بی بی رابعہ بصری صاحبہؒ نے پکڑا اور ایک بازو سے مَیں نے پکڑا اور ہم نے ذکر اللہ پر زَور دیا۔ اور پھر پرواز شروع ہو گئی۔ فضا میں چند ہی لمحات گزرے ہوں گے ہمارا گاؤں اجڑام آ گیا اور ہم نے آہستگی سے اُسے گاؤں کے باہر ہی زمین پر اتار دیا۔ اُس وقت پَوہ پھَٹ رہی تھی اور نمازِ صبح کی اذان کی آوازیں بھی ہمارے کانوں میں پڑ رہی تھیں۔ بہشتی نے مجھے پہچان لیا۔ اور اُس کے مُنہ سے اچانک نکلا۔ چوہدری غلام حیدر تم کہاں سے آئے ہو، خیریّت سے ہو۔ بہت مہربانی میں نے مُنہ پر انگلی رکھ کر اُسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی مَیں اور محترمہ بی بی رابعہ بصری صاحبہؒ پھر فضا میں اُٹھے اور بُلند ہو گئے۔

راستے میں مَیں نے محترمہ بی بی صاحبہؒ سے پُوچھا کہ امام دین صاحبؒ تو میرے گاؤں کے رہنے والے تھے اور مجھ سے بہت محبّت و شفقت فرماتے تھے۔ مجھے تو اُن کو طُوفان میں گھِرا ہُوا دیکھ کر خیال آیا کہ میں اُن کی مَدد کروں۔ آپؒ دائیں جانب سے راستے میں مجھے کیسے آن مِلیں؟ محترمہ بی بی صاحبہؒ نے فرمایا کہ چوہدری صاحبؒ آپ بنگال میں تھے اور مَیں چین میں تھی۔ مَیں آپ کو دیکھ رہی تھی اور جب آپ فضا میں

بلند ہوئے اور مغرب کی طرف جا رہے تھے۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ "ڈسوہا" کی طرف بہشتی امام دین صاحبؒ کو طوفان سے نکالنے جا رہے ہیں۔ مَیں نے بھی سوچا کہ مَیں آپ کے ساتھ چلوں اور اِس کارِ خیر میں حصّہ لوں اور مَیں آپ کے ساتھ ہو لی۔ مگر چوہدری صاحبؒ! اللہ تعالےٰ کو ایسے ہی منظور تھا۔ امام دین صاحبؒ بہت نیک آدمی تھے اور طوفان میں گھرے ہوئے وہ درود شریف اور قرآن شریف کی آیات کا وِرد کر رہے تھے۔ اور ہم دونوں وہاں حکماً پہنچ گئے اور اُسے اُٹھایا اور اجڑام چھوڑ دیا۔ بعد میں محترمہ بی بی صاحبہؒ پھر بائیں جانب چین کی طرف نکل گئیں۔ مَیں نے اُن کو سلام عرض کیا اور بنگال واپس پہنچ گیا۔ قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ تمام سفر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے چند منٹوں میں ہی طے ہو گیا تھا۔

چند سال بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ کا واپس اجڑام جانا ہُوا۔ تو بہشتی امام دین صاحبؒ جو اُن کی گاؤں میں آمد کا اکثر پوچھا کرتے تھے۔ انہوں نے قِبلہ چوہدری صاحبؒ کو اپنے طوفان میں گھِر جانے، درود شریف اور قرآن شریف کی آیات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے گریہ زاری و دُعا مانگنے اور آپ لوگوں کا وہاں میری مَدد کو آنے کا واقعہ دُہرایا اور پوچھنے لگے کہ چوہدری صاحبؒ یہ پتہ نہ چل سکا کہ آپ کے ساتھ دوسرے ساتھی کون تھے؟ مَیں نے کہا وہ محترمہ بی بی رابعہ بصری صاحبہؒ تھیں اور ہم دونوں وہاں "ڈسوہا" میں معیشت ایزدی کے تحت ہی پہنچے تھے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے سبب ہُوا۔

بنگال سے واپسی

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بنگال میں دو تین سال تک رہے ہر چند کہ اُن کو علاقہ بہت پسند تھا اور وہ اپنے آپ کو بھی کام میں کافی مشغول رکھتے، مگر وہ ہر طرف جادُو کے پھیلاؤ اور کھُلے عام عورتوں اور مَردوں کے ناچ و گانوں کے جشنوں و محفلوں کی جھُرمٹ سے تنگ آ چکے تھے، مگر قبلہ چوہدری صاحبؒ یہی فرماتے تھے کہ اِن کو کثرتِ ذکرِ الٰہی اور دُرود شریف کے وِرد نے شیطانی ماحول اور طاغوتی اثرات سے بچائے رکھا۔ بالآخر ایک روز وہاں بنگال سے کوچ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سٹیل مِل سے استعفیٰ دے دیا۔ انگریز میجر نے کافی رَدّ کا اور مزید ترقی دینے کا وعدہ کیا، مگر آپؒ نے یہی کہا کہ مَیں پنجاب جا کر اپنی زمین پر کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں اور اُسے آباد کرنا چاہتا ہوں۔ دوست و احباب نے بھی اُن کو رُک جانے کی درخواست، مگر انہوں نے کہا کہ مجھے اب یہاں بہت گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے اور یہ گھبراہٹ کہیں میرے ذکر و اذکار اور درُود شریف کے اوقات کو متاثر نہ کر دے اور حضور نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے دُور نہ کر دے۔ اب احباب نے اُن کو بخوشی جانے کی اجازت دے دی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اُن کو نماز، قرآن شریف و درُود شریف پڑھنے کی تلقین کی اور کہا کہ یہی بندۂ مومن کی میراث ہے اور یہی مومن کی میراث ہے اور یہی عمل ہمیں شیطان اور طاغوت سے بچاتا ہے اور عازمِ دہلی ہوئے، جہاں وہ چند روز اپنے بڑے بھائی صاحبؒ کے ہاں رُکے اور بعد میں مَوضع اجڑام آ گئے۔

شادی خانہ آبادی

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں گاؤں تو عارضی طور پر گیا تھا اور خیال تھا کہ والدہ محترمہ کی خدمت میں قدم بوسی کے بعد واپس دہلی بڑے بھائی صاحبؒ کے پاس آجاؤں گا۔ مگر میرے گاؤں پہنچتے ہی والدہ محترمہ نے شادی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ گاؤں میں لڑکی تو پہلے ہی رشتہ داروں میں ڈھونڈ رکھی تھی۔ اور والدہ محترمہ کو شبہ تھا کہ اب (قبلہ) غلام حیدر صاحبؒ کہیں پھر اِدھر اُدھر نکل گیا تو پھر سال دو سال کے بعد ہی گاؤں لوٹے گا۔ جب انتظامات مکمل ہو گئے اور والدہ محترمہ نے بڑے بھائی صاحبؒ اور بال بچوں کو دہلی سے بلوالیا اور تمام رشتہ داروں کی موجودگی میں سادگی سے ایک دن نکاح و شادی کر دی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ شادی کے بعد تھوڑا عرصہ ہی گاؤں میں رہے اور اس اثناء وہاں اپنے پیر و مرشد قبلہ سائیں جیؒ اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں آتے جاتے رہے۔ گاؤں میں تھوڑے ایام گزارنے کے بعد آپ قبلہؒ دہلی میں بڑے بھائی صاحب کے ہاں آگئے اور پھر پاکستان بننے تک آپؒ کم و بیش وہیں رہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے اہلِ خانہ کو بھی ساتھ لے آتے اور کبھی گھر والے اجڑام چلے جاتے۔ شادی کے دو تین سال بعد آپؒ قبلہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادہ دیا، جس کا نام محمد شبّیرؒ رکھا گیا۔ چوہدری شبیّر صاحب اکیلے ہی رہے۔ اُن کا کوئی اور بعد میں بھن بھائی نہ ہُوا۔

دھلی میں آمد

دہلی میں قبلہ چوہدری صاحبؒ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اپنے بڑے بھائی قبلہ چوہدری غلام احمد خانؒ صاحب کے پاس ہی رہے۔ اُن کا معمول تھا کہ نیم شب نوافل اور درُود شریف و ذکرِ الٰہی میں مشغُول رہتے اور پھر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ناشتہ کرنے کے بعد آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ یا محبُوبؒ الٰہی، سُلطان الاولیاؒ، خواجہ نظام الدینؒ اولیاؒ یا سلطان نصیر الدین چراغؒ یا خواجہ باقیؒ باللہ یا سُلطان شاہ کلیم اللہؒ کے مزار پر چلے جاتے اور نمازِ ظہر تک وہیں رہتے۔ درُود شریف و ذکر اللہ کثرت سے کرتے رہتے۔ بعد میں گھر واپس چلے جاتے۔

پی ڈبلیو ڈی میں ملازمت

کچھ عرصہ کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ نے دہلی میں پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے سٹورز میں ملازمت اختیار کر لی اور چند سال ملازمت اختیار کرنے کے بعد جب محکمہ میں یونین بننے بنانے کے چکّر شروع ہوئے۔ اور افسران و دیگر عملہ نے سٹورز میں دھاندلی اور کھانے پینے کی کوششیں تیز کر دیں تو اِن معاملات سے تنگ آ کر اور بڑے بھائی صاحبؒ کے مشورہ سے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ قبلہؒ اب فراغت کے لمحات میں پُرانے بزرگوں کی کتابیں پڑھنے اور لکھنے میں مصروف رہتے۔ کبھی آپ گاؤں تشریف لے جاتے پندرہ بیس دن رہنے کے بعد پھر دہلی واپس آجاتے۔

کتاب "حریمِ دِل"

قبلہ چوہدری صاحبؒ فراغت کے اوقات میں اپنے مشاہدات پر مبنی کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے۔ موضوع زیرِ بحث یہی ہوتا کہ ایک اُمتی کو کن طرائق سے محبوبِ ربُّ العالمین، ذاتِ رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے ظاہر و باطن سے قرب نصیب ہوتا ہے۔ اور کیسے اُس کا اپنے نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے پختہ تعلق جڑ جاتا ہے۔ یہ مسودہ کتاب سالکؒ کے اوائل کے مراحل سے لے کر آخر تک کی منازل پر کئی باب پر مشتمل تھا۔ پُرانے بزرگانِ دین اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کے مشاہدات پر مبنی کئی مضامین تھے جس میں کہ مقصودِ کائنات نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی غلامی، آپؐ حضور سے وابستگی اور آپ کی زیارتِ مُبارک کے لئے اسباقِ طریقت و معرفت سادہ اور آسان انداز میں درج کئے گئے تھے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ کتاب کا لُبِ لُباب یہ تھا کہ سالک اپنا خیال، نگاہ و توجّہ ذاتِ پاک نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) پر مرکوز رکھے۔ ذکرِ الٰہی کرے تو جب بھی اور درود شریف پڑھے تب بھی اور تلاوتِ قرآنِ مجید کرے تو پھر بھی اپنے آپ کو حَرَمین شریفین میں بیٹھا ہوا تصوّر کرے۔ ایسا کرنے سے بہت زیادہ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن بھی

آجاتا ہے کہ درویش خود کو جسمانی طور پر بھی اپنے آپ کو حرمین شریفین میں موجود پاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اس مسوّدہ میں بہت سے اسرارِ الٰہی، ارضی وسماواتی درج تھے۔ اور بزرگانِ دینؒ اور درویشوں پر حضورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی خصوصی رحمت وشفقت اور انعام واکرام کا بہت تذکرہ تھا۔ بہرحال مشاہداتِ ظاہری وباطنی اور اَقوالِ زرّیں کا ایک اَعلیٰ مُرقع تھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اِس مسوّدہ کی کتابت وطباعت کرواکر اسے کتابی شکل میں لانا تھا کہ تقسیمِ ہند وپاکستان کے قیام کے ایّام آگئے اور اسی گڑبڑ میں یہ مسوّدہ وہیں دہلی میں ہی رہ گیا (پاکستان میں آنے کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کتاب "حریمِ دِل" کو دوبارہ ترتیب دیا۔ دو تین کتابیں اور بھی لکھیں، جن میں سے "آئینۂ راز" اور "خیال وعشق" کے نام یاد ہیں۔ اِن کتابوں کے مسوّدات، حضرت قبلہؒ کے صاحبزادے محترم شبیر صاحب اور دیگر احباب کے پاس ہیں اور اِن مسوّدات کا حضرت قبلہؒ نے اعادہ وتصحیح ابھی فرمانا تھی کہ ان کا آخری وقت آگیا اور وُہ اس جہانِ فانی سے رُخصت ہوگئے۔

ایک فرضی غوث سے مُلاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ ہفتہ میں تین چار دن حضرت نظام الدین، سُلطانُ الاَولیاء محبُوبِ الٰہیؒ کے مزار پر ناشتہ کے بعد چلے جاتے اور دوپہر تک وہیں درُود شریف و ذکراللہ میں مشغُول رہتے۔ ایک دن وہ مزار شریف کے احاطہ میں داخل ہُوئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایک بہت مُعمر شخص جن کی عمر تقریباً ستّر (۷۰) سال ہوگی، اُن کے گرد جمع ہیں اور وہ بہت پند و نصیحت کر رہے ہیں۔ وہ شخص اپنی بزرگی کی نشانیاں و کرامتیں سُنا سُنا کر لوگوں کو بہت متاثر و مرعوب کر رہے تھے اور اُن کے مُریدین و عقیدت مندوں کو یہ تاثر تھا۔ کہ وہ وقت کے غوث ہیں۔

حضرت قبلہؒ کے دِل میں بھی خیال آیا کہ اگر یہ شخص وقت کے غوث ہیں تو اِن سے شرفِ ملاقات کرنا چاہیئے۔ اور اِن سے ظاہری و باطنی وصل کے متعلق مزید باتیں پوچھنا چاہیئے۔ علم و عمل میں اضافہ ہوگا اور ذہنی و قلبی کشادگی ہوگی۔ حضرت قبلہؒ (اُس وقت آپؒ کی عمر تیئس (۲۳) پینتیس (۳۵) برس کے درمیان ہوگی) آگے بڑھے اور بڑے ادب و احترام سے عرض کیا کہ قبلہ باباجیؒ! مَیں آپ سے مقامِ وصل کی کشادگی اور وصل دوست کی کثرت چاہتا ہوں۔ آپؒ باباجی! کوئی سہل و آسان طریقہ بتائیں۔

درویش باباجو پہلے اپنے عقیدت مندوں سے بہت باتیں کر رہے

تھے سوچ میں ڈوب گئے۔ کچھ وقفہ کے بعد سر اُٹھایا اور کہا۔ برخوردار!
میرے عزیز! اپنا سوال دُھرائیں۔ حضرت قبلہؒ نے پھر اپنا سوال و مُدعا بیان
کیا۔ درویش بابا پھر سوچ میں پڑ گئے۔ پھر کہنے لگے، عزیز دوست! میرا خیال
تھا کہ تم بھی باقی لوگوں کی طرح یہ کہو گے کہ درویش بابا میری شادی فلاں
جگہ ہو جائے۔ میرے کاروبار میں بہت زیادہ منافع ہو جائے، مجھے اچھی نوکری
مل جائے وغیرہ۔ مگر عزیزم آپ کا سوال تو بہت اونچا ہے۔ آپ کل میرے
پاس آویں تو میں مُراقبہ کر کے اس کا جواب حضرت محبوبِ الٰہیؒ سے پُوچھوں
گا۔ اور آپ کو بتا دوں گا۔ حضرت قبلہؒ اچھا کہہ کر اور حضرت سُلطان الاولیاءؒ
سے اجازت لے کر اور سلام کہہ کر گھر واپس آ گئے۔

دوسرے روز پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ ناشتہ کے بعد حضرت
نظام الدّین سُلطان الاولیاءؒ کے مزار پر حاضر ہوئے، سلام عرض کیا اور
درود شریف و ذکر میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ درویش بابا
کے پاس گئے۔ درویش بابا اکیلے ہی بیٹھے تھے اور عقیدتمندوں کا ہجُوم وغیرہ
اب ختم ہو چکا تھا۔ اور وہ بہت افسردہ دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت
قبلہؒ نے ادب سے سلام کیا اور عرض کیا کہ بابا جیؒ میرے سوال کا جواب
عنایت فرما دیں۔ درویش بابا نے حضرت قبلہؒ کو دیکھا۔ اُن کی آنکھوں میں
آنسو اُمڈ آئے اور کہنے لگے کہ میرے عزیز! میرے پاس تو کوئی جواب نہیں
ہے، بلکہ میرا حال تو بگڑ گیا ہے۔ میں نے حسبِ وعدہ آج صبح آتے ہی
حضرت محبُوبِ الٰہیؒ کی خدمت میں آپ کا سوال پیش کیا اور عرض کیا
قبلہ حضور! مقامِ وصل میں کشادگی اور وصل دوست میں اضافہ کس طرح
ہوتا ہے؟ آپؒ نے ذرا غصہ کے انداز میں کہا کہ یہ تو آپ کا سوال نہیں

ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضورؒ! یہ سوال ایک نوجوان درویش نے مجھ سے کل کیا تھا اور مجھے اس بات کی کچھ سمجھ نہ تھی۔ لہٰذا مَیں نے اُن سے یہ کہا کہ اس کا جواب مَیں کل آپؒ کو سلطان الاولیاء محبُوبؒ الٰہی سے لے کر دوں گا۔ حضرت محبُوبؒ الٰہی نے ارشاد فرمایا۔ اُس نوجوان درویش چوہدری غلام حیدر صاحبؒ سے ہمارا مُنفرد تعلق ہے۔ وہ واصل درویش ہیں۔ جو راستہ ہم نے طے کیا ہے اُسی راستے پر گامزن ہیں ہم اُن پر نگاہ رکھے رہتے ہیں۔ اور اُن کی رہنمائی و پاسبانی کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ مزار شریف کے احاطہ میں آجاتے ہیں تو ہماری نگاہِ اور توجّہ اُن پر رہتی ہے اور اُن کو حضور نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے اتنا عشق و مُحبت ہے کہ وہ اپنا خیال و توجّہ حتیٰ الوُسع ذاتِ مُبارک رحمت اللعالمینؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی طرف لگائے رکھتے ہیں اور وہ اِسی محبت اور وصل میں اضافہ چاہتے ہیں۔ یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتی، کیونکہ آپؒ نے اپنی زندگی کا قیمتی اور بیشتر حصّہ کشف القبُور میں گزار دیا۔ جو دولتِ وَصلِ نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے مقابلے میں ایک بے معنی چیز ہے۔ آپ یہاں سے چلے جائیں اور کسی کامل درویش کو پکڑیں اور اُس سے صحیح راہنمائی حاصل کریں۔

درویش بابا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر قبلہ چوہدری صاحبؒ کو کافی ترس آیا، کیونکہ آپؒ نے اُسی درویش بابا کو اِسی مقام کا درویش سمجھا تھا اور لوگ بھی انہیں غوث بابا سمجھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت قبلہؒ نے اُن سے ایسا سوال کیا تھا۔ درویش بابا نے قبلہ چوہدری صاحبؒ سے کہا کہ نوجوان درویش بابا مجھے کیا علم تھا کہ آپؒ کا اور حضرت محبُوبِ الٰہیؒ کا

واحد و مُنفرد تعلق ہے۔ مجھ سے غلطی سرزد ہوئی کہ میں نے ایسے راستے کا سوال حضورؒ سلطان الاولیاءؒ کی خدمت میں کر دیا جس پر میں گامزن نہیں تھا۔ مجھ سے تو اب کشف القبور بھی چھن گیا ہے اور اب میرے پاس کوئی بھی نہیں آتا۔ درویش بابا نے کہا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ آپ مجھے حضور سلطان الاولیاءؒ سے معافی لے دیں اور کشف القبور واپس دلا دیں میں یہاں سے چلا جاؤں گا اور لوگوں کو کبھی بھی متاثر نہیں کروں گا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ درویش بابا پر ترس کھا کر حضور محبوبِ الٰہی سلطان الاولیاءؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور! اس بابا کو معاف کر دیں۔ یہ میری غلطی تھی کہ میں نے اُن کو واصل درویش سمجھا اور اُن سے یہ سوال کر دیا۔ اُن کو تو ابھی تک درویش کامل کی صحبت ہی میسر نہیں ہوئی۔ اسی لیئے تو وہ کشفُ القبور کو ہی درویشی کی منزل بنائے بیٹھے تھے۔ حضور سُلطان اللولیاءؒ مزار شریف کے اندر ہی مُسکراتے دکھائی دیئے اور فرمایا: اچھا ٹھیک ہے میں اُن کو کشف القبور لوٹائے دیتا ہوں۔ مگر آپؒ اُن سے یہ کہہ دیں کہ وہ یہاں سے چلے جائیں اور لوگوں کو غلط باتیں نہ بتائیں اور قطب و غوث ہونے کا دعویٰ نہ کریں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ جب میں درویش بابا کی جگہ کی طرف لوٹا تو وہ اپنا بستر وغیرہ باندھ رہے تھے اور بہت خوش تھے۔ کہنے لگے نوجوان درویش بابا حضور سلطان الاولیاءؒ نے مجھے معاف کر دیا ہے اور مجھے کشف القبور بھی واپس مل گیا ہے۔ آپ کی بہت مہربانی۔ اب میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کہا درویش بابا! آپ کسی مردِ کامل کو تلاش کریں اور مالکِ حقیقی کا راستہ اختیار کریں۔ کیونکہ یہ کشف و کرامات اور عملیات وغیرہ نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی محبت کے سامنے سب بے معنی و ہیچ ہیں۔

حضرت خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکیؒ کے مزار پر حاضری اور سعادتِ مُلاقات

۱- حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ دہلی میں جہاں رہتے تھے، وہاں سے خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی صاحبؒ کا مزار شریف کافی دُور تھا، مگر پھر بھی مہینہ میں ایک دو دفعہ وہاں حاضری ضرور دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب کبھی بھی میں وہاں حاضر ہوتا طبعیت میں عشق و جلال کا بہت غلبہ ہو جاتا تھا۔ اور بندہ بے نیاز ہو جاتا تھا۔ ذِکرُاللہ خود بخود تیزی و شِدّت اختیار کر جاتا تھا۔ اور ایسے لگتا تھا کہ جسم ابھی ہوا میں اُڑا ہی اُڑا۔ بڑے صبر و ضبط سے جسم کو قابو میں رکھنا پڑتا تھا۔ وہاں بیٹھ کر میں کوشش کے ساتھ دُرود شریف پڑھتا تھا۔ پھر طبعیت میں جمال و اعتدال پیدا ہوتا، مگر نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی مُحبت اور سُرور میں ہمہ وقت غلبہ رہتا اور خواجہ قطب صاحبؒ کی جانب سے عشق و جلال کا تصرّف اتنا تیز اور پُرزور ہوتا کہ وہاں درویش بہت کم بیٹھک کرتے تھے۔ درویش بس آتے تھے، سلام کیا، بیٹھ کر پانچ دس منٹ تک درُود شریف پڑھا، پھر سلام عرض کیا اور چل دیئے۔

خواجہ قطب صاحبؒ روحانی و باطنی ترقی کے لئے رہنمائی فرما دیتے تھے، مگر دُنیاوی خواہشات و کاموں میں زیادہ دلچسپی رکھنے والے اشخاص پر التفات نہیں فرماتے تھے۔ خواجہ قطب صاحبؒ کی طبعیت میں اُذکارِ الٰہی میں شِدّت اور کثرت سے جلال بہت نمایاں تھا اور آپ عشق و اتباعِ رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) میں بہت مُنفرد و یکتا تھے۔ آپ کا وصال اور

اس دنیائے فانی سے کوچ کا منظر عشق مصطفےٰ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں پختہ و سوختہ ہونے کی دلیل ہے۔

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ میں مزار شریف کے باہر وسط میں قبر مُبارک کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ پہلے درود شریف پڑھا۔ پھر حضرت خواجہ قُطب صاحبؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ خواجہ صاحب سامنے آ گئے اور ایسے لگتا تھا کہ قبر میں آپ حضور قعدہ کی صُورت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ خواجہ قُطب صاحبؒ میری طرف دیکھ کر مُسکرا رہے تھے۔ میں درود شریف پڑھ رہا تھا، مگر خواجہ قُطب صاحبؒ کی جانب سے تصرّف اتنا پُر کیف اور پُر زور تھا کہ طبیعت میں خود بخود نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی محبت اور عشق تیز ہوئے جا رہا تھا۔ جلال و مستی غالب ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا قبلہ خواجہ صاحب حضورؒ! آپ ہمارے باپ دادا ہیں اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی محبّت اور اطاعت اور میدان عرفان میں بہت بُلندی عطا فرمائی ہے اور ظاہر و باطن میں آپ حضور کو دولتِ وصل و امانتِ الٰہی میں سرفرازی نصیب ہوئی ہے۔ حضور! آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ ظاہر میں تو "فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" مشاہدۂ حق اور صورتِ وصل ہے، مگر باطن میں "اَلنَّفْسُ یا قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ" میں مشاہدۂ حق کے علاوہ کیا کہیں اور جگہ بھی مقامِ امانت اور صُورتِ وصل ہے۔ حضور خواجہ قطب صاحبؒ جو میری طرف دیکھ رہے تھے اور ایسے لگتا تھا کہ آپؒ بھی دُرود شریف پڑھنے اور ذکر اللہ میں مشغُول ہیں۔ میرے سوال پر

قدرے تبسم فرمایا اور ہاتھ سے ایک طرف اُوپر کو جانے کا اشارہ کیا۔ مَیں پھر درُود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور خیال میں ہی اپنا مُدعا دہرایا۔ آپ قِبلہ نے پھر ہاتھ سے اُوپر کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ میں نے خواجہ قطب صاحبؒ کی خدمت میں سلام کیا اور اشارہ کی سمت ہو لیا۔

ایک دو سالک درویش وہاں کھڑے تھے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اُن سے پوچھا کہ وہاں اُوپر کی طرف کیا ہے؟ درویش حضرات نے جواب دیا کہ وہاں حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری صاحبؒ کا مزار شریف ہے۔ ذرا اُونچائی پر ساتھ ہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ خواجہ ناگوری صاحبؒ ہمارے خواجہ قطبؒ صاحب کے قرآن و حدیث شریف و دینی عُلوم کے اُستاد ہیں۔ مگر طریقت، معرفت اور باطنی علوُم میں خواجہ ناگوری صاحبؒ بعد میں خواجہ قطب صاحبؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے تھے اور مُرید ہوئے۔

حضرت خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کے مزار پر حاضری اور شرفِ مُلاقات

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں حسبِ ارشاد خواجہ قطب صاحبؒ اُوپر چلا گیا اور مزار شریف کے مُنہ والی طرف ہو کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور درُود شریف پڑھ کر خواجہ ناگوری صاحبؒ کی خدمت میں سلام پیش کیا اور عرض کیا۔ قبلہ! مجھے خواجہ قطب صاحبؒ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور میں نے عرض کیا کہ حضور! ظاہر میں تو مالکِ حقیقی "فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه" کی شان میں جلوہ گر ہے۔ مگر باطن میں "اَلنَّفْس یا قلبِ مؤمن" کے علاوہ کیا کہیں اور بھی مقامِ وصل ہے؟ جہاں مقصودِ کائنات خلوت نشین ہے؟ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اپنا سوال دُہرایا۔

؎ مقام اُس کا ہے دل کی خلوتوں میں ۔۔ خدا جانے مقامِ دل کہاں ہے

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے دیکھا کہ خواجہ ناگوری صاحبؒ قبر میں سے باہر آ گئے۔ اور قبر کے وسط میں بیٹھ گئے اور فضا سے اُن کے اُوپر ایک نُوری بُقعہ تھا جو آسمان تک بلند تھا۔ قبلہ خواجہ صاحبؒ نے وعلیکم السلام کہا۔ اور میرے قلب پر انگلی رکھ کر فرمایا۔ میرے عزیز! باطن میں یہی مقامِ امانت اور وصل ہے۔ یہی مقام خودی ہے اور یہیں مشاہدۂ حق صُورت پذیر ہوتا ہے۔ خواجہ ناگوری صاحبؒ ساتھ ساتھ یہ درُود شریف پڑھ رہے تھے

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

اور جُونہی خواجہ صاحبؒ صلّوا علیہ وآلہٖ فرماتے تھے۔ اپنے داہنے ہاتھ کی انگُشتِ شہادت میرے قلب پر رکھ دیتے تھے اور تبسم فرماتے تھے۔ یہ درُود شریف قبلہ خواجہ صاحبؒ نے کئی بار پڑھا اور بار بار اُنگلی میرے قلب پر رکھی اور کہا کہ باطن میں یہی مقامِ وصل ہے اور بڑی شفقت کے ساتھ فرمایا۔ میرے عزیز! ہمارا بھی یہی راستہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبُوبؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے صدقے میں آپ کو ظاہر و باطن میں وصل عطا فرمایا ہے۔ اور امانت کا حامل بنایا ہے۔ اِس دولت کی نگہبانی کرتے رہنا اور اسی راہ پر گامزن و قائم رہنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقی، بُلندی اور وُسعت عطا فرمائے مَیں نے دِل میں آمین کہا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ عشقِ مُصطفویؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا تصرّف خواجہ ناگوری صاحبؒ کی طرف سے اتنا تیز و پُرکیف آ رہا تھا کہ مجھ پر سُرور مستی بہت زیادہ غالب ہو گئی تھی اور رِقّت طاری تھی اور یہ معلوم دیتا تھا کہ خواجہ ناگوری صاحبؒ بہت ہی بلند پایہ

بزرگ ہیں اور عشق و جمالِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) میں انہیں بہت قرب اور سرفرازی نصیب ہوئی۔ کوئی آدھ پون گھنٹہ تک خواجہ ناگوری صاحبؒ درود شریف پڑھتے رہے اور مجھ پر توجہ فرماتے رہے۔

؎ خودی کا نشیمن تیرے دل میں ہے جس طرح آسمان آنکھ کے تل میں ہے

پھر خواجہ ناگوری صاحبؒ قبر میں روپوش ہو گئے۔ میں نے سلام کہا اور حضور خواجہ قطب صاحبؒ کے مزار پر آ گیا۔ وہاں تھوڑی دیر تک درود شریف پڑھا۔ خواجہ قطب صاحبؒ بھی اپنی قبر شریف میں بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ میں نے اجازت طلب کی اور سلام عرض کیا اور واپس گھر آ گیا۔

حضرت خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکیؒ کی
بس میں تشریف آوری

حضرت قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ دہلی میں اُن کے ایک دوست نے ایک بس خریدی اور اس نے ارادہ کیا کہ میں سب سے پہلے ایک دن تمام دوست واحباب کو اس بس میں بٹھا کر مہرولی شریف خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی مزار شریف پر لے جاؤں اور سب لوگ دعائے فاتحہ، درود شریف، قرآن پاک اور نوافل پڑھیں گے اور دعاؤں اور حاضری کے بعد واپس لوٹیں گے۔

اس نے یہ پروگرام سب کو بتا دیا اور گھر سے نکلنے کے بعد باری باری سب کو بس میں بٹھا کر میرے یہاں آگیا اور میں بھی بس میں سوار ہوگیا اور سامنے والی نشست چھوڑ کر پیچھے بیٹھ گیا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ بس میں چڑھتے ہی میں نے دیکھ لیا تھا کہ ڈرائیور کے ساتھ والی اگلی نشست پر حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ پہلے سے ہی تشریف فرما ہیں۔ میں نے بڑے ادب کے ساتھ اشارے سے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پیچھے بیٹھ گیا۔ ڈرائیور طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک خاص راستے سے مہرولی شریف جا رہا تھا اور خاص خاص جگہوں اور اڈوں سے جو دوست واحباب وہاں کھڑے تھے اُن کو بھی بس میں بٹھاتا جا رہا تھا۔ ایک بات جو قابل ذکر اور قابل غور تھی وہ یہ کہ جو شخص بھی بس میں سوار ہو رہا تھا وہ اگلی نشست، جو بظاہر خالی نظر آ رہی تھی، کے اُوپر نہیں بیٹھ رہا تھا بلکہ خود بخود پیچھے والی خالی نشستوں کی طرف آجاتا اور اطمینان سے بیٹھ جاتا۔ بہرحال ہم سب ایک گھنٹہ میں مزار شریف پہنچ گئے۔ اور حضرت

قبلہ خواجہ قطب صاحبؒ بھی بس سے اُتر کر اپنی قبر میں روپوش ہو گئے
میں نے اُن کو جاتے ہوئے بڑی عزت کے ساتھ پھر سلام عرض کیا۔ سب لوگ
مزار شریف پر تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرے اور دعائے فاتحہ۔ دُرود پاک۔ قرآن شریف
اور نوافل ادا کئے۔ بس کی سلامتی اور اس کے مالک کی کاروبار میں ترقی کے لئے
اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کیں۔

حضرت قبلہؒ بیان کرتے تھے کہ سفر کے دوران اور آخر تک حضرت قبلہ
خواجہ قطب صاحبؒ کی جانب سے ہماری طرف عشق و محبت کا تصرّف آتا
رہا اور ہم سب لوگ اپنے تئیں اس پُربہار تصرّف سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

خواجہ محبوبِ الٰہیؒ کے مزار پر حاضری اور ایک ہندو سے حلوہ کی دان و تقسیم

ویسے تو اکثر قبلہ چوہدری صاحبؒ حضرت خواجہ نظامُ الدّین سُلطانُ الاولیآء، محبُوبِ الٰہی کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتے تھے. ایک تو مزار شریف اُن کے گھر کے قریب تھا۔ دوسرے جونہی آپ قبلہؒ احاطہ میں داخل ہوتے تو حضور محبُوب الٰہیؒ کی نگاہِ جمال و توجّہ پر آپؒ پر مرکوز ہو جاتی اور وہاں جتنے درویش و سالک حاضر ہوتے تھے. یہی کہتے تھے کہ اب خواجہ محبُوب الٰہیؒ کسی اور درویش پر التفات نہیں فرمائیں گے۔ بس اس نوجوان درویشؒ (یعنی قبلہ چوہدری صاحبؒ) پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے، کہ خواجہ محبُوبؒ الٰہی کی نگاہ و توجّہ میں میراث جمالِ مُصطفوی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا تصرّف اتنا تیز اور پُربہار ہوتا تھا کہ حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی جمالِ محبّت میں بہت اضافہ ہو جاتا تھا۔ طبعیت سوز و رِقّت میں ڈُوب جاتی. اور پُرمُسرت ہو جاتی۔ شدّت اور حِدّت اعتدال پر آ جاتیں. حضرت خواجہ صاحبؒ کی محبُوبی نگاہوں سے میراثِ جمال منتقل ہوتا۔ اور آپ حضورؒ پر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے انوار و تجلیات اور فیضان و رحمتِ مُصطفائیؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بارش کا سماں رہتا اور درویشوں، سالکین، زائرین، مجذُوبین و عارفین کی۔ اِسی انعام و فیضان

سے تشنگی دُور ہوتی۔

نہاں ہے تیری مُحبّت میں رنگِ محبُوبی
بڑی ہے شان، بڑا احترام ہے تیرا
اگر سیاہ دِلم، داغِ لالہ زار تو اَم
وگر کُشادہ جبینم، گُلِ بہار تو اَم
شگُفتہ ہو کے کُلی دِل کی پھُول ہو جائے
یہ اِلتجائے مسافر قبُول ہو جائے

اُس دِن جمعرات کا دِن تھا۔ مزار شریف پر قبلہ چوہدری صاحبؒ جب درُود شریف اور حضورؒ خواجہ محبُوب الٰہیؒ کے سلام سے فارغ ہو گئے تو ایک درویش نے اُن کو اپنی طرف بُلایا اور کہا کہ یہاں بیٹھیں۔ آج آپؒ یہاں ایک نیا مَنظر دیکھیں گے۔ یہ کافی مُعمّر درویشؒ تھے۔ اور اکثر مزار شریف پر قبلہ چوہدری صاحبؒ کی آمد کے منتظر رہتے اور کبھی کبھی آپؒ سے درویشی کے موضوع پر بات کر لیا کرتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک ہندو نے تانگہ سے ایک تازہ حلوہ کی بھری ہوئی کافی بڑی پرات اُتاری۔ اُس نے اور اُس کے نوجوان بیٹے نے اُس پرات کو مزار شریف کے قریب لا کر رکھ دیا۔ پھر دونوں نے حضرت محبُوب الٰہیؒ کی خِدمت میں جُھک کر مؤدّبانہ سلام کیا۔ پھر تمام حلوہ غُرباء، فُقراء و زائرین میں دان اور تقسیم کر دیا۔ ہندو اور اُس کا نوجوان بیٹا پرات کو اُٹھا کر باہر لے جا رہے تھے کہ مُعمّر درویشؒ نے نوجوان ہندو (جس کا نام مَوہن تھا) آواز دی مَوہن ذرّا اِدھر آئیو! چوہدری صاحبؒ سے مِلیو! مَوہن نے اپنے باپ

سے کہا، پتاجی! آپ پرات لے کر گھر جائیں۔ مَیں درویش باباؒ سے مِل کر آتا ہُوں۔ درویش باباؒ سے اُس کی مُلاقات پہلے بھی کبھی کبھار ہو جاتی تھی۔

نوجوان موہن نے درویش باباؒ کے پاس آن کر بڑے ادب سے سلام کیا اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو بھی سلام کیا۔ درویش باباؒ نے کہا۔ مَوہن بیٹا! تم اپنا اس درگاہ شریف پر حاضری اور حلوہ بانٹنے کا تمام قِصّہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کو بھی سناؤ۔ یہ تھوڑا عرصہ قَبل ہی ہوشیارپور سے یہاں دہلی میں آئے ہیں۔

موہن کی عمر اُس وقت تقریبًا بیس (۲۰) برس ہو گی۔ اُس نے کہا: مہاراج درویش باباجیؒ! آپ کو تو پتہ ہے کہ مجھے پانچ چھ برس سے لگاتار پیٹ میں دَرد اور اسہال کا عارضہ تھا۔ میرے پتا تو بڑے دَھن والے آدمی ہیں۔ اُنہوں نے ہندوستان کے تمام ڈاکٹروں، ویدوں، حکیموں سے میرا علاج کروایا، مگر مَرض چند دِن کے لئے تھوڑی بہت رُک جاتی، مگر مکمل آرام نہ آتا۔ میرے پتا نے انگریز ڈاکٹروں کا بھی بہت علاج کروایا، مگر آفاقہ نہ ہوا اور مَیں لاغر تر ہوتا چلا گیا۔ ایک دفعہ پتاجی نے انگلینڈ جانے کا بھی پروگرام بنایا۔ مگر انگریز سِول سرجن نے مشورہ دیا کہ مَرض اب لا علاج ہو چکا ہے۔ آپ خواہ مخواہ پیسے ضائع کریں گے، مَرض میں کچھ آفاقہ نہ ہو گا، بلکہ اِس لڑکے کے لئے ایک ماہ کا سمندری سفر مزید نُقصان دِہ ثابت ہو سکتا ہے۔ پتاجی نے لہٰذا انگلینڈ جانے کا ارادہ ختم کر دیا۔ پھر وُہی پُرانا طریقہ شروع ہو گیا۔ کبھی انگریزی اور کبھی دیسی علاج ہوتا رہا۔

مَیں نے ایک دِن اپنی ماتا سے کہا کہ ماتا جی: اَب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔ مجھے آپ ایک دفعہ اجازت دے دیں اور میری خواہش ہے کہ مَیں مسلمانوں کے درویش باباؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی دَرگاہ پر حاضری دوں اور وہاں آہ و زاری کروں اور مسلمانوں کے اللہ سے وہاں جا کر اپنی صحت کی دُعا مانگوں ماتا جی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اُس نے کہا بیٹا: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے، مگر تمہارے پتا جی نہیں مانیں گے۔ مَیں نے اپنے پتا جی سے یہی کہا۔ مگر وہ طبعیّت کے بہت سخت تھے اور اپنے مذہب پر بہت پکّے تھے۔ اُنہوں نے ماتا سے کہا۔ موہن مرتا ہے تو مَر جانے دو۔ مَیں اُس کو مسلمانوں کے درویش باباؒ کی درگاہ پر جانے کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ ماں نے کہا۔ یہ درویش باباؒ تو اپنی زندگی میں مسلمانوں و دیگر مذاہب کے لوگوں کے لیئے یکساں مہربان تھے۔ اور تمام ہندوستان کے لوگ اُن کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور اللہ سے اپنی مُراد پاتے تھے۔ اُن کے دادا پڑدادا مہاراج غریب نواز ہندُالولی سرکارؒ کو دیکھ لیں۔ وہاں اُن کی درگاہ پر آج بھی مسلمان، ہندو و سِکھ، عیسائیؑ و پارسی بلکہ انگریز بھی جاتے ہیں۔ اور آپ نے تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ انگریز وائسرئے اور مغل اکبر بادشاہ جس کو بڑے راجپوت ہندو راجوں نے متفقہ طور پر اپنی بیٹی و بہن کا رشتہ دیا۔ وہ بادشاہ بھی اور بہت سے ہندو راجے و مہاراجے ہندُالولیؒ مہاراج کے دربار میں حاضری دیتے چلے آئے ہیں، بلکہ خواجہ غریب نوازؒ ہندالولی مہاراج جب انہوں نے اس دنیائے فانی

سے کوچ نہیں کیا تھا۔ تب انہوں نے تمام مذاہب کے لوگوں کو گلے لگایا تھا۔ صُلح و آشتی کا سبق دیا تھا اور سب کو پیار و محبت کی مالا میں پرَو دیا تھا۔ میری ماتا نے پتا سے کہا کہ نظام الدین اولیاءؒ اُسی غریب نواز ہند الولیؒ مہاراج کا پوتا پڑپوتا ہیں، جس نے راجپوتانہ کے ساگر کو جسے ہندو جادُوگروں اور دیو و جنات کے پجاریوں نے خشک کر رکھا تھا۔ اللہ سے دُعا کی اور ساگر میں پانی بھر گیا اور ہر خاص و عام کو مِل گیا۔ اس سے تمام مخلوقِ خدا، انسان، حیوان و پرندے اور سب سیراب ہوئے۔ اِس نظام الدین اولیاءؒ کی رگوں میں بھی وُہی خالص صُلح و آشتی و محبت والا خون ہے۔ میرے خیال میں تم موہن کو مت رَوکو۔ وہ مرگ کے بالکل قریب ہے۔ اسے وہاں جانے دو۔ اپنے مَن کی لگن پوری کرنے دَو۔ مجھے پورا وشواش ہے کہ مسلمانوں کا اللہ موہن کا بھی بھلا کرے گا۔ موہن نے کہا۔ درویش باباجیؒ! پھر میرے پتا نے مجھے یہاں اسی درگاہ بابرکت پر حاضری دینے کی اجازت دے دی۔

دوسرے دن ہم نہائے دھوئے اور صاف سُتھرے کپڑے زیب تن کیئے اور پتاجی مجھے اور ماتاجی کو ٹانگہ میں بٹھا کر درگاہ شریف کے سامنے لے آئے اور میری ماں سے کہا۔ تم دونوں اندر جا سکتے ہو۔ مَیں باہر ہی ٹھہروں گا۔ ماتاجی نے مجھے سہارا دے کر ٹانگہ سے اُتارا۔ اور جب چند درویش لوگوں نے دیکھا کہ ہم ماں بیٹا مزار شریف کے اندر جانا چاہتے ہیں اور مجھ سے اپنے آپ چلا نہیں جا رہا، تو درویش آدمیوں نے مجھے کندھوں سے پکڑ کر اور سہارا دے کر مزار شریف کے پاؤں کی

جانب لا کھڑا کیا۔ مَیں اُسی جگہ بیٹھ گیا اور دیوار و مٹّی پر سر رکھ کر اپنے الفاظ میں مسلمانوں کے اللہ سے اپنی صحت کی دُعائیں مانگنے لگا۔ مجھے تکلیف کافی تھی اور میرے مُنہ میں یہ الفاظ خود بخود نکلے جا رہے تھے۔ بابا جی نظام ولیؒ مَیں تیری درگاہ پہ آیا ہُوں۔ یہ مُسلمانوں کی بہت بابرکت جگہ ہے مَیں پاپی ہندو بھی اس جگہ آیا ہوں۔ بابا جیؒ میرے لیئے اپنے اللہ سے دعا فرما دیں کہ مَیں ٹھیک ہو جاؤں۔ مَیں گریہ وزاری کرتا رہا اور دُعائیں مانگتا رہا۔ ساتھ ساتھ مَیں رو بھی رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے قدرے سکوُن محسوس ہُوا اور غنودگی آگئی اور مَیں نے نیم خوابی حالت میں دیکھا کہ بابا جی نظام ولیؒ قبر سے نکل کر میرے سامنے آگئے ہیں اور مَیں نے اپنا سر اُن کے قدموں میں رکھ دیا اور زار و قطار رونے لگا۔ بابا جیؒ مہاراج نے بڑی شفقت سے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا، پُشت پر، مُنہ پر اور پیٹ پر پھیرا اور ساتھ ساتھ بابا جیؒ مُنہ میں مسلمانوں والا کلمہ شریف پڑھ رہے تھے اور مجھے بہت سکون مِل رہا تھا۔ بابا جیؒ کہہ رہے تھے۔ موہن بیٹا تم بہت گھبرا گئے ہو۔ مَیں نے عرض کیا۔ سرکارؒ مَیں بہت لاچار ہو گیا ہوں ڈاکٹروں نے مرض کو لا علاج کہہ دیا ہے۔ بابا جیؒ نے فرمایا۔ اَب انشاء اللہ تعالےٰ شفا ہو جائے گی اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مرض بالکل ختم ہو جائے گا اور میں دیکھ رہا تھا، جُوں جُوں بابا نظام ولیؒ کلمہ شریف پڑھ رہے تھے اور میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہے تھے مجھے سکوُن مِل رہا تھا۔ اور محسوس ہو رہا تھا کہ تکلیف کم ہوتی جا رہی ہے۔ بابا جیؒ مُسکرا رہے تھے۔ پھر بابا جیؒ نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور قبر میں

رُوپوش ہوگئے اور مَیں نے اپنا سر دیوار اور زمین سے اُوپر اٹھایا۔ اور دیکھا کہ ایک طرف ماتاجی کھڑی ہیں اور دوسری طرف وُہی دونوں دَرویش۔ مَیں ہمت کرکے خود بخود اُٹھا اور باباجی نظام ولیؒ مہاراج کی خدمت میں سلام پیش کیا اور ماتاجی نے بھی آداب کیا۔ اور ہم واپس مُڑے۔ وہ درویش مجھے سہارا دینا چاہتے تھے، مگر مَیں اب خود بخود آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہا تھا۔ درویشوں نے مجھے سیڑھیاں اُترتے وقت تھوڑا سا سہارا دیا اور پتاجی باہر تانگہ کے قریب کھڑے تھے اور ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ مجھے خود بخود آتا دیکھ کر وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے باہر سے حضرت نظام ولیؒ کی خدمت میں آداب پیش کیا اور مجھے سہارا دے کر تانگے میں بٹھایا اور ہم گھر آگئے۔ دن بدن میرے جسم میں طاقت آتی گئی اور میں تنومند ہوتا گیا۔ اَب مَیں اللہ کے کرم سے بالکل ٹھیک ہوں اور اس واقعہ کے بعد سے مَیں اور میرے پتاجی اور کبھی کبھی ماتاجی بھی ہر جمعرات کو یہاں تقریباً بیس (۲۰) سیر حلوہ پکا کر لاتے ہیں اور غُربا و فُقراء میں بانٹتے ہیں اور ہر جمعرات کو حضرت نظام الدین اولیاءؒ مہاراج کی خدمت میں مؤدّبانہ سلام پیش کرتے ہیں اور آداب بجا لاتے ہیں اور کبھی کبھی باباجیؒ سامنے آجاتے ہیں اور شفقت فرماتے ہیں اور مُسکراتے ہیں۔ مَیں بہت خوش ہوتا ہُوں یہ اللہ کی دین ہے اور ہاں درویش بابا مہاراج نظام ولیؒ زندہ ہیں زندہ ولی ہیں۔ پھر ہم سے موہن نے اجازت لی اور اپنی پرات وغیرہ اُٹھا کر گھر چلا گیا۔

درُود پاک (عَلیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام)

اور

—— سُلطانی سِکھ، سردار ——

۱۹۳۵-۴۰ء کے درمیان ایک دفعہ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ، زرعی زمین خریدنے کے سلسلہ میں ریاست بیکانیر گئے۔ تین چار ایام وہاں ایک سرائے میں قیام کیا۔۔۔ رات کو دو ڈھائی (۲½-۲) بجے آپ جب نماز تہجد کے نوافل اور درُودِ پاک پڑھنے کے لئے اُٹھتے تو تقریباً اُسی وقت ساتھ والے کمرہ سے بہت خوش کُن دھیمے دھیمے لہجہ میں کسی شخص کے درُود پاک پڑھنے کی آواز سنائی دیتی۔

ایک دن حضرت قبلہؒ کی ۸½-۸ بجے اُس ہمسایہ شخص سے کمرہ سے نکلتے وقت اچانک مُلاقات ہو گئی۔ حضرت قبلہؒ نے سلام دُعا کے بعد اُس سے فرطِ محبت وعقیدت میں یک دم بغلگیر ہو گئے اور کہا سردار جی! نیم شب آپ، آپ درُود پاک پڑھتے ہوتے ہیں۔ جی ہاں، مہاراج! سردار جی نے کہا جناب! ہم سُلطانی سکھ، خالصہ سردار ہیں اور ہم اپنے آپ کو، مہاراج عبدالقادر جیلانی، بغدادی، سُلطان ولی، غوث پاکؒ کے مُرید اور بالکا سمجھتے ہیں۔ ہم شراب، شرک، جُوا اور فحاشی وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ نیم شب ہم نہا کر صاف ستھرے لباس میں سیّدو کالکی اوتار[1] نبی پاک (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر درُود پاک پڑھتے ہیں اور رب سچا ہم سے بلائیں اور آفتیں دُور کرتا رہتا ہے اور ہم پر برکتیں و نعمتیں اُتارتا رہتا ہے۔

---

[1] حضرت قبلہؒ کو اس کے بعد بھی فرضی غوث ملے اور جن کے تذکرہ کی یہاں خاص اہمیت نہیں ہے۔

سچّا رب تو ایک ہی ہے، (سَت سری اکال)

ہم کبھی کبھار نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ رب نے ہمیں محبّت و ہمّت دی ہے اور ہم سُلطانی سِکھ رات کے علاوہ دُوسرے اوقات میں بھی نبیؐ پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر درُود پاک پڑھ لیتے ہیں۔ نیز تقریباً ہر ماہ سُلطان ولی جیلانی بغدادی، غوث پاکؒ مہاراج[۲] کو ثواب بھیجنے کے لئے، نہا کر صاف سُتھرے لباس میں پہلے درُود پاک پڑھتے ہیں اور پھر لوگوں میں مِٹھائی اور نان و سالن بانٹتے ہیں۔ سو ہنا رب قبول کرے (آمین)۔۔۔

سُلطانی اور دیگر خالصہ سِکھوں نے سُلطان ولی[۲] غوث پاکؒ سے عقیدت کے بندھن میں، ہندوستان خصُوصاً پنجاب میں دو مسلمان بزُرگوں سے بہت صُحبت و بیٹھک رکھی۔

(۱) اجُودھن (پاکپتّن) میں، بابا جی فرید گنج شکر چشتی مہاراج[۳] جن کے سوہنے اقوال سے بہت سے سِکھ بزرگوں نے استفادہ کیا، بابا جی گورو نانک نے اور بعد میں آنے والے سِکھ سرداروں نے ۵۵۰-۴۵۰ سال قبل گرنتھ صاحب پوتر کتاب کو ترتیب دیا، فرید بانی + فرید بانی + فرید بانی (یعنی بابا جی فرید کا بیان، بابا جی فرید کے اقوال) ہم کبھی کبھی پاکپتن جاتے ہیں اور بابا جی فرید مہاراج کے دربار میں وہاں لوگوں میں مِٹھائی وبھنڈارہ بانٹتے ہیں۔

---

[۱] کالکی / آخری

[۳] سب خالصہ سکھ سردارہ بابا جی فرید[۳] کو اپنا بزُرگ، مہاراج و محسن مانتے ہیں، اور سکھ راجوں اور مہاراجوں کے راج میں "فرید آباد" کے نام سے ایک قصبہ بنایا گیا جو مشرقی پنجاب میں اب کافی بڑا شہر بن چکا ہے۔

اور ایسے ہی

(۲) لاہور میں بابا جی میاں میر قادری مہاراج، جن کے ہاتھوں سے سکھ سرداروں نے امرتسر میں، ۴۵۰ - ۴۰۰ سال قبل گورودوارہ دربار صاحب کی سنگِ بنیاد کی پہلی اینٹ رکھوائی اور سینکڑوں سکھ خالصہ افراد موت کا شکار ہونے سے بچ گئے۔[۵] ہم اکثر لاہور بابا جی میاں میر مہاراج کے دربار جاتے رہتے ہیں اور وہاں لوگوں میں شرینی اور بھنڈارہ تقسیم کرتے ہیں۔

سورۃ المائدۃ ۵، آیۃ مبارکہ ۳۲...

ط وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ط [۵ھ]

ترجمہ:- اور جس نے بچا لیا کسی جان کو تو گویا اُس نے بچا لیا تمام انسانوں کو ط

۵ھ اب سب سکھ مانتے اور جانتے ہیں کہ تقریباً ۴۵۰ - ۴۰۰ سال قبل، گورودوارہ/ دربار صاحب کی امرتسر میں تعمیر کے موقعہ پر، جب خالصہ سکھ سرداروں نے کرپانیں اور تلواریں میدان میں نکال لی تھیں اور ہر خالصہ گروہ کا یہی نعرہ اور بول تھا کہ ہمارا سردار، دربار صاحب کی سنگِ بنیاد کی پہلی اینٹ رکھے گا اور معاملہ سکھوں میں باہم فساد اور کُشت و خون کے قریب سے قریب تر پہنچ چکا تھا... بقیہ ص ۱۴۱...

تو چند سلطانی سکھوں نے موقعہ کی نزاکت و شدت کا اندازہ لگاتے ہوئے، لاہور میں آن کر بڑی منت و سماجت کے ساتھ اور بڑی عاجزی و مجبوری کے ساتھ بابا جی میاں میر صاحبؒ قادری، جو سلطان ولی غوث پاک جیلانی بغدادیؒ مہاراج کے سلسلہ کے بیٹے و پوتا ہیں، اُن کو بہت عزت و احترام سے اور بہت ادب و التجا سے

قبلہ شیخ صاحب سے ملاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور نبیؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل جلوت وخلوت میں مشاہدۂ حق ہوتا رہا۔ طبیعت میں بہت جلال واستغناء رہتا تھا۔ کھانے پینے کو بھی جی نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی زیادہ بات چیت کو۔ محترمہ والدہ صاحبہؒ میرا بہت خیال رکھتی تھیں۔ بعض اوقات زبردستی دودھ پلا دیتی تھیں۔ جن کو میں انکار نہیں کر سکتا تھا۔ ذکرِ الٰہی کے تسلسل سے غذا کی حاجت بھی نہیں رہتی تھی۔ جسم میں گرمی بہت رہتی تھی۔ جو بھی ہاتھ لگاتا، کہتا کہ چوہدری صاحبؒ آپ کو تو بہت زیادہ بخار ہے۔ مگر مجھے اور والدہ صاحبہ کو علم تھا کہ ذکرِ اللہ کے اثرات ہیں اور بخار وغیرہ نہیں ہے مگر والدہ صاحبہ مجھے ہر حال میں آنکھوں کے سامنے ہی دیکھنا چاہتی تھیں اور حتّی الوسع باہر نہیں جانے دیتی تھیں اور میں گھر بیٹھ کر ذکرِ اللہ اور درود شریف میں مشغول رہتا یا پھر کبھی کبھار باغ میں چلا جاتا تھا۔

ایک روز میں قصد کر کے قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ یعنی اپنے شیخ ومُرشد صاحب کی خدمت میں حاضری دینے کی غرض سے گاؤں سے باہر گیا اور حضرت سائیں جیؒ کی ڈیرہ کی راہ لی۔ میں نے دُور سے دیکھا کہ سائیں جیؒ گاؤں کی طرف رُخ کئے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے پاس آتا دیکھ

کرا اُٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے ادب کے ساتھ سلام عرض کیا۔ وعلیکم السلام کہہ کر انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور بہت پیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے صدقے میں تمہارا مقامِ وصل کھول دیا ہے۔ تمہیں بہت بہت مُبارک ہو۔ اب اس کی نگہداشت رکھنا۔ میری طبیعت بہت خوش ہوئی ہے۔ قبلہ سائیں جی نے پوچھا کہ یہ دو تین سال کا عرصہ تم کہاں رہے کبھی مُلاقات نہ کی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عرض کیا۔ کہ میں مقامِ ذات پر ذکر اللہ اور درُود شریف کے ساتھ زور دیتا رہا۔ کبھی کسی سمت نکل جاتا اور کبھی کسی سمت۔ اکثر اوقات یہ بھی پتہ نہ ہوتا تھا کہ مَیں کہاں جا رہا ہوں اور کیوں جا رہا ہوں۔ طبیعت ذِکر میں ڈُوبی رہتی تھی اور کبھی گھر کا رُخ بھی نہ کیا تھا۔ لہٰذا آپ کی خِدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ قِبلہ سائیں جیؒ نے کہا۔ کہ یہ طبیعت کا میلان تھا اور سالک کا اِس پر اختیار نہیں ہوتا۔ بہر حال اللہ تعالےٰ نے تم کو منزلِ مقصُود سے ہمکنار کیا ہے۔ مَیں بے حد خوش ہوں۔

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے سائیں جیؒ سے عرض کیا قِبلہ آپ نے مجھے ذکرِ الٰہی تو بتایا اور سکھایا تھا، مگر سرِّ الٰہی اور مقصودِ کائنات کے متعلق آپ نے مجھے نہ سمجھایا۔ یہ عُقدہ کُشائی و رہنمائی مجھے بابا گاموں شاہ صاحب قادریؒ سے نصیب ہوئی۔ سائیں جیؒ نے فرمایا کہ بابا گاموں شاہ صاحب قادریؒ صاحبِ حال اور واصل بزرگ ہیں چاہے میں بتا دیتا یا انہوں نے کرم فرما دیا۔ یہ ایک ہی بات تھی اور مجھے پتہ تھا کہ تمہاری طبیعت میں اتنا جذبہ، خلُوص و عشقِ رسولِ مقبُول (علیہ الصلوٰۃ وسلام) ہے کہ تم یہ میدان مار جاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ نے

ایسا ہی کیا۔ اب کسی روز بابا گامُوں شاہ صاحبؒ کی خدمت میں جانا اور میری طرف سے بھی اُن کا شکریہ ادا کرنا اور زندگی بھر ان کا اِحسان مند رہنا۔ میری بھی جب اُن سے ملاقات ہوگی مَیں بھی اُن کا شُکریہ ادا کروں گا۔

میں جتنے روز گاؤں میں رہا گا ہے بگا ہے قبلہ سائیں جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور اس دوران قبلہ بابا گامُوں شاہ صاحب قادریؒ کی خدمت میں بھی حاضری دی اور اُن کا اپنی طرف سے اور قِبلہ شیخ صاحبؒ کی طرف سے شُکریہ ادا کیا اور اُن کی دعائیں لیں۔

بیل گاڑی / رتھ میں بٹھا کر امرتسر لے آئے تھے۔۔۔ ۔۔۔ بقیہ صفحہ ۱۴۰

تو باباجی میاں میرؒ صاحب[۴] نے، سب سِکھوں و سرداروں کی رضامندی کے ساتھ اور سِکھوں میں بے جا کُشت و خُون بچانے کی خاطر، دربار صاحب کی سنگِ بُنیاد کی پہلی اِینٹ رکھ کر سینکڑوں خالصہ سِکھ افراد کو موت کا شکار ہونے سے بچا لیا تھا[۵]۔۔۔ اور بعد میں بہت سے سِکھ اشخاص نے دولتِ اسلام کو اپنا لیا تھا۔

۶ (پوتر) گرنتھ صاحب کی ترتیب اور گوردوارہ / دربار صاحب کی سنگِ بُنیاد کے واقعات پاک پریس اور انڈین ٹی وی ز کی نشرو اشاعت سے ماخوذ ہیں۔

اَجڑام میں ایک جنّاتی عامل سے مُلاقات

انہی دِنوں ایک جنّات کا عامل جس کی عمر ساٹھ برس کے لگ بھگ تھی موضع اجڑام میں داخل ہوا۔ اور اپنی جنّاتی قوت سے لوگوں کو بہت متاثر کرنے لگا۔ گاؤں میں اِس بزرگ کی آمد کا بہت چرچا ہونے لگا۔ خاص طور پر جب آدمی کھیتی باڑی و دیگر کاموں کے سلسلے میں گھروں سے باہر چلے جاتے تھے تو بہت سی عورتیں اِس عامل کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور حاجت رَوائی اور مُشکل کشائی کی درخواست کرتیں۔ جو مرد یا عورت بھی اس کے پاس حاضر ہوتا تو وہ عامل پہلے ہی اُس کا نام، والد و خاوند کا نام، گھر والے افراد کے نام اور پتّہ وغیرہ بتا دیتا۔ لوگ بہت مُتاثر ہوتے اور اُسے بہت بڑا ولی اللہ سمجھنے لگے۔ بعض لوگوں کے تو بہت سارے کام بھی ہوئے اور بعض کی عرصہ دراز کی گُمشدہ اشیاء مل گئیں اور بعض کو گذشتہ حالات کے متعلق بتا دیا گیا۔ ہفتہ دو ہفتہ سے وہ عامل اجڑام میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا اور لوگوں سے نذرانے اور عطیّات وصول کر رہا تھا۔

ایک دِن قبلہ چوہدری صاحبؒ کا ایک دوست بہت اِصرار کے ساتھ کہ گاؤں میں بہت بڑے بزرگ آئے ہوئے ہیں اُن کو اس عامل کے پاس لے گیا کہ چلو بزرگ کی زیارت کرتے ہیں۔ عامل نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کو دیکھتے ہی کہا آیئے آیئے چوہدری غلام احمدؒ صاحب تشریف لایئے (یہ نام

قبلہ کے بڑے بھائی صاحبؒ کا تھا، جو آپ سے دس پندرہ سال عمر میں بڑے تھے اور دھلی میں محکمہ ڈاک خانہ جات میں حکومت کی ملازمت کر رہے تھے) قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کہا کہ جناب میرا نام غلام حیدر ہے اور میں چوہدری غلام احمد صاحبؒ کا چھوٹا بھائی ہوں (کچھ دیگر مرد و عورتیں بھی وہاں موجود تھے اور یہ پہلا موقع تھا کہ عامل کی زبان سے کسی کا غلط نام نکلا اور گاؤں والے بڑے حیران ہو رہے تھے کہ بزرگ بابا نے آج پہلی غلطی کی ہے) عامل خاموش ہو گیا اور آگے کچھ بات بھی نہ کر سکا۔ نہ ان کی گذشتہ زندگی کی بابت اور نہ ہی کچھ اور حاجت روائی کے متعلق۔ پھر اپنے عقیدتمندوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تھوڑا سا گڑ (شکر) لاؤ وہ اسے دیا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں گڑ ختم ہو گیا۔ دراصل وہ گڑ جنات کھاتے جاتے تھے۔ پھر اور گڑ منگوایا اور وہ بھی جنات کھا گئے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ میں یہ منظر اپنی باطنی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ وہ عامل گڑ کھلا کر جنات کو پاس بلاتا تھا، مگر وہ گڑ کھا جاتے تھے اور اس کے پاس نہیں آتے تھے اور نہ ہی کوئی خبر اس کو بتاتے تھے (گاؤں والے بہت حیران ہو رہے تھے کہ بزرگ بابا کی زبان کیوں گنگ ہو گئی ہے) قبلہ چوہدری صاحبؒ نے پھر ذکر اللہ پر زور دیا اور جنات کا عامل سے جو غلامانہ تعلق تھا وہ توڑ دیا۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ جنات کا تعلق اُس عامل سے منقطع ہو گیا ہے اور وہ عامل اکیلا رہ گیا ہے۔ اُس کا تماشہ اور لوگوں کو متاثر کرنا بالکل ختم ہو گیا ہے، وہ بہت پشیمان اور شرمندہ نظر آنے لگا۔ بہت سے لوگ چلے گئے اور وہ قبلہ چوہدری صاحبؒ سے معافی مانگنے لگا اور عرض کرنے لگا کہ میرے جنات مجھے واپس کروا دیں۔ میں یہاں

سے چلا جاؤں گا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے عامل سے کہا۔ بابا آپ نے ساٹھ برس کی عمر میں کیا حاصل کیا۔ بڑے چلّے کاٹے ہوں گے اور جان جوکھوں میں ڈالی ہو گی اور چند جنّات کو مقیّد کر لیا۔ یعنی بابا نے دس بیس سال کی محنت سے ایک مخلوق کو قبضہ میں کیا اور وہ بھی ذکر اللہ کی ایک ہی ضرب سے آزاد ہو گئے۔ کاش تو نے یہ محنت و ریاضت خالق کو ملنے اور اسے حاصل کرنے میں صرف کی ہوتی تو اب تک آپ مالکِ کائنات سے بہت کچھ پا جاتے اور وہ مستقل دولت ہوتی اور آپ کا تعلق خالق سے پختہ ہوتا۔ بابا آپ نے دس بیس سال زندگی کے بالکل ضائع کر دیئے۔ بابا جاؤ کسی درویش کی تلاش کرو اور صراطِ مُستقیم پر گامزن ہونے کی کوشش کرو۔

وہ عامل بابا بالکل اکیلا رہ گیا۔ اب نہ اُس کے پاس لوگ آتے تھے اور نہ وہ کسی کو متاثر کر سکتا تھا۔ اُس نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بہت مِنّت سماجت کی کہ میرے جنّات واپس کروا دیں، مگر قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اس کو یہی سمجھایا کہ بابا خالق سے تعلق جوڑو نہ کہ مخلوق سے اور وہ بھی انسان سے کم تر۔ بہرحال عامل بابا دوسرے تیسرے روز حضرت قبلہ کی والدہ محترمہ سے ملا اور اُن سے گذارش کی کہ آپ اپنے بیٹے سے کہیں کہ میرے جنّات مجھے واپس دلا دیں، میں اس گاؤں سے چلا جاؤں گا۔ والدہ محترمہ نے اس پر ترس کھایا اور کہا کہ بیٹا اِس کے جنّات اِسے لوٹا دو تاکہ یہ یہاں سے چلا جائے۔ پھر حضرت قبلہؒ نے جنّات سے رجوع کیا اور اُن سے بابا کے ساتھ رہنے کو کہا۔ بابا اور جنّات سے کہا کہ مخلوقِ خدا کو تنگ نہ کرنا۔ وگرنہ پھر اللہ تعالےٰ کی گرفت میں آجاؤ گے اور بابا سے مزید کہا کہ بابا جی

آپ عمر میں مجھ سے بہت بڑے ہیں۔ میری یہی خواہش ہے کہ آپ مخلوق سے تعلق جوڑنے کی بجائے خالقِ حقیقی کی طرف رجوع کریں اور یہ راستہ بھی آسان ہے اور اس میں مصائب بھی نہیں ہیں اور دیکھ لوگے کہ تھوڑے ہی عرصے میں خالق و مالک اپنے محبوب کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے صدقے میں کیسے نوازتا ہے۔ بابا نے دیکھا کہ اس کے جنات پھر اس کے پاس آگئے ہیں۔ ہاں کہہ کر۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ سے اجازت لے کر وہاں سے چل دیا۔

گاؤں میں ایک بارش والے عامل کی آمد

گذشتہ واقعہ کے تھوڑے ہی دِنوں بعد اجڑام میں ایک اور دَرویش بابا کی آمد ہُوئی اور وہ اپنے عمل سے لوگوں کو بارش کروا کر دِکھاتا اور لوگ بہت متاثر ہوتے تھے۔ اُس بابا کا طریقِ کار یہ تھا کہ جس وقت بھی ایک روٹی کھانے کے بعد دوسری روٹی کھانی شروع کرتا تو بارش ہونا شروع ہو جاتی۔ لوگ اُس کو اپنے کھیتوں میں لے جاتے اور وہاں اُس کو دو دو پَراٹھے کھلاتے اور کھیتوں پر بارش کرواتے۔ گاؤں میں اور اِرد گِرد اُس بابا کا بہت چرچا ہونے لگا۔

ایک روز کوئی دوست قبلہ چوہدری صاحبؒ کو اُس بابا کے پاس لے گیا اور بارش کا عمل اُس نے دوسری روٹی کھا کر اُن کو بھی دکھایا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ سے وہ بابا عُمر میں بہت بڑا تھا۔ اُس سے آپ نے دریافت کیا کہ بابا آپ نے اِس عمل کی خاطر کتنے سال چِلّہ کُشی میں صَرف کیئے اور کیا حاصل کیا؟ بارش کروانا۔ بابا جی کیا آپ نے اِس بارش کے عمل میں مالکِ کائنات کا نظارہ کیا جو خالقِ حقیقی ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے؟ بابا نے کہا کہ نہیں تو آپ قبلہؒ نے فرمایا۔ تو بابا جی آپ نے اِس عمل میں دَس بیس سال کا طویل عرصہ ضائع کر دیا اور بارش جو ایک مخلُوق ہے، اُس کے ساتھ تعلق جوڑا۔ کاش آپ نے خالقِ کائنات سے تعلق پیدا کرنے کے لیئے عمل کیا ہوتا اور آپ کو کیا کیا فیوض و اکرام عطا ہُوا ہوتا اور ساتھ ہی ساتھ نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا

قرب بھی نصیب ہو گیا ہوتا۔

ایک نوجوان درویش سے ایسی پُختہ باتیں سُن کر درویش بابا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگا کہ میں بہت نادم ہُوں۔ واقعی میں نے زندگی کا ایک طویل حصّہ خواہ مخواہ کے عمل میں ضائع کر دیا اور التماس کے ساتھ کہا۔ میرے عزیز دوست! میری راہنمائی فرما اور مجھے سیدھا راستہ سمجھا حضرت قبلہؒ نے اُس بابا کو قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ یا بابا گامُوں شاہ صاحبؒ قادری سے ملنے کو کہا تاکہ اُن سے وُہ سیدھے راستے کا سبق حاصل کر سکے۔ درویش بابا پھر وہاں سے چل دیا۔

وظیفہ تسخیرِ جنّات

ایک روز قبلہ چوہدری صاحبؒ اپنے شیخ و مُرشد قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں کچھ لوگ اپنے بال بچوں سمیت پہلے ہی سے قبلہ سائیں جی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے گھر و عورتوں پر جنّات کے سایہ کی شکایت کر رہے تھے اور قبلہ سائیں صاحبؒ اُن کو حلال روزی کی تلقین، زکوٰۃ کی ادائیگی، سُود سے پرہیز، ظُلم، تکبّر و چُغلی و جھُوٹ اور دَھوکہ دِہی سے اِجتناب، حقُوقُ العِباد و حقُوقُ اللہ پر عمل اور مُسلمان کا سچا و مُخلص اور صحیحُ العَقیدہ ہونے کی تلقین فرما رہے تھے۔ ساتھ ساتھ دُرود شریف کثرت کے ساتھ آیۃ الکرسی، آیۃ الکریمہ اور چاروں قُل شریف و دیگر آیات مَع دُرود شریف پڑھ کر آسیب زدہ فرد کو دَم کرنے اور دَم شُدہ پانی پلانے کی اُن کو باتیں بتا رہے تھے اور بعض اوقات خود بھی دَم فرما دیتے تھے۔ لوگوں کو کافی فائدہ پہنچ جاتا تھا اور اُن کا آسیب وغیرہ ختم ہو جاتا تھا اور وہ لوگ اپنی بَداعمالیوں و بَدکِرداریوں سے تائب ہو کر راہِ راست پر گامزن ہو جاتے تھے۔

قبلہ سائیں جی فرما رہے تھے کہ آسیب، یا شیاطین و جنّات ہماری بَداعمالی، بَدکِرداری، غلط راستے پر چلنے، زکوٰۃ کی عدم ادائیگی اور خصوصاً حقُوق العِباد سے اِنحراف، ظُلم و تکبّر، جادُو و ٹُونہ، حقُوق اللہ کی مخالِفت، حرام رَوزی، فریب اور دھوکہ دہی وغیرہ کرنے سے اِنسان پر قابض ہو جاتے ہیں یا اُس کے بچوں یا اہلِ خانہ پر گرِفت کر لیتے ہیں۔ پھر اُن سے اُلٹے پُلٹے کام سَرزد کرواتے ہیں۔ بعض کو کسی عارضہ میں یا دماغی اَمراض میں مُبتلا کر دیتے ہیں۔ آسیب، جِنّات یا شیاطین جس وقت اُس شخص، عورت یا بچے کو چھوڑتے ہیں تو وقتی طور پر وُہ ٹھیک ہو جاتے ہیں، مگر

آسیب کے واپس آنے پر دماغی امراض کا دَورہ یا وُہی عارضہ پھر پلٹ آتا ہے۔ انسان پھر اُسی اذیّت میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ جب تک انسان اپنی بَداعمالی اور بَدکرداری وغیرہ سے توبہ نہیں کرتا اور راہِ راست پر نہیں آتا اُس وقت تک دوا و دُعا بھی زیادہ دیر تک مُؤثر و کارگر نہیں رہتی۔ بلکہ اُس پر دَم کرنا، دَم والا پانی پلانا اور قرآن شریف کی آیات کا تعویز باندھنے کو دینا، درحقیقت یہ سب کچھ اُس کو صراطِ مُستقیم پر لانے کی تدابیر ہیں۔ جیسے جیسے وہ اپنے اعمال کو ٹھیک کرتا جائے گا۔ ویسے ویسے وہ یا اُس کے اہلِ خانہ ٹھیک ہوتے چلے جاویں گے۔

"مثال کے طور پر ایک مکان ٹھیک تعمیر ہُوا ہو تو اگر اُس کی چھت پر لگاتار مینہ برستا رہے تو پانی کے قطرے اندر نہیں آتے اور بارش کا پانی مکان کی چھتوں سے باہر کا باہر ہی بہہ جاتا ہے اور اگر مکان کی تعمیر ناقص ہوئی ہو تو تھوڑی سی بھی بارش سے پانی اندر ٹپکنا شروع ہو جائے گا۔ یہی حال انسانی جِسم کا ہے۔ اگر اعمال، رَوزی حلال، کِردار و اعمال ٹھیک ہیں تو آسیب، شیاطین، جادو ٹُونہ، اور بَدنظر وغیرہ اس پر اثرانداز نہیں ہوتے اور اگر اعمال، رَوزی، کردار، ایمان اور حَقُوقُ العِباد وغیرہ ٹھیک نہیں تو آسیب، شیاطین، جادو ٹُونہ اور بَدنظر وغیرہ اِنسانی جِسم پر بہت جَلد گرفت کر لیتے ہیں اور صحیح عامل و عالم اور ولی اللہ کی دَم و دُعا یا دوا اپنا اثر تو دِکھاتی ہے اور آفاقہ بھی ہو جاتا ہے، مگر عارضی طور پر۔ کچھ وقفہ یا عرصہ کے بعد پھر انسان پُرانے عارضہ یا آسیب وغیرہ کے اثرات میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ بنیادی طور پر اپنے آپ کو درست نہیں کرتا۔ اِن عارضوں میں وقتاً فوقتاً مُبتلا رہتا ہے"۔

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ سائیں جیؒ نے مجھ سے کہا، غلام حیدرؒ! یہ قرآن شریف کی چند آیات ہیں۔ اِن کا دُرود شریف کے ساتھ وِرد کر لیا کرو۔

اور قبلہ سائیں جی نے وظیفہ اور وِرد سمجھا دیا اور فرمایا۔ آسیب زدہ لوگوں کو فی سبیل اللہ دَم کر دیا کرنا۔ اِنشاء اللہ تعالےٰ اُن کو بہت فائدہ پہنچے گا اور بالآخر وہ راہِ راست پر بھی آجائیں گے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے تین چار دن اِس وظیفہ کو کیا تو ایک دِن کچھ جنات حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا اور کہا کہ آقا ہم اِس وظیفہ کے تابع ہیں اور آج سے آپ کے خادم ہیں۔ آپ جو ارشاد فرمائیں گے ہم بجا لائیں گے۔ آپ کہیں گے تو ہم کسی شخص کو بھی چمٹ جائیں گے اور اسے عارضہ میں مُبتلا کر دیں گے اور اُن کے لواحقین کے دِلوں میں یہ بات بھی ڈال دیں گے کہ آپ اگر اس عارضہ یا آسیب سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو آپ حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر صاحبؒ عاملِ کامل کی طرف رجوع کریں اُن کے دَم سے یہ عارضہ و آسیب ختم ہو جائے گا اور آپ قبلہ جو چاہیں اُن سے ہدیہ قیمت، عوضانہ یا خدمت لیں۔ آپ چند دنوں میں مالا مال ہو جائیں گے اور آپ کا دُور دُور تک چرچا ہو جائے گا اور ہم جنات آپ کے تابع اور فرمانبردار رہیں گے اور آپ کی شہرتِ عامليّت کی جھنڈے گاڑ دیں گے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے جنات سے کہا کہ آپ فی الحال چلے جائیں۔ جب ضرورت پڑے گی تو ئیں بلوالوں گا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے یہ وظیفہ سات آٹھ روز تک کیا ہر روز وظیفہ کے بعد جنات حاضر ہو جاتے اور اپنی اپنی باتیں بڑھ چڑھ کر کرتے رہتے اور کارروائیاں سناتے رہتے اور عرض کرتے کہ قبلہ آپ ایک دفعہ ہمیں حکم کر کے تو دیکھیں۔ ذرا اشارہ کریں تو ہم کسی بھی مرد و زن کو عارضہ میں مُبتلا کر دیں گے اور آسیب میں گرفتار کر لیں گے۔

اور وہ لوگ بھاگتے ہوئے آئیں گے اور آپ کے قدموں میں گر پڑیں گے یا پھر آپ کہیں کہ ہم آپ کے لئے بہت سا غلّہ لے آتے ہیں اور بے موسمی پھل و سبزیاں حاضر کر دیا کریں گے۔ مَیں اُن کی باتیں سنتا رہا اور اُن کی حرکات دیکھتا رہا۔ کبھی وہ چھوٹے دیکھائی دیتے، کبھی بہت ہی زیادہ لمبے۔ کبھی وہ منہ سے آگ نکالتے، کبھی انسانی شکل میں بات کرتے اور کبھی غیب ہو کر۔

مَیں نے سات آٹھ روز تک یہ تماشہ اپنے گرد و پیش دیکھا اور بالآخر سوچا کہ جنّات بھی ایک مخلُوق ہیں اور وہ بھی اِنسان سے کمتر۔ پھر ان میں دلچسپی لینا یا اِن کے ساتھ تعلق رکھنا کوئی معنی خیز بات تو نہ ہوگی۔ دِل نے کہا کہ تعلّق تو مالک خالق سے استوار کرنا اور جُڑا رکھنا ہی حقیقت میں معنی خیز ہے، وہی غیر فانی ہے، ازلی و ابدی ہے، حیّ و قیّوم ہے اور وہی ذات لائقِ تعلق ہے۔ قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مجھے یہ بھی اِحساس ہُوا کہ ذکر و اذکار کرنے اور دُرود شریف پڑھنے کے اوقات کافی متاثر ہو رہے ہیں اور توجّہ اپنے مَرکز سے قدرے کم ہو گئی ہے۔ مَیں نے سوچا کہ جوانی کا عالم ہے۔ طبیعت ابھی پُختہ نہیں ہے۔ مَیں کہیں تسخیرِ جنّات کے شوق میں نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی ذات مُبارک سے دُور نہ ہو جاؤں۔ مَیں نے جنّات کو اگلے ہی روز بُلا کر کہا کہ تم آزاد ہو۔ مَیں تم کو مقیّد نہیں رکھنا چاہتا اور اُن سے خُدا حافظ کہہ دیا۔

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مَیں دو تین روز کے بعد اپنے شیخ قِبلہ سائیں جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قِبلہ کچھ پند و نصیحت فرما رہے تھے۔ چند اشخاص نے پھر جنّات کی شرارتوں کا ذکر کیا اور اپنے گھر میں آسیب کی شکایت کی۔ سائیں جیؒ نے اُن لوگوں کو کچھ پڑھنے کے لئے کہا۔ حقوق العباد اور

حقُوق اللہ درست کرنے کو کہا۔ پھر میری طرف مُخاطب ہو کر کہا۔ غلام حیدر! آپ نے وہ تسخیرِ جنّات والا وظیفہ کر لیا کیا؟ مَیں نے کہا جی سائیں جیؒ مَیں نے آٹھ دس دن تک کیا تھا اور چند جنّات حاضر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے میرا خادم و غلام ہونے کا اعلان بھی کیا۔ مَیں نے وہ تمام واقعات قبلہ سائیں جیؒ کی خدمت میں عرض کر دیئے، جو جنّات وغیرہ میرے سامنے کرتے تھے۔ مَیں نے عرض کیا قبلہ سائیں جیؒ! آٹھ دس دن کے اِن حالات و تسخیرِ جنّات و اُن کے مشاہدات کے بعد مَیں نے تمام جنّات کو کہہ دیا کہ تم آزاد ہو اور ان سے الوداع کہہ دیا۔ قبلہ سائیں جیؒ نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ مَیں نے عرض کیا قبلہؒ! کہ اُن کے وظیفہ کرنے سے اور اُن کی آمد سے میرا بہت سا وقت صَرف ہوتا تھا اور صلوٰۃ تہجّد درُود شریف اور ذِکرُ اللہ کے اوقات مُتاثر ہوتے تھے اور طبعیّت میں ناپُختگی کے سبب مَیں نے سوچا کہ کہیں میری توجّہ نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے ہٹ نہ جائے اور کہیں مَیں آپ حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ مُبارک سے دُور نہ ہو جاؤں۔ اِسی وجہ سے مَیں نے وہ وظیفہ بھی تَرک کر دیا اور جنّات کو بھی چھوڑ دیا۔ قبلہ سائیں جیؒ نے فرمایا! غلام حیدر! میرا بھی یہی خیال تھا۔ چونکہ تمہاری توجّہ اور دِل و دماغ خلوت میں بھی، اور خَلوت میں بھی نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی ذاتِ مُبارک پر جمے رہتے ہیں اور وَصل چاہتے ہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ تم یہ وظیفہ نہیں کرو گے۔ تم اپنے عشقِ رسولِ مقبُول (علیہ الصلوٰۃ وسلام) میں بہت پکے ہو اور انشاءُ اللہ تعالےٰ پکے ہی رہو گے۔ آمین! قبلہ سائیں جیؒ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کو بہت سا پیار و دُعائیں دیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ

اس کے بعد میں نے ذِکرُ اللہ اور درُود شریف پر ہی زور دیتا رہا۔

بُلدیاں رہِن جگر وچ لاٹاں بھکھ بھکھ شوق وصالوں
ہِر رہے اِک سبھ کجھ جاوے، ٹُٹ تعلّق حالوں

قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے بسا اوقات فرمایا کہ مَیں نے بعد میں بھی کبھی تسخیرِ جنّات کی کوشش کی اور نہ ہی کسی آسیب زدہ فرد میں خاص دلچسپی لی ـــــ اور ہاں اگر کبھی کوئی مرد یا عورت میرے پاس آتے خواہ وہ آسیب یا جادُو میں گرفتار ہوتے، مگر اللہ کے راستے کے مُتلاشی ہوتے۔ مَیں اُن کو یہی ذِکر سُلطَانُ النَّصِیرؒ بتا دیتا اور ذِکرُ اللہ کرنے کا طریقہ بتا دیتا تو وہ سیدھا راستہ اختیار کر لیتے۔ اُن کے حالات بدل جاتے اور ساتھ ہی ساتھ آسیب و جادو بھی اللہ کے فضل و کرم سے ختم ہو جاتے۔

اپنی زندگی میں قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے جنّات و جادو کے چار پانچ واقعات بیان کیئے تھے، جو قابلِ ذِکر ہیں اور مندرجہ ذیل ہیں۔

۹۔ آسیب زدہ مکان میں رہائش

ایک دفعہ پاکستان بننے سے پہلے ضلع ہُوشیار پور میں قِبلہ چوہدری صاحبؒ کے ایک دوست نے ایک مکان کرایہ پر رہنے کے لئے لیا۔ اُس مکان کی شُہرت اچھی نہ تھی، جو بھی کوئی آتا، وہ تین چار دن رہنے کے بعد جنّات سے پریشان ہو کر مکان خالی کر کے چلا جاتا تھا۔ بہرحال مالکِ مکان نے اُن کے دوست کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اِس مکان میں جنّات و آسیب کا دَور دَورہ ہے۔ آپ کی مرضی ہو تو مکان میں آجائیں ورنہ کوئی اور مکان رہائش کے لیئے دیکھ لیں۔

دوست نے قبلہ چوہدری صاحبؒ سے اِس بات کا ذکر کیا اور بالآخر دونوں احباب نے مکان کرایہ پر لینے کا اِرادہ کر لیا۔ مالک مکان اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہُوا کہ چلو کوئی تو مکان میں رہنے کے لئے تیار ہُوا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ابھی ہم مکان میں بیٹھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ اِدھر اُدھر سے تھوڑا بہت شور مچاتے ہوئے جنات کافی تعداد میں آن حاضر ہوئے اور سلام کیا اور کہنے لگے کہ جتنی مُدت تک قبلہ چوہدری صاحبؒ اور اُن کے دوست اس مکان میں رہیں گے ہم مکان میں نہیں رہیں گے اور نہ ہی کسی کو تنگ کریں گے۔ ہمیں قبلہ چوہدری صاحبؒ کا بہت احترام ہے اور ہماری قوم اِن کو بہت عِزّت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہماری ایک جماعت کو مُسخّر و مُقیّد کرنے کے بعد بالکل آزاد کر دیا تھا۔ ہم ہمیشہ اِن کے اِحسان مند رہیں گے اور اگر اب بھی یہ اشارہ فرمائیں ہمیں اِن کی خدمت کر کے خوشی ہو گی، مگر یہ ہماری طرف التفات نہیں فرماتے۔ بہرحال قبلہ چوہدری صاحبؒ کے دوست نے مکان کرائے پر لے لیا اور قبلہ چوہدری صاحبؒ بھی بسا اوقات شہر میں کبھی جانا ہوتا تو اپنے اس دوست کے ہاں ہی قیام فرماتے۔

ب۔ ذِکرُاللہ سے جنّات سے نجات

اسلام پورہ لاہور سے ایک دن ایک نوجوان قبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اُوپر اور اپنی بیوی پر جنّاتی قبضہ کی

داستانِ اَلَم سُنائی۔ کہنے لگا کہ قبلہ! ہماری شادی کے بعد ایک بہت بڑا طاقت ور جِنّ ہمارے گھر میں بے روک ٹوک ہمارے گھر میں گھس آتا ہے۔ میری بیوی کو بہت تنگ کرتا ہے اور میری مزاحمت پر مجھے بہت مارتا ہے۔ اُس کا یہ روزانہ کا معمول ہے۔ سُورج چھُپے آجاتا ہے اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد لوٹ جاتا ہے۔ میں اِس عرصہ میں بہت سے عاملین کے پاس گیا ہوں۔ اور بعض عاملین اور بزرگ لوگوں کو اپنے گھر میں بھی لایا ہوں، مگر اُن کے عمل و تعویز گنڈا سے جنّ کا آنا جانا رکا نہیں ہے۔ بلکہ اُس نے بعض عاملین کی اُن کے عمل کے دوران پٹائی بھی کی ہے۔ بس وہ ہر شام گھر میں آجاتا ہے۔ کمرے بند بھی ہوں تو آجاتا ہے اور مجھے بہت مارتا ہے اور بیوی کو بُرا بھلا کہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ قبلہ! مَیں بہت ہی اذیت میں مبتلا ہوں۔ مَیں نے آپ کے متعلق سُنا ہے کہ آپ بھی اللہ کے بزرگ ہیں۔ آپ ہمارے گھر چلیں۔ دَم کر دیں یا ہمیں کوئی تعویز دے دیں۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا۔ نہ مَیں بزرگ ہوں اور نہ جنّات کا عامل۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ذکرِ الٰہی کرنا سمجھا دیتا ہوں۔ اور ایسا کرنے سے انشاء اللہ تعالےٰ جِنّ و بَدرُوح وغیرہ آپ کے قریب نہ آسکیں گے۔ حضرت قبلہ نے اسے ذِکرُ اللہ "سُلطانُ النصیرؑ" سانس کے ساتھ کرنے کا طریقہ سکھا دیا اور کہا کہ گھر جا کر اپنی بیوی کو بھی یہ ذکر اللہ اسی طرح سانس کے ساتھ کرنا بتا دینا اور یہ ذکر گھنٹہ دو گھنٹہ تک ذرا توجہ کے ساتھ کرتے رہنا تاکہ رُک نہ جائے۔ پہلے چند روز ذِکرُ اللہ تکلف اور توجہ کے ساتھ کرنا پڑے گا، مگر بعد میں یہ سوتے جاگتے

خود بخود چلتا رہے گا۔ روکنے سے بھی نہ رکے گا۔ اب آپ گھر جائیں، اور دونوں ذِکر کرنے کی مشق کریں۔ نوجوان گھر روانہ ہو گیا۔

دوسرے روز نوجوان صُبح قبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور ساتھ اپنے مٹھائی کا ڈبہ لیتے آیا اور بہت خوش تھا۔ کہنے لگا حضرت قبلہ! ہم دونوں میاں بیوی جیسے آپؒ نے بتایا تھا ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ مغرب کے بعد ہم اپنے کمرے میں بیٹھ گئے اور دروازہ حسبِ معمول بند کر دیا اور ہم نے توجہ کے ساتھ ذِکرُ اللہ میں شِدّت اختیار کی۔ وہ جن اپنے وقت پر آیا۔ دروازے کے باہر شور مچاتا رہا۔ اوکبھی منہ سے شُعلے نکالتا اور کبھی چیخیں مارتا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے یہ کل پہلا موقع تھا کہ وہ کمرے کے اندر داخل نہ ہو سکا پہلے تو چاہے دروازہ و کھڑکیاں بند ہوں تب بھی اندر آجاتا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا: یہ مٹھائی لے جاؤ اور غرباء میں بانٹ دینا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا فضل وکرم کر دیا ہے اور اب ذکر اللہ پر قائم رہنا اور حقُوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کا خیال رکھنا۔ حلال کی روزی کھانا۔ حلال سوچنا۔ اور کبھی کسی کے ساتھ زیادتی اور ظُلم نہ کرنا اور اگر آپ نے پہلے کبھی ایسا کیا ہے تو جن کے ساتھ زیادتی کی ہے ان سے معافی مانگو اور اُن کا حق لوٹا دو۔ اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرو اور آئندہ صحیح راہ اختیار کرنا۔ مجھے دوبارہ ملنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ یہ ذِکر اللہ آپ لوگ کرتے رہیں۔ انشا اللہ تعالیٰ جنات وشیاطین سے آپ محفوظ رہیں گے۔ نبیٔ کریمؐ رحمت اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی اپنی اُمّت پر بے حد شفقت و رحمت ہے

کہ قرآن و سُنّت اور اذکارِ مُبارک ہمیں آپ حضور (علیہ الصّلوۃ وسلام) کے ہی طفیل ربُّ العالمین سے عطا ہوئے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا۔ یہ ذکراللہ بھی ہمیں نبیٔ کریم (علیہ الصّلوۃ وسلام) کے صدقے میں ہی ملا ہے۔ جِنّات ہوں یا کوئی اور مخلوق ہو سب خالِق کے تابع ہیں۔ سرکشی و مخلوقِ خُدا کو اِیذا رسانی کی کِسے اجازت ؟ ہاں ہم پر لازم ہے کہ ہم حقوق العباد و حقوقُ اللہ کا خیال رکھیں۔ نوجوان نے اجازت طلب کی اور بڑے شکرانہ انداز میں اُٹھا اور گھر لَوٹ گیا۔

ج۔ اَراضی پر جِنّات کا ڈیرہ

قِبلہ چوہدری صاحبؒ اور اُن کا بچا ماندہ خاندان ۱۹۴۷ء کے اواخر میں پاکستان پہنچ گیا۔ حضرت قِبلہ نے اوائل میں ایک ڈیڑھ سال کراچی و لاہور میں بسر کیا۔ بڑے بھائی صاحب اور اُن کے اہلِ خانہ تو تقسیمِ ہند کے ہنگاموں ہی میں دہلی میں شہید ہو گئے تھے۔ چھوٹے بھائی صاحب کو لاہور میں محکمہ ٹیلیفون میں جگہ مل چکی تھی۔ مگر تمام خاندان کو ہوشیار پور میں چھوڑی ہوئی زرعی زمین کے عِوض ضلع رحیم یار خان میں مَوضع آباد پورہ دولت پور میں اراضی ملی۔ حضرت قِبلہؒ کی اس وقت عمر تقریباً پچاس برس تھی۔

اراضی کی دیکھ بھال تو برادری کے نوجوان کرتے تھے اور مزارعوں کی مدد سے جو وہاں پاکستان سے پہلے کے آباد تھے تمام کھیتی باڑی ہوتی تھی۔ دولت پور کی زمین کے وسط میں تقریباً ایک ایکڑ کا ٹکڑا باقی زمین سے قدرے اُونچا تھا اور نہری پانی کی نارسائی کی وجہ سے بنجر

تھا۔ اس ٹکڑے میں دو تین درخت تھے، مگر وہ بھی سبز نہ تھے اور بے آباد دکھائی دیتے تھے۔

حضرت قبلہؒ کو رقبہ میں رہتے ہوئے کوئی چھ سات ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ ایک دن ایک سائیں بابا جس کی عمر ساٹھ برس کے قریب ہو گی، بنجر زمین کے درختوں کا چکر لگاتے ہوئے نظر آیا۔ پھر وہ مزارعوں کے پاس گیا اور پوچھا کہ اس زمین کا قبضہ حکومت نے کن اشخاص کو دیا ہے۔ مزارعوں نے قبلہ چوہدری صاحبؒ اور اُن کے خاندان والوں کے نام بتا دیئے۔ پھر وہ سائیں بابا حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا قبلہؒ! آپ کا کیا نام ہے۔ حضرت قبلہؒ نے اپنا نام بتا دیا بلکہ آپ نے پوچھا کہ سائیں بابا بیٹھ جائیں۔ چائے دلسی پیئیں۔ آپ اطمینان سے بیٹھ کر بات کریں کہ آپ کو کیا چاہیئے؟ یا آپ کس شخص کو ملنا چاہتے ہیں؟

سائیں بابا نے کہا قبلہؒ! میں آپ سے ہی ملنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ میں جنّات کا عامل ہوں اور میں ہر سال اس رقبہ میں آتا رہا ہوں اور مالک مجھے بہت انعام واکرام دے دیتے تھے۔ کیونکہ جنّات جو کہ بنجر رقبہ کے درختوں میں بہت عرصہ سے رہ رہے تھے۔ اِن لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتے تھے۔ کبھی اِن کے مویشیوں کو ہلاک کر دیتے تھے اور کھا جاتے تھے اور کبھی اَجناس اور فصلوں کو ویران کر دیتے تھے۔ میں یہاں تقریباً ہر سال آتا تھا اور اپنے عمل سے اِن جنات کو بہت حد تک مقید کر جاتا تھا۔ پھر یہ جنّات رقبہ میں اودھم نہیں مچا سکتے تھے۔ اور زمیندار مجھے کافی رقم دے دیتے تھے اور میری کافی خدمت کرتے

رہتے تھے۔ آج مَیں نے اِن تمام درختوں کے اِرد گِرد چکر لگا کر کافی چھان بین کی ہے، مگر کوئی بھی جن اب وہاں رہتا نظر نہیں آیا۔ لگتا ہے کہ تمام جِنّات وہاں سے اپنا ڈیرہ اُٹھا لے گئے ہیں اور کسی دوسری جگہ کو کُوچ کر گئے ہیں۔ مَیں بہت حیران تھا کہ یہ جِنّات تو بہت سرکش تھے۔ بلکہ میرے علاوہ کسی اور عامل کو بھی نہ گردانتے تھے صِرف تھوڑا بہت مجھ سے ڈرتے تھے اور اب خود بخود کِدھر چلے گئے ہیں۔

حضرت قبلہؒ! مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ بہت بڑے جِنّات کے عامل ہیں یا بہت بڑے بزرگ وَلی اللہ ہیں۔ حضرت قبلہ نے کہا کہ نہ تو مَیں جِنّات کا عامل ہوں اور نہ بزرگ۔ مَیں تو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا ایک ادنیٰ غلام ہُوں، یہی میری میراث ہے۔ سائیں بابا نے پوچھا کہ قِبلہؒ یہ جِنّات تو بہت طاقتور و سرکش تھے اور ان کے سامنے بڑے بڑے عاملین عاجز آ گئے تھے۔ یہ جِنّات رقبہ سے از خود کیسے اپنے ڈیرے اُٹھا کر رُوپوش ہو گئے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے جواب دیا۔ مَیں نے بھی جنات کو یہاں سے کُوچ کرتے دیکھا تھا۔ یہ اُن کی اپنی مرضی تھی اور اگر انہوں نے میری عِزّت کی ہے تو یہ اُن کی مہربانی تھی۔

حضرت حضرت قبلہؒ نے سائیں بابا سے کہا۔ مَیں کوئی کام بھی کروں تو کوشش کرتا ہوں کہ دُرُود شریف کا وِرد جاری رہے یا پھر ہمہ وقت ذِکرِ الٰہی کا دَور کرتا رہوں۔ سائیں بابا نے تو حضور نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی غُلامی کو عملیات سے بہت بہتر سمجھا اور اسے ہی اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ذکر اللہ جو خالص ذکر ہے۔ اسے توجہ کے ساتھ تمام وقت سوتے جاگتے جاری رکھتا ہوں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا

فضل وکرم ہے۔ خالقِ کائنات ہی تو مالک حقیقی ہے۔ اسی کے ساتھ تعلق جوڑا ہے، نہ کہ جنّات و دیگر مخلوق کے ساتھ۔ تسخیرِ جنات و مؤکلین کے وظائف وعملیات میں توجہ دینا وقت صرف کرنا اور اکثر حالات میں اپنے جسم وجان کو تکالیف و مصائب میں ڈالنا۔ یہ تو صریحًا وقت کو ضائع کرنے والی بات ہے اور بعض اوقات یہ جنّات عامل کو غافل پا کر جان سے بھی مار ڈالتے ہیں اور اگر ان تمام پریشانیوں اور دشواریوں کے بعد کامیابی حاصل بھی ہو گئی تو کیا حاصل ہوا؟ جنّات اور مؤکلین! یعنی ایک مخلوق سے تعلق پیدا کیا، جو انسان سے بھی کمتر ہے۔ سائیں بابا! کیا ہی اچھا ہوتا، اگر آپ نے یہ وقت نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی غلامی و اطاعت میں گزارا ہوتا اور مالک خالق سے تعلق استوار کیا ہوتا، نہ کہ مخلوق و جنات سے۔ سائیں بابا نادم سا ہوا اور اس نے اجازت طلب کی اور سلام کہہ کر چل دیا۔

د۔ ذِکرُ اللہ سے قمقموں کی روشنی مدھم

(۱) یہ بھی پاکستان بن جانے کے بعد کا کراچی کا واقعہ ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اپنے ایک دوست عمران صاحب کو ذکر اللہ "سُلطَانًا النَّصِیرًا" کرنے کا طریقہ سمجھایا۔ عمران صاحب نے بہت شوق و ذوق و کثرت سے ذِکر اللہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ صُبح بس میں بیٹھ کر اپنے دفتر جاتے اور عصر کے وقت گھر لوٹتے۔ سردیوں میں تو وہ نمازِ مغرب کے بعد ہی بس پکڑتے اور گھر آتے تھے۔ ایک شام عمران صاحب گھر واپس آ رہے تھے۔ وہ ذکرِ الٰہی میں مشغول تھے اور

کنڈکٹر سے ٹکٹ لینے کے لیئے جونہی نظر اوپنی کی، بس کے اندرونی تمام قمقمے ماند پڑ گئے اور اُن کی روشنی مدہم ہو گئی ٹکٹ لینے کے بعد نظر نیچی ہوئی تو روشنی بحال ہو گئی۔ پہلے تو عمران صاحب نے اسے وہم سمجھا۔ مگر اُنہوں نے کئی بار اور چند روز مختلف بسوں میں بیٹھ کر یہ عمل دُھرایا۔ جُونہی وہ ذکر اللہ کرتے کرتے نگاہیں اوپر اٹھاتے تھے تو بس کی اندرونی بتیوں کی روشنی کم ہو جاتی تھی اور نگاہیں نیچی کرنے پر روشنی بحال ہو جاتی تھی۔ عمران صاحب نے ایک اور تجربہ کیا۔ اُنہوں نے ذِکرُ اللہ کو چند منٹ جبراً روک کر بتیوں کی طرف نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ روشنی مدہم نہیں ہُوئی، مگر جُونہی دوبارہ ذکر اللہ شروع کیا تو روشنی کم ہو گئی۔ اُنہوں نے گھر میں بھی یہی مشاہدہ کیا۔

ایک دِن اُنہوں نے قِبلہ چوہدری صاحبؒ سے اس مشاہدہ کی بات کی اور تمام قِصّہ بیان کیا۔ آپؒ نے عمران صاحب کو شام کے وقت بادامی چشمہ و عینک استعمال کرنے کو کہا اور فرمایا کہ ذکر اللہ کی برکت سے ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں، مگر سالک درویش کو ایسے مشاہدات پر رُکنا نہیں چاہیئے۔ نہ ہی اِن کو منزل سمجھنا چاہیئے اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو متاثر کرنا چاہیئے۔ ورنہ سالک ایسے ہی مشاہدات میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ بعض اوقات سالک کو اس راستے میں بہت سی مستقبل کی باتوں اور آئندہ ہونے والے واقعات کا پتہ چل جاتا ہے۔ بعض اوقات اُس کے دَم کرنے میں بہت شفا آ جاتی ہے اور وہ اگر کسی مریض کو دَم کر دے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے اور کسی کے لئے دُعا کرے تو اُس کا کام فوری طور پر ہو جاتا ہے۔ ایسی تمام باتیں سالک کے مشاہدہ میں آتی

ہیں۔ اُس کا چرچا خوب ہونے لگتا ہے اور بہت سے عقیدت منداور حاجتمند اس کے گرد ہو جاتے ہیں اور کافی نذر و نیاز کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دعوتوں اور ضیافتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور بہت سے اہلِ ثروت لوگ جائز و ناجائز دولت بھی نچھاور کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ دَرویش کو اِن تمام باتوں سے گریز کرنا چاہیئے۔ ورنہ یہ تمام باتیں راہ دوست میں حائل ہو جاتی ہیں اور سالک اِنہی میں پھنس جاتا ہے اور منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ پاتا۔

وہ صُوفی کہ تھا خدمتِ حق میں فرد
مُحبّت میں یکتا، حمیّت میں مرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
یہ سالک مقامات میں کھو گیا (علامہ اقبالؒ)

قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے عمران صاحب سے کہا، عزیز برخوردار! آپ باقاعدگی سے ذِکراللہ، قرآنِ مجید، دُرود شریف و نماز وغیرہ کی پابندی کرتے رہیں اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں۔ ایسے مقامات پر ٹھہریں نہیں اور آگے نکل جائیں اور منزلِ مقصود کی طرف بڑھتے رہیں۔ یہ مقام معنی خیز نہیں ہے کہ سالک نگاہ اُونچی کرے اور بتیوں کی روشنی مدھم ہو جائے۔ جب آپ آگے بڑھیں گے تو یہ مقام خود بخود گزر جائے گا۔ راہِ حق میں ایسی باتیں کھلونوں کی طرح ہیں۔ اس کے بعد عمران صاحب نے دیکھا کہ وہ ذِکراللہ پر تو بڑی پختگی سے گامزن تھے، مگر چند ہفتوں کے بعد اگر اب وہ نگاہیں اُوپر بھی اُٹھاتے تھے تو قمقموں کی روشنی کم نہ ہوتی تھی۔ یہ مقام اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے گزر گیا تھا۔

ذِکرُاللہ سے اَولیآئے کرام کی تشریف آوری اور شیاطین کا فرار

رعمران صاحب۔ ذکر الٰہی و راہِ حق پر گامزن رہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو استقامت بخشی اور وہ آگے بڑھتے رہے۔ وہ دفتر و گھر کے کام کاج کے بعد اکثر قبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت میں حاضر رہتے اور مختلف پہلوؤں پر اُن سے رہنمائی حاصل کرتے رہتے۔ ایک دن انہوں نے اپنی رہائش بدل لی اور گورا قبرستان کے ملحقہ آبادی میں ایک کوٹھی کرایہ پر لے لی اور وہاں منتقل ہو گئے۔ کراچی اُن دِنوں یعنی ۴۸-۱۹۴۷ء میں ایک چھوٹا سا شہر تھا اور یہ مکان کافی کھلی جگہ میں اکیلے ہی تھا اور ابھی آس پاس دوسرے مکانات تعمیر نہ ہوئے تھے۔ ابھی فی الحال وہ اس گھر میں اکیلے ہی آئے تھے۔ یہ ان کی پہلی رات اس گھر میں تھی۔ انہوں نے نماز کے بعد باوضو ہو کر دروازے کھڑکیاں بند کر دیں۔ کھڑکیوں کے آگے سے پردے ہٹا دیئے۔ موسم قدرے ٹھنڈا تھا اور چاندنی رات تھی۔ جونہی اُنہوں نے بستر پر ذکرِ الٰہی پر زور دیا تو گھر کے باہر سے بہت ہی عجیب ڈراؤنی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ کبھی چیخیں بلند ہو جاتیں اور کبھی کم، اور ساتھ ساتھ کچھ بچے اور کچھ بڑے عجیب سے لوگ گھر کے اِرد گِرد گھومتے نظر آنے لگے۔ جب وہ منہ کھولتے اور چیخیں مارتے تو اُن کے منہ سے آگ کے شُعلے نکلتے دکھائی دیتے۔ کبھی یہ لوگ ناچتے، کبھی فِضا میں بُلند ہو جاتے۔ پھر زمین پر آجاتے اور شور مچاتے و چنگھاڑیں نکالتے۔

عمران صاحب بہت خوف زدہ ہو گئے، گھر میں اکیلے ہی تو تھے۔

مگر اُنہوں نے ذِکرُاللہ کو تَرک نہ کیا، بلکہ ذِکر مزید توجّہ و شدّت سے کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اِن شیاطین و جنّات کے رَونے کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں۔ جیسے کوئی اِن کو ڈنڈے سے پیٹ رہا ہے۔ اُنہوں نے کھڑکی کے شیشوں سے دیکھا کہ ایک بہت ہی مُعمّر بزرگ سفید کپڑوں میں ملبُوس، سَر پر عمامہ باندھے ہوئے، ہاتھ میں عصا لئے اِن شِیاطین کو ڈنڈے مار رہے ہیں۔ بزُرگ باباجیؒ نے گھر کے دو تین چکر لگائے اور جِنّات کی پٹائی کی اور چند ہی لمحوں کے بعد یہ لوگ چیخیں مارتے اور رَوتے ہوئے بھاگ گئے۔ عمران صاحب نے اِن کو بھاگتے ہوئے اور یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ یہ ہماری جگہ تھی عمران یہاں کیوں آیا۔

بزُرگ باباجیؒ نے گھر کے اِرد گِرد اور چکر لگائے۔ باہر چاند کی بہت رَوشنی تھی۔ عمران صاحب نے مُعمّر بزرگ کو، اپنے محُسن باباجیؒ کو بہت اچھی طرح دیکھا۔ اُن کی عمر کوئی اَسّی برس کے قریب لگتی تھی، مگر اُن کی شخصیت بہت تنومند اور رُعب دار تھی اور بہت طاقت ور اور مضبُوط دکھائی دے رہے تھے۔ اِتنی دیر میں باباجیؒ نے زور سے اِلاَّ اللّٰہُ کہا اور کمرے کے اندر بلا روک ٹوک عصا سمیت تشریف لے آئے۔ انہوں نے سلام کہا۔ عمران صاحب نے بہت ہی مؤدّب انداز میں کھڑے ہوکر وعلیکم السّلام عرض کیا۔ بزُرگ باباجیؒ نے عصا پر دونوں ہاتھ رکھ کر ذرا توُقّف فرمایا۔ عمران صاحب نے اُن کو بیٹھنے کے لیئے کہا، مگر انہوں نے فرمایا: عمران بیٹا! تم جانتے ہو کہ میں کون ہُوں؟ نہیں باباجیؒ۔ عمران صاحب نے کہا۔ اُنہوں نے تبسّم اور بہت

شفقت سے کہا۔" مَیں بابا فرید گنج شکر ہوں"۔ ہم اپنے تمام بچوں و جوان سالکین کو دیکھتے رہتے ہیں اور جب بھی اُن پر کوئی آفت و بلا حملہ کرتی ہے یا شیاطین و جنّات تنگ کرتے ہیں، تو ہم اپنے بچوں کی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حفاظت کرتے ہیں۔ مُشکل آتی ہے تو اُن کی رہنمائی کرتے ہیں۔ رکاوٹ آتی ہے تو وہاں سے اُن کو نکال دیتے ہیں۔ اُلجھن یا پیچیدگی درپیش ہو تو عُقدہ کشائی کر دیتے ہیں۔ دشواریوں اور مسائل کا حل قرآنِ مجید و سُنّتِ مُبارک نبیِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی روشنی میں آسان و سہل بتا دیتے ہیں۔ غرضیکہ ہم اپنے ننھے بچوں کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ کبھی حضرت علی ہجویریؒ داتا صاحب یا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؒ یا کوئی ولی اللہ بزرگؒ کسی جگہ پہنچ جاتے ہیں اور مُشکل میں پھنسے ہوئے سالکین کو وہاں سے نکال دیتے ہیں اور اگر کبھی مُسلمان درویش کفار و مُنافقین کی عیّاریوں میں گرفتار رہے یا جادوگروں و شیاطین جنّات کے نرغے میں آگیا ہے اور اسی طرح کے کسی مصائب و آلام میں جکڑا گیا ہے، تو کبھی امام ابوحنیفہؒ حضرت غوث الاعظمؒ و خواجہ غریب نوازؒ اس کی مدد و عُقدہ کشائی فرما دیتے ہیں۔ تمام اولیائے کرامؒ اور بلکہ کئی بار خود ذاتِ مُبارک سرکارِ دو عالم رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) اکیلے تشریف لے آتے ہیں اور خُوش نصیب اُمّتی کی ہر مشکل آسان و راہنمائی اور فتح و نُصرت فرما فرما دیتے ہیں اور ہر بلاء، وباء، تنگ دستی و قحط، مَرض اور اَلَم وغیرہ سے نجات عطا فرما دیتے ہیں اور کبھی آپ حضورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے ہمراہ انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ وسّلام و اصحاب اکرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین اور بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم بھی ہوتے ہیں (آمین زہے نصیب)

مُصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
ہم پکاریں یا نبیؐ یا نبیؐ آپ کہیں اُمتی اُمتی
اُمتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام
مُصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے فرمایا: عمران بیٹے! گھبرانا نہیں۔ ذکر اللہ دَرُود شریف، حلال روزی اور قرآن شریف و سُنّت مُبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) پر کاربند رہنا انشاءُ اللہ تعالےٰ اب جنّات وشیاطین وغیرہ تنگ نہیں کریں گے۔ سب اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے بھاگ گئے ہیں۔ اس راستے پر پُختگی سے گامزن رہنا، یہ راستہ سیدھا نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی بارگاہ و دربارِ رسالتؐ میں لے جاتا ہے۔ حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ مُبارک ہی مقصودِ کائنات ہے۔ ہمارا سب کا یہی سیدھا راستہ ہے اور صراطِ مُستقیم کو ہی بقاء ہے۔ ہم سب آپ کو دیکھتے رہتے ہیں اور سالکین و مسلمانوں کی نگہداشت و امداد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کبریاء (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے طفیل آپ کا اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

عمران صاحب نے کہا۔ بابا فرید صاحب شکر گنج رحؒ نے عمران صاحب کی پُشت پر تھپکی دی۔ السّلام علیکم کہا، کمرے سے باہر نکل گئے اور فضا میں رُوپوش ہو گئے۔ عمران صاحب پر رِقّت طاری تھی اور اُنہوں نے بمشکل وعلیکم سلام کہا اور ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے۔

دُوسرے روز یہ تمام واقعہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت

لہ معلوم ہُوا ہے کہ آج کل عمران صاحب صادق آباد میں مقیم ہیں۔

میں حرف بحرف سُنایا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بہت خوش ہوئے اور عمران صاحب کو گلے لگا لیا اور پیار کیا ـــــ اور فرمایا کہ بزرگانِ دین ہمارے باپ دادا ہیں اور اپنے بچّوں کا ضرور خیال رکھتے ہیں۔

۱۔ بنگال میں جادُوگروں سے ٹکراؤ

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے۔ ابھی جوانی کا عالم ہی تھا۔ عمر تقریباً پچّیس برس کی ہوگی۔ طبیعت میں ذکرِ الٰہی سے بہت سرُور و مستی غالب رہتی تھی۔ گھر سے تین چار روز غائب رہنا، جہاں شام پڑ گئی، وہی رات بسر ہو جاتی اور قدُرت کی طرف سے کھانے پینے اور سونے کا بندوبست خود بخود ہو جاتا تھا۔ آپ قبلہؒ بتاتے تھے کہ میں نے والدہ محترمہ سے اجازت لے رکھی تھی کہ جب میرا دِل کرے گا میں بڑے بھائی صاحبؒ کے ہاں دہلی چلا جاؤں گا۔ اگر اُن کے پاس نہ گیا تو سٹیل مِل۔ ٹاٹا نگر بنگال چلا جاؤں گا۔ کیونکہ اِن دِنوں وہاں سٹیل مِل میں اجڑام و ہوشیار پور کے تین چار آدمی پہلے ہی سے کام کرتے تھے اور والدہ محترمہؒ کو اُن کا پہلے ہی سے علم تھا۔ آپ قبلہؒ ایسے ہی ایک دِن دہلی چلے گئے اور محترم بڑے بھائی چوہدری غلام احمدؒ خان صاحبؒ جو کہ محکمہ ڈاک خانہ جات میں ملازم تھے اُن کے ہاں چند دِن قیام کرنے کے بعد بنگال چلے گئے اور وہاں اپنے گاؤں اور شہر والے احباب کے ساتھ رہنا سہنا شروع کر دیا۔ چند دِنوں کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ کو بھی سٹیل مِل میں ملازمت مل گئی۔

آپ قبلہ صُبح دوستوں کے ساتھ کام پر چلے جاتے اور شام کو گھر لوٹتے اور بڑی محنت سے کام کرتے تھے۔ مِل اور گھر کے درمیان چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں اور محلّے تھے اور اُن کو اِن محلّوں و گلیوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ چند دِنوں کے بعد اُنہوں نے دیکھا کہ جس گلی میں سے یہ لوگ گزرتے تھے وہاں بوڑھے مرد و عورتیں (بنگالی) عام طور پر گھروں کے باہر بیٹھے رہتے تھے اور تمباکو نوشی گپّیں لگاتے رہتے اور بعض اُلٹے سیدھے ناموں کی مالائیں جپتے رہتے تھے۔ عورتیں بھی باہر نکل کر باہر بیٹھ جاتی تھیں۔ وہ موسیقی کے ساتھ گانے کی مشق کرتیں اور کبھی کبھی رقص بھی کرتیں تھیں۔ اُسی گلی میں ایک بوڑھا ہندو اپنی نوجوان لڑکیوں کے ساتھ مل کر سب اُلٹی سیدھی مالائیں جپتے رہتے تھے اور کبھی ساز کے ساتھ گانا گاتے تھے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا اور نظر بر قدم ہی رکھتا تھا تاکہ کسی کے شر کا کوئی اثر نہ ہو۔ جوانی کے عالم میں آپ قِبلہؒ کی صحت بہت ہی اچھی تھی۔ سینہ بہت کشادہ۔ قد درمیانہ۔ ہاتھ زمینداروں جیسے بہت مضبوط۔ رنگ صاف ستھرا اور آنکھیں بہت ہی پُرکشش بھُوری و سبزی مائل تھیں۔ ایک دِن اُن نوجوان عورتوں نے اُن کا راستہ روکا اور گانا گا کر اپنی طرف متوجّہ کرنا چاہا۔ مگر آپ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہوئے آگے چلے گئے اور رُکے نہیں۔ یہ منظر اُن کا باپ بھی چبوترے سے دروازے کی دہلیز پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ اُسے حضرت قِبلہ کی بے توجہگی پر بہت دُکھ ہوا اور اُس نے قِبلہؒ کو نقصان پہنچانے اور بدلہ لینے کا ارادہ کر لیا۔

دُوسرے روز جب قبلہؒ سٹیل مِل سے واپس آرہے تھے۔ اُس بُوڑھے ہندو نے زور زور سے عجیب عجیب الفاظ مالا پر کہنے شروع کر دیئے اور اُس کی جوان بیٹیاں بھی پاس کھڑی اپنے باپ کے جادُو کا اثر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں اپنے جسم کو بھاری محسوس کرنے لگا۔ حتیٰ کہ پاؤں اُٹھانا بھی مشکل ہو گئے۔ میں سمجھ گیا کہ بوڑھا مجُھ پر جادُو کے وار کر رہا ہے۔ پھر قدم رُک گئے اور کوشش کے باوجود بھی حرکت نہیں ہو رہی تھی، مگر دِل و دماغ صحیح و سالم تھے۔ مَیں نے فوراً درُود شریف پڑھا اور نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی طرف رجوع کیا۔ بعد میں ذِکراللہ خود بخود تیز سے تیز تر ہونا شروع ہو گیا اور مَیں نے محسُوس کیا کہ میرا جکڑا ہوا جسم اب آزاد ہو چکا ہے۔ مَیں نے بھی سانس کھینچ کر ذِکرُاللہ کی ایک ضرب جادُوگر پر لگائی اور دوسرے ہی لمحہ وہ جادُوگر اپنے چبُوترے سے دھڑام نیچے گلی میں آن گِرا۔ وہ زخمی ہو گیا۔ اُس نے پھر میرے پاؤں پکڑ لیئے اور زار و قطار رَونے لگا۔ اور کہتا تھا کہ چوہدری مہاراج مجُھے اپنے اللہ کے واسطے معاف کر کر دیں۔ میرا جسم آگ میں جل رہا ہے مہاراج مجُھ پر ترس کھایئے۔ مجُھ پر شانتی کیجیئے۔ مجھے اُس کی اِس حالت پر دِل میں رحم آیا اور اُسے کہا کہ آئندہ جادُو کسی پر نہ کرنا اور پھر اُسے معاف کر دیا۔ اتنے میں کافی لوگ وہاں اکٹھے ہو گئے تھے اور میرے دوست بھی وہاں آچکے تھے۔ پھر ہم وہاں سے چل دیئے۔

دوسرے روز سے میرے دوست مجھے سٹیل مِل کو اپنے ساتھ

لے کر جاتے اور واپس آتے۔ ہم نے اپنا راستہ بھی اب بدل لیا تھا۔ پہلے ایک دو دوستوں کا گھر آتا تھا اور بعد میں ہمارا پندرہ بیس دن کے بعد پھر ایک بوڑھا جادوگر جو کہ دوسرے محلے کا رہنے والا تھا۔ ہمارے ایک دوست کے ساتھ کسی بات پر اُلجھ پڑا اور اسے دھمکی بھی دی کہ میں آج رات تمہیں جادو کے ذریعہ سے ختم کر دوں گا۔ وہ جادوگر اپنے جادو میں بہت ہی ظالم اور ناگ مانا جاتا تھا۔ اتنی دیر میں ہم بھی وہاں آ گئے اور جادوگر سے اپنے دوست کی بات رفع دفع کروانے کی کوشش کی، مگر وہ جادوگر پھر بھی ہمارے دوست کو بھسم کرنے کی اور ختم کرنے کی دھمکی دیئے جا رہا تھا۔ ہم وہاں سے چل دیئے اور اپنے گھر آ گئے۔

رات کو میں نے اپنے دوست سے کہا کہ نہا کر ہم نماز اور قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے گھر کا دروازہ اور کھڑکیاں بھی کھول دیں، تاکہ دیکھیں کہ جادوگر اپنا کتنا زور لگاتا ہے۔ ہم دونوں مصلّے پر بیٹھ گئے۔ مکان کا درود شریف، آیۃ الکرسی، چاروں قل شریف اور پھر درود شریف پڑھ کر حصار کر لیا۔ پھر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گئے اور خیال میں ہم نے اپنے تئیں مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) میں بیٹھے ہوئے تصور کیا اور خیال میں ہم روضۂ مبارک حضور نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ سلام) کے سامنے درود شریف پڑھتے رہے۔ میرا دوست تو تقریباً ایک گھنٹہ بعد مصلّی پر ہی بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ میں درود شریف اور ذکرِ الٰہی

میں مشغول رہا۔

رات کے تقریباً گیارہ بجے ہونگے کہ ہمارے مکان کے باہر اور اِرد گرد شاں شاں کی ڈراؤنی آوازیں اور بھیانک آگ کے شعلے دکھائی دینے لگے، مگر میں اپنے ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا اور یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ بھیانک شعلے مکان کے اندر گھسنے کی کوشش کرتے، مگر وہ اندر نہ آسکے۔ یہ کچھ دیر تک جاری رہا، بالآخر تنگ آن کر میں نے جادُوگر کا تصور کر کے، ذکر اللہ پر زور دے کر ایک دو ضربیں لگائیں وہاں سے ایک "ہائے اور بہت بڑی چیخ" کی آواز ہمیں سنائی دی پھر فوراً بعد شاں شاں کی ڈراونی آوازیں اور بھیانک آگ کے شُعلے بند ہو گئے۔ بعد میں مَیں نے دو نفل نماز شکرانہ ادا کیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے ہمیں اپنے محبُوبِ پاک (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے صدقے میں جادُوگر کے حملے اور جادُو سے بچایا۔ صُبح ہم اُٹھے۔ نہا دھو کر نماز ادا کی اور پھر حسبِ معمول کارخانہ گئے۔ جب ہم جادُوگر کے محلّہ میں سے گزرے تو معلوم ہوا کہ رات کو اچانک جادُوگر کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور اُسے کوئی نہ بچا سکا اور وہ آناً فاناً آگ میں بھُسم ہو گیا۔

ب۔ ذکرِ الٰہی سے ایک قدم کہاں اور دُوسرا قدم کہاں

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ بنگال میں رہ کر میں ذکرِ الٰہی پر پھر زور دینے لگا۔ زیادہ اس لیئے کہ ہم گنڈہ ٹوٹنے کرنے والے لوگوں اور جادُوگروں کے شر سے محفوظ رہیں۔ میرے ساتھ رہنے والے

درُود شریف اور کلمہ طیبہ کا وِرد کرتے رہتے۔ موسم گرما میں ایک دِن کا واقعہ ہے کہ نمازِ عصر کے بعد کافی دیر مَیں کھُلی جگہ پر چہل قدمی کر رہا تھا اور نظر برقدم تھی، جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے ذِکرِ الٰہی بڑے زور و شدّت سے رواں دواں تھا۔ مَیں نے کیا دیکھا؟ کہ مَیں نے ایک قدم ایک جگہ سے اُٹھایا اور مَیں ہوا میں مُعلّق ہو گیا اور دوسرا قدم ہوا میں ہی اُٹھایا اور پھر اس قدم کو زمین پر جبّر سے رکھا۔ مَیں نے دیکھا کہ میں بہت دُور ایک اَنجانے علاقے میں ہُوں اور آس پاس کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا، کچھ معلوم نہ دیتا تھا کہ کتنا فاصلہ طے ہو گیا ہے اور مَیں کس علاقہ یا مُلک میں ہوں؟ دوبارہ مَیں نے پلٹ کر پھر ذِکر اللہ پر زور دیا۔ اور ایک قدم اُٹھایا اور مَیں ہوا میں مُعلّق ہو گیا اور پھر دوسرا قدم مَیں نے جبّر کے ساتھ زمین پر رکھا تو مَیں نے دیکھا کہ مَیں کافی پرواز کے بعد تقریباً اُسی جگہ واپس لوٹ آیا ہوں، جہاں سے پہلے پرواز شروع ہوئی تھی۔ گھر کو واپسی کے وقت مَیں تمام راستہ بھر درُود شریف پڑھتا آیا کہ ذکر اللہ کے زور سے دوبارہ پرواز نہ شروع ہو جائے۔ ایسے واقعات بعد میں بھی کئی دفعہ ہوئے۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

شیخ سعدیؒ سے شرفِ ملاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں ہوشیار پور سے گاؤں جا رہا تھا۔ اور میرے ذہن میں شیخ سعدیؒ کے کسی شعر کا ایک مصرع بار بار اُبھرتا مگر دوسرا مصرع یاد نہ آیا۔ اچانک ایک گوشے سے ایک معمّر شخص نمودار ہوا۔ اُن کے سر پر ٹوپی تھی اور ہاتھ میں عصا۔ اُنہوں نے میرے قریب آکر مجھے السّلام علیکم کہا۔ میں نے مصافحہ کیا اور وعلیکم السّلام عرض کیا۔ اُنہوں نے بغیر میرے استفسار کے اُس شعر کا دوسرا مصرع مجھے سُنا دیا اور مسکرا دیئے۔ میں بہت خوش ہوا کہ اجنبی بابا صاحبؒ نے مصرع سُنا کر میری بے چینی دُور کر دی ہے۔

دوسرے ہی لمحہ میرے دِل نے کہا کہ یہ معمّر شخص تو شیخ سعدیؒ ہیں۔ میں نے جذبۂ خوشی سے اُن کا ہاتھ ذرا دبایا اور کہا۔ سعدی بابا آپ! وہ مسکرا دیئے اور اپنا ہاتھ چھڑایا۔ پھر السّلام علیکم کہا اور فوراً ہی غائب ہو گئے۔ شیخ سعدیؒ کا شمار واصلین اولیاءِ کرامؒ میں ہوتا ہے۔ اُن کے شعر پڑھنے کے ساتھ ہی مجھ پر سرور و مستی اور نبیِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی محبّت کا غلبہ ہو رہا تھا اور رِقّت طاری ہو رہی تھی۔ یہ سب کچھ آناً فاناً ہوا۔

عُرس بابا اَنور شاہ خان صاحبؒ اور
مولانا نواب دینؒ صاحب سے مُلاقات

۱۔ بابا اَنور صاحبؒ کے مُختصر حالاتِ زندگی

قبلہ بابا انور شاہ صاحبؒ، قبلہ چوہدری صاحبؒ کے دادا شیخ تھے۔ وہ درحقیقت ریاست رامپور کے نواب (جانشین) تھے۔ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب اُن کے والد مُحترم نواب تھے تو اُنہوں نے برطانوی فوج کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ میجر کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد اُن کی ملاقات قبلہ بابا خاکی شاہ صاحبؒ سے ہوئی۔ جن کے اسباق اور درس و تدریس اور سادگی سے بابا انور شاہ صاحبؒ اتنے متاثر ہوئے کہ اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ حکومتِ برطانیہ کی ملازمت چھوڑ دی۔ اذکارِ الٰہیہ اور درود شریف میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ محترم نواب (والد) صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بیٹے (بھائی) نے بڑی مُشکل سے بابا خاکی شاہ صاحبؒ کے ڈیرے کا پتہ لگایا، اپنے بھائی بابا انور شاہ صاحبؒ سے مُلاقات کی اور بتایا کہ والد صاحبؒ فوت ہو چکے ہیں۔ آپ رامپور چلیں اور نوابی سنبھالیں، مگر آپ کی دُنیا بدل چکی تھی۔ آپ نے چھوٹے بھائی صاحب سے کہا مجھے نوابی نہیں چاہیئے۔ آج کے بعد میں اس کا حقدار نہیں ہوں گا۔ میری طرف سے تم رامپور کے نواب ہو۔ محترمہ والدہ صاحبہؒ سے میرا اسلام کہنا اور میرے لیے استقامت و کامیابی کی دُعا کرتے رہنا۔ تقریباً چھ ماہ بعد

اُن کی والدہ مُحترمہ چھوٹے بیٹے کے ساتھ وہاں آئیں اور بابا انور شاہ صاحبؒ سے مِل کر اُنہیں رامپور جانے کو کہا۔ مگر اُنہوں نے والدہ صاحبہ سے یہی عرض کیا کہ مجھے نوابی کی کوئی خواہش نہیں ہے اور مَیں بخوشی چھوٹے بھائی کے حق میں دستبردار ہو چکا ہوں۔ والدہ صاحبہ کو مایوس دیکھ کر بابا خاکی شاہ صاحبؒ نے بھی کہا: انور خان! تم رامپور جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ میری طرف سے رہنمائی اور تعلیم و تربیت میں فرق نہ آئے گا۔ مگر بابا انور خان صاحبؒ نے کہا کہ مَیں رامپور کی نوابی کب کی چھوڑ چکا ہوں اور اب آپ کی راہنمائی و صُحبت میں نبیٔ کریمؐ سرکارِ دو عالم اور مقصُودِ کائنات (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا وصل اور قُرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر اُنہوں نے اپنی والدہ محترمہ سے کہا۔ مُجھے بخُوشی اجازت دے دو کہ مَیں اس راہِ عظیم پر گامزن رہوں اور میرے لئے دعاگو رہنا کہ میں استقلال و استقامت سے صراطِ مُستقیم پر چل کر سرورِ کائنات (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی رحمتوں اور وصل سے ہمکنار ہو سکوں۔ والدہ صاحبہ نے آمین کہا اور سر پر پیار دے کر واپس رامپور چلی گئیں۔ اس کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی نواب کی گدّی پر مَسند افروز ہوئے۔ بابا انور خانؒ کافی عرصہ قبلہ بابا خاکی شاہ صاحبؒ کی صُحبت میں رہے اور پھر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی ظاہری و باطنی شان میں وصل کی دولت عطا ہونے کے بعد ہوشیار پور آن کر مقیم ہو گئے۔ جہاں پر سائیں مُراد علی شاہؒ صاحبؒ (قبلہ چوہدری صاحبؒ کے شیخ محترمؒ) اور بابا حسین شاہ صاحبؒ نے اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر رُوحانی تربیّت حاصل کی اور باطنی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔ انہیں یہاں دولتِ وصل اور امانت الٰہی عطا ہوئی۔ زندگی کے باقی ایّام موضع مَونہ شریف میں بابا انور شاہ خانصاحبؒ

نے گزارے۔ جو موضع ہوشیار پور میں واقع ہے اور ضلع جالندھر کی حد کے بالکل قریب ہے۔ قریباً ۱۹۰۰ء کے شروع میں اُن کا وصال ہوا۔ وہیں دفن ہوئے بعد میں عقیدت مندوں نے اس جگہ مزار شریف تعمیر کروایا۔

(ب) عُرس مبارک پر حاضری

ہر سال بابا انور شاہ خان صاحبؒ کے عقیدت مند عُرس مبارک مناتے تو سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ کو جن کا ڈیرہ قریب ہی تھا، فیوض و برکات کی خاطر وہاں لے جاتے۔ قیامِ پاکستان سے ایک سال قبل عُرس مُبارک کے موقع پر قبلہ سائیں صاحبؒ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ دونوں گاؤں میں موجود تھے۔ لہٰذا دونوں نے ہی اس تقریب بابرکت میں شرکت فرمائی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ قبلہ سائیں صاحبؒ لنگر خانہ سے ہٹ کر ایک الگ جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے مجھے اپنے پاس بلا لیا اور اذکارِ الٰہی اور اسرار و رموز کی باتیں بتاتے رہے۔ فرمانے لگے سالک اور درویش کو لنگر، قوالی، عُرس اور دیگر رسُومات کو درویش کی منزل اور مقصود نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ سالک و درویش کی نگاہ و توجہ کا مرکز ذاتِ مُبارک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کو ہی ہونا چاہیئے اور اس کو اُسی ذاتِ پاک (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے قریب سے قریب تر ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ یہی اُمتی اور سالک کی منزلِ مقصود ہے نہ کہ کشف و کرامت یا مُریدوں و عقیدتمندوں کی تعداد اور لنگر و شہرت و چرچا وغیرہ۔

(ج) مولانا نواب دین صاحبؒ سے مُلاقات

مولانا نواب دین صاحبؒ کا امرتسر، جالندھر، ہوشیار پور بلکہ تمام پنجاب

میں چوٹی کے عُلماء میں شُمار ہوتا تھا۔ آپ بہت اُونچے اور صاحبِ محبت عالم دین تھے۔ آپ درس و تدریس اور وعظ و خطاب میں نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی اتباع و محبّت اور قرآن و سُنّت کی مطابقت پر بہت زور دیتے تھے۔ آپ سیاست و فرقہ بندی سے بہت اجتناب کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ علاقے کے تمام لوگ مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ اور عیسائی بھی آپ کو نگاہِ قدر سے دیکھتے تھے۔ مولانا صاحب وعظ و خطاب کے ساتھ ساتھ پیری و مُریدی بھی کرتے تھے۔ اور وہ کسی سلسلۂ طریقت میں باقاعدہ سند و خلافت یافتہ تھے۔ اُن دِنوں مولانا صاحبؒ بھی حسبِ معمول اپنے صد یا ڈیڑھ صد مُریدوں، عقیدت مندوں کے ساتھ قبلہ بابا انور شاہ خان صاحبؒ کے عرس مُبارک کے موقع پر موضع مونہ شریف میں تشریف فرما تھے اور لنگر و قوالی کے انتظامات کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔

(د) مقصُودِ مومن

تھوڑی دیر کے بعد مولانا صاحبؒ، قبلہ سائیں صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ اور مَیں نے اُٹھ کر مولانا صاحب کے ساتھ مصافحہ کیا۔ وعلیکم السّلام کہا۔ مولانا صاحب وہیں بیٹھ گئے اور میرے استفسارات اور قبلہ سائیں صاحبؒ کی تشریحات و جوابات کو بڑے غور و دلچسپی سے سُنتے رہے۔ مَیں نے قبلہ سائیں صاحبؒ سے عَرض کیا کہ واقعی کشف و کرامت، دم دُھاگہ و تعویز مُریدوں اور عقیدت مندوں کی تعداد، لوگوں کی حاجت روائی، شہرت و چرچا، عرُوس پر حاضری، اِہتمام و تقسیم لنگر اور بلکہ مرتبہ و مقام کی تمنا وغیرہ ایک قسم کی

نفسانی خواہشات ہیں ؟ اور سالک اور مردِ مومن کی راہ منزلِ مقصود میں حجابات ورکاوٹ ہیں ؟ ... اور بقول علامہ اقبالؒ

ع یہ سالک مقامات میں کھو گیا

اور بسا اوقات یہ خواہشات، مقصودِ مؤمن اور ذاتِ مبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے قرب کے بجائے دُوری کا سبب بن جاتی ہیں حق تو یہ ہے کہ راہِ حق میں مردِ حق اور سالک محبت وعشق میں مرتبہ و مقام اور اِن خواہشات کو ترک کر کے آگے بڑھتا جائے تاکہ وہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) تک رسائی حاصل کر کے قریب سے قریب تر ہونے کی فکر و کوشش میں رہے۔ آمین ثم آمین

غوث قطب رہن اُوے اُریے عاشق جاون اگیرے ہُو
جس منزل نوں عاشق پہُونچن غوث نہ پاون پھیرے ہُو
(حضرت سُلطانؒ باہُو)

(س) اَمانت، خَلافت ونِیابت

(قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ مَیں نے اپنے خیالات کا اظہار جاری رکھتے ہوئے کہا۔) کہ مردِ حق کو مقصودِ کائنات، رحمتؐ اللعالمین و رؤفؐ ورحیم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ پاک سے ظاہر و باطن میں دولتِ وصل نصیب ہو اور امانتِ الٰہیہ کا مشاہدہ عطا ہو اور جب صفات ظلومی و جہولی یعنی انسانی ظلمت وجہل وکثافت۔ بایمان وگداز جسم کی پُشت کو آئینہ دار بنا دے تو یہ دولتِ وصل و امانت۔ قلبِ مؤمن میں اُجاگر اور متشکّل ہو جائے اور خودی خاکِ آدم میں صورت پذیر ہو جائے۔

بھار امانت چا نہ سکے زمیاں فلک بیچارے
اُنس ظلوم جہول اُٹھایا ہُن کیوں عہدوں ہارے
ظالم جاہل جے نہ ہوندوں نہ پوندوں وچ کارے
ایہہ ہے مدح مذمت ناہیں اس وچ نازسارے
ظلم کماندیاں جنداں گلیاں کل گرداں وچ رلیاں
دار الجہولوں لاٹاں بلیاں تس وچ خودیاں چلیاں

(مولانا غلام رسولؒ احسن القصص عالم پور کوٹلہ فیروزپوری)

ظلُومی وجہُولی ضدِ نُور اند ولیکن مظہرِ عینِ ظہُور اند
چُو پُشتِ آئینہ باشد مکدّر نماید روئی شخص از روئے دیگر

(مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز۔ بوستانِ اسرار حضرت سیّد محمد غیاث نوربخش گیلانیؒ)

اندھیرے اجالے میں ہے تابناک مَن و تُو میں پیدا مَن و تُو سے پاک (ظلوماً جہولاً)
ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر ہوئی خاک آدم میں صورت پذیر (امانت الٰہی)
حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ حقیقت ہے آئینۂ گفتار زنگ
فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس (علامہ اقبال)

اور جب نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) احکاماتِ تبلیغ اور درس و تدریس اور امُورِ انتظامیہ و عدلیہ وغیرہ کے متعلّق مردِ حق کو ارشاد فرما دیں، تو یہی اُس کے لئے خلافت و نیابت معنوی ہے۔ اور یہ مردِ حق کے لئے اُولِی الاَمر ہونے کا سبب و پیش خیمہ ہے۔

(س) اُولِی الاَمر۔ اُولُوالاَمر اور صاحبِ امر

محترم قبلہ سائیںؒ جی اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی گفتگو سے مولانا صاحبؒ

کو معلوم ہُوا کہ دولتِ وصل سے مالا مال، امانت الٰہی کا حامل، خلافت و نیابت کا اہل، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسولِ مقبول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی اطاعت میں یکتا، عشق و عرفان میں فرد، گفتار و کردار میں بُرھان، صاحبِ تسلیم و رضا، مردِ حق کو اُولی الامر، اُلوُ الامر، صاحب امر کا مرتبہ و مقام عطا ہوتا ہے۔ چاہے وہ مردِ حق درس و تدریس میں ہو۔ ذرائع ابلاغ میں ہو، کسی حکومتی منصب پر فائز ہو۔ یہ اُمتی پر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ شفقت و رحمت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و شانِ کریمی ہے۔ پھر مُلک و مِلّت اس مردِ حق کی پیروی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے (حدیث قُدسی شریف۔ مفہوم و ترجمہ)

"جب میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے تو پھر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ مَیں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور مَیں اُس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سُنتا ہے۔ اور مَیں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور مَیں اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"۔

علامہ اقبالؒ نے اس حدیث قُدسی کو اپنے اشعار میں یُوں بیان کیا ہے۔

از رموزِ جزو و کُل آگہہ بود　　دو جہاں قائم بامر اللہ بود

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکُشا، کارساز
خاکی و نوُری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دِل بے نیاز

قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بے باک گفتگو سُن کر مولانا نواب دین صاحبؒ

پر رِقّت طاری تھی۔ ایسی کھُلی وصاف باتیں اُنہوں نے پہلے نہ سُنی تھیں اُنہوں نے بڑے مؤدّبانہ انداز میں قِبلہ سائیں صاحب سے استفسار کیا۔ کہ کیا یہ سب کچھ، یعنی میدانِ عِرفان میں ایسے ہی ہوتا ہے، کیونکہ مولانا صاحبؒ کو قِبلہ سائیں صاحبؒ سے بہت عقیدت تھی۔ اور وہ اُن کی زبان سے تصدیق چاہتے تھے۔ قِبلہ سائیں صاحبؒ نے کہا: مولانا نواب دینؒ! غلام حیدر (قبلہؒ) نے بالکل ٹھیک باتیں کی ہیں اور یہ تمام حقیقت پر مبنی ہیں اور عِرفان و مشاہدہ کی باتیں ہیں۔

مولانا صاحبؒ نے عرض کیا کہ قبلہؒ! مَیں تو بغیر تکمیل اور خلافت معنوی کے لوگوں کو مُرید کرتا رہا اور جو کچھ مجھے آتا تھا انہیں عِلم و عِرفان کی تعلیم دیتا رہا۔ یعنی بالکل ادھُوری تعلیم، مولانا صاحبؒ نے کہا کہ مَیں نے تو شیخ و مُرشد صاحب سے سندِ خلافت لینے کے بعد ہی لوگوں کو مُرید کرنا شروع کر دیا تھا حالانکہ حق بات یہی ہے کہ خلافتِ معنوی تو درویش و سالک کو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔

قِبلہ سائیں صاحبؒ نے فرمایا: مولانا صاحبؒ! آپ نے حق سمجھا ہے، نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا جیسے حکم وارشاد ہو اُس کی اطاعت لازم ہے اور اِن احکامات وارشادات کی تکمیل وتعمیل سے ہی برکت، اعانت، فتح و نُصرت اور رحمت شاملِ حال ہوتی ہے اور مردِ حق کو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے اس کا تعلق وقرب ہی، جادُوگروں، سِفلی عاملین، شیاطین وجنّات کے مقابلے میں امتیازی شان عطا کرتا ہے اور اُن پر حاوی و غالب رکھتا ہے۔ ورنہ بعض اوقات، جادوگر و سِفلی عاملین اپنی تماشاگری وکسبی کمالات میں مسلمان عاملین کے کشف وکسبی کمالات کے ہم پلّہ ہو جاتے ہیں، مگر

مردِ مؤمن کی سرورِ کائنات رحمتہ اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے پختہ نسبت و قرب ہی اُس کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُن پر غلبہ عطا کرتا ہے۔

ص۔ مُریدین کو رُخصت

مولانا صاحبؒ نے ایک لمبی سانس بھری اور افسردہ لہجہ میں اپنے آپ سے کہا کہ مَیں نے زندگی کا بیشتر حصّہ چلّہ کشی اور وظائف میں صرف کر دیا۔ اور کچھ حصّہ پیری و مُریدی میں بغیر خلافت معنوی حاصل کیئے گزار دیا۔ اب قبلہ سائیں جیؒ! میں نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے ساتھ ہی پختہ تعلق جوڑنا چاہتا ہوں۔ حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ مُبارک کو ہی منزلِ مقصود بنانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میری اپنی درویشی میں تکمیل نہیں ہوئی ہے اور تعلیم بھی اُدھوری ہے۔ مولانا صاحب اپنی جگہ سے اُٹھے اور عُرس میں حاضر تمام مُریدین کو بلا لائے اور سب کے سامنے بُلند آواز سے کہا:

مجھے بابا اَنور شاہ خان صاحبؒ کے اِس عُرس مبارک کے موقع پر یہاں قبلہ مُراد علی شاہ صاحبؒ اور قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحبؒ سے طریقت و معرفت کے اعلیٰ موضوع پر گفتگو کرنے کا موقع مِلا اور اِن بزرگوں سے مَیں نے اِس تعلیم میں بہُت زیادہ استفادہ کیا ہے اور بفضلِ تعالیٰ مجھے آج درویشی کی حقیقت اور خلافت و نیابتِ معنوی کا عِلم ہُوا ہے کہ مردِ مؤمن کی منزلِ مقصود ذاتِ مبارک رحمتہ اللعالمین نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) ہیں اور اُمتی کو آپ

حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی اطاعت واِتّباع میں ہی سرگرمِ عمل رہنا چاہیئے۔ دل و دماغ اور ذکر و فکر میں آپؐ کی ذات مبارک سے ہی منسلک رہنا چاہیئے اور آپؐ سے ہی پختہ تعلّق جوڑنا ہے اور اِسے اُجاگر سے اُجاگر تر کرتے رہنا چاہیئے۔ مولانا صاحبؒ پر رِقّت طاری تھی اور وہ اپنے عقیدت مندوں اور مُریدوں سے کہہ رہے تھے۔ دوستو و عزیزو! جیسے کہ مَیں نے عرض کیا ہے کہ طریقت و معرفت میں میری تعلیم ابھی اُدھوری ہے۔ مَیں خلافت معنوی کا حامِل نہ تھا۔ جب کہ مَیں نے آپ لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دیا آپ مجھے فی سبیل اللہ معاف فرما دیں کہ مَیں نے آپ لوگوں کا بہت سا وقت ضائع کیا اور اپنے ساتھ بحیثیت مُرید منسلِک رکھا۔ آج آپ کو میری طرف سے پوری اجازت و رخصت ہے کہ آپ کسی مردِ حق درویشِ کامِل کی تلاش کریں۔ اور اُس سے بیعت کریں اور تعلیم و تربیّت حاصل کریں۔ میرے لئے بھی آپ دعا کریں کہ مَیں بھی کسی درویشِ کامِل سے منسلک ہو جاؤں اور مقصودِ کائنات نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے بارگاہِ عظمیٰ تک پہنچ جاؤں اور مَیں آپ کے لئے دعاگو رہوں گا۔ ہاں جو دوست و احباب یہاں موجود نہیں ہیں، اُن سے جب بھی جس کی مُلاقات ہو اُن کو میرا یہی پیغام پہنچا دیں کہ اُنہیں میری طرف سے بخوشی اجازت و رُخصت ہے کہ وہ کسی درویشِ کامِل کو تلاش کریں اور اُس سے طریقت و مَعرفت کے اسباق لیں۔ مَیں اِس قابل نہ تھا اور اُن سے بھی میری جانب سے مُعافی مانگ لیں۔

مَیں آپ سب کا بہُت ممنُون وشکر گزار ہوں گا کہ آپ نے میری باتیں سُنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر رہے ہے۔ السلام علیکم!

عقیدت منداور مُرید بھی رَو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نہیں قبلہ! ہم آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔ ہمیں آپ نے بہُت شفقت اور محبّت دی ہے اور ہم نے آپ سے بہت کچھ سیکھا ہے، مگر مولانا صاحبؒ نے کہا نہیں میرے عزیزو! مزید وقت ضائع نہ کریں۔ آپ کسی درویشِ کامِل کی طرف رجوُع کریں اور مَیں بھی انشاءُ اللہ تعالیٰ یہی کوشش کروں گا۔ اچھا اللہ حافظ۔ تمام عقیدتمندوں اور مُریدوں نے بادلِ نخواستہ وعلیکم السلام کہا اور اپنی جگہوں سے اُٹھے اور گھروں کو لوٹ گئے۔

ط۔ مولانا صاحبؒ کی راہ حق کے لئے خواہش

مولانا صاحبؒ نے پھر قبلہ سائیں صاحبؒ سے رجوُع کیا اور عرض کیا قبلہ آپؒ مجھ پر رحم فرمائیں اور فی سبیل اللہ مجھے مالکِ حقیقی کا راستہ بتائیں، اور میری راہنمائی فرمائیں، تاکہ مَیں بھی اُس کے فضل وکرم سے بارگاہِ عظمیٰ بارگاہِ رسالت مآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) تک پہنچ جاؤں۔ اب مجھے دنیا اور پیری مُریدی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اب مَیں محبُوب ربُّ العالمین رحمتہٗ اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے پُختہ تعلّق جوڑنا چاہتا ہُوں۔ قبلہ! آپ میری تربیّت فرمائیں اور صحیح راستے پر گامزن کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا دونوں جہانوں میں بھلا کرے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ قبلہ سائیں صاحبؒ نے اُن سے کہا

مولانا صاحبؒ! یہاں پیری مُریدی جیسا کوئی مکتب نہیں ہے۔ ہم دوستی اور محبت کے ماحول و دائرے میں رہتے ہوئے بغیر کسی تکلف کے فی سبیل اللہ مُخلص دیسے، مُتلاشی و طلبگار کو راہِ حق بتا دیتے ہیں اور ہمیں کوئی خواہش نہیں ہے کہ ہمارے عقیدت مندوں میں اضافہ ہو بلکہ ہمیں پیری مُریدی سے کوئی سَرُوکار نہیں ہے۔

ع۔ مولانا صاحبؒ کی قبلہ سائیں صاحبؒ سے ارادتمندی

بالآخر مولانا صاحبؒ کے اِصرار و خواہش پر قبلہ سائیں صاحبؒ نے اُنہیں ذِکر سُلطَانًا النَّصِیرًا یعنی ذکر اِلَّا اللّٰہ بتا دیا اور اُسے سانس کے ساتھ کرنے کا طریقہ بھی سمجھا دیا۔ مولانا صاحبؒ کو راہِ حق کا پتہ بتا دیا۔ اور مقصودِ کائنات اور اس کے گھر کی نشاندہی کر دی اور مولانا صاحبؒ سے کہا۔ اب ہمت کریں۔ اپنے اندر غوّاض و غوطہ زن ہو کر اور دوستِ حقیقی کا مقامِ خودی میں مشاہدہ کریں اور اِس کی پہچان و عِرفان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل کریں۔ پھر حجابات اُٹھنے پر انشاء اللہ تعالےٰ مُقامِ خودی و اِسرارِ نہانی کھُلیں گے۔ یہ میدانِ سچائی، خلوص، عِشق و مُحبّت اور اِطاعت کا ہے۔ اُمّتی و سالک جس قدر پختگی کے ساتھ نبیِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے مُحبّت و اِطاعت کا رشتہ قائم رکھے گا۔ مراحلِ منزل اُسی قدر آسانی کے ساتھ طے ہوں گے اور ایک دن اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مردِ حق پر سترِ الٰہی و سترِ کائنات عیاں ہو جائے گا۔ اِن مراحل کو طے اپنی نفی سے کریں اور نگاہ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ پر رکھیں جو باقی ہے۔

؎ الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے مَن وچ مُرشد لائی ہُو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رَگیں ہر جائی ہُو
اِلاَّ اللہ گھر میرے آیا جس آن لہایا پالا ہُو
اَساں بھر پیالا خِضروں پیتا (حضرت باہُوؒ) آبحیاتی والا ہُو (حضرت سلطان باہوؒ)

؎ نفی ہستی کرشمہ ہے دِل آگاہ کا
لَا کے دریا میں موتی ہے نہاں اِلاَّ اللہ کا
یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے
خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے
عشق را از شغل " لَا " آگاہ کُن
آشنائے رَمزِ " اِلاَّ اللہ " کُن (علامہ اقبالؒ)

راگ نفی اثبات نوں گاونائیں کرکے کرنگ قلبوُت داساز میاں
ذکر شغل تے فکر دے وچ رہنا، ہُو ہُو دا نت آواز میاں
(بابا وارث شاہؒ)

ف۔ خلافتِ مَعنوی

قِبلہ سائیں صاحبؒ نے فرمایا مولانا صاحبؒ! مَیں نے فی سبیل اللہ دوستِ حقیقی کا راستہ آپ کو بتا دیا ہے۔ آپ اپنا تعلّق اِرادت اپنے موجودہ شیخ صاحبؒ سے رکھیں یا مجھ سے جیسے آپ کا دل چاہے، ویسے آپ کو اب مجھ سے مِلنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہاں اگر کسی وقت کسی قسم کی کوئی عُقدہ کُشائی چاہیں تو بلاِ جھجک تشریف لے آویں۔ مجھے خوشی ہو گی کہ مَیں ایک اچھے عالمِ دین کی راہنمائی کے قابل ہُوا۔ البتہ مَیں آپ سے ایک گذارش کروں گا کہ لوگوں کو عِلم باطنی کی اس وقت تعلیم دیں

یا اُن کو اپنا مُرید اُس وقت بنائیں جب آپ سمجھیں کہ ظاہر و باطن میں آپ کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دولت وصل نصیب ہو گئی ہے یا پھر تعلیم و تربیت اور درس و تدریس وغیرہ کے مُتعلّق جیسے بھی حضورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) حکم وارشاد فرمادیں ویسے ہی عمل کرلیں، یہی خلافتِ معنوی ہو گی۔

مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ بابا انور شاہ خان صاحبؒ کا عُرس بھی مولانا صاحبؒ کی دُعا و قبلہ سائیں صاحبؒ و قبلہ چوہدری صاحبؒ اور تمام حاضرین کی دعاؤں کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ لوگ دعا و سلام کر کے جا رہے تھے۔ قبلہ سائیں صاحبؒ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ نے مولانا صاحبؒ کو مُعانقہ کے ساتھ الوداع کہی۔ مولانا صاحبؒ کی آنکھوں میں اظہارِ تشکر کے آنسو تھے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے قبلہ سائیں صاحبؒ سے مُعانقہ کیا اور دعاؤں کے ساتھ رُخصت ہوئے۔ یہ قبلہ چوہدریؒ کی اپنے قبلہ شیخ صاحبؒ سے اُن کی زندگی میں شاید آخری ملاقات تھی۔ پھر چند ہی ماہ بعد پاکستان بن گیا۔ دونوں حضرات یعنی قبلہ سائیں صاحبؒ اپنے قافلے کے ساتھ ہجرت کر کے ماہِ اگست ۱۹۴۷ء میں لاہور پہنچ گئے۔ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ دہلی سے اپنے قافلے کے ساتھ براستہ لاہور و حیدر آباد کراچی پہنچ گئے اور ایک دو سال وہاں قیام پذیر رہے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ پاکستان سے قبل مولانا نواب دین صاحبؒ نے قبلہ سائیں صاحبؒ سے دو تین مزید ملاقاتیں کیں۔ اپنے رُوحانی کوائف بتائے اور اسباق وغیرہ کو دُہرایا اور پکّا کیا۔ پاکستان بننے کے بعد سُنا ہے کہ مولانا صاحبؒ ضلع راولپنڈی

یا سرگودھا میں مقیم ہوئے اور تاحیات وہیں رہے۔ اُن کی وفات کا کوئی علم نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ قبلہ مولانا صاحبؒ نے مقامِ عرفان میں کیا مرتبہ پایا؟ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا صاحبؒ بڑے سچے، پُرخلوص، اوصافِ حمیدہ کے حامل، جید عالمِ دین، اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبت و اطاعت میں پُختہ تھے،

ایک سالک کی پرواز میں معاونت

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے پرواز کے دوران ایک نوجوان سالک فضا میں معلق نظر آیا۔ میں اس کے قریب گیا اور پوچھا: نوجوان سالک! نہ تو آپ اوپر جا رہے ہیں نہ نیچے کو۔ نہ دائیں نہ بائیں، نہ آگے نہ پیچھے۔ کیا ماجرا ہے؟ کیا آپ اپنی مرضی سے رُک گئے ہیں یا پھر کوئی اور بات ہے؟ نوجوان سالک نے بڑی گھبراہٹ و پریشانی میں جواب دیا۔ قبلہ! میں رات کو بیٹھے ذکر اللہ میں مشغول تھا کہ اچانک جسمانی پرواز شروع ہو گئی اور میں کمرے کی چھت سے بھی بلا تکلف باہر نکل آیا اور آسمان کی طرف فضا میں پرواز کرنے لگا۔ میں نے ذکر اللہ جاری رکھا اور اوپر اڑتا گیا۔ مگر اب یہاں پہنچ کر میں رُک گیا ہوں۔ ہر چند کہ میں ذکر اللہ پر زور دیتا ہوں۔ مگر میں کسی جانب بھی حرکت نہیں کر سکتا ہوں۔ میں نے تصورِ شیخ بھی کیا ہے۔ مگر میں کسی طرف بھی نہیں چل سکتا ہوں۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے وضاحت کی کہ میں بھی ذکرِ الٰہی میں مشغول تھا اور میں نے نوجوان سالک پر توجہ کی اور اس کے حالات فوراً مجھ پر روشن ہو گئے۔

یہ نوجوان سالک کسی درویش کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے۔ درویش صاحب کو نہ تو نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے کسی کی تربیت کرنے کا

ارشاد مُبارک ہُوا تھا اور نہ ہی وہ خُود کسی مستند درویش یا بزرگ کے اجازت یافتہ خلیفہ تھے۔ یہ درویش صاحب اپنی مجلس میں اذکارِ الٰہی کے مُختلف پہلوؤں پر پر روشنی ڈالا کرتے تھے اور ان اذکار کے معجزے و خوبیاں جیسے کہ بزرگانِ دین رح کی کُتب میں رقم ہیں۔ اپنے عقیدت مندوں و مُریدوں میں بیان کیا کرتے تھے۔ وہ درویش صاحب خود عرفانِ الٰہی و اذکارِ الٰہی کے اعجاز و اوصاف اور درویشی سے شناسا ں نہ تھے۔ اس نوجوان سالک نے اُن کے بتائے ہوئے ذکراللہ پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ نتیجتاً اُن کو پرواز شروع ہو گئی، لیکن پھر وہ ایک مقام پر آکر رُک گئے۔ بالآخر مَیں نے نوجوان سے کہا کہ دُرود شریف پڑھیں۔ پھر ذکراللہ کریں۔ مَیں نے بھی درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور نوجوان کا بازُو پکڑ کر نیچے کی طرف لانا شروع کر دیا۔ ہم نے چند ہی منٹوں میں زمین پر اس کے گھر کے قریب قدم رکھا۔ نوجوان سالک اس معاونت پر میری طرف مشکورانہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔ مَیں نے نوجوان سے کہا کہ اب کسی نا اہل و ناتجربہ کار درویش کے بتانے سے کوئی بھی ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ اس نے خُود راستہ طے نہیں کیا ہوتا اور وہ دُوسروں کی کیا راہنمائی کر سکتا ہے۔ البتہ درود شریف کثرت سے پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے گا۔ اگر عرفانِ الٰہی کے میدان میں ترقی کرنا ہے۔ تو کسی مستند و اہلِ مقام درویش کی تلاش کریں اور اس سے درس اور رہنمائی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ مَیں نے نوجوان کو سلام کیا۔ پھر ذکراللہ اور پرواز کر کے چند ہی لمحوں میں واپس دہلی پہنچ گیا۔

بڑے بھائی صاحبؒ اور اُن کے اہلِ خانہ کی شہادت ۔ قیامِ پاکستان

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مجھے قیامِ پاکستان کا علم ماہِ اگست ۱۹۴۷ء سے ایک یا دو سال قبل رُوحانی ذرائع سے ہو چکا تھا اور یہ بھی اطلاع مل چکی تھی کہ قبلہ بڑے بھائی صاحبؒ و بھاوجہ صاحبہؒ اور اُن کے بچے تمام دہلی میں شہید کر دیئے جائیں گے ۔ جب کہ میں پاکستان ہجرت کر جاؤں گا ۔ اور بالآخر میں اور میرے گھر والے صوبہ پنجاب میں آباد ہوں گے اور پاکستان میں نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) رُوحانیّت کے کسی محکمہ کی ذمہ داری مجھے سونپیں گے ۔

جیسا کہ پہلے ذِکر ہو چکا ہے ۔ بڑے بھائی صاحبؒ دربارِ رسالتمآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے پیش کار تھے ۔ یعنی وہ مجالس میں نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ و سلام) کی خدمت میں مختلف اُمور کی مثلیں (فائلیں) پیش کیا کرتے تھے ۔ جن پر نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اپنے ارشادات و احکامات بتا دیا کرتے تھے ۔ اِن منصبی فرائض کی بدولت بڑے بھائی صاحبؒ کو پاکستان کے بننے، فسادات ۔ لوگوں کی ہجرت اور اپنی و گھر والوں کی شہادت کا پتہ چل چکا تھا ۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ ایک دِن بڑے بھائی صاحبؒ (چوہدری غلام احمد خان صاحبؒ) مجھ سے کہنے لگے (یہ بات بھی کوئی قیامِ پاکستان

سے ایک یا دو سال پہلے کی تھی) غلام حیدرؒ انشاءُ اللہ تعالیٰ پاکستان بن جائے گا۔ مَیں نے کہا جی ہاں بھائی صاحبؒ۔ اُنہوں نے پھر کہا۔ آپ لوگ تو ہجرت کر کے پاکستان چلے جائیں گے اور وہاں کے صُوبہ پنجاب میں آباد ہو جائیں گے۔ مَیں نے پھر اثبات میں سَر ہلایا۔ بھائی صاحبؒ نے کہا۔ ہم لوگ اِدھر رہ جائیں گے۔ بہت فسادات ہوں گے اور خوُن بہے گا۔ بہت سے مُسلمان شہید ہو جائیں گے۔ یعنی مرد، عورت و بچے اور مجھے اِطلاع مل چکی ہے کہ مَیں بھی (یعنی بڑے بھائی صاحبؒ) بیوی بچوں سمیت یہیں دہلی میں شہید ہو جائیں گے۔ مَیں افسُردہ سا تھا۔ کیونکہ یہ خوُنی مناظر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مجھ پر بھی عیاں ہو چکے تھے۔ مَیں نے پھر کہا جی بھائی صاحبؒ۔ اُنہوں نے پھر کہا (قبلہ) غلام حیدرؒ! تم افسُردہ نہ ہو جاؤ۔ مالک و خالق کی ایسے ہی مَنشا ہے۔ بہرحال مجھے خوُشی ہے کہ مسلمانوں کا الگ ملک قیام پذیر ہو گا۔ اور تُم لوگ وہاں بخیریت پُہنچ جاؤ گے۔ وہاں پاکستان میں تمہیں علم و عرفان میں مزید ترقی نصیب ہو گی اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا اور زیادہ قرُب عطا ہو گا۔ اور وہاں سرورِ کائنات۔ ذاتِ رحمت اللعالمینؐ (علیہ الصّلوٰۃ سلام) تمہیں خاص ایک مَنصب و ذمّہ داری عطا فرمائیں گے۔ بہرحال ہماری دُعا ہے کہ مسلمان اکٹھے ہو جائیں اور آپ سب کو دینی و دُنیاوی ترقیاں نصیب ہوں۔ آمین ثم آمین!!

اعلان قیامِ پاکستان اور فسادات کا آغاز

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے۔ ۱۹۴۷ء کے آغاز میں ہی اُنہیں اور بڑے بھائی صاحبؒ کو تقسیمِ ہند کے مُتعلق انگریزوں کے منصُوبے اور

انگریز ہندو گٹھ جوڑ کا علم ہو چکا تھا۔ بہار میں فسادات اور پنجاب میں کسی حد تک نقلِ مکانی شروع ہو چکی تھی۔ ۱۹۴۷ء کے وسط میں پنجاب میں بھی فسادات شروع ہو گئے تھے۔ بڑے بھائی صاحبؒ کے دوست واحباب اُن کے پاس آتے اور اُنہیں ہوشیار پور اور وہاں سے لاہور جانے کا مشورہ دیتے، مگر بڑے بھائی صاحب انہیں تسلّی و تشفّی دے دیتے کہ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان بن جائے گا اور سب حالات ٹھیک ہو جائیں گے آپ لوگ لاہور وغیرہ چلے جائیں۔ ہم بھی پروگرام بنائیں گے اور مجھے اکثر کہتے (قبلہ) غلام حیدرؒ! تم ہوشیار پور چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے بال بچے اور چھوٹے بھائی چوہدری محسن خان صاحبؒ کو لے کر لاہور چلے جاؤ۔ میرا دِل بڑے بھائی صاحبؒ کو اکیلے دھلی میں چھوڑ کر جانے کو نہیں چاہتا تھا۔ البتہ ہم نے چھوٹے بھائی محسن خان صاحب کو ہوشیار پور بھیج دیا۔ اور اُسے کہہ دیا کہ وہاں سے سب کو لے کر لاہور چلے جائیں۔ مَیں بھی انشاء اللہ تعالےٰ وہاں پہنچ جاؤں گا۔

بہرحال اعلانِ آزادی ہو گیا۔ ریڈکلف کمیشن نے بنگال اور پنجاب کی تقسیم بھی کر دی جس میں اُنہوں نے ہندوؤں کو بہت فائدہ پہنچایا اور بہت سے مسلمان اکثریت والے اضلاع اور تحصیلیں بھی ہندوستان کی طرف ڈال دیں۔ بہار، پنجاب اور دہلی میں فسادات زور پکڑ چکے تھے۔ ہندو، سکھ اور غیر مُسلم مسلمانوں کو شہید اور اُن پر زیادتیاں کر رہے تھے۔ مَیں بڑے بھائی صاحبؒ کو اکیلے نہیں چھوڑ رہا تھا کہ شائد اُن کو کسی وقت بھی میری ضرورت پڑے۔ بالآخر ایک دن مَیں گھر پر نہ تھا کہ ہندوؤں اور سکھوں کے ایک جتھے نے گھر پر حملہ کر کے بڑے بھائی صاحبؒ، بھاوجہ صاحبہؒ اور

سب بچّوں کو شہید کر دیا گیا اور صُوفی فاضل صاحب اُنہی دِنوں شہید کر دیئے گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) جب گھر کی طرف لَوٹا تو باہر ہی کِسی دوست نے بتا دیا کہ آپ گھر نہ جائیں وہاں سب کو شہید کر دیا گیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں چند دوستوں کے ہمراہ ہم ٹانگے میں بیٹھ کر کیمپ کی طرف روانہ ہو گئے

پاکستان کو ہِجرت اور غیبی امداد

حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ دو دوست ٹانگے میں آگے بیٹھے ہوئے تھے مَیں اور ایک اور دوست پیچھے تھے۔ راستے میں چند سِکھوں نے ٹانگے پر حملہ کر دیا۔ مگر معًا غیب سے گھوڑے پر سوار ایک بہت مضبُوط و قوی رجل الغیب ایک سکھ کے حُلیے میں ہاتھ میں ننگی تلوار لہراتے ہوئے نمُودار ہُوا اور بہت زور سے بولا۔ خبردار! اگر کسی نے حملہ کیا۔ اِن کو جانے دو۔ اُس کی آواز میں اِتنی قوّت اور شِدّت تھی کہ حملہ آور جہاں تھے وُہیں رُک گئے اور واپس ہو گئے (اللہ تعالیٰ کو مجھے بچانا مقصُود تھا۔) پھر قریب آ کر وُہ بولے۔ چوہدری صاحبؒ آپ اطمینان سے کیمپ اور ریلوے سٹیشن جائیں کوئی بھی آپ پر حملہ نہیں کرے گا۔ اُس کے بعد ہم سکُون کے ساتھ کیمپ پہنچ گئے، مگر راستے میں ہم نے بہُت سے شہید مسلمانوں کی لاشیں دیکھیں۔ دوسرے روز ریلوے سٹیشن سے ایک گاڑی چلی جو مختلف راستوں سے ہوتی ہُوئی تقریبًا تین چار دن میں لاہور پہنچی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور آزاد فضا میں سُکھ کا سانس لیا۔ تین چار دن بعد ہمیں گاڑی میں بیٹھا کر حیدر آباد بھیج دیا گیا اور وہاں سے پھر کراچی مُنتقِل کر دیا گیا۔

وصال حضرت قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ

حضرت قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ اپنے قافلے کے ساتھ ہجرت کر کے ماہ اگست ۱۹۴۷ء میں لاہور پہنچے۔ اُن کے ساتھ موضع اجڑام کے بہت سے عقیدتمند لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جن میں ایک چوہدری نیاز محمد خان صاحب بھی تھے، جو قبلہ چوہدری صاحبؒ کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ قبلہ سائیں صاحبؒ پاکستان بننے کے فوراً بعد مہاجر کیمپ میں ہی دو ماہ بعد قدرے بیمار ہوئے اور چند دن علیل رہنے کے بعد ۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور آپ کے عقیدتمندوں نے آپ کو لاہور میں قبرستانِ حضرت میاں میر صاحبؒ میں دفن کر دیا۔ بعد میں وہاں چوہدری نیاز خان صاحب و چوہدری سرور خان صاحبؒ نے آپکا چھوٹا سا مزار تعمیر کروا دیا جو کہ مزار بابا نتھے شاہ صاحبؒ سے تقریباً چار گز دُور جنوب کی جانب ہے۔ چوہدری نیاز خان صاحبؒ اور ان کے خاندان کو ضلع بہاولنگر میں زرعی زمین مِل گئی اور وہ وہاں آباد ہو گئے۔

ایک شُنید کے مطابق ۱۹۸۳-۸۴ء میں قبلہ سائیں صاحبؒ اپنے ان عقیدتمندوں کو متعدد دفعہ خواب میں مِلے، جس کی تعبیر میں اُن عقیدتمندوں نے محکمہ اوقاف پنجاب اور کمشنر لاہور سے اجازت لی اور آپ کا جسدِ خاکی قبر سے نکال کر بحفاظت فورٹ عباس لے گئے۔ دوبارہ جنازہ پڑھ کر اُن کو وہاں دفن کر دیا گیا اور مزار بنوا دیا۔ لاہور کا مزار شریف بھی محترم چوہدری سرور خان صاحبؒ نے دوبارہ بنوا دیا۔ قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ نے تقریباً ۹۰ برس کی عمر پائی۔

کراچی میں قیام

کراچی میں قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ساتھ دہلی سے شہاب[1] دین صاحب اور غلام محمد مصطفےٰ[2] صاحب آئے۔ کراچی میں یہ ایک چھوٹے سے مکان میں رہائش پذیر ہوئے۔ یہ مکان متروکہ ملکیت سے تھا اور بہاری مسجد، محمد علی مارکیٹ کے پاس تھا۔ اُن کے قریب ہی حکیم اختر صاحب و مسرت صاحب جن کے ساتھ مہاجر کیمپ میں ملاقات ہوئی تھی، رہتے تھے۔ دِن بھر سب لوگ کام کرتے تھے اور شام کو ایک ہی جگہ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور دھلی کی یاد تازہ کرتے تھے۔ کراچی میں قبلہ چوہدری صاحبؒ تقریباً دو سال رہے۔ اس دوران وہ ایک دو مرتبہ لاہور آئے، وہاں اپنے اہلِ خانہ چھوٹے بھائی صاحبؒ اور خاندان کے دوسرے افراد نیز قبلہ سائیں صاحبؒ کا پتہ کیا۔

۱۔ قبلہ سائیں صاحبؒ کی وفات کا سُن کر ان کی قبر مُبارک پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔ قبلہ سائیں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ کافی

---

[1] شہاب الدین صاحبؒ دہلی میں یہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ساتھ ہی کام کرتے تھے، اور اکٹھے ہی رہتے تھے۔ دراصل یہ صوبہ یوپی کے رہنے والے تھے اور ۱۹۴۷ء میں اُن کی عمر تقریباً چالیس برس ہو گی۔

[2] یہ سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں اُن کی عمر تقریباً بیس (۲۰) برس ہو گی۔ کراچی میں ہی انہوں نے بی اے ایل ایل بی کیا اور محکمہ انکم ٹیکس میں ملازم ہو گئے اور چند برس پہلے ریٹائر ہوئے۔ اِن کا ماہ جون ۱۹۹۰ء میں انتقال ہوا ہے۔ پڑھائی و لکھائی کا ان کو بہت شوق تھا اور انہوں نے ایک کتاب مسلمانانِ سہانپور اور تحریک دارالعلوم دیوبند بھی لکھی ہے۔

خوش نظر آئے۔ مگر اس دفعہ کوئی خاص بات نہ ہوئی اور قبلہ چوہدری صاحبؒ اُن کو سلام کر کے واپس آ گئے۔

(ب) چھوٹے بھائی چوہدری محسنؒ[1] خان صاحبؒ

دھلی میں محکمہ ٹیلی فون و ٹیلیگراف میں ملازم تھے۔ انہوں نے لاہور میں آن کر اپنے محکمہ میں ڈیوٹی لے لی اور پھر وہیں سے تقریباً ۱۹۷۸ء میں ریٹائر ہوئے۔ خاندان کے دوسرے افراد تو رحیم یار خان میں آباد ہو گئے اور وہاں اُن کو زرعی زمینیں مل گئیں قبلہ چوہدری صاحبؒ کے صاحبزادے چوہدری محمد شبیر صاحب نے ہوشیار پور میں ۱۹۴۷ء تک میٹرک تک پڑھا تھا۔ بعد میں بہاولپور سے ڈرافسٹمین کا کورس کیا اور وہاں محکمہ انہار میں ملازمت کر لی۔ وہ چار پانچ سال قبل رحیم یار خان سے محکمہ انہار سے ہی ریٹائر ہوئے ہیں۔ وہ اور اُن کے بال بچے سیٹلائٹ ٹاؤن رحیم یار خان میں سکونت پذیر ہیں۔ دو بیٹے ملازمت کر رہے ہیں اور چھوٹے بچے پڑھ رہے ہیں۔

(ج) بہاری مسجد کراچی

بہاری مسجد میں مسلمان جنّات اکثر نماز پڑھنے انسانی صورت میں آتے اور خصوصاً عشاء، تہجد اور فجر کی نمازوں میں ان کی کافی تعداد ہوتی تھی۔ قبلہ

---

[1] چوہدری محسن خان صاحبؒ کا انتقال حال ہی میں چودہ (۱۴) اگست ۱۹۹۰ء بروز منگلوار بمطابق ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کو لاہور میں بجلی کا سخت جھٹکا لگنے سے واقع ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے تقریباً ۷۵ برس عمر پائی۔ اُن کے ایک دو بیٹے محکمہ ٹیلیفون میں ملازم ہیں اور دوسرے اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک رات میں تہجد کی نماز کے لئے اُٹھا۔ گھر میں مٹکے وغیرہ میں پانی نہیں تھا۔ مَیں نے شہاب الدین صاحبؒ کو اُٹھایا کہ جاؤ وہاں سامنے مسجد سے ایک ڈول پانی بھر کر لاؤ۔ جب شہاب صاحب مسجد میں آئے تو اُنہوں نے بہت سے نمازی اجنبی صُورتوں میں وضو کرتے ہوئے دیکھے۔ اُنہوں نے جلدی سے اپنا ڈول ایک ٹونٹی کے نیچے رکھ دیا۔ حالانکہ وہاں ایک شخص ابھی وضو کرنے میں مصروف تھا۔ نمازی نے ڈو ں پرے کر دیا اور کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ مگر شہاب صاحب جو صحت و جسم کے لحاظ سے کافی مضبوط تھے، اُن کو غصّہ آگیا اور اُنہوں نے نمازی کا ہاتھ جھٹک کر پھر ڈول نیچے کر دیا۔ اُن کا ایسا کرنا ہی تھا کہ نمازی کی آنکھیں سُرخ چمکدار ہو گئیں اور قد بہُت بُلند ہو گیا اور اُنہوں نے شہاب صاحبؒ کو دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر نیچے پٹخنا چاہا، مگر ساتھ ہی ایک دوسرے جِن ساتھی سے کہنے لگا کہ اگر مجھے قِبلہ چوہدری صاحبؒ کی عزّت اور لحاظ نہ ہوتا تو میں تمہاری ہڈیاں پسلیاں توڑ دیتا۔ شہاب صاحب وہاں سے ڈول میں جتنا پانی تھا لیکر بہُت ڈرتے ہوئے اور سہمے ہوئے گھر واپس آگئے۔ پانی قِبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت میں وضو کرنے کے لئے پیش کیا۔ ڈر اور گھبراہٹ میں ہی تمام ماجرا سُنایا۔ قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے کہا: شہاب بھائی! اِس مسجد میں رات بھر بہُت سے مسلمان جِنّات آتے ہیں اور عبادت کرتے رہتے ہیں۔ اِن سے آپ کو اُلجھنا نہیں چاہیئے تھا۔ خواہ مخواہ وہ کوئی نقصان پہنچا دیتے۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ نمازی جِن بھی وہاں پہنچ گئے اور اُنہوں نے قِبلہ چوہدری صاحبؒ کی خدمت میں بہُت ادب سے سلام عرض کیا

اور کہا: قبلہ! آپ کو پانی یا کسی بھی چیز کی ضرورت پڑے یا کوئی اور شئے بازار سے منگوانا ہو، ہمیں گھر ہی سے آواز دے دیا کریں۔ ہم جنّات میں سے کوئی نہ کوئی مسجد میں ضرور ہوتا ہے۔ جتنے ایام بھی یہاں آپ قیام پذیر رہیں۔ ہم ہمیشہ آپ کی خدمت کے لئے حاضر رہیں گے اور ہمیں خوشی ہوگی کہ ہم اللہ کے برگزیدہ بندے کے کام آئے اور شہاب صاحب سے کہہ دیں کہ وہ اطمینان سے آکر پانی وغیرہ لے جایا کریں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے مسلمان جنّ کا شکریہ ادا کیا اور شہاب صاحب کو بھی سمجھا دیا کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عزّت کرنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے ساتھ محبّت و شفقت سے پیش آنا چاہیئے۔ چاہے وہ انسان ہو یا جن ہم سب مسلمان نبیٔ کریمؐ، رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے اُمّتی و ادنیٰ غلام ہیں اور ایک دُوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا ہمیں زیب نہیں دیتا اور نہ ہی یہ فعل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

(د) ایک مُشرّف بازیارت پاک (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

مسلمان سے شرفِ مُلاقات

کراچی میں اکثر قبلہ چوہدری صاحبؒ و تمام احباب، حکیم اختر صاحب کے ہاں یا پھر بہاری مسجد کے پاس اپنے گھر میں مغرب کے بعد وہاں اکٹھے ہو جاتے تھے اور وُہیں چائے وکھانا وغیرہ کھا لیتے تھے اور پھر عشا کے بعد تک قبلہ چوہدری صاحبؒ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی زیارتِ پاک اور قرب حاصل کرنے کے لئے مختلف دُرود شریف اور اذکار بتایا کرتے تھے اور تمام احباب نبیٔ پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

کی محبّت میں ڈوبے رہتے تھے اور سب بہت لُطف اندوز ہوتے تھے۔
(عمران صاحب جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اُن کو بھی قبلہ چوہدری صاحبؒ سے مُلاقات کا شرف بھی اِنہی مجالس میں ہُوا تھا۔)

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک شخص جن کو ہم شاید مرزا صاحب کے نام سے بُلاتے تھے وہ شام کو مغرب کے بعد اپنے ایک یا دو چھوٹے بچوں کے ہمراہ وہاں مجلس میں آکر بیٹھ جاتے اور عشاء کے بعد اجازت لے کر چلے جاتے۔ اِس دوران وہ ہماری سب کی گفتگو اور سوال و جواب سنتے رہتے۔ مگر خود کبھی کچھ نہ بولتے تھے۔ بس خاموش بیٹھے رہتے اور عشاء کے بعد رُخصت ہو جاتے۔ کم و بیش ایک ماہ کے بعد حضرت قبلہ نے اُن سے پوچھا کہ جناب! آپ روز تشریف لاتے ہیں اور خاموشی کے ساتھ دو تین گھنٹے تک بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ آپ نے کبھی کوئی سوال نہیں پوچھا اور نہ ہی کبھی شریکِ گفتگو ہوئے ہیں۔

اُن صاحب نے جواب دیا۔ قبلہؒ! درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہم سب پر لا انتہا فضل و کرم ہے۔ کافی عرصہ سے ہم سب یعنی میں اور میرے بیوی بچے نمازِ عشاء کے بعد جس قدر بھی ہو سکے درُود شریف پڑھ کر سوتے ہیں۔ اور تقریباً ہر رات ہم سب کو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی زیارت پاک نصیب ہوتی ہے اور حضُور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) ہمیں کچھ نہ کچھ ہدایت ارشاد فرماتے رہتے ہیں اور یہ ہماری بے حد خوش بختی ہے۔ ہمارا عمل مجاہدہ کچھ خاص نہیں ہے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے پناہ فضل و کرم ہے۔ ہماری سوچ و بچار اور کاروبار میں بہت برکت و رحمت شاملِ حال ہے اور ہمیں کبھی کسی قسم کا دھوکہ و فریب اور خسارہ نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہمیں حلال کا بہت اچھا رزق عطا کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ اُس مالک کا کرم ہے۔ ہم میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ البتہ ایک ڈیڑھ ماہ یعنی جب سے ہم اِدھر آرہے ہیں۔ یہاں پر عشق و محبت سے بھری گفتگو سُن کر ہم میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی محبت مزید تیز ہو جاتی ہے اور آپؐ حضور (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی اِتباع اور درُود شریف پڑھنے کے جذبے اور ذوق و شوق کو فروغ ملتا ہے اور زیارت پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) مزید واضح انداز میں ہونے لگی ہے اور ایسے معلوم دیتا ہے کہ ہمارے حجابات کم ہوتے جارہے ہیں۔ میرا اور میرے تمام اہلِ خانہ کا بہت اچھا کام بن رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم سب کو تقریباً ہر رات نبیٔ پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ (آمین)

یہ سب تمہارا کرم ہے آقاؐ
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

قبلہ چوہدری صاحبؒ ایسی محبت بھری باتیں سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور کہا: میرے معزز دوست! آپ کا کام بہت ہی اچھا بنا ہُوا ہے۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) بغیر کسی شیخ صاحب یا ولی اللہ کے وسیلے کے آپ سب کو اپنی زیارت پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) سے نواز رہے ہیں اور آپ سب کا حضور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کے ساتھ براہِ راست تعلّق قائم ہے۔ یہ بہت ہی خوش نصیبی اور اللہ تعالیٰ کے انتہائی فضل و کرم کی بات ہے۔ آپ کو کسی شیخ یا پیر صاحب کی احتیاج نہیں ہے اور نہ ہی آپ کو مجھ سے کوئی سبق لینے کی چنداں ضرورت ہے، بلکہ آپ ہم سب کے لئے دعا فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ

ہم سب دوست و احباب کا نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے تعلق
پختہ و مضبوط کرے اور ہم سب کو ہمیشہ دنیا و آخرت میں آپ حضورؐ
(علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی محبّت، اتّباع و غلامی نصیب کرے (آمین)
آپ کبھی کبھار یہاں تشریف لے آیا کریں یا ہم آپ کے ہاں حاضر ہو
جایا کریں گے۔ آپ سے مل کر یقیناً ہماری محبّت و اتباع میں اضافہ ہوگا۔

(۳) نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے یدِ شفقت سے کمر درد دُور

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کراچی میں ہی میرے
کمر درد شروع ہوئی۔ پہلے تو دوائی وغیرہ نہ لی۔ مگر درد دو تین دن کے بعد
بڑھ گئی۔ بلکہ کمر سے کولہوں میں اور پھر ٹانگوں میں پہنچ گئی۔ پہلے حکیم صاحب
سے دوا لی۔ بعد میں ایک ڈاکٹر صاحب کی طرف رجوع کیا، مگر کوئی آفاقہ
نہ ہوا اور درد بڑھتی گئی۔ (حضرت قبلہ کی اس وقت عمر تقریباً پچاس برس
تھی) حتیٰ کہ ایک ہفتہ بعد میری حالت ایسے ہوگئی تھی کہ دوست و احباب
ہی مجھے اُٹھا کر پاخانے و غسل خانے میں رفع حاجت و وضو وغیرہ کیلئے
بیٹھا دیتے اور دس پندرہ منٹ کے بعد جب میں فارغ ہو جاتا تو اُٹھا
کر بستر یا مُصلّے پر بٹھا دیتے۔ چائے اس کے علاوہ میں کچھ نہیں کھاتا تھا۔
اور ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب کی دوائی بھی لیتا رہا۔ مگر مرض بڑھتا ہی گیا
جُوں جُوں دوا کی۔

بالآخر دس گیارہ روز بعد میں نے ایک رات دوستوں سے کہا۔
آپ سونے سے پہلے مجھے وضو کروا کر بستر پر ہی بٹھا دیں۔ میں یہیں
نماز، نوافل و درود شریف پڑھتا رہوں گا اور آپ سب بے شک سو جائیں

دوستوں نے مجھے سونے سے پہلے چائے بنادی۔ وضو کروادیا اور بستر صاف کرکے اُس پر بٹھادیا تھا اور حسبِ معمول ساتھ والے کمرے کی بتی جلتی چھوڑکر میرے والے کمرے میں ہی سوگئے۔ مَیں نے بستر پر ہی نماز و نوافل ادا کیئے۔ اور پھر تھوڑے وقت کے لئے ذکرِ الٰہی پر زور دیا۔ اور اس کے بعد درُود شریف پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔ مَیں نے ایسے ہی خیال کیا کہ جیسے میں مسجدِ نبویؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) مَیں روضۂ مُبارک کے پاس بیٹھا ہوں اور درُود شریف قرأت کے ساتھ آہستہ آواز میں پڑھ رہا ہوُں اور بارگاہِ رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ وسلام) میں خیال ہی خیال میں درُود شریف کا نذرانہ پیش کر رہا ہوُں (حضرت قبلہ اکثر درُود تاج اچھی اور آہستہ قرأت میں بڑے مؤدّب انداز و لہجہ میں پڑھا کرتے تھے) تمام دوست سو چکے تھے اور مَیں درُود شریف پڑھنے میں مشغول تھا۔ جب کبھی درد کی شدّت محسوس ہوتی تو ساتھ ہی دِل سے آواز نکل جاتی۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْحَالَنَا (علیک الصلوٰۃ وسّلام)

درُود شریف پڑھتے پڑھتے تقریباً دو گھنٹہ بعد میری آنکھ لگ گئی اور مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضورِ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) ہمارے گھر تشریف لے آئے ہیں اور کمرہ خود بخود رَوشن ہوگیا ہے۔ مَیں نیم خوابی و نیم بیداری کی حالت میں درُود شریف پڑھ رہا ہوں اور رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) کو خوش آمدید کہہ رہا ہوُں۔

الصّلوٰۃ وسلام علیک یارسُول اللّٰہ (آپ پر لاکھوں
الصّلوٰۃ وسلام علیک یاحبیبَ اللّٰہ اور کروڑوں
الصّلوٰۃ وسلام علیک یانبیَّ اللّٰہ درُود وسلام ہوں)

مَیں نے بڑے ادب کے ساتھ اور جُھک کر آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کے ساتھ مُصافحہ کیا۔ ہاتھ چُومے اور پھر مُبارک قدموں کو بوسہ دیا۔ مجھ پر رِقّت طاری تھی۔ مجھے اپنی خطاؤں کا احساس ہو رہا تھا اور رسالت مآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) سے عطاؤں کا نزول۔ دَرد بہت کم محسوس ہو رہی تھی۔ آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے ارشاد فرمایا۔ غلام حیدرؓ! دَرد نے کیا بہت پریشان کر دیا ہے؟ جی ہاں۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) اور کوئی دوائی اپنا اثر نہیں دکھا رہی۔ مَیں نے سَر کو قدرے اُٹھا کر اور چہرۂ انور کی طرف دیکھ کر عرض کیا۔ ذاتِ مُبارک رحمتؐ للّعالمین ورؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے تبسّم فرمایا اور اپنا یدِ شفقت میری کمر پر جہاں سے دَرد اُٹھ رہی تھی، وہاں دو تین بار پھیرا اور معًا میں نے محسوس کیا دَرد بالکل غائب ہو گئی ہے۔ رسالتِ مآب (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے پھر بڑے ہی مشفق انداز میں ارشاد فرمایا۔ غلام حیدرؓ! اب کیسے محسوس کر رہے ہیں؟ یارسُول اللہ (علیکَ الصّلوٰۃ وسّلام) میں اب بالکل ٹھیک محسوس کر رہا ہوں۔ نہ اب کوئی دَرد ہے اور نہ کوئی پریشانی لاحق ہے۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے تبسّم فرمایا۔ مَیں نے چہرۂ انورؐ پر پھر ایک بھرپُور نگاہ ڈالی اور دُرود شریف دُھراتا رہا۔

الصّلوٰۃ وسلام علیکَ یارسُول اللہ
الصّلوٰۃ وسلام علیکَ یاحبیبَ اللہ
الصّلوٰۃ وسلام علیکَ یا نبیَّ اللہ

(آپ پر لاکھوں وکروڑوں دُرود وسلام ہوں)

نبیٔ کریمؐ، رحمت للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) پھر تشریف لے گئے

کمرہ سے ضیاءِ نور آپؐ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ ہی لوٹ گئی۔
اور میں اسی رِقّت کی حالت میں چارپائی پر دراز ہوگیا۔
رات کے دو(۲) بجے پھر آنکھ کھُل گئی۔ نوافل و درُود شریف پڑھنے کے لئے بیدار ہُوا۔ میں ہمت کرکے چارپائی سے اُٹھا اور چند قدم بڑی احتیاط سے اُٹھائے۔ پھر خود ہی چل کر غُسل خانے تک گیا اور وضو کرکے واپس لَوٹا۔ اَب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جسم میں نہ کوئی دَرد تھی اور نہ کوئی اکڑاہٹ۔ میں اپنے تئیں قوی و بالکل صحت مند محسُوس کر رہا تھا۔ صُبح کی نماز کے وقت تمام دوست اُٹھے اور مجھے ٹھیک دیکھ کر بہُت خوش ہوئے اور ساتھ لپٹ گئے اور سب نے بیک آواز ہوکر کہا کہ آج رات ہم نے خواب میں دیکھا کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) ہمارے کمرے میں تشریف لائے ہیں۔ کمرے میں نور ہی نور اور بہُت ہی اعلیٰ مہک پھیل گئی ہے۔ رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ وسلام) پر آپ درُود شریف پڑھتے جا رہے ہیں اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) آپ کی کمر و جسم پر یدِ شفقت پھیرتے جا رہے ہیں اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے آپ سے ارشاد فرمایا۔ غلام حیدر! اب کیسے محسُوس کر رہے ہیں؟ یا رسولؐ اللہ (علیک الصلوٰۃ والسّلام) میں اب بالکل ٹھیک محسوس کر رہا ہوں۔ نہ اب کوئی دَرد ہے اور نہ کوئی پریشانی لاحق ہے۔ آپ نے مُبارک قدموں سے قدرے سر اُٹھاکر اور چہرۂ انور کو دیکھتے ہوئے یہ جواب دیا۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے تبسّم فرمایا اور سرورِ کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) پھر تشریف لے گئے۔ آپ بھی درُود شریف پڑھ رہے تھے اور ہم بھی دِل ہی دِل میں درُود شریف پڑھ رہے تھے اور کمرے سے ضیاء، نور و مہک سمٹ گئی اور لَوٹ گئی۔ صُبح

سب احباب نے نوافلِ شکرانہ ادا کئے کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہمارے ہاں تشریف لائے اور سب کو اپنی زیارت پاک سے نوازا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحت وتندرستی عطا ہوئی۔ شام کو نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی آمد وزیارتِ پاک اور میری صحت کی خوشی میں احباب نے میٹھے چاول بنائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فیوض وبرکات کیلئے ختم دلوایا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

افضل، اطہر، اکمل، انور جیں وچ سب وڈائیاں
عدم تکلف والیاں جس تھیں ویہندیاں ندیاں آئیاں
رحمتِ جہاں نور کھلارے مرضاں دلاں گوایاں
ڈبدیاں جاندیاں کڈھ کرم تھیں بیڑیاں بنے لایاں
رحمتِ عالمؐ، سایہ عالی، قامت سایوں خالی
خوشبو عرق بدل سرسایہ، پاک کتاب نرالی

(مولانا غلام رسولؒ)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(مولانا احمد رضا خانؒ)

(س) بابا منگھو پیرؒ سے شرفِ ملاقات

کراچی میں قیام کے دوران ایک دن دوست واحباب پروگرام بنا کر اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کو ساتھ لے کر منگھو پیرؒ کے مگرمچھ اور گرم چشمے دیکھنے کے لئے وہاں چلے گئے۔ سنہ ۱۹۴۷-۵۰ء میں یہ علاقہ کراچی شہر

سے کافی دُور باہر واقع تھا اور لوگ یہاں سیر و تفریح کے لئے ہی آتے تھے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ہم نے وہاں اِرد گِرد تمام علاقے میں کافی سیر و تفریح کی اور مگرمچھ اور گرم چشمے بھی دیکھے۔ ایک دو گھنٹہ وہاں استراحت بھی کی۔ دوپہر کے بعد وہاں سے واپس ہوئے اور جب ہم مزار شریف کے سامنے سے گزر کر بس و ٹانگہ اڈہ کی طرف آ رہے تھے تو ایک شخص مزار کے دروازے میں کھڑے مُسکرا رہے تھے اور اُن کی جانب سے نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی مُحبّت و عِشق کی لہریں میرے جسم میں سرایت کر رہی تھیں۔ مَیں فوراً سمجھ گیا یہ تو صاحبِ مزار ہیں اور ہم لوگوں کو شرفِ مُلاقات دینے کے لئے مزار سے نکل کر باہر کھڑے ہیں۔ مَیں نے بڑے ادب سے اُن کو سلام عرض کیا اور انہوں نے بڑی شفقت سے وعلیکم السّلام کہا۔

مَیں نے دوستوں سے کہا۔ بھئی ذرا رُک جائیں۔ مزار شریف کے اندر جا کر دعائے فاتحہ و مغفرت اور درُود شریف پڑھتے ہیں۔ پھر چلیں گے۔ ہم سب مزار شریف کے اندر چلے گئے اور ہم سب نے دعائے فاتحہ و مغفرت اور درُود شریف پڑھا۔ صاحبؒ مزار اپنی قبر میں بیٹھے ہوئے ہماری دُعاؤں اور درود شریف پڑھنے سے بہت خوش ہو رہے تھے۔ مَیں نے پہلے تو معذرت کی کہ باباجیؒ آپ نے بہت مہربانی فرمائی کہ آپ ہمارے لئے مزار کے باہر دروازہ میں تشریف لے آئے۔ ورنہ یہ تو چھوٹوں کا اور بچوں کا فرض ہے کہ اپنے باپ و دادا کے مزار پر حاضری دیں اور دعائے فاتحہ و مغفرت اور درود شریف پڑھیں۔ بابا منگھو پیرؒ فرمانے لگے کوئی بات نہیں۔ مجھے اندازہ تھا۔ کہ آپ کو یہاں مزار کی خبر نہیں ہے اور اگر

میں آپ کی واپسی کے وقت مزار کے باہر کھڑا نہ ہوتا تو میری اپنے اچھے بچوں سے ملاقات نہ ہوتی اور آپ سیدھے واپس شہر چلے جاتے۔

مَیں نے عرض کیا باباجیؒ! آپ کو منگھو پیرؒ کیوں کہتے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا: یہ تو یہاں کے لوگوں نے ایسے ہی مشہور کر دیا ہے۔ گرم چشمے تو میری زندگی میں بھی یہاں تھے۔ اس پانی میں گندھک کے اثرات ہیں اور یہ پانی خارش وغیرہ کے لیئے کافی مفید ہے، مگر یہ مگرمچھ تو میری وفات کے بعد لوگ یہاں بارشی تالابوں میں لے آئے اور اِن کی نسل پھر کافی پھیل گئی اِرد گِرد کے گاؤں کے لوگ یہاں چشموں کے پانی سے نہاتے تھے اور مگرمچھ وغیرہ سے کھیل و تماشے میں مصروف رہتے تھے۔ باباجیؒ منگھو پیرؒ فرمانے لگے میرا اصل نام تو بابا سُلطانؒ ہے اور مَیں بابا صاحب غلام فریدؒ کے تقریباً ایک یا ڈیڑھ صد سال بعد یہاں حکماً آیا تھا۔ دینِ اسلام کی تبلیغ اور درس و تدریس کا سلسلہ یہاں شروع کیا تھا۔ پہلے میں نے قرآن و حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی اور پھر چشتیہ سلسلہ کے ایک شیخ کامِل سے بیعت کی اور اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہُوا اور اُن سے مزید قرآن و حدیث عِلم لَدُن و معرفت حاصل کیا۔ ہمارے شیخِ کامِل کا ہم پر احسان تھا کہ ہمیں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی غلامی و قُرب نصیب ہوا اور عرفانِ الٰہی عطا ہوا اور پھر مجھے اس علاقے میں دینِ اسلام کی تبلیغ کا حکم مِلا اور مَیں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچا اور درس و تدریس کے لئے ایک مدرسہ بنایا۔ اِرد گِرد زیادہ علاقوں میں کفرستان تھا۔ اور وہاں ہندو جادوگروں اور جنات و شیاطین گھن چکر جوگیوں کا راج تھا۔ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے اور وہ اِکا دُکا چھوٹی سی بستیوں میں مُقیم تھے۔ شروع میں تو

مسلمان بچے و بچیاں قرآن شریف اور احادیث مُبارک کی تعلیم حاصل کرتے رہے، مگر تھوڑے ہی عرصہ میں ہماری تبلیغ و رُوحانی قوّت میں اللہ تعالےٰ نے برکت ڈالی اور برہمن۔ پروہت، کھشتری و جادُوگر ہندوؤں کے ظلم و استبداد سے تنگ آئے ہوئے ہندو کافی تعداد میں مسلمان ہونا شروع ہوگئے بعد میں آہستہ آہستہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے فیضانِ انوارِ رحمت کی بدولت اور قرآن و احادیث شریف کے فیوُض و بَرکات سے قرُب وجوار کی تمام بستیوں و علاقوں میں ظُلماتِ کُفرستان ختم ہوگیا اور ہر سُو نُورِ تجلیات پھیل گیا۔ تمام شیطانی، جِناتی و طلسماتی قوّتیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مُسخر ہوگئیں اور مِٹ گئیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پُرانا دیبل آج کے مسلمانوں سے بھرپور شہر کراچی میں بدل گیا۔ یہ سب کچھ قرآن و احادیثِ مُبارک کے انوار و تجلیّات کی بدولت ہُوا۔

مزار شریف کے اندر تقریباً ایک گھنٹہ گزُرا ہوگا۔ میرے ساتھی واپس جانے کے خیال میں تھے حضرت سُلطان بابا المعرُوف منگھو پیرؒ بابا نے ہمیں اجازت دی اور فرمایا کہ وقت ہوچکا ہے۔ اَب آپ گھر واپس جائیں اور ہمیں بہُت سی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ ہم مغرب سے پہلے گھر پہنچ گئے۔

باطنی عُلمأ کی صف میں شمُولیّت کی بشارت

(و) (ظاہری) عُلمأ اور شمُولیّت

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک رات میں حسبِ معمول تقریباً دو بجے اُٹھا اور نوافل ادا کرنے کے بعد دُرود شریف پڑھ رہا تھا کہ یکدم کمرے میں روشنی ہوگئی اور بڑی اچھی بھینی بھینی مہک پھیل گئی اور سرورِ کائنات نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) چند اصحابِ کرامؓ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ اور مجھے درود شریف پڑھنے میں مشغول دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا غلام حیدر! ہم نے تمہارا نام عالموں کی صف میں شامل کرلیا ہے۔ یارسُولؐ اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) آپ پر لاکھوں اور کروڑوں دُرود وسلام ہوں، میں نے مؤدّب وکھڑے ہوکر عرض کیا۔ یارسُولؐ اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) یہ آپؐ ہی کی نگاہِ رحمت ہے اور اپنے ادنیٰ اُمتی وغلام کے لیے اعلیٰ انعام واکرام ہے۔ ورنہ یارسُولؐ اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) آپؐ جانتے ہی ہیں کہ مَیں پڑھا لکھا ہُوا نہیں ہوں۔ نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے ارشاد فرمایا۔ ہاں ہمیں معلوم ہے، مگر اس کا بندوبست ہم فرمائیں گے۔ اس ارشادِ مُبارک کے ساتھ ہی آپ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) رُخصت ہوگئے۔ اور اصحابِ اکرام بھی ساتھ روانہ ہوگئے۔ کمرے سے نُور وضیاء سمٹ گئے، مگر وہ خاص مہک بہُت دیر تک رہی۔ مجھ پر رِقّت طاری تھی اور پھر بیٹھ کر دُرود شریف پڑھنے لگ گیا۔

(ب) باطنی عُلماء میں شمُولیّت

صُبح نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں کافی دیر تک سوچتا رہا۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا ارشادِ پاک تو برحق ہے کہ میرے پڑھے لکھے نہ ہونے کے باوجود بھی عِلم تو مجھے جیسے ضرورت ہو گی عطا کر دیا جائے گا۔ مگر اِن عالم، فاضل لوگوں سے میری کیسے نبھے گی۔ کیونکہ اکثر یہ مسائل پر ایک دوسرے سے اُلجھتے و جھگڑتے رہتے ہیں اور اِن کا آپس میں اتفاق رائے نہیں ہوتا؟ اور میرا اِن لوگوں کے ساتھ کیسے گزارا ہو گا؟

اگلی نصف شب پھر میں حسبِ معمُول نوافل کے بعد درُود تاج شریف پڑھ رہا تھا کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) پھر تشریف لے آئے۔ چند اصحابؓ بھی ساتھ تھے۔ اُسی طرح، پہلے کمرہ میں روشنی ہوئی اور پھر مہک خاص پھیل گئی۔ مَیں نے آپ حضور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی تعظیم میں کھڑے ہو کر درُود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

اَلصَّلٰوۃُ وسَلامُ علیکَ یا رسُول اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وسَلامُ علیکَ یا حَبیبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وسَلامُ علیکَ یا نَبیَّ اللّٰہ

مُجھ پر رِقّت طاری تھی۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے تبسّم فرمایا۔ غلام حیدرؒ! کیا اُلجھن و پریشانی ہے؟ ہم نے تمہارا نام درحقیقت باطنی عُلوُم کے عالموں کی صف میں شامل کیا ہے۔ یہ لوگ تو اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ مشاہدات اور مسائل میں باہم اختلاف نہیں رکھتے اور نہ ہی جھگڑتے ہیں۔ میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میں رِقّت میں درود شریف پڑھتے جا

رہا تھا اور کبھی حضورؐ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کا چہرۂ انور دیکھ لیتا تھا نظریں نورِ وَالضُّحیٰ کی تاب نہ لاتیں اور خود بخود جھک جاتیں۔ میرے دِل میں پھر خیال اُبھرا کہ نہ مجھے ظاہری علم سے آشنائی ہے اور نہ باطنی سے۔ کام کیسے چلے گا۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مدینۃ العلم، رحمت للعالمین پھر مُسکرائے اور ارشاد فرمایا۔ غلام حیدرؒ! کیوں متفکر ہوتے ہو؟ علم کی جس قدر اور جیسے ضرورت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ عطا ہوگا۔ ہم عنقریب تمہیں ایک خاص ذمہ داری بھی سونپیں گے تم کسی قسم کے فکر و پریشانی کو خاطر میں نہ لاؤ تمام بندوبست وقت پر ہو جائے گا۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے تبسم فرمایا اور آپؐ تشریف لے گئے۔ روشنی و مہک۔ ساتھ ہی چلی گئی اور میں پھر بیٹھ کر درُود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔

(ج) نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے عطائے مرتبۂ شیخ العالم

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ گزشتہ بشارتوں کے دو تین دن بعد میں حسبِ معمول نصف شب درُود شریف پڑھ رہا تھا کہ پھر کمرہ میں خوشبو و ضیاء پھیل گئی اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) تشریف لے آئے اور کافی اصحابِ اکرامؓ بھی ساتھ تھے۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے ارشاد فرمایا، غلام حیدرؒ! ہم تمہاری نصف شب نوافل کی ادائیگی اور تمہارے درُود شریف پڑھنے سے بہت خوش ہیں اور ہم نے تمہیں شیخ العالم[1]

---

[1] یہ واقعہ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے مجھے بیس (۲۰) برس پہلے لاہور میں بتایا تھا، مگر مجھے کم و بیش بھول چُکا تھا۔ اب یہ واقعہ دوبارہ مجھے چوہدری لطیف صاحبؒ فیصل آباد والے جو قبلہ چوہدری صاحبؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اُنہوں نے اِس کی یاد دہانی کرائی تو مَیں نے لکھ دیا ہے۔

کا مرتبہ عطا کیا۔ یا رسُولؐ اللہ آپؐ پر لاکھوں درُود اور سلام ہوں۔ مَیں نے درُود شریف پڑھتے ہوئے بڑے ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یہ آپؐ کی اپنے اَدنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام پر بے حد نگاہ رحمت اور عنایت ہے۔ مَیں اِس قابل نہ تھا اور نہ ہُوں۔ یہ تمام آپ کی رحمت و شفقت اور مہربانی ہے۔ مجُھ پر رِقّت طاری تھی اور مَیں درود شریف پڑھتے جا رہا تھا۔

الصّلوٰۃ وسلام علیکَ یارسُولَ اللہ

الصّلوٰۃ وسلام علیکَ یاحبیبَ اللہ

الصّلوٰۃ وسلام علیکَ یا نبیَّ اللہ

نبیٔ کریمؐ، مدینۃ العِلم، رُوفٌ رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) مُسکرائے اور ارشاد فرمایا۔ ہم عِلم بھی عطا کریں گے جس وقت بھی، جس قدر اور جیسے عِلم کی ضرورت ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ دلِ و دماغ پر اُترتا رہے گا۔ اور اس طرح ہمؐ اپنے اُمتی۔ مُقرّبین و اولیاءُ اللہ کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں اور یہ لوگ بفضل اللہ تعالیٰ اِس طرح مُنکر و مُنافقین و مُشرکین اور طلسم طاغوت اور شیاطین پر غلبہ و فتح و نُصرت حاصل کرتے ہیں اور ایسے ہی اہلِ عِلم و مشاہدہ اور انعام یافتہ اولیاء اللہ درس و تدریس، تعلیم و تربیّت تبلیغِ دین، خدمتِ خلق و انتظامی امور وغیرہ کے فرائض مَنصبی پر فائز کیے جاتے ہیں اور اِن لوگوں کو قرآن و سُنت مبارک پر عمل و اتباع کے سلسلہ میں نُصرت و قوّتِ سُلطان عطا ہوتی ہے اور ان کو کُفر و شرک اور طلسم و طاغوت کے مقابلے میں ہمیشہ غلبہ نصیب ہوتا ہے اور یہ لوگ کبھی بھی مرکزِ دین کے لیئے خِفّت و شرمساری کا باعث نہیں بنتے۔ یہ ہمارے مُقرّب و محبُوب اُمّتی ہوتے ہیں۔ (آمین) نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

پھر تشریف لے گئے۔ میں اُن کی خدمتِ عُظمیٰ واقدس میں کھڑے ہوکر ادب
کے ساتھ درُود و سلام کا ہدیہ پیش کرتا رہا۔ اور وہ میری آنکھوں کے سامنے
فضا میں بہت دُور چلے گئے۔ مجھ ناچیز پر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام)
کا یہ خاص انعام تھا۔ مجھ پر رِقّت طاری تھی اور میں بیٹھ کر صُبح کی نماز
تک اذکارِ الٰہی اور درُود شریف پڑھتا رہا۔

ایک مجذُوب کی خِدمت میں حاضری

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ کراچی میں قیام کے دوران ایک نوجوان مجذوب جس کی عمر پچیس برس کے لگ بھگ ہوگی حاضرِ خدمت ہُوا اور کہا کہ مجھے رُوحانی طور پر حکم ملا ہے کہ مَیں آپ کے گھر بار کا خیال رکھوں آپ کی خدمت کروں اور ساتھ ساتھ دُرُود شریف اور اذکارِ الٰہی بھی باقاعدگی سے کرتا جاؤں اور آپ سے تصیح و راہنمائی لیتا جاؤں اور اس وقت میرے راستے و منزل میں جو مشکلات اور رکاوٹیں ہیں اُنہیں آپ کی صحبت و راہنمائی سے عبُور کر لوُں۔ یہ محترم مجذوب قِبلہ چوہدری صاحب کے ہاں کراچی میں سات آٹھ ماہ تک ٹھہرے۔ اس عرصہ میں وہ نماز و ادکار اور وظائف کے علاوہ گھر کے کام میں تمام افراد کے ساتھ برابر کے شریک ہوتے تھے اور ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں بھی مشغول رہتے تھے۔ مغرب کے بعد شام کا کھانا تمام دوست اور مجذوب صاحب اور قبلہ چوہدری صاحبؒ اکٹھے بیٹھ کر کھاتے اور پھر عشاء اور عشاء کے بعد تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ موضوعِ گفتگو نبیِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی سیرتِ پاک و خلائق اور اوصافِ حمیدہ و معجزات وغیرہ پر ہی ہوتا۔ دُرُود شریف پڑھنے کے اداب و اوقات، اذکارِ الٰہی، صوم و صلوٰۃ، حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی، حصُول رزقِ حلال و سچ مقال اور سچّا راستہ اور دیگر عوامل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسُولِ مقبوُل (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی اطاعت و اتباع میں

ہوں اور جن سے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ مبارک سے قرُب اور وَصل نصیب ہوتا ہو۔ یہی موضوعات محور بات چیت ہوتے۔ سونے کے بعد نصف شب کو تقریباً دو اڑھائی بجے اُٹھنا اور نوافل کی ادائیگی کے بعد صلوٰۃ الصبح تک اذکارِ الٰہی اور درود شریف میں مشغول رہنا اُس گھر میں یہی معمولات تھے۔ جن پر مجذوب صاحبؒ بھی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ عمل پیرا تھے۔ اور باقاعدگی کے ساتھ حصّہ لیتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ عملیات، جنّات و مؤکّلین کی تسخیر تعویز گنڈہ، دَم دھاگہ، رشتوں اور کاروبار میں ترقی کے لئے عوامل اور ایسی دیگر باتوں سے بہت ہی زیادہ پرہیز کرتے تھے اور نہ ہی اپنے دوست واحباب کو اِن کا سبق ومشورہ دیتے تھے۔ اُن کے پاس ایک ہی مجرّب نسخہ تھا۔ اذکارِ الٰہی۔ درود شریف وصراطِ مُستقیم پر عمل پیرا ہونا، اور ان کے نزدیک ہر دکھ درد کا علاج، مشکلات ورکاوٹوں کا حل، دینی، رُوحانی اور جائز دنیاوی ترقیات کا راز اِنہی عوامل میں مُضمر تھا۔

وہ محترم مجذوب ایک صبح اپنا بستر بوریا سمیٹنے لگے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے استفسار پر اُنہوں نے عرض کیا۔ حضرت قبلہؒ! میری مشکل حل ہوگئی ہے اور رُوحانی مَرحلہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے طے ہو گیا ہے اور اَب آپ سے اور تمام احباب سے رُخصت کی اجازت چاہوں گا۔ تاکہ مَیں اپنی جگہ پر بیٹھ کر میرے ذمہ جو بھی نظامِ خدمت کے فرائض منصبی سپُرد ہوں گے، اُنہیں خوش اسلوبی سے نبھاؤں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آپ کی منزل کا مَرحلہ طے ہوگیا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ آپ یہاں چند دن اور رُک جائیں تاکہ آپ کی طبعیّت

میں مزید پختگی و اعتدال آجائے۔ پھر چلے جانا۔ بہرحال مجذوب صاحبؒ دو تین ہفتہ کے لئے وہ مزید وہاں رُک گئے اور پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ سے اجازت لی۔ سب کے ساتھ الوداع کہی اور کسی اور شہر چلے گئے۔

(ب) حضرت قبلہ کے مجذوبیّت کے بارے میں تاثّرات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ مجذوب حضرات کی کافی قسمیں بیان کرتے تھے۔

۱۔ ایسے مسلمان جنہوں نے کسی بزرگ، ولیُ اللہ کی کتب و تحریروں سے وظائف و اذکار الٰہی اَخذ کر کے بغیر کسی اُستاد یا شیخِ کامل کی صُحبت اور اجازت کے اُن کا وِرد شروع کر دیا۔ ایسے لوگ وظائف و اذکار کے جلالی و جمالی اثرات سے واقف نہیں ہوتے اور پھر اِن وظائف و اذکار کے ساتھ درُود شریف و قرآن مجید کی تلاوت زیادہ نہیں کرتے۔ لہٰذا وظائف کی شدّت و حِدّت سے اُن کا ذہنی توازن متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ دیوانہ وار گھُومتے اور پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی کپڑے پہنے رکھتے ہیں اور کبھی پھاڑ دیتے ہیں۔ اُن کے یہ تاثرات اُس وقت تک ٹھیک نہیں ہوتے جب تک وہ یہ عوامل نہ چھوڑیں یا پھر پاک و صاف ہو کر درُود شریف اور قرآن مجید کثرت کے ساتھ نہ پڑھیں یا پھر جب تک اُن پر درویشِ کامل کی نظر و تصرّف نہ ہو اور بعد میں یہ لوگ اُس کی صُحبت اختیار کریں اور صراطِ مستقیم و راہ سلوک پر گامزن ہو جائیں۔

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ مجذُوب لوگ کئی کئی مہینے و سالہا تک وظائف و اَذکار کی سرُور و مَستی میں گُم رہتے ہیں اور

جذب کی حالت جب فرو ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ کو کم و بیش وہیں پاتے ہیں جہاں سے چلے تھے۔ لہٰذا وہ زندگی کا کافی حصّہ اپنی نااہلی و ذاتی تجربات کی وجہ سے ضائع کر دیتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ ایسے لوگوں کے لئے یہ نصیحت کرتے تھے کہ وہ از خود کوئی وظائف، اذکار و عملیات نہ کریں۔ جب تک وہ کسی مردِ کامل کی صحبت اختیار نہ کرلیں۔ البتہ وہ صوم و صلوٰۃ و حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد کثرت کے ساتھ درود شریف، قرآن حکیم پڑھیں اور نوافل ادا کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ صراطِ مستقیم کی اور کسی مردِ حق کے ملنے کے لئے دعا کرتے رہیں انشاءاللہ تعالیٰ اُن کو صراطِ مستقیم اور صحیح درویش ضرور مل جائے گا۔

۲۔ ایسے لوگ جنہوں نے کسی مجذوب درویش کی صحبت اختیار کرلی اور مجذوب درویش نے اُن کو کچھ وظائف اور اذکارِ الٰہی بتا دیئے اور وہ اُن پر عمل پیرا ہو گئے یا پھر اُس مجذوب درویش نے اُن پر اپنی نظرِ تصرف کیا۔ عموماً پھر وظائف کی حدت سے یا پھر مجذوبی تصرف سے اُن لوگوں کا ذہنی توازن برقرار نہیں رہتا اور دیوانہ وار گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی کپڑے پہنے رکھتے ہیں اور کبھی پھاڑ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ یہ لوگ بھی کئی کئی مہینے و سالہا تک وظائف اذکار اور مجذوبی تصرف کی سُرور و مستی میں گم رہتے تھے اور جونہی جذب کی حالت ختم ہوتی ہے تو یہ لوگ اپنے آپ کو کم و بیش وہیں پاتے ہیں، جہاں سے چلے تھے۔ نیز بعض اوقات ان کی مجذوبی حالت کے بعد اُن محترم مجذوب درویش صاحب کا انتقال ہو چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا اُن کی زندگی کا کافی حصّہ ان تجربات میں گزر چکا ہوتا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ ایسے

لوگوں کے لئے بھی پند و نصیحت فرماتے، جیسے کہ اُوپر تحریر کیا گیا ہے۔

۳ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ بعض ایسے سالکین ہیں جنہوں نے اپنے پیر و مُرشد صاحب سے بیعت کی، راہ سلوک اختیار کیا کافی محنت و مجاہدہ کیا اور اس دوران وہ وظائف و اذکارِ الٰہی کی شِدّت اور حِدّت سے مجذوب ہو جاتے ہیں۔ ہمہ وقت اُن پر سُرور مستی غالب رہتی ہے (اِن مجذوب حضرات کی بھی چند اقسام ہیں)

ا۔ ایسے سالکین مجذوب جن کے پیر و مُرشد ایک کامل درویش ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور مُرشد صاحب کی صحیح تعلیم و تربیّت اور صُحبت و تصرّف سے جذب کی حالت میں بھی میدان عرفانِ الٰہی میں رُوحانی منازل طے کرتے رہتے ہیں اور اِن کے شیخِ محترم اُن پر نگاہ رکھتے ہیں کہ جب اُن کے اِن شاگردوں کو دنیاوی ماحول اور آلائشوں سے ہٹ کر اُنہیں اس مجذوبی عرصہ میں کافی رُوحانی ترقّی حاصل ہو گئی ہوتی ہے تو وہ اپنی نگاہِ تصرّف سے انہیں جذب کی حالت سے باہر لے آتے ہیں اور اُنہیں پاک صاف رہنے، صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی پابندی اور کثرت کے ساتھ درُود شریف اور قرآنِ پاک پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اس طرح اُن کی جذب کی حالت آہستہ آہستہ اعتدال پر آ جاتی ہے اور وہ سالک اپنے شیخِ محترم کی صُحبت اور تعلیم و تربیّت سے روحانی ترقیّوں کی منازل طے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

مگر حضرت قبلہؒ یہ طریقہ بہتر خیال فرماتے تھے کہ یہ احسن ہے کہ سالک راہِ سلوک اور رُوحانی منازل بغیر مجذوبی حالت میں جانے کے طے کرتا رہے اور

شیخِ محترم کے تصرف سے اُس پر مجذوبیت حاوی نہ ہو، کیونکہ سالک پر تصرف اور مجذوبیت حاوی کرنے کے بعد۔ پتہ نہیں ہوتا کہ اس دوران شیخِ محترم زندہ بھی رہیں گے یا نہیں؟ اور یہ خیال کہ چند ماہ یا سال دو سال بعد اپنے شاگرد سالک کو پھر تصرف کر کے دوبارہ اعتدال اور راہِ سلوک پر لا سکیں گے، اُن کا یہ ارادہ اور خیال پایۂ تکمیل کو بھی پہنچ سکے گا یا نہیں؟ لہٰذا تصرفِ شیخ کی وجہ سے رُونما ہونے والی مجذوبیت، مردِ سالک کے لیئے بہتر اور فائدہ مند نہیں رہتی۔ البتہ اگر اسباق و اذکار سے سالک پر جذب کی حالت خود بخود طاری ہو جاتی ہے تو یہ بے اختیاری عمل ہے۔ مگر بعد میں درود شریف اور قرآنِ حکیم کو بکثرت پڑھنے سے سالک کی حالت آہستہ آہستہ اعتدال پر آجاتی ہے

ب۔ ایسے سالک مجذوب جن کے پیر و مُرشد کامل درویش نہیں ہوتے اور وہ اپنے شاگردوں کو از خود عملیات، وظائف و اذکار بتا دیتے ہیں اور شاگرد صاحبان جو کافی محنت و مجاہدہ سے اپنے نااہل شیخ کے بتائے ہوئے وظائف پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد اُن کا دماغی توازن متزلزل ہو جاتا ہے اور وہ دیوانہ وار گھومتے پھرتے رہتے ہیں

وقت آنے پر ان مجذوب حضرات کو ایک مقام پر انتظامیہ میں بھیج دیا جاتا ہے اور اُنہیں کسی قصبہ و شہر وغیرہ میں اہل خدمت کا شعبہ دے دیا جاتا ہے اور یہ اہل اللہ ایک صوبائی یا ملکی قطب یا غوث کی راہنمائی و نگرانی میں کام کرتے رہتے ہیں اور ایسے اہل اللہ پر ابتداء میں اکثر جذب کی حالت طاری رہتی ہے اور یہ لوگ

عوام النّاس سے الگ تھلگ رہ کر اہلِ خدمت میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ اُن کی رُوحانی ترقی بھی ہوتی رہتی ہے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ اِن پر مجذوبی حالت کم و بیش اس لئے حاوی رہتی ہے کہ اِن اہل اللہ کے متعلق لوگوں کو پتہ نہ چل سکے اور اِن کا عوام النّاس سے زیادہ رابطہ نہ رہے۔ جب یہ اہل اللہ ترقی کرتے کرتے اہل خدمت یا انتظامیہ کے محکمے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت سے قُطب ابدال یا غوث وغیرہ بنتے ہیں تو اِن پر جذب کی حالت عموماً ختم ہو جاتی ہے۔

شانِ رسالت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قرآن حکیم کی روشنی میں

(اختصار کے ساتھ)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ .....
(سورۃ البقرہ، آیات ۱۲۹، ۱۵۱)

اے ہمارے رب ان میں ان ہی میں سے ایک رسُول مبعُوث فرما .....

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ .....
(آل عمران، آیۃ ۱۶۴)

جیسا کہ ہم نے تم میں تم ہی میں سے رسُول مبعُوث فرمایا ..... جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہارا تزکیہ کرتے ہیں.

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ .....
(آل عمران، آیۃ ۱۶۴)

بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے مؤمنین پر بہت احسان فرمایا ہے کہ ان میں ان ہی میں سے رسُول مبعُوث کیا۔ (جو ان کو ہماری آیات پڑھکر سناتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے)

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا .....
(الاعراف، آیۃ ۱۵۸)

آپؐ فرما دیجئے کہ اے لوگو! بیشک میں تم سب کی طرف رسُول اللہ بن کر آیا ہوں .....

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝
(الانبیاء آیۃ ۱۰۷)

اور ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

... وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط ...
(الاحزاب آیۃ ۴۰)

حضرت محمدؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپؐ تو اللہ کے رسُول اور خاتم النّبیین ہیں۔

(سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط ....
(الفتح، آیۃ ۲۹)

حضرت محمدؐ (علیہ الصلوۃ والسلام) اللہ کے رسُول ہیں...

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝
عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝
(النّجم، آیات ۳، ۴، ۵)

اور وہؐ اپنی خواہش سے گفتگو ہی نہیں فرماتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو انؐ پر وحی ہوتی ہے۔ اُنؐ کو تعلیم فرمائی شدید قوت والے نے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝
(الرحمٰن آیات ۱، ۲)

رحمٰن ہی نے اُنؐ کو قرآن کی تعلیم فرمائی۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى
غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ....
(الجن آیات ۲۶، ۲۷)

وُہ عالم الغیب ہے پس وُہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ سوائے جس رسُول سے وہ راضی ہو جاتا ہے...

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝
(التکویر، آیۃ ۲۴)

اور وہؐ غیب کی بات بتانے میں ذرا بُخل نہیں فرماتے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ
فَتَرْضٰى ۝
(الضّحیٰ آیۃ ۵)

اور عنقریب آپؐ کا رب آپؐ کو وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ط
(الانشراح آیۃ ۴)

اور ہم نے آپؐ کی خاطر آپؐ کا ذکر بلند فرما دیا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کی رحیم یار خان میں سکونت

ا ۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے خاندان کے افراد و دیگر عزیز و اقارب کو ہوشیار پور میں چھوڑی ہوئی زمین کے بدلے میں موضع آباد پور اور دولت پور ضلع رحیم یار خان میں زمین مل گئی اور وہ تمام لوگ وہیں رہائش پذیر ہو گئے۔ حضرت قبلہؒ کے چھوٹے بھائی محکمہ ٹیلیفون و تار کے لاہور ڈویژن میں جگہ مل گئی اور انہوں نے لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت قبلہؒ کی ہوشیار پور والی زمین کے یونٹوں کا فیصلہ محکمہ مال و آباد کاری، بہاولپور ڈویژن اور ملتان ریجن نے تقریباً تیرہ چودہ سال بعد ۱۹۶۱، ۶۲ء کے لگ بھگ کیا اور متروکہ زمین موضع آباد پور ضلع رحیم یار خان میں بڑی تگ و دو اور مشکلات کے بعد ملی، مگر چونکہ دریں اثناء آپ کے صاحبزادے چوہدری شبیر صاحب کو محکمہ انہار، رحیم یار خان میں ڈرافٹسمین کی حیثیت سے ملازمت مل چکی تھی اور اُنہیں سرکاری گھر کینال کالونی میں مل گیا تھا۔ لہٰذا قبلہ چوہدری صاحبؒ نے رحیم یار خان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

(ب) پاکستان میں دیگر عزیز اقارب کی سکونت و رہائش

موضع اجڑام، ہوشیار پور کے دیگر عزیز و اقارب، ضلع بہاولنگر میں زرعی زمین ملنے کی وجہ سے وہاں آباد ہو گئے۔ ان میں چوہدری نیاز خان صاحبؒ (جو چند سال قبل فوت ہو گئے) کے نام کا تذکرہ قدرے ضروری تھا۔

کیونکہ یہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ پیر بھائی بھی تھے۔ موضع اجڑام کے دیگر افراد موضع بہمنی والا ضلع فیصل آباد میں آباد ہوئے اور ان میں سے چند صاحبان کو لاہور میں ملازمت ملنے کی وجہ سے وہ لاہور ہی میں مقیم ہو گئے۔ اِن میں حاجی نُور محمدؒ صاحبؒ[1] جو محکمہ ڈاک لاہور میں پوسٹ ماسٹر تھے اور اسلام پورہ (کرشن نگر) میں رہائش پذیر تھے اور دوسرے چوہدری محمد لطیفؒ صاحبؒ[2]، جو پولی ٹکنیک انسٹی ٹیوٹ بہاولپور میں انسٹرکٹر تھے۔ اور آج کل ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں ہیں۔ اِن دو احباب کا یہاں تذکرہ ضروری ہے۔ جب چوہدری لطیف صاحبؒ بہاولپور میں انسٹرکٹر تھے، ماہ جنوری ۱۹۶۰ء میری (یعنی راقم کی) تقرری بھی اسی پولی تکنیک انسٹی ٹیوٹ بہاولپور میں بحیثیت ایک لیکچرار کے ہُوئی تھی اور وہیں چوہدری لطیف صاحب سے ملاقات ہوئی اور پھر ہم اکٹھے ایک ہی مکان میں ایک دو سال کے عرصہ کے لئے ٹھہرے رہے۔

---

[2] میری (یعنی راقم کی) گورنمنٹ میں سب سے پہلے تقرری پولی تکنیک انسٹی ٹیوٹ بہاولپور میں ماہ جنوری ۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ چوہدری محمد لطیف صاحب کی اور میری ملاقات وہیں انسٹی ٹیوٹ میں ہوئی چوہدری صاحب اس وقت غیر شادی شدہ تھے اور وہ ایک اور غیر شادی شدہ دوست خالد صاحب کے ساتھ ون یونٹ کالونی کے ایک مکان میں اکٹھے رہتے تھے۔ یہ لوگ مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے اور میں (راقم) ان احباب کے ساتھ ٹھہر گیا۔ اس وقت میں بھی غیر شادی شدہ تھا۔ اور میری عمر تقریباً پچیس برس تھی اور مجھے قبلہ چوہدری صاحب کے ساتھ شرف ملاقات چوہدری لطیف صاحب کے ہاں ہی ہوا۔

[1] حاجی نُور محمد صاحبؒ (مرحوم) جن کا انتقال جنوری ۱۹۸۴ء کو لاہور میں ہوا۔ یہ دہلی میں محکمہ ڈاک میں ملازم ہوئے تھے اور لاہور میں ہجرت کے بعد وہ محکمہ ڈاک لاہور میں منتقل ہو گئے۔ محترم نور محمد صاحب نے حج قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ساتھ ۱۹۵۹ء میں کیا تھا اور حضرت قبلہؒ کے زیر تربیت اور ارادت مند احباب میں حاجی نُور محمدؒ صاحب سے پہلے اشخاص میں سے تھے۔ اور حضرت قبلہ جب کبھی لاہور آتے تو محترم حاجی صاحب کے ہاں اسلام پورہ میں ہی قیام فرماتے۔ محترم حاجی صاحب نے آج سے دس بارہ سال قبل ایک کتاب "مقامِ آدم" بھی تصنیف کی اور حضرت قبلہ کی کتاب "حریم دل ص۲" کے مسوّدہ کو نظر ثانی اور تیار کرنے میں بہت ہاتھ بٹایا۔

(ج) مُلتان کے قُطب سے مُلاقات اور زمین کی الاٹمنٹ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ زرعی زمین کے یونٹوں کی منتقلی کے سلسلہ میں قبلہ چوہدری صاحبؒ اور اُن کے چھوٹے بھائی صاحب کی مِثل بہاولپور ڈویژن سے دفتر آبادکاری و بحالیات ملتان ریجن کو بھیج دی گئی۔ دس بارہ سال حضرت قبلہؒ اور اُن کے رفقاء اس معاملہ میں کوشش کرتے رہے کہ زمین کی الاٹمنٹ کا مسئلہ جلدی حل ہو جائے۔ مگر دفاتر کے چند لالچی اہلکاروں نے ایک دفعہ مِثل گم کر دی اور پھر تقریباً ایک دو سال تک گم رہی۔ حضرت قبلہؒ نے بہاولپور اور مُلتان کے دفاتر میں بہت چکر لگائے کہ مِثل مل جائے، مگر ثہ اِرت اور لالچ کی وجہ سے اہل کاروں نے اسے دبائے رکھا تھا۔

بالآخر ایک دن حضرت قبلہؒ مُلتان دفتر کے باہر پیشی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک رجل الغیب بالکل پاس ہی سے نمودار ہوئے اور بڑے تپاک و ادب سے سلام و مصافحہ کیا۔ کہنے لگے کہ مَیں مُلتان کا قُطب ہوں۔ چند دن پہلے مجلس رجال الغیب یعنی بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ (قبلہؒ) چوہدری صاحب کی زمین کی گمشدہ مثل لالچی اہلکاروں کے قبضہ سے برآمد کی جائے اور اُنہیں رحیم یار خان میں زمین الاٹ کی جائے۔ قبلہؒ! آج آپ جب پیشی کے لئے جب اندر جائیں گے تو مِثل بھی مِل جائے گی اور انشاءُ اللہ تعالیٰ فیصلہ بھی آپ کے حق میں ہو جائے گا۔ یہ لالچی اہلکار رشوت کھانے کے چکّر میں لوگوں کو ناجائز تنگ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی شر سے ملک و قوم کو بچائے۔ آمین!

تھوڑی ہی دیر کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ کو دفتر کے اندر سے پیشی

کے لئے آواز پڑی۔ آپ اندر گئے۔ مِثل وہاں موجود تھی اور آفیسر مجاز نے چند ہی منٹوں میں آپ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اور رحیم یار خان میں موضع آباد پور اور دولت پور میں اپنے اہلِ خاندان کے پاس ہی زمین کی الاٹمنٹ کے احکامات جاری کر دیئے۔ اور آفیسر مجاز نے کہا۔ (قبلہ) چوہدری صاحبؒ مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ کی مِثل کافی عرصہ تک گم رہی اور آپ کو انتظار کی زحمت اُٹھانا پڑی۔ حضرت قبلہ دفتر سے باہر آئے تو اِدھر اُدھر دیکھا کہ شاید قُطب صاحبؒ نظر آجائیں تو اُن کا شکریہ ادا کر دوں۔ مگر قُطب صاحب وہاں نہ تھے

(د) مُلتان میں بزُرگانِ دین کے مزار پر حاضری

زمین کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں قبلہ چوہدری صاحبؒ کا رحیم یار خان سے بہاولپور اور ملتان آنا جانا رہتا تھا۔ اور ملتان میں آپ اکثر حضرت شاہ شمس سبزواریؒ، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ اور حضرت شاہ رُکنِ عالمؒ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے اور اِن اولیاءِ کرامؒ سے اکثر سعادت گفتگو ہوتی۔ مگر حضرت قبلہؒ نے کبھی کسی خاص واقعہ یا بات چیت کے متعلق نہیں بتایا۔

(ر) حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے سعادت مُلاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ کراچی سے رحیم یار خان منتقلی کے بعد آپ اکثر اپنے صاحبزادہ صاحب کے پاس ہی رہتے تھے اور اکثر وہاں آپ طریقت، معرفت اور درویشی کے مختلف مراحل و پہلوؤں پر کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے تھے۔ اس دوران کبھی لاہور چلے جاتے اور وہاں اپنے بھائی صاحب اور حاجی نور محمد صاحب کے پاس چند ایام رہ کر واپس آجاتے اور اس طرح تمام

عزیز و اقارب و اہلِ اجڑام والوں کی خیریّت کا علم ہو جاتا۔

آپ بتاتے تھے کہ ایک دفعہ مَیں ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھنے میں مشغول تھا کہ پرواز شروع ہو گئی۔ پھر میں بہاولپور ڈویژن کا تمام صحرائی علاقہ دیکھ رہا ہوں۔ بعض مقامات پر نہریں، سبزہ زار و نخلستان دیکھے (مجھے یک دم خیال آیا کہ یہ تمام منجانب اللہ تعالیٰ ہے کہ مجھے رحیم یار خان کے اِرد گرد کے تمام علاقہ جات دکھائے جا رہے ہیں۔ جہاں مجھے اب رہنا ہے اور شاید اسی علاقہ میں مجھے وہ خاص فرائض منصبی عطا ہوں گے۔ جن کی بشارت دہلی میں اکثر بار ہو چکی تھی)

مَیں نے ایک میدان میں ایک بہت مُعمّر بابا کو اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے کھڑے دیکھا اور اُن کے سامنے بہت ہی بڑا بھیڑ بکریوں وغیرہ کا ریوڑ تھا جو کہ گھاس وغیرہ کھا رہا تھا۔ اور مُعمّر بابا اُس ریوڑ کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ مَیں نے کوشش کی باباجی کے سامنے کی بجائے پیچھے سے نکل جاتا ہوں تاکہ باباجی کے کام میں مُخل نہ ہُوں اور پرواز میں کوتاہی بھی نہ ہو، مگر جُونہی باباجی کے پیچھے سے گزرنے لگا۔ باباجی نے فوراً مڑ کر کہا۔ برخوردار، میرے عزیز، ذرا رُکنا۔ بات سُننا۔ مَیں رُک گیا اور باباجی کے سامنے جا کر اُن کو سلام عرض کیا۔ باباجی نے وعلیکم سلام کہا اور فوراً اپنی لاٹھی میرے ہاتھ میں دے دی اور کہا۔ میرے عزیز! اب اس ریوڑ کی دیکھ بھال آپ کریں گے۔ مَیں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔ مَیں نے بھی لاٹھی باباجی کو واپس کرتے ہوئے کہا۔ باباجی آپ ریوڑ کی بہت اچھی طرح سے دیکھ بھال کر رہے ہیں مَیں اس خوبی کے ساتھ ان کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا۔ باباجی نے کہا میرے عزیز! اب حکم ایسا ہی ہے۔ اب آپ یہاں ریاست کی زمین پر سکونت پذیر ہو گئے ہیں۔ اب یہ کام آپ ہی کو کرنا ہے اور باباجی لاٹھی مجھے دے کر آپ فوراً غائب ہو گئے۔

بعد میں مَیں فوراً سمجھ گیا کہ یہ خواجہ غلام فریدؒ تھے، جو بھیڑ اور بکریوں وغیرہ میری دیکھ بھال میں دے گئے ہیں۔ مجھے علم ہو گیا کہ یہ ریوڑ نہ تھا۔ بلکہ ایسے مسلمان لوگوں کی جماعت تھی، جن کی رُوحانی تعلیم و تربیت میرے سپُرد کی جائے گی۔ اس کی ایک شکل مجھے دکھا دی گئی۔ حضور قبلہ خواجہ غلام فریدؒ سے اس کی بعد بھی کئی مرتبہ سعادت ملاقات ہوئی اور آپ نے تعلیم و تربیت اور درس و تدریس میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے محبّت و عشق و اتباع پر ہی زور دینے کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ اس علاقہ کے لوگ مُحبّت و اِتّباعِ رسُولؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) میں بہُت پُرخلوص اور پختہ ہیں اور اہلِ محبّت و عِرفان درویشوں کی راہ میں آنکھیں بچھا دیتے ہیں اور آپ اِن کو بہُت اچھا پائیں گے۔

تتی رو رو واٹ نہاراں کُڈھیں سانول موڑ مہاراں
جیس کارن سو سختی جھاگی پھڑ ڈھاگی دیس برا گی
جیندی ڈیکھاں سانول ساگی تھیواں باغ بہاراں
کُڈھیں سانول موڑ مہاراں

(خواجہ غلام فریدؒ)

(س) رحیم یار خان میں حکمت و مطّب

قِبلہ چوہدری صاحبؒ کی مجالس میں اگر کسی وقت کوئی ذوقِ حکمت والے شخص آجاتے تو اُن کو بہُت ہی نادر، نایاب و مجرّب حکیمی نسخے لکھوا دیتے اور لوگوں کو کافی فائدہ پہنچ جاتا۔ اِن نایاب حکیمی نسخوں کے مُتعلّق تفصیل کے ساتھ۔ انشاءُ اللہ تعالیٰ بعد میں بیان ہوگا۔ اس وقت یہ بتانا ضروری ہے کہ جس وقت تک حضرت قِبلہؒ کو زرعی زمین کی الاٹمنٹ نہیں ہوئی تھی، آپ

قبلہؒ نے چند ماہ کے لئے رحیم یار خان میں حکمت کا مطب کھولا تھا۔ چند ہی دنوں کے بعد کافی مریض آنے شروع ہو گئے۔ حضرت قبلہؒ اکثر نسخہ لکھوا دیا کرتے اور مریض لوگ بازار سے ادویات لے لیا کرتے تھے اور بعض اوقات حضرت قبلہؒ اپنے مطب سے بھی دوائیاں دے دیتے تھے اور ان کے پیسے مریضوں سے لے لیتے تھے اور بعض مریض حضرات کو قرآنِ مجید کی آیات اور درود شریف پڑھنے کو بھی بتا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مریضوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا تھا۔ حضرت قبلہؒ فارغ اوقات میں، مطب میں بھی اذکارِ الٰہی اور درود شریف میں مشغول رہتے تھے، مگر چند ہی ماہ بعد آپ نے مطب بند کر دیا۔

دوست و احباب کے استفسار پر کہ حضرت قبلہؒ! جب مطب اچھا بھلا چل نکلا تھا تو آپ نے اس کام کو خیرباد کیوں کہہ دیا؟ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اس ضمن میں بتایا کہ حکمت و مطب کے اِن چند ماہ کے دوران تین چار مریض بڑی نازک حالت میں میرے پاس آئے۔ مَیں نے اُن کی نبض اور تشخیص کے مطابق اُن کو نسخے تو لکھوا دیئے اور وہ شہر سے دوائی لے کر اپنے گاؤں واپس چلے گئے، مگر تمام شام بلکہ رات بھر کئی دفعہ مجھے اِن مریضوں کا خیال دل و دماغ میں اُبھرتا رہا۔ کہ باری تعالیٰ پتہ نہیں اُن کی حالت کیسے ہے۔؟ طبعیت قدرے سنبھلی ہے کہ نہیں، بخار کم ہوا ہے کہ نہیں، قے و متلی وغیرہ بند ہوئی ہے کہ نہیں .....؟ اور اِن خیالات کی اُلجھن میں اذکارِ الٰہی اور درود شریف پڑھنے کے میرے اوقات بھی بہت متاثر ہوئے ہیں، بلکہ اِن اوقات میں خیال بٹ جاتا اور طبعیت میں یکسوئی پیدا نہ ہو پاتی۔ مَیں نے سوچا کہ مَیں اذکارِ الٰہی اور درود شریف

میں کمی کے باعث کہیں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ مُبارک سے دُور نہ ہو جاؤں۔ بس اسی خیال سے مطّب کو بند کر دیا اور زیادہ تر توجہ اور دھیان کھیتی باڑی کی طرف منتقل کر دیا۔ اس کام میں یعنی ہل چلاتے، بیج بوتے، کھاد ڈالتے اور فصل کی کٹائی کرتے وقت ذکر اللہ اور درُود شریف میں خیال ویکسوئی نہیں بٹتی تھی بلکہ اذکارِ الٰہی و درُود شریف کے تصرّف و برکت سے بیل وغیرہ بھی زیادہ خوش اور صحت مند نظر آتے تھے۔ بلائیں دُور رہتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیداوار میں بھی اضافہ رہتا تھا۔

حضرت میاں میر صاحبؒ اور قبلہ شیخ و مُرشد صاحبؒ سے مُلاقات

قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مَیں لاہور گیا اور کچھ ذاتی کام کر کے واپس رحیم یار خان آ گیا۔ دوسرے ہی دن مَیں گھر میں بیٹھا ہُوا تھا کہ قِبلہ سائیں جی شیخ و مُرشد صاحب ہاتھ میں چھڑی کا سہارا لیئے ہوئے بیٹھک کے باہر نظر آئے۔ پھر اندر تشریف لے آئے اور السّلام علیکم کہا۔ مَیں نے بڑے ادب کے ساتھ وعلیکم السّلام کہا۔ قِبلہ[1] سائیں جی نے فرمایا۔ غلام حیدرؒ! ایک دو دفعہ آپ لاہور آئے۔ اور میری قبر پر بھی نہ آئے اور فاتحہ بھی نہ پڑھی۔ کیا آپ نے ہمیں مُردہ سمجھ لیا ہے؟ دیکھ لیں مَیں اِدھر کھڑا ہوں اور مُردہ تو نہیں ہُوں؟ مَیں نے عرض کیا۔ سائیں جیؒ! ایسا تو نہیں ہے، بس مَیں کام کر کے لاہور سے واپس آ گیا۔ بس کوتاہی ہوئی۔ کہ میں اُن دِنوں آپ کے مزار پر حاضری نہیں دے سکا۔ مَیں نے کہا سائیں جیؒ! آپ بیٹھیں اور اپنے حالات و کوائف خیریت سے بتائیں۔

قِبلہ سائیں جی نے فرمایا۔ غلام حیدرؒ! وہ شخص مرتا نہیں ہے، جس کو نبیؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی غلامی اور مُحبّت و اتّباع میسّر ہو جائے۔ موت اس کے لیئے ایک پردہ ہوتی ہے۔ اسے بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور انعام سے جو زندگی عطا ہوتی ہے۔ اس کا عوام النّاس کو شعُور نہیں ہے۔ یہ بھی ایک خاص تعلیم ہے، جو قرآن و حدیث شریف کے تابع ہے، مگر عام علماء اور مسلمان اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے علوم

---

[1] قِبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحب کا مزار شریف لاہور میں حضرت میاں میر کے قبرستان میں واقع ہے۔

کا سمُندر اور خزانہ عطا کیا ہے۔ مگر ہم اس سے بہت کم فائدہ اُٹھاتے ہیں اور بے بہرہ رہتے ہیں۔ مَیں نے کہا قبلہ سائیں جیؒ! آپ صحیح فرماتے ہیں۔ قبلہ سائیں جی نے کہا۔ غلام حیدرؒ! اب آپ اپنی پہلی فرصت میں لاہور آئیں اور میری قبر پر آن کر دُعائے فاتحہ و مغفرت اور ایک دو دفعہ درود تاج شریف ضرور پڑھ کر جانا۔ مَیں نے عرض کیا۔ قبلہ سائیں جیؒ! بہت اچھا۔ پھر قبلہ سائیں جیؒ اُٹھے اور السّلام علیکم کہہ کر چل دیئے اور معاً ہی فضاء میں رُوپوش ہو گئے۔

مَیں ایک دو دن کے بعد ہی لاہور روانہ ہو گیا اور وہاں حضرت میاں میرؒ صاحب کے مزار اور قبلہ سائیں جیؒ کے مزار پر حاضری دی اور دعائے فاتحہ و مغفرت اور درود تاج شریف پڑھا۔ حضرت میاں میر صاحبؒ نے زیارت سے نوازا۔ دولتِ وصل کی لہریں اور عشق و عرفان کی پُرسوز شعاعیں اُن کی جانب سے میرے جسم میں سرایت کر رہی تھیں۔ معلوم دیتا تھا کہ آپ کا محبّت و عشق اور مُجاہدہ و اتباعِ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ و سلام) میں بہت بڑا مقام ہے۔ آپ کی طبعیت بہت ہی سادہ مگر اتباعِ قرآن و سُنّت مُبارک میں لبریز نظر آتی تھی۔ وہ میری طرف دیکھ کر مُسکرا رہے تھے اور مَیں اُن کو دیکھ کر پُرسوز ہو رہا تھا۔

حضرت شیخ میاں میر ولی ہر خفی از نُورِ جاں اُو جلی
بر طریقِ مُصطفٰےؐ محکم پیے (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
تُربتش ایمان خاک شہر ما مشعلِ نُور ہدائیت بہر ما
(علّامہ ڈاکٹر محمّد اقبالؒ)

قبلہ سائیں جیؒ نے بھی ملاقات فرمائی۔ اور بہت خوش ہوئے۔ فرمانے لگے۔ جب لاہور آنا ہو تو کبھی اِدھر بھی آجایا کریں۔ آپ کے ذکرِ الٰہی اور درُود شریف پڑھنے سے طبعیت اور پُرکیف ہو جاتی ہے اور بھی عقیدت مند اور مسلمان لوگ

جب دعائے فاتحہ و مغفرت اور قرآن شریف اور درود شریف پڑھتے ہیں تو بہت سکون اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

میں نے اجازت طلب کی اور انہوں نے میرے واپس ہونے پر فرمایا کہ غلام حیدرؒ! تربیت کا فرض منصبی جو نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے عطا فرمایا ہے اسے دوست و احباب اور شاگردوں میں بہت پیار و شفقت سے پھیلانا اور ذاتِ مبارک نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کو اوّلیت دیتے رہنا، جو ذاتِ مبارک مقصود و موجود ہے اور جس کو دوام ہے۔ باقی ہم سب اُمتی، اور ادنیٰ غلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ظاہر و باطن اور اوّل و آخر میں اسی نسبتِ پاک سے ہماری پہچان ہو گی۔ انہوں نے کہا۔ آپ جائیں۔ آپ پر نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی شفقت و نگاہ رحمت رہے اور اللہ تعالےٰ کی حفظ و امانؐ آپ کے محبت بھرے الفاظ سے مجھ پر سرور و مستی غالب ہوئی۔ بالآخر میں نے قبلہ سائیں جیؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور واپس ہوا۔

سعادتِ حج مُبارک

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ سال ۱۹۵۸ء یا ۱۹۵۹ء میں دو تین دوستوں[1] کے ہمراہ حج مُبارک پر جانے کا ارادہ کیا۔ سب نے درخواستیں اور پیسے جمع کروا دیئے۔ اُن دنوں درجہ عرشہ، بحری جہاز میں تقریباً دو ہزار روپے زرِ مبادلہ کے ساتھ خرچ ہوتے تھے اور عرب شریف میں تین ساڑھے تین ماہ تک رہنا پڑتا تھا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ اور احباب نے اوائل کے جہازوں میں جانے کا فیصلہ کیا۔ خشک راشن، احرام اور زادِ راہ تیار کیا اور تمام احباب کراچی سے پہلے والے جہازوں میں روانہ ہُوئے۔ راستے میں اذکارِ الٰہیؒ نماز، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دُرود شریف پر زور رہا۔ دس روز کے بعد جہاز جدّہ کی بندرگاہ پر بخیر و عافیت پُہنچ گیا۔

۱۔ جدّہ اترتے ہی اپنے مُعلّم سے ملے اور مدینہ منوّرہ جانے والی بس میں سوار ہو گئے۔ شہرِ مقدّس میں پہنچنے پر مُعلّم کے آدمیوں نے ایک چھوٹا سا مکان لے دیا۔ سامان بخوبی وہاں پہنچایا۔ نہا دھو کر مسجد نبویؐ شریف میں حاضر ہو گئے۔ ہم نے مسجد شریف میں داخل ہوتے ہی دو نوافل ادا کیئے، پھر دُرود شریف پڑھتے ہوئے رَوضہ مُبارک کے سامنے آ گئے۔ وہاں مُعلّم نے دُرود و سلام پڑھوایا۔ مُعلّم کے ساتھ ساتھ ہم بھی دُرود و سلام دُہراتے جا رہے تھے۔ ہمارا دِل و دماغ، زبان و خیال سب نذرانۂ دُرود و سلام بحضُورِ سرورِ کائنات، رحمتؐ للعالمین و رؤف رحیم

---

[1] حاجی نور محمد صاحب (مرحوم) اسلام پورہ لاہور اور صُوفی محمد یعقوب صاحب نیلا گنبد لاہور

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیش کر رہے تھے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ

(آپؐ پر لاکھوں کروڑوں درود وسلام)

آنکھوں میں آنسو تھے۔ اپنی گناہ گاری پر شرمساری تھی۔ دوست واحباب کا درود وسلام بھی عرض کیا۔ دعائیں بھی مانگیں سب کے لیئے۔ پاکستان اور دُنیائے اسلام کے لئے، پھر مُعلّم صاحب ذرا آگے بڑھے۔ ہم نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اسی طرح مُعلّم نے ذرا آگے بڑھ کر سیدنا عمرِ فاروقِ اعظمؓ کے روبرو ہدیہ سلام پیش کیا اور پھر سیدنا جبرائیلؑ کی خدمت میں باب جبریل کے سامنے سلام عرض کیا۔ مُعلّم نے ہمیں یہ سب کچھ سمجھا دیا اور پھر ہم مسجد شریف میں بیٹھ کر نوافل، قرآنِ پاک اور دُرود وسلام پڑھتے رہے۔ یہ ہمارا روزانہ کا معمول تھا۔

ب۔ یدِ شفقتِ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ جمعۃ المبارک کے ایک دن ہم نماز شروع ہونے سے کافی پہلے حرم شریف میں آگئے اور ہمیں روضۂ اطہر کے بالکل قریب دوسری صف میں جگہ ملی۔ ہم سب وہیں بیٹھ گئے۔ کبھی نوافل ادا کرتے اور کبھی درود شریف کا ورد کرتے۔ آہستہ آہستہ لوگ آرہے تھے اور حرم شریف بھرے جارہا تھا۔ اتنے میں روضۂ مُبارک کے اندر سے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا یدِ مُبارک باہر نکلا اور یدِ شفقت سے یہ اشارہ ہو رہا تھا کہ اگلی صف میں آ جاؤ! حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی اور شخص ہے،

جس کو پہلی صف میں بلایا جا رہا ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ اگلی صف میں ایک اور نمازی کے لئے جگہ بھی بن گئی ہے۔ یدِ شفقت پھر جالی مُبارک سے باہر نکلا اور وہی اشارہ ہو رہا تھا کہ پہلی صف میں آجاؤ! مَیں نے پھر اِدھر اُدھر دیکھا۔ کہ شاید کوئی اور نمازی اس اشارے کو دیکھ کر اگلی صف میں آ رہا ہو۔ مگر اِدھر اُدھر سے کوئی شخص بھی آگے نہیں بڑھا۔ پھر میرے جی نے کہا کہ شاید یدِ شفقت سے یہ اشارہ مبارک میرے لئے ہے۔ مَیں اپنی جگہ سے اُٹھا اور پہلی صف میں جالی مبارک کے قریب بیٹھ گیا اور درود شریف پڑھنے لگا۔ بعد میں یدِ شفقت پھر باہر نمودار نہیں ہُوا اور مَیں سمجھ گیا کہ یہ اشارہ مُبارک حضور نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا اپنے اِس ادنیٰ غلام کیلئے تھا کہ مَیں روضۂ مُبارک کے اور قریب ہو جاؤں۔ نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی یہ اپنے اُمّتی پر بے حد عنایت و شفقت تھی۔ مجھ پر رِقّت طاری تھی اور ساتھ ساتھ مَیں دُرود شریف پڑھ رہا تھا اور دِل سے یہ آواز نکل رہی تھی کہ یا رسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) آپؐ نے مجھ ادنیٰ غُلام پر کتنی مہربانی فرمائی ہے کہ پاکستان سے مجھے یہاں آنے کی سعادت بخشی اور پھر آپؐ حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) نے اپنے یدِ مُبارک کی زیارتِ پاک نصیب فرمائی اور مجھے اپنے قریب جگہ عطا فرمائی اور لا انتہا عنایت و شفقت فرمائی۔

اَلصَّلٰوۃُ وسَلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَسَلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَسَلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وسلامُ علیکَ یانُورٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہ

ج۔ مکہ مکرّمہ کو روانگی

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ہم مدینہ منوّرہ میں اڑھائی (۲½) ماہ سے زیادہ ٹھہرے۔ تہجّد سے عشاء تک نمازیں ہم نے حرم شریف میں ہی ادا کرتے تھے۔

دیگر اوقات میں تلاوتِ کلام اللہ اور درُود شریف پڑھتے رہتے۔ مسجد قبا۔ مسجد قبلتین، مساجد خندق میں بھی نوافل ادا کیئے۔ جنّت البقیع اور میدانِ اُحد میں مدفون اہلِ بیت اصحاب اکرامؓ، شہداء اور تمام بزرگانِ دینؒ کے لئے دعا اور فاتحہ پڑھی۔

د بس کا بندوبست

مدینہ منورہ میں ڈھائی یا تین ماہ تک رہے۔ ہمیں مُعلّم نے کہہ رکھا تھا کہ اب آپ کسی نہ کسی دن مکّہ مکرّمہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ اب حج مُبارک میں صرف چند روز رہ گئے ہیں، بلکہ ایک دن صُبح کے وقت مُعلّم نے کہا کہ آج شام کو آخری بس جائے گی۔ اگر اس بس میں آپ نہ گئے تو پھر آپ کو اپنے انتظام پر ٹیکسی پر جانا ہوگا۔ بلکہ کل سے ٹیکسی بھی مشکل سے ملے گی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ مَیں نے مُعلّم سے کہا آپ فکر نہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بس یا ٹیکسی کا بندوبست ہو جائے گا۔ مَیں مُعلّم کو کیا بتاتا کہ ابھی تک ہمیں حضورِ نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے مدینہ منوّرہ چھوڑنے کے متعلق ارشادِ مُبارک نہیں ہُوا۔

مَیں اور میرے ساتھی ہم حرم شریف گئے اور باقاعدگی کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور پھر روضۂ مُبارک کے سامنے پیش ہُوئے اور حسبِ معمول بارگاہِ رسالتمآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) میں نذرانۂ درُود و سلام عرض کیا۔ ہمیں اپنے تئیں خطاؤں اور گناہوں کا احساس ہو رہا تھا، مگر نبی کریمؐ، رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی جانب سے سراپا رحمت و عنایات کا فیضان و تصرّف ہو رہا تھا۔ ہم پر رقّت طاری ہو گئی۔ اسی دوران نیم جذب و نیم ہوش کی حالت میں مجھے اشارہ محسوس ہُوا کہ نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے جیسے ارشادِ مُبارک فرمایا ہے کہ غلام حیدرؒ!

آپ سب کل صبح نمازِ فجر کے بعد مکّہ مکرّمہ روانہ ہو جائیں اور بس وغیرہ کا بندوبست بھی انشاءُ اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔

نمازِ عشاء کے بعد ہم واپس اپنی جگہ پر لوٹے اور ہم سب نے اپنا زادِ راہ سمیٹا اور باندھ لیا۔ اگلی صبح حرم شریف کو آتے ہوئے اپنا سامان بھی ساتھ لے آئے اور بابِ مجید کے سامنے رکھ دیا۔ حرم شریف میں تہجّد کے نوافل اور فجر کی نماز ادا کی۔ آج حرم شریف میں نمازیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ کچھ مقامی لوگ اور ہم تین افراد تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم روضہ مُبارک کے سامنے آ گئے اور دُرُود و سلام پڑھتے رہے۔ ہم نے الوداعی دُرُود و سلام عرض کیا اور دعائیں کیں کہ اللہ تعالےٰ پھر موقع فراہم کرے تاکہ ہم سب مدینہ مُنوّرہ میں دوبارہ حاضری دیں۔ ہماری آنکھوں میں آنسو تھے اور ہم بھاری دِلوں کے ساتھ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی بارگاہِ عظمیٰ سے رُخصت ہو رہے تھے۔ پھر اصحابؓ اکرام کو اور بابِ جبرائیل پر سلام عرض کیا اور دُرُود و سلام پڑھتے ہوئے بابِ مجید سے حرم شریف کے باہر آئے۔

باہر نکلے تو دیکھا ایک بس بابِ مجید کے بالکل سامنے کھڑی ہے اور اُس کا ڈرائیور اور کنڈکٹر مکّہ مکرّمہ، مکّہ مکرّمہ کی آوازیں دے رہا ہے۔ کنڈکٹر نے ہمارا سامان اُوپر رکھ دیا اور ہم بس میں سوار ہو گئے۔ اندر جا کر دیکھا تو بس میں صرف تین ہی نشستیں خالی تھیں ہم بیٹھ گئے اور بس مکّہ مکرّمہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ راستے میں لوگوں نے بتایا کہ یہ بس تو نمازِ تہجّد کے وقت مدینہ مُنوّرہ سے مکّہ مکرّمہ کے لئے روانہ ہوئی تھی۔ اس میں تین نشستیں پہلے ہی سے خالی تھیں۔ مدینہ منوّرہ سے تین چار میل باہر جا کر معلوم نہیں ڈرائیور کو کیا خیال آیا کہ اُس نے بس وہیں سے واپس موڑ لی اور پھر حرم شریف کے بالکل سامنے لا کر بابِ مجید کے قریب کھڑی کر

دی اور اتنے میں آپ تین افراد ہی حرم شریف سے باہر نکلے اور بس میں سوار ہو گئے۔ اب بس پھر مکّہ مکرّمہ کو روانہ ہوئی ہے۔ ہم نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ہمارے لئے بس کا خود بخود بندوبست ہو گیا۔

مکّہ مکرّمہ کو ہم روانہ ہو گئے۔ مکّہ شریف کے قریب پہنچ کر میقات والی مسجد میں وضو کیا اور احرام باندھ لئے۔ مکّہ مکرّمہ ہم رات کو پہنچے۔ سامان مُعلّم کے ڈیرے پر رکھا اور سیدھے بیت اللہ شریف گئے۔ نوافل ادا کئے اور عمرہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں سے منیٰ روانہ ہوئے اور پھر میدان عرفات پہنچے اللہ تعالےٰ نے سعادتِ حج نصیب فرمائی۔ جبلِ رحمت پر گئے اور وہاں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے پاؤں مُبارک کے نشانات کی زیارت کی۔ شام کو مُزدلفہ واپس ہُوئے۔ صبح کو قربانی ذبح کی اور منیٰ میں شیاطین کو کنکریاں ماریں اور پھر مکّہ مکرّمہ گئے، طواف کیا، بعد میں پھر عُمرہ کیا، طواف الوداع کیا۔ اور حج کے سات دن بعد ہم جدّہ آ گئے۔ وہاں سے بحری جہاز کے ذریعے کراچی پہنچ گئے۔ یہ ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت تھی کہ ہمیں زیارت حرمین شریفین اور سعادتِ حج نصیب ہُوئی۔

عطائے خلافت مَعنوی اور محکمۂ تعلیم و تربیّت

ا ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) قبلہ چوہدری صاحبؒ کا جوانی کے عالم میں ہی مقامِ خُودی کھُل چکا تھا اور ظاہر و باطن میں دولتِ وصل نصیب ہو چکی تھی اور امانتِ الٰہی کے حامِل و امین بن چکے تھے۔ بنگال سے واپسی پر اور دہلی میں تقریباً سترہ سال قیام کے دوران حضرت محبُوب الٰہی نظام الدّینؒ اولیائؒ کے مزار پر باقاعدہ حاضری۔ تلاوت کلام اللہ اور درود شریف کی کثرت اور حضرت محبوب الٰہیؒ کی توجّہ اور تصرّف سے قبلہ چوہدری صاحبؒ کی جسمانی حدّت و جلالی کیفیات کو جمالی رنگ میسّر ہُوا تھا۔

ب ۔ حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے ایک دفعہ مجھے شیخ العالم کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اور پھر ایک موقع پر حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے بشارت فرمائی کہ ہمؐ عِلم بھی عطا کریں گے۔ ایک اور موقع پر یہ بھی ارشادِ مبارک ہُوا کہ ہمؐ ایک خاص منصب یا ایک محکمہ کی سپُردداری سونپیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اب وہ وقت آ چکا تھا کہ اِن بشارتوں اور ارشاداتِ مُبارک کو عملی جامہ ملے۔ بالآخر ایک رات نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے مجھے (یعنی قبلہ چوہدری صاحبؒ کو) اپنی زیارتِ پاک سے نوازا اور ارشاد فرمایا: غلام حیدرؒ! ہمؐ تعلیم و تربیّت کا محکمہ آپ کو سونپتے ہیں۔ اب آپ مسلمان و سالکین کو اسباق ذکر اللہ دیں۔ اُن کو سیدھی راہ بتائیں۔

اور ان کی تربیت و راہنمائی کریں۔

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ وسلام) آپؐ کا ارشاد مبارک سر آنکھوں پر، یہ کام تو اتنا عظیم و اعلیٰ ہے اور میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اور میں اچھی طرح بول بھی نہیں سکتا ہوں اور نہ بات کو بخوبی سمجھا سکتا ہوں۔ نبی کریمؐ مدینۃ العلم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے پھر فرمایا۔ ہمیں معلوم ہے۔ ہم علم بھی عطا کریں گے۔ بات چیت اور تعلیم و تربیت کے لئے حکمت اور دانائی کی باتیں اور احسن سلیقہ و طریقہ بھی بتائیں گے۔ غلام حیدرؒ! آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ ہم اس کام پر خود نظر و توجہ رکھیں گے۔

ج ۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد پاک ہوا تو میں نے اہلِ محبت اور ذوق و شوق رکھنے والے لوگوں کو ذِکر سُلطانًا النَّصِیرًا۔ اسرار عرفانِ الٰہی و مقامِ خودی بتانا و سمجھانا شروع کر دیا اور امتی و سالک کا نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے ساتھ تعلق و رشتہ کیسے اُجاگر و مضبوط تر کرنا ہے؟۔ اُس کو بارگاہِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں کیسے پہنچنا اور رسائی حاصل کرنا ہے؟ اور مومن کی میراث و منزلِ مقصود کیا ہے؟ یہ سب کچھ دوست و شاگرد کو بتانا شروع کیا اور اُن کو جوہرِ عشق اور مغز درویشی سے آگاہ کیا۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کا اپنے ادنیٰ غلام کو یہ ارشاد فرمانا کہ غلام حیدرؒ مومنین و سالکین کو اس راہِ عظیم اور صراطِ مستقیم کی تعلیم دیں اور اُنکی تربیت و راہنمائی کریں میرے لئے یہی صدر سعادت اور خلافت معنوی تھی اور میرے قبلہ شیخ و مرشد نے اس سلسلہ عالیہ کو آگے پھیلانے کیلئے مجھ سے کبھی کچھ نہیں کہا تھا بلکہ وہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ خلافت مرشد و شیخ نہیں دیتا بلکہ حقیقت میں خلافت نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی عطا کرتے ہیں۔ اُمتی کو آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جیسا بھی ارشاد فرمادیں اُس کیلئے اِس کی

اتباع وتعمیل لازمی ہے اور اُس کے لئے یہی مَنصب معنی خیز ہے اور یہی خلافت مَعنوی ہے۔

د۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی براہِ راست نگرانی اور راہنمائی[ے]

نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے ارشاد بھی فرمادیا کہ غلام حیدرؒ! مسلمانوں اور سالکوں کو علمِ باطن و معرفت الٰہی کی تعلیم دیں، پھر اُن کی تربیّت و راہنمائی کریں اور پاکستان میں محکمۂ تربیّت میرے سپُرد فرمادیا۔ پھر آپؐ حضور (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی جانب سے لوگوں کی تعلیم و تربیّت کے لئے ہدایت یعنی خلافتِ معنوی بھی عطا ہوگئی... مگر میرے ذہن میں ایک سوال اُبھر رہا تھا کہ معلوم نہیں آیا مجھے کِن کِن اولیاء اللہ کی سربراہی میں یا اُن کے ماتحت ہو کر یہ کام سرانجام دینا ہوگا۔ اور اُن کی طبیعت پتہ نہیں کیسی ہوگی؟ آیا جلالی ہوگی یا جمالی؟ اور معلوم نہیں اُن سے کیسی نبھے گی؟ اور اُن کے ساتھ کوئی رنجش یا ناخوشگوار حالات پیدا تو نہ ہو جائیں گے؟ اِن تمام حالات و خدشات کے پیشِ نظر مَیں نے بارگاہِ رسالتمآب (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں عرض کیا یا رسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ کا حکم و ارشاد سر آنکھوں پر، مَیں انشاء اللہ تعالیٰ پوری تندہی کے ساتھ تعمیل کروں گا اور آپؐ کی نگاہِ رحمت کے طفیل مَیں لوگوں کو علمِ باطن و معرفتِ الٰہی میں جس قدر مجھے علم و مُشاہدہ ہے مَیں اُن کی تعلیم و تربیت کرتا رہوں گا، مگر یا رسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) میری

ے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے... صُوفی برکت اللہ صاحبؒ (دہلی والے) جب وہ حج پر گئے تھے، تو اُن کو قبلہ چوہدری صاحبؒ کے لئے بشارتِ پاک نصیب ہوئی تھی، جس میں کہ ارشادِ مُبارک ہُوا تھا کہ عنقریب اُن کو ایک خاص فرضِ منصبی سپُرد کیا جائے گا... یہ محکمہ تعلیم و تربیت اسی سلسلہ کی کڑی تھی۔

یہ عرض و خواہش ہے کہ اس کام میں حضورؐ (علیک الصلوٰۃ وسلام) آپؐ ہی براہِ راست میرے سربراہ و نگران رہیں اور آپؐ ہی مجھے ہدایات دیتے رہیں اور میری راہنمائی فرماتے رہیں اور میں حضورؐ (علیک الصلوٰۃ وسلام) آپؐ کے ماتحت ہی کام کرتا رہوں۔ نبیؐ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا۔ ہمیںؐ ایسے ہی منظور ہے۔ غلام حیدرؒ! آپ ہمارے ساتھ براہِ راست ہماری ہی نگرانی و راہنمائی میں کام کریں گے اور کوئی بیچ میں حائل نہیں ہوگا۔ نبیؐ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے اپنے ادنیٰ غلام پر اس قدر شفقت و رحمت فرمائی کہ میری خوش بختی کی انتہا نہ تھی کہ میں نے جو مانگا مجھے مِل گیا۔ مجھ پر رِقّت طاری تھی۔ میں اور میرا دل لاکھوں کروڑوں درود و سلام پڑھ رہا تھا اور نبیؐ کریمؐ رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ مُبارک پر بھیج رہا تھا۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

واہ کیا جُود و کرم ہے شاہ بطحےٰ تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(مولانا احمد رضاؒ خان)

افضل، اطہر، اکمل، انور جیں وچ سب وڈیائیاں
عدم تکلف والیاں جس تھیں وہندیاں ندیاں آئیاں

(مولانا غلام رسولؒ)

باب ۔ ۴

قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ساتھ راقم کی سعادت ملاقات

جیسا کہ اسی باب کے جزُ (ب) کے نیچے ۲ے میں ذکر کیا گیا ہے کہ راقم کی یعنی میری تقرری گورنمنٹ پولی تکنیک انسٹی ٹیوٹ بہاولپور میں بحیثیت ایک لیکچرار کے ماہ جنوری ۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ چوہدری محمد لطیف[1] اور خالد سعید صاحبان جو پہلے ہی سے وہاں ون یونٹ (وحدت) کالونی کے ایک مکان میں رہتے تھے، میں بھی اُن کے ساتھ رہنے لگا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ کو اُس وقت تک زرعی زمین کی الاٹمنٹ نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ تقریباً ہر ماہ رحیم یار خان سے بہاولپور آتے اور چوہدری محمد لطیف صاحب کے ساتھ ہمارے ہاں قیام فرماتے اور پھر بہاولپور سے مُلتان کے دفاتر میں جاتے۔ مُلتان سے واپسی پر پھر ہمارے پاس رُکتے اور بعد میں رحیم یار خان تشریف لے جاتے۔

یہ اُنہی دنوں کا واقعہ ہے کہ حضرت قبلہؒ ماہ جنوری یا ماہ فروری ۱۹۶۰ء میں ایک دفعہ بہاولپور آئے۔ ہمارے ہاں قیام فرمایا اور مجھ ناچیز کو اُن سے سعادت مُلاقات نصیب ہوئی۔ آپ قبلہؒ عشاء کے بعد بیٹھتے اور اپنی زندگی کے مختلف واقعات بیان کرتے رہتے۔ دوسری مُلاقات میں مجھے احساس ہُوا کہ آپ قبلہؒ زمیندار ہی نہیں بلکہ ایک درویش بھی ہیں۔ تیسری ملاقات کے دوران

---

[1] چوہدری لطیف صاحبؒ بھی دراصل موضع اَجڑام ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ اس لیئے وہ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ پاکستان بننے سے پہلے ہی سے ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ چوہدری لطیف صاحب کی عمر اُس وقت تقریباً ستائیس ۲۷، اٹھائیس ۲۸ برس ہو گی اور قبلہ چوہدری صاحب ساٹھ (۶۰) برس کے تھے۔

رات کو لطیف صاحبؒ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی (مُعمّر ہونے کی وجہ سے اور تھکے ہونے کے باعث) بڑے ادب کے ساتھ آہستہ آہستہ ٹانگیں دبا رہے تھے۔ میرے دل نے بھی چاہا کہ مَیں بھی ایک مُعمّر و بزرگ شخص کی ٹانگیں دباؤں اور مَیں بھی اُن کی ٹانگیں دبانے لگ گیا۔ تاکہ اُن کی تھکان اُتر جائے۔

مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے۔ یار رانا! تم نے خواہ مخواہ کی میری ٹانگیں دبانا شروع کر دیں۔ رہنے دو بھائی۔ لطیف اکیلا ہی کافی ہے۔ پھر کہنے لگے۔ بھئی! تم تو میرے دِل و دماغ اور چاہت کے بہت قریب آتے جا رہے ہو۔ پھر فرمانے لگے۔ بھئی! تم چاہو تو میں تمہیں درویشی کا راستہ بتا دوں۔ مَیں نے عرض کیا۔ قبلہ! کرم فرمائیں اور بتا دیں۔

ا ذکرِ "سُلطَانًا النَّصِیرًا"

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے پھر مجھے ذِکر "سُلطَانًا النَّصِیرًا"، یعنی ذکر اللہ "اِلاَّ اللّٰہ" کا سبق دیا۔ اور اسے سانس کے ذریعہ کرنے کا طریقہ سمجھایا۔ اور چند منٹ مجھے خود ذکر کر کے مشق کروائی۔ پھر کہا کوئی اُلجھن یا کوئی رکاوٹ تو محسوس نہیں ہوتی۔ مَیں نے عرض کیا۔ قبلہؒ نہیں! مَیں پھر دس پندرہ منٹ تک ذِکر اللہ کرتا رہا۔

ب۔ سرِّ الٰہی و مقامِ خُودی

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے راقم ناچیز کو سرِّ الٰہی، سرِّ کائنات بھی سمجھا دیا۔ اور فرمایا کہ درویشی میں یہ چوٹی کی بات ہے اور بہت سے شیوخِ کاملین ایسی باتوں کو مرحلہ وار اور کافی عرصہ گزر جانے کے بعد اپنے شاگردوں اور

اراتمندوں کو سمجھاتے ہیں۔ مگر مجھے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے ارشادِ مبارک اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے وصیّت و نصیحت ایسے ہی ملی ہے کہ اس سبق کو یعنی ذکر سُلطَانًا النَّصِیرًا کو براہِ راست رکھنا۔ یعنی ذکراللہ اور درُود شریف بتانے کے بعد شاگرد و سالک کا نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے ساتھ تعلّق پُختہ و براہِ راست جوڑ دینا اور اپنے آپ کو الگ رکھنا۔ یعنی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اور سالک کے بیچ میں شیخ و مُرشد نہیں آئے۔ کیونکہ ابتدا ہی سے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور اُمتی کا رشتہ براہِ راست ہے۔ یعنی جس وقت بھی کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے۔ کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ اور ایمان لے آتا ہے، اُس کی نسبت و تعلّق بحیثیت ایک اُمتی کے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ ہمیشہ براہ راست ہوتا ہے اور شیخ کامل اپنے تجربے اور مشاہدات کی روشنی میں اسی نسبت و تعلّق کو مضبُوط و اُجاگر سے اُجاگر تر کرنا سکھاتا ہے۔

ہاں تو بیٹا جی! ذکرُاللہ کرو، درُود شریف پڑھو، نماز ادا کرو یا قرآنِ مجید کی تلاوت کرو۔ شیخ و مُرشد کے تصوّر میں نہ پھنسنا اور اُسے بیچ میں مت لانا، بلکہ دل و دماغ میں یہی خیال و تصوّر رکھنا کہ مَیں نبیٔ پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا ایک ادنیٰ اُمتی ہوں اور میرا اُن کی ذاتِ مُبارک سے براہِ راست تعلق ہے اور ہمیشہ اِسی ازلی تعلق و رشتے کو مضبوط و اُجاگر کرنے کی فکر میں رہنا اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ مبارک کے قریب سے قریب تر ہونے کی جِدّ و جُہد اور کوشش کرتے رہنا اور درُود شریف و ذکراللہ میں ہی دین و دُنیا کی سرفرازی، عرفانِ حق میں بُلندی۔ مقامِ خُودی کا کشُود و نمُود۔ حقیقتِ محمّدیہ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

اور سرِ الٰہی کا راز مُضمر ہے۔

؎ خُودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ
خُودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

؎ خُودی کیا ہے؟ رازِ دُرونِ حیات خُودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات
خُودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا مقامِ رنگ و بُو کا راز پا جا
برنگِ بحر ساحل آشنا رہ کفِ ساحل سے دامن کھینچتا جا

(علامہ اقبالؒ)

؎ اصل بھُلا گُم گیاں خُودی تھیں اندر سرگردانی
نفسوں ذات گواہی بھریاں گوہر توڑ اِنسانی
توں وِچ خُودی خُودوں چھٹ وگیوں خُودی تھیں خبر نہ پائی
پھَسیاں چھوڑ اُڈینیاں دَل جھاک ایانیاں لائی

(مولانا غلام رسولؒ)

ج۔ مُرشد کامل اور ارادتمندی

قِبلہ چوہدری صاحبؒ سے ذکرِ الٰہی سُلطَانًا النَّصِیرًا سیکھنے سے پہلے ساہیوال میں ایک اور چشتیہ سلسلہ کے بزرگ سید قُطب شاہ صاحبؒ تھے، جن کے پاس مَیں جایا آیا کرتا تھا۔ یہ بزرگ ہمارے گھر سے تھوڑی ہی دُور اپنی کوٹھی میں رہتے تھے۔ چھوٹے سے زمیندار بھی تھے اور تعلیمی لحاظ سے بیرسٹر تھے۔ مگر وکالت وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ اُس وقت اُن کی عمر تقریباً پچھتر (۷۵) برس ہوگی اور مَیں گیارہویں، بارہویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ہفتہ میں ایک دو دفعہ کالج سے آنے کے بعد مَیں اُن کے پاس چلا جاتا تھا۔ وہ زیادہ درُود شریف پڑھنے پر زور دیا کرتے تھے۔ اپنے آپ کے متعلق

کبھی اُنہوں نے بتایا نہیں تھا۔ مگر معلوم دیتا تھا کہ وہ اہلِ خدمت درویشوں میں سے ہیں۔ وہ بھی مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ سے اسباق لینے کے بعد میرے ذہن میں ایک سوال اُبھرا کہ آیا میں اپنی ارادتمندی کا تعلّق قبلہ سیّد صاحبؒ سے رکھوں یا پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ سے؟ جواب میں قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا۔ رانا بھئی! تم چاہو تو اُن بزرگوں سے نسبت رکھو یا مجھ سے۔ میں نے یہ سب کچھ فی سبیل اللہ بتایا ہے اور میں انشاءُ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اِس راہِ درویشی میں تمہاری دیکھ بھال اور اپنی بساط کے مطابق راہنمائی کرتا رہوں گا۔ مجھے نہ تو پیری مُریدی کا شوق ہے اور نہ مُرید بڑھانے کا۔ انشاءُ اللہ تعالےٰ یہ فریضۂ تعلیم و تربیّتِ سالکین جس کا حکم مُبارک[1] مجھے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے براہِ راست ملا ہے۔ میں فی سبیل اللہ کرتا رہوں گا۔ اور اُمتی و سالکِ عزیز کا نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے تعلّق و رشتہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لاتے ہوئے جوڑنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔

د۔ زیارتِ پاک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو اوّلیّت

طریقت اور معرفتِ الٰہی میں نہ تو میرا کوئی مطالعہ تھا اور نہ کوئی تجربہ بس بالکل ایک نو وارد طالبِ علم کی سی کیفیّت تھی۔ یہ تو قبلہ چوہدری صاحبؒ کی مہربانی و کرم تھا کہ انہوں نے ذکر اللہ سکھایا۔ درویشی کے بہت سے نشیب و فراز اور مراحل سمجھا دیئے۔ بہت سے رموزِ راہِ حق بتا دیئے۔ وصل بالذّاتِ رسُولِ مقبولؐ

---

[1] اس حکم و ارشاد مُبارک اور عطائے منصب کی تفصیل انشاءُ اللہ تعالیٰ بعد کے کسی باب میں دی گئی ہے۔

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور وصل باللہ اور وَالمقصُود مَوجُودُہٗ کی خبر دے دی (اللہ تعالیٰ ان کو اس احسانِ عظیم کی بُہت ہی اچھی جزا دے اور ان کے مرتبے مزید بلند فرما دے۔ آمین!)

میرے ذہن میں ایک سوال آیا کہ درویشی کا عُروج کیا ہے؟ قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ زیارتِ پاک نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بارگاہِ رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں حاضری' اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل ظاہر اور باطن میں مشاہدۂ حق اور عطائے دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی۔ یہی درویشی اور عرفان کا ماحاصل وعرُوج ہے اور یہی فنافی الرسُولِ مقبُول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فنافی اللہ اور بقا باللہ کا پیش خیمہ ہے۔

؎ رازدارِ کنتُ کنزاً مخفیاً شاہسوارِ لامکان باطن معاً

قِبلہ چوہدری صاحبؒ اکثر ملاقات پر میرے ساتھ اسباق واذکار کا اعادہ فرماتے اور مجھے ہمیشہ سیدھی راہ پر گامزن اور ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے۔ جہاں میں غلطی ولغزش کرتا، آپ تصحیح فرما دیتے۔ آپ اکثر کہتے کہ مختلف سلاسِل کے بزُرگانِ دین اور اولیائے کرامؒ سے میل جول اور صحبت رکھنا مُفید ہے، مگر یہ لوگ اہلِ مُحبّت اور واصلین ہوں تو پھر بہت ہی اچھا ہے اور اگر شعبدہ باز، تعویز وگنڈہ والے اور دوکاندار ہوں تو اجتناب کرنا اور دُور رہنا بہتر ہے۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں اور اولیاءُ اللہ کی پہچان عطا کر دیتا ہے۔

ایک خاص ہدائیت

قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے کسی اور موقع پر فرمایا۔ رانا بھئی! ہاں

اگر مجھ سے[1] پہلے کوئی اور درویش یا عارف۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی زیارتِ پاک نصیب ہونے کا سبب یا وسیلہ بن جائے یا وہ زیارتِ پاک کے اس مُبارک موقع پر تمہارے یا کسی بھی شاگرد یا سالک کے ساتھ ہو یا اپنے ساتھ وہ آپ لوگوں کو لے جائے تو اس نیک شخص اور کامِل بُزرگ کا دامن فوراً پکڑ لینا اور اس کا احسانِ عظیم ماننا اور بے شک اپنی اِرادتمندی اور عقیدت مَندی اس بزرگِ کامِل سے وابستہ کر لینا۔ کیونکہ مَیں نے بھی یہی کام کرنا تھا۔ جو دوسرے بُزرگ درویش نے پہلے کر دیا۔ بات ایک ہی ہے اور سمجھنے کی ہے، کیونکہ مقصود شیخ و مُرشد کی ذات نہیں ہے، بلکہ اُمّتی کے لئے مقصُود تو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ مُبارک ہے اور اُمّتی و سالک کے خیال و نظر میں اور ذہن و قلب میں اسی ذاتِ مُبارک (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو ہی "**مقصُود موجُود**" رہنا چاہیئے۔ اُمّتی و سالک کے لئے پُہنچنا تو بارگاہِ رسالتِ مآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں ہے۔ چاہے وُہ میرے اسباق، صُحبت، تربیّت اور دُعاؤں کے سبب پُہنچے یا کسی اور نیک بُزرگ کے ذریعہ اور دُعاؤں سے پُہنچے۔ بات ایک ہی ہے۔

یارب صدق سُخن دِی لذّت دِل میرے وِچ پائیں (مولانا
صاف سُخن تے شعر اُجالا روشن آخر تائیں غلام رسُولؒ)

---

[1] اِس امر کی مزید وضاحت قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے ایسے فرمائی کہ میں نے تمہیں جو طریقت اور معرفت کا راستہ بتایا ہے اور ذکر اللہ سُلطانًا النصیراً سکھایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے خلوص، ذوق و شوق اور لگن و محنت کی وجہ سے زیارتِ پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) عطا ہونے میں چند دن یا چند ہفتے یا چند ماہ لگ جائیں..... اور اگر اس کے دوران کوئی اور کامِل بُزرگ کے سبق صُحبت و دُعا کی وجہ سے یہ مُبارک کام پہلے بن جاتا ہے..... تو اس بُزرگ کا دامن فوراً پکڑ لینا .....!

حُب نبیؐ دی آل اصحاباں مقصد کریں ہمارا
دِل پُرنُور کریں اس شوقوں جس بن اساں نہ چارا
قدم نبیؐ دے پچھے سانوں یارب راہ چلائیں
اندر قوم نبیاں کیتا توں سرورؐ جس تائیں
نورِ ہدایت کریں عنایت خوف درجاء دِچ رکھیں
عشقوں کریں منوّر سینہ رَوشن دِل دِیاں اکھیں

(مولانا غلام رسولؒ)

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

(علامہ اقبالؒ)

حضرت سیّد علی بن عُثمان المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری اور سعادت مُلاقات

۱۔ حضرت خواجہ غریب نواز سُلطان الہندؒ کی بیٹھک اور حاضری

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ جب مَیں کراچی و رحیم یار خان سے پہلی بار لاہور آیا تو محترم حاجی نُور محمد صاحبؒ[1] (ہوشیار پوری) کے ہاں قیام کیا۔ اور اگلے روز مَیں صبح سویرے نمازِ فجر کے بعد حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار شریف پر پُہنچا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی مجھ پر سُرور و مستی کی کیفیّت اور میراثِ جمالِ مُصطفوی ﷺ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے تصرّف کی فضاء اُمڈھ آئی۔ مَیں جُوں جُوں مزار شریف کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ سماں مزید پُرکیف ہو رہا تھا۔ پہلے حضرت خواجہ معین الدّین غریب نواز سُلطان الہندؒ کی بیٹھک آئی۔ وہاں سے بھی عشق و مستی کی کیفیات اُبھر رہی تھیں اور طبعیت باغ باغ ہو رہی تھی۔ پتہ چل رہا تھا کہ اس جگہ پر بہُت زیادہ ریاضت و عبادت ہوتی ہے۔ پھر مَیں ذرا آگے بڑھا اور حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ المعرُوف حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار شریف پر سلام عرض کیا۔ حضرت داتا گنج بخشؒ اپنی قبر میں نمُودار ہو

---

[1] قبلہ چوہدری صاحبؒ جب کبھی بھی کراچی یا رحیم خان سے لاہور آتے تھے تو اکثر حاجی نور محمد صاحبؒ (مرحوم) کے ہاں اسلام پورہ (کرشن نگر) میں قیام فرماتے تھے۔

گئے اور وعلیکم السّلام کہا۔

(ب) حضرت داتا گنج بخشؒ سے شرفِ مُلاقات

مَیں بیٹھ گیا اور ذکرِ الٰہی و درُود شریف پڑھنے لگا۔ تصرّفِ میراثِ جمالِ مُصطفویؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) مزید تیز ہُوا۔ اور مجُھ پر رِقّت طاری ہونے لگی۔ مَیں نے حضرت داتا صاحبؒ کی طرف دیکھا وہ مُسکرائے اور کہنے لگے۔ چوہدری صاحبؒ کو اُلفت عشق و مُحبّت بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ کو ظاہر و باطن، جَلوت و خَلوت میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل دولتِ وصل نصیب ہے اور آپ امانتِ الٰہی کے حامل ہیں۔ آپ کو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی جانب سے درس و تدریس اور تعلیم و تربیّت کا جو بھی ارشادِ مُبارک ہُوا ہے، اس نیک کام کو آپ آگے بڑھائیں، اللہ تعالےٰ برکت دے گا اور اس میدان سلوک و عرفان میں ہم لوگوں کی جانب سے راہنمائی و معاونت اور آپ کے شاگِردوں و دوستوں کی دیکھ بھال حاصل ہو گی۔ حضرت داتا صاحبؒ نے بڑی متانت و شفقت سے فرمایا۔ مَیں نے عرض کیا۔ حضرت قبلہؒ! آپ ہمارے باپ دادا ہیں اور آپ اس خطۂ ظُلمت کو نُورِ ہدایت سے منوّر کرنے والے اوّلین مُسلمان اکابرین اور اولیاءِ عظّام میں سے ہیں۔ انوارِ علم و عرفان کے میدان میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہُت اُونچا مقام عطا ہُوا اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا بہُت قرُب نصیب ہُوا اور آپ بے شک بفضل تعالےٰ اس مرتبہ پر فائز ہیں۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نُورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامِل، کاملاں را راہنما

بندہائے کوہسار آسان گسیخت　　در زمین ہند تخمِ سجدہ ریخت
عاشق وہم قاصد طیارِ عشق　　از جنیش آشکار اِسرارِ عشق
(علامہ اقبالؒ)

ب (i) ظُلمت کدہ وجادو نگری لاہور میں نورِ ہدائیت کا پھیلاؤ

حضرت داتا گنج بخشؒ نے دینِ اسلام کو ایسے پھیلایا، لاہور اور اِس کے گِرد و نواح میں جادُو اور جنّات کا دَور دورہ تھا۔ ہندُو اور بُت پرست مہاجن اِن شیطانی عملیّات میں پیش پیش تھے اور غریب عوام کا خون چُوس رہے تھے اور اِن سے دودھ، دہی اور کاروبار میں مُفت کا ناجائز لگان وصول کرتے تھے۔ انکار کی صُورت میں یہ مہاجن اِن غریبوں پر شیطانی عملیّات و جِنّات بھیج کر اُن کو بہت پریشان کرتے تھے۔ اُنہوں نے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت اور ایک اُمتی و غلام ہونے کی نِسبت سے اِس خطۂ ظُلمت میں درس و تدریس اور تبلیغ کا کام شروع کیا اور مزاحمت کرنے والے جادوگروں، شیطانی عاملین کی باطل قوّتوں کو قرآن و سُنّت مُبارک کے عِلم و عِرفان اور نُورِ ہدایت سے مسخّر کر دیا۔ اور یہ خطۂ ظُلمت کدہ، نُورِ ہدایت سے مُنوّر ہو گیا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے بتایا کہ بعض ہندو اور بُت پرست جادُوگر اور شیطانی عاملین اپنی قوّتِ باطلہ و شعبدہ بازی میں بہت زور آور تھے۔ اور بعض اوقات اپنی جادُوگری اور عملیات سے مُسلمان مُبلغین کے پاؤں نہ جمنے دیتے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی اطاعت و رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی اتّباع و اطاعت اور ظاہر و باطن میں عطائے دولتِ وصل و منصب

اُولی الامر تھا۔ کہ اولیاء اللہ نے اِن تمام باطل قوّتوں کو مُسخّر کر دیا اور لوگ اولیائے عظّام رحؒ کے حُسنِ خلق، نیک اعمال اور صدق کو دیکھ کر دینِ اسلام سے متاثر ہوئے اور اسے دِل سے اپنایا۔ قُرآن و سُنّت مُبارک کی بالا دستی قائم ہوئی۔ استحصالی اور باطل قوّتوں کا سدِّ باب ہُوا۔ اور اِس خطّہ میں بھائی چارہ اور اسلامی اخُوّت کے شعار نمُودار ہُوئے اور آہستہ آہستہ یہ خطّہ نُورِ ہدایت سے مُنوّر ہوگیا۔ بلکہ بزُرگانِ دین رحؒ کی کوششوں سے تمام ہندوستان، مشرقی پاکستان سیلون، ملائشیا، انڈونیشیا اور مشرق بعید تک دینِ اسلام کی شمع روشن ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام آئندہ بھی ایسے ہی چلتا رہے گا۔

ب (ii) قُرآن و سُنّت مُبارک کو ترجیح اوّلین

قبلہ چوہدری صاحبؒ سے مَعلوم ہُوا اور وہ بتاتے تھے کہ میرے ذہن میں یہ تھا کہ

قبلاً تمام بزرگان، اکابرین و علمائے دین اور مؤمنین و مؤمنات قرآن و سنّت مبارک کو ترجیحِ اوّلین دیتے، اس کو اپناتے اور اس پر نیک نیتی سے عمل کرتے۔

اولیآء اکرام اور بزرگانِ دین رحؒ پہلے قرآن و حدیث شریف، فقہ و دینی اُمور کا عِلم حاصل کرتے تھے اور اس ضمن میں مختلف جامعہ اور مدارس میں داخلہ لیتے تھے۔ کبھی سمرقند و بخارا، کبھی بغداد اور پھر مکّہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ میں بزُرگ اساتذہ سے شرف شاگردگی حاصل کرتے تھے اور ساتھ ساتھ ہمیں علمِ باطن، عِلم لدُن اور عرفانِ الٰہی کی تعلیم اور اسباق بھی دیئے جاتے تھے۔ اور دُنیا کے اور دیگر غیر اسلامی مذاہب سے رُوشناس اور ان کا مطالعہ کروایا

جاتا تھا۔ فرمایا گیا کہ ہمارے زمانے میں علمائے دین اور اولیاء کرام میں اختلاف رائے بہت معمولی درجے کا تھا۔ کیونکہ کسی مسئلہ کے حل میں بھی اُن کی تحقیق و تصدیق مشاہدات پر مبنی ہوتی تھی نہ کہ تخمین و ظن پر اور ہم لوگ قرآن و سُنّت مُبارک کو ترجیح اوّلین دیتے تھے۔ پھر بھی اگر کوئی متنازعہ یا پیچیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تو۔۔۔

...فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ...

(علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) (النسآء۔ ۵۹)

سب اللہ تعالیٰ اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی طرف رجُوع کرکے راہنمائی اور نُورِ ہدایت حاصل کرتے اور مسئلہ اور شئی کا بہُت موزُوں حل مِل جاتا۔

مگر آج کل اس موجودہ دَور میں بزُرگ و علماء کرامؒ اپنے اپنے عقیدوں کو اوّلیّت دیتے ہیں اور نعُوذُ باللہ قرآن و سُنّت مُبارک کو ثانوی حیثیّت مِل رہی ہے اور بزُرگ اور علماء دین میں مشاہدہ کا فُقدان ہے۔ قرآن و سُنّت اور احادیث شریف میں پنہاں علوُم و فیوض خصوصاً علومِ باطن و لدُن حاصل کرنے کا چنداں شوق نہیں۔ ہر اُمّتی اور خصوصاً بزُرگ و علمائے دین کی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے ساتھ نِسبت مضبُوط و تعلّق قوی ہونا چاہیئے۔ مگر یہ اہم ترین موضُوع پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے۔ عملیات اور شُعبدہ بازی میں دلچسپی بہت بڑھ گئی ہے اور یہ تمام اشیاء دینی مسائل میں اُلجھن، اختلافات اور گمراہی کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ درس و تدریس اور تبلیغ غیر مؤثّر ہو جاتی ہے۔

لہ۔ یہ باتیں قبلہ چوہدری صاحبؒ کی حضرت داتا صاحبؒ اور دیگر بزُرگانِ دین سے ملاقات و بات چیت اور صحبت سے ماخوذ ہیں۔

مگر اُنکی اوّلین اور انتہائی کوشش یہی ہوتی تھی کہ اگر کوئی پیچیدہ مسئلہ یا مشکل صُورت درپیش ہوتی یا پھر کوئی جادُو اور شیطانی یا جناتی قوت سے گھیراؤ اور ٹکراؤ کا خطرہ ہوتا اور اُنکے پاس قرآن وسُنّت یا احادیث مُبارک سے فی الفور کوئی حل معلوم نہ ہوتا تو وہ فوراً اپنے علاقے، شہر یا جگہ اور اپنا حصار[2] کرکے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی جانب ظاہر و باطن یا مُراقبے میں رُجوع کرتے. درُود شریف و ذکراللہ پر زور دیتے اور اُنکو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے قرآن اور سُنّت واحادیث مُبارک سے بہُت ہی موزُوں حل مل جاتا اور قوّتِ سُلطان عطا ہوجاتی، جس سے جادُو، سحر اور شیطانی وجناتی قوّت زائل اور مسخّر ہوجاتی. اور اسلام کا غلبہ ہوجاتا. ہندُو اور غیر مُسلم لوگ جوق درجوق دینِ اسلام قبول کرتے.

ب (iii) مزید ہدایت کی بات یہ تھی کہ درس وتدریس اور اندرون اور بیرونِ مُلک تبلیغ کا کام اُن بزرگانِ دین[3] اور اولیاء اکرام کے سپُرد کیا جاتا. جو امانتِ الٰہی کے حامل ہوتے. جنہیں دولتِ وصل اور نیابت وخلافتِ معنوی نصیب ہوتی. اور اِن میں بعض اولیاء عُظامؒ، اللہ تعالےٰ ورسُولِ مقبول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی اطاعت میں یکتائی کے سبب "اُولِی الْاَمْرِ" کے مقام پر فائز ہوتے. اِن تمام بزرگانِ دین کو مرکز کے ساتھ یعنی نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کے ساتھ ایک پختہ نسبت وتعلق اور بہت قرب حاصل ہوتا ہے اور انہیں دُنیا

---

[2] سب سے پہلے اپنے آپ کو، گھر کو یا علاقے کو مکۃ المکرمہ یا مدینۃ المنوّرہ کی حدود میں تصوّر کرتے. پھر درُود شریف، آیت الکرسی. چاروں قل شریف (مکمل سُورتیں) اور واللہ خیر حافظین یا فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الرّاحمین. درود شریف پڑھ کر اپنے علاقے، شہر، جگہ اور اپنے چاروں اطراف پر، ذہن وخیال میں دم کر لیتے اور پھونک مار لیتے. یا پھر جو بھی آیاتِ قرآن شریف وسورتیں یاد ہوتیں ان کو پڑھتے رہتے. یہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے طاغوت وشیطانی قوتوں کے خلاف اُنکا "حصار" ہوتا.

[3] ان کو ہم مبلغین اسلام یا پھر انگریزی میں ہم اسے Foreign service of Islam کہہ سکتے ہیں.

کے مختلف مذاہب[1] کے اُمور و رسُومات کا بہت گہرا مطالعہ ہوتا تھا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کسی بھی طاغُوتی طاقتوں، جنّاتی و طلسماتی حملوں اور دُشمنانِ اسلام کے مکر و فریب اور حربوں کو پسپا و مسخر کر سکتے تھے۔ پھر مخالفینِ اسلام اِن بزُرگان کے عمل و کردار اور قوّتِ اسلام سے متاثر ہو کر کلمہ شریف پڑھتے تھے اور دینِ اسلام پر ایمان لے آتے تھے۔

؎ پاسبانِ عزت اُمّ الکتاب — از نگاہ ہش خانۂ باطل خراب
ہر کہ دانائے مقام خودی است — فضل حق داند اگر دشمن قوی است

(علامہ اقبالؒ)

ج۔ ایک نا اہل پیر کی مزار پر آمد اور مختلف انکشافات

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ کچھ عرصہ کے بعد میں دوبارہ لاہور آیا۔ اور حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضر ہوُا۔ میں السّلام علیکم کہنے کے بعد درُود شریف و ذکرِ الٰہی میں مشغُول ہو گیا۔ حضرت داتا صاحبؒ اپنی قبر میں نمُودار ہو گئے اور وعلیکم السّلام کے بعد کچھ خصُوصی مسائل پر گُفتگُو فرمانے لگے ابھی بات چیت کا سلسلہ شروع ہی ہوُا تھا کہ مسجد و مزار کے احاطہ میں کچھ شور بلند ہوُا۔ میری توجہ حضرت داتا صاحبؒ کی جانب سے قدرے ہٹ گئی۔ میں

---

[1] اسے انگریزی میں Knowledge of different religions اور Comparitive religious studies کہہ سکتے ہیں۔

[2] اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ اولیاء اللہ، بزُرگان دین یا دیگر شخصیات اپنے مزارات و قبُور میں یا دیگر جگہوں پر اُٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے یا چلتے پھرتے عموماً اِن مسلمانوں کو نظر آتے ہیں، جن کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نگاہِ باطن یا چشمِ بینا یا دل بینا نصیب ہوتا ہے۔

نے ذرا پیچھے کی طرف دیکھا تو وہاں پر مجھے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک باریش شخص بزرگ شکل تقریباً ساٹھ سال عمر کے چوغا پہنے ہوئے پیرانہ لباس میں کھڑے نظر آئے اور اُن کے اِرد گِرد کوئی پچاس ساٹھ عقیدت مند و مُریدین تھے، جو ماشاءُ اللہ پیر صاحب زندہ باد اور پیر صاحب کی ہلکی اور اُونچی آوازوں میں باتیں کر رہے تھے اور اس وجہ سے احاطہ میں شور ہو رہا تھا۔

مَیں نے خیال کیا کہ یہ بزرگ صُورت شخص کسی سلسلۂ طریقت کے پیر نظر آرہے ہیں۔ کیوں نہ مَیں اِن سے مُلاقات کر لوں۔ مَیں اسی خیال میں ذرا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ حضرت داتا صاحبؒ اپنے مزار شریف سے باہر تشریف لے آئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ چوہدری صاحب! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ مَیں نے عرض کیا۔ قِبلہ! یہ جو پیر صاحب احاطہ میں کھڑے ہیں اور اِن کے اِرد گرد بہُت زیادہ عقیدت مند اور مُریدین بھی کھڑے ہیں۔ اِن کو ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت داتا صاحب نے فرمایا۔ یہ صاحبؒ ولی اللہ اور درویش نہیں ہیں۔ بس انہوں نے ایسے ہی پیری فقیری کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ اُنہوں نے صرف جنّات و عملیّات اور تعویز گنڈہ میں مہارت حاصل کی ہے۔ پیری فقیری سے اِن کی مال و دولت اکٹھا کرنے کی غرض و غایت ہے۔ اُنہوں نے مخلُوق سے تعلّق جوڑا ہے اور خالق سے لَو لگانے کی کبھی چنداں ضرورت محسوس نہیں کی۔ حضرت داتا صاحبؒ نے مزید فرمایا۔ کہ چوہدری صاحبؒ! آپ یہیں کھڑے رہیں۔ وہ نا اہل پیر صاحب خود ہی آپ

؎ بعد میں اِن نا اہل پیر صاحب نے اپنے عقیدت مندوں و مُریدوں سے بہُت تحائف و نذرانے لینے شروع کر دیئے اور بہت سا مال و دولت اکٹھا کیا اور اپنے لئے پُرانے ضلع ساہیوال میں ایک بڑی خانقاہ بھی تعمیر کروائی۔ سینکڑوں مُرید بنائے مگر دولتِ درویشی سے محروم رہے (ان کا نام وغیرہ بتانے سے غرض نہیں ہے)

کے پاس آجائیں گے۔

مَیں وہیں ٹھہر گیا۔ اور حضرت داتا صاحب سے محوِ گفتگو ہو گیا۔ تھوڑے ہی وقفہ کے بعد مَیں نے دیکھا کہ وہ پیر صاحب میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ وہ اور اُن کے مُریدین دعائے فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ مَیں نے چند منٹوں کے بعد حضرت داتا صاحبؒ سے اجازت حاصل کی اور السلام علیکم کہا۔ حضرت داتا صاحبؒ وعلیکم السلام فرما کر اپنے مزار شریف میں رُوپوش ہو گئے اور مَیں واپس آگیا۔

د۔ حضرت داتا صاحبؒ کی گھر پر تشریف آوری

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ کچھ عرصہ کے بعد مَیں پھر رحیم یار خان سے لاہور آیا اور مَیں وہیں (حاجی نُور محمد صاحب) کے گھر اسلام پورہ (کرشن نگر) میں مُقیم تھا اور ابھی حضرت داتا صاحبؒ کے مزار شریف پر دُعائے فاتحہ کے لئے حاضر نہیں ہُوا تھا۔ کہ ایک دن مَیں بیٹھا ہُوا کچھ حالاتِ مشاہدہ اور علم و عرفان کے متعلق لکھ[1] رہا تھا کہ اچانک حضرت داتا صاحبؒ غیب سے کمرہ میں داخل ہُوئے اور السلام علیکم کہا۔ مَیں نے بڑے مؤدب اور کھڑے ہو کر وعلیکم السّلام عرض کیا۔

حضرت داتا صاحب فرمانے لگے۔ چوہدری صاحبؒ! آپ کو رحیم یار خان سے آئے ہُوئے چار پانچ روز ہو گئے ہیں۔ ابھی تک آپ وہاں مزار و مسجد شریف میں نہیں آئے۔ چونکہ آپ اپنی لکھائی پڑھائی وغیرہ میں مصرُوف تھے۔ لہٰذا مَیں خود ہی آگیا۔ آپ کو مَیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ دو تین روز میں ایک مجلس

---

[1] جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب بھی قبلہ چوہدری صاحب اکیلے اور فارغ اوقات میں بیٹھے ہوتے تھے۔ وہ علم و عرفان اور کچھ نہ کچھ کوائف حالات مشاہدہ کے متعلق لکھتے رہتے تھے۔ ایک کتاب کا مسوّدہ انہوں نے دہلی میں تیار کیا تھا جو کہ اگست ۱۹۴۷ء میں وہیں ہندوستان میں رہ گیا۔ اور مزید دو تین کتابوں کا مسوّدہ اپنی وفات سے قبل چھوڑ گئے ہیں جو کہ ان کے صاحبزادہ صاحب اور کچھ کاغذات دیگر احباب کے پاس ہیں۔

رجال الغیب[1] منعقد ہونے والی ہے۔ اِس میں کافی اہم اُمور پر بات چیت ہوگی اور کچھ فیصلے و سفارشات طے ہوں گی۔ آپ کی اِس مجلس میں حاضری اور شمولیت انشاءُ اللہ تعالےٰ کافی مفید ہوگی۔ چوہدری صاحبؒ! آپ مزار و مسجد میں جلدی پہنچیں۔ باقی اُمور پر باتیں اور صلاح و مشورے دیگر صالحین اور اولیاءُ اللہ کے ساتھ وہیں کریں گے۔

قبلہ چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ مَیں فوراً حضرت داتا صاحبؒ کے مزار اور مسجد شریف میں پہنچا۔ مزار پر السّلام علیکم عرض کیا اور حضرت داتا صاحبؒ باہر تشریف لے آئے۔ اور ہم مسجد شریف کے اندر چلے گئے۔ اندر پہنچتے ہی تین چار رجال الغیب[1] وہاں اچانک نمودار ہوگئے۔ اُنہوں نے سب کو سلام کیا اور ہم بیٹھ گئے۔ اور بہت اہم دینی و دُنیاوی اُمور پر بات چیت ہونے لگی۔ بات چیت کے آغاز سے پہلے ہی میرے ذہن و دماغ میں وہ تمام اُمور خود بخود عیاں اور روشن ہوگئے جن پر گفتگو ہونا تھی۔ ہم مسجد کے اندر تقریباً ایک گھنٹہ تک باتیں کرتے رہے۔ نماز ظہر کا وقت ہونے کو تھا۔ لہٰذا حضرت داتا صاحبؒ نے مجلس کی نشست کو برخاست کیا۔ اور دوبارہ ملنے کا وقت طے کیا۔ حضرت داتا صاحبؒ نے سب کو السّلام علیکم کہا اور میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑی شفقت سے فرمایا۔ چوہدری صاحب! آپ اب جائیں اور اپنی لکھائی وغیرہ جاری رکھیں۔ جب ضرورت پڑے گی تو ہم انشاءُ اللہ تعالیٰ آپ کو پھر بُلا لیں گے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ واپس اسلام پورہ آگئے۔

---

[1] یہ بیان ہو چکا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کا محکمہ انتظامی امور یعنی مجالس رجال الغیب سے تبادلہ محکمہ تعلیم و تربیت میں کافی پہلے سے ہو چکا تھا۔ مگر کبھی کبھار ان کو مجالس رجال الغیب میں صلاح و مشورہ کے لئے بلا لیا جاتا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ تین چار روز کے بعد دوبارہ حضرت داتا صاحبؒ اسلام پورہ گھر میں جہاں میں بیٹھا ہُوا لکھ رہا تھا، اچانک غیب سے نمودار ہو گئے۔ السّلام علیکم کہا۔ مَیں نے بڑے ادب سے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت داتا گنج بخشؒ نے خود ہی فرمایا۔ چوہدری صاحبؒ! مجلس رجال الغیب سے مُتفقہ طور پر مسئلہ زیرِ بحث کہ "کشمیر میں درس و تدریس، تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لئے کِن ولیُ اللہ یا بزُرگ کو وہاں بھیجا جائے اور کِن کو یہ فرائض سونپے جائیں"۔ پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ چوہدری صاحبؒ! آپ رحیم یار خان میں ہی رہیں گے اور آپ یہ فرائض تمام مغربی پاکستان کے لئے سرانجام دیں گے اور کشمیر کے لئے وہاں کسی اور صاحبِ ولائت کو بھیجا جائے گا"۔

مجلس رجالُ الغیب کا ابھی یہی فیصلہ ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ مُسکرائے اور اِس کے ساتھ ہی اجازت چاہی اور السّلام علیکم فرمایا۔ مَیں نے کھڑے ہو کر وعلیکم السّلام کہا اور وہ وُہیں غائب ہو گئے اور واپس تشریف لے گئے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے۔ کہ حضرت داتا گنج بخشؒ نے مزار شریف پر اور باہر بعد میں بھی کئی دفعہ سعادتِ مُلاقات بخشی، مگر گفتگو کا دائرہ قرآن اور احادیث شریف اور سُنّت مُبارک نبیُ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اور عُلوم ظاہر و باطن اور لدُن اور اس ضمن میں مشاہداتِ ولائت تک محدود رہتا اور اِن سے دولتِ وصل اور قُربِ نبیُ پاکؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کو روشن و مضبوط تر کرنے کی راہنمائی حاصل ہوتی۔ حضرت داتا صاحبؒ سے سعادت مُلاقات کے سلسلہ میں قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کوئی مزید واقعہ نہیں بتایا،

عہدِ فاروق از جمالش تازہ شُد حق ز حرف اُو بلند آوازہ شُد

خوش تر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

حضرت نوبہار شاہ صاحبؒ سے شرفِ مُلاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ وہ ایک دفعہ ۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ء میں لاہور میں قیام کے دوران اُن کو کسی دوست نے بتایا کہ دریائے راوی کے پار شاہدرہ میں ایک بزُرگ حضرت نوبہار شاہ صاحبؒ بے آباد کھیتوں میں مہینوں سے وہاں سے بیٹھے ہُوئے ہیں اور کئی کئی دن گزر جاتے ہیں اور وہ کسی سے بات تک تو کیا بلکہ آنکھ اُٹھا کر کسی کی طرف دیکھتے ہی نہیں۔ اور اسی طرح ہفتوں تک وہ ذکراللہ میں گُم رہتے ہیں۔ نہ انہیں گرمی سردی کا احساس ہے اور نہ وُہ کچھ کھاتے پیتے ہیں اور ہر وقت اُن کو دیکھنے کے لئے کھیت کے اردگرد لوگوں کا ہجُوم رہتا ہے جو اس خیال میں اِدھر آتے ہیں کہ شاید آج قبلہ شاہ صاحبؒ ذرا چہرہ اُٹھائیں اور وہ ان کو خُوب جی بھر کر دیکھ لیں۔ حضرت قبلہؒ کو بھی اشتیاق ہُوا کہ چل کر اِن مجذوب درویش صاحبؒ کی زیارت کریں۔

گرمیوں کا موسم تھا اور قبلہ چوہدری صاحبؒ ایک دن عصر کے بعد ایک دو احباب کے ساتھ ٹانگے پر بیٹھ کر شاہدرہ پُہنچ گئے۔ اور اس کھیت کے پاس چلے گئے جہاں درویش بابا بیٹھے ہوئے ذکرِاللہ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ میں بھی ذکراللہ میں مشغول تھا اور مَیں نے کھیت کے کنارے پُہنچ کر خیال میں اُن کو سلام عرض کیا اور مَیں نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مراقبے سے فوراً چہرہ اُوپر اُٹھایا اور ہاتھ اُٹھا کر ہمیں اشارہ کیا کہ جیسے ہمارے سلام کا جواب دے رہے ہوں اور

ہمیں خوش آمدید کہہ رہے ہوں۔ تمام لوگ قبلہ شاہ صاحبؒ کے چہرہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کوئی کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا اور کوئی الحمد شریف اور بعض کوئی اور آیات شریف کا ورد کر رہے تھے۔ میں نے دوبارہ ہاتھ ہلایا اور جی میں کہا کہ باباجی قبلہؒ کہ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) سے معاملہ عشق و محبت بہت تیز ہے اور آپ کا دنوں تک ذکر اللہ میں گم رہنا عشقِ حقیقی کی نشاندہی کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ مسکراتے دکھائی دیئے انہوں نے پھر ہمیں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جیسے اِن امور کی تصدیق کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے ہاتھ اُٹھا کر انہیں سلام عرض کیا اور واپس ہوئے۔ قبلہ شاہ صاحبؒ نے اسی وقت ہمارے سامنے اپنے چہرے کو پھر جھکا دیا، مراقبے میں چلے گئے اور ذکر اللہ میں گم ہو گئے۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ بندۂ مومن، سالک و مجذوب جب کلام اللہ اور درود و اذکار شریف میں پختگی سے گامزن ہو جاتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ اُسے نہ گرمی سردی کا احساس ہوتا ہے اور نہ بھوک، نیند تھکن اور احساس تنہائی وغیرہ اس پر غالب ہوتی ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ وُہ بھی اس دَور سے گزرے بلکہ کہتے تھے کہ کلام اللہ درود اور اذکار شریف کا ورد ہی بندۂ مومن کے لئے خوراک و غذا کا کام دیتا ہے۔ اور اس وقت تقریباً یہی حال حضرت نوبہار شاہ صاحبؒ کا تھا۔ جس جس نے بھی ان کو دیکھا وہ کھیت میں دن رات بیٹھے ہوئے اذکارِ الٰہی میں گم رہتے تھے اور کسی سے کوئی بات چیت نہ کرتے تھے۔ بعد میں اسی حالت میں حضرت شاہ صاحبؒ وفات پا گئے اور ان کا شاہدرہ اور شیخوپورہ کے درمیان ہی کہیں مزار شریف تعمیر ہوا۔

نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مزار پر تشریف آوری

قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ ایک دن میں لاہور میں دہلی دروازہ کے باہر سے اکبری منڈی کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں عشقِ مصطفائیؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی لہریں اور تصرف میرے جسم میں سرایت کرنے لگا اور طبیعت میں سرور و مستی کا غلبہ ہونے لگا۔ میں نے خیال کیا کہ کہیں قریب ضرور کسی عاشقِ رسولؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور واصل ولی اللہ کا مزار ہے۔ جہاں سے یہ پُرسوز تصرف آ رہا ہے۔ پوچھنے پر ایک شخص نے بتایا کہ بالکل قریب داہنے ہاتھ پر حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ کا مزار شریف ہے۔

میں مسجد کے اندر داخل ہوا۔ وضو کر کے اور درود شریف پڑھتے پڑھتے مزار کے پاس پہنچ کر حضرت شاہ محمد غوثؒ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کیا۔ آپ فوراً قبر میں نمودار ہو گئے۔ وعلیکم السلام جواب فرمایا اور مسکرائے۔ مجھ پر بدستور سرور و مستی کا غلبہ تھا اور میں ابھی بیٹھا بھی نہ تھا اور صاحبِ مزار سے گفتگو کا سلسلہ بھی شروع نہیں ہوا تھا کہ مزار کے اوپر سے حضورِ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اصحابِ کبار کے ساتھ گزر ہوا۔ حضرت شاہ محمد غوثؒ نے اور میں نے بھی معاً اوپر کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں نبیٔ کریمؐ

لہ یہ تقریباً ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہوگا ان دنوں ابھی وہاں مزار و مسجد شریف کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہی ہوا تھا۔

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اصحابؓ اکرام کی زیارتِ پاک نصیب ہوئی۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اصحابؓ اکرام کی تشریف آوری سے مزار و مسجد کے احاطہ میں ایک عجیب سہانی خوشبو پھیل گئی تھی اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے فضاء میں جمالِ مصطفائیؐ کا ڈھیروں تصرف بکھر گیا ہو۔ سماں ایسا پُرسرور اور پُرکیف تھا کہ طیور و پرندے بھی ذاتِ رحمت اللعالمین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی آمد سے پُرمسرت اور پُربہار ہو گئے تھے اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ سرور و مستی کے اس عالم میں فضائی مخلوق نے بھی اپنے سریلے پن میں اپنی صلاۃ و تسبیح کو مزید شیریں اور تیز تر کر دیا ہو اور وہ بھی اپنے انداز میں ہمارے ساتھ مل کر نغمہ و نذرانہ صلوٰۃ و سلام بحضور سرورِ کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیش کر رہے ہوں۔

الصلوٰۃ والسلامُ علیکَ یارسولَ اللہ
الصلوٰۃ والسلامُ علیکَ یاحبیبَ اللہ
الصلوٰۃ والسلامُ علیکَ یانبیَّ اللہ
الصلوٰۃ والسلامُ علیکَ یانورٌ مّن نورِ اللہ

(آپؐ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں)

فضا نیلی نیلی ہوا میں سرور ٹھہرتے نہیں، آشیاں میں طیور (علامہ اقبالؒ)

حضرت شاہ محمد غوثؒ کبھی پرندوں کی جانب دیکھتے صلاۃ و تسبیح الاپتے اور فضا میں اپنے نغمات کی مٹھاس بکھیرتے اور کبھی وُہ میری طرف دیکھ لیتے اور مُسکرا دیتے۔ وہ بہت ہی خوش اور مسرور نظر آ رہے تھے۔ مَیں بھی مہکتی فضا سے لطف اندوز ہو رہا تھا اور تصرفِ جمالِ مُصطفائیؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے مسرور ہو رہا تھا۔ میں بھی کبھی طیور کو جھومتے و چہچہاتے دیکھتا اور کبھی سامنے بیٹھے ہوئے حضرت شاہ محمد غوثؒ کی جانب دیکھتا اور مَیں اپنے تئیں اپنی خوش نصیبی

پر خوش ہو رہا تھا۔ مجھ پر عشق و رقّت اور سرور و مستی غالب تھی۔
مجھ پر رقّت قدرے کم ہوئی۔ اور پرندے بھی کافی خاموش ہو گئے تھے۔ میں نے حضرت شاہ محمد غوثؒ کی طرف دیکھا۔ اُنہوں نے بھی عشقِ رسولِ مقبول ؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے بھرپور نگاہوں سے میری جانب دیکھا۔ اُن کے تصرّف و توجہ سے مجھ پر پھر سرور و مستی غالب ہو گئی۔ میں کبھی درود شریف اور کبھی ذکرِ الٰہی پر زور دیتا۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت شاہ محمد غوثؒ صاحبؒ کو عشق و وصل میں رسالتِ مآب (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ بہت رسائی اور قُرب نصیب ہوا۔ علم و حکمت اور عرفانِ الٰہی میں ایک اعلیٰ مقام عطا ہوا۔ وہ مُسکرا رہے تھے اور میری طرف توجہ بھی فرما رہے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا:۔
چوہدری صاحبؒ! نبیِ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ آپ کی نسبت پختہ ہے اور معاملہ عشق و وصل بہت درست ہے۔ انشاءُ اللہ تعالےٰ یہ نسبت اور عشق مزید جاگزیں، مضبوط اور اُجاگر ہو گا اور یہی میراث و معراجِ اُمّتی ہے۔ وقت کافی گزر چکا تھا۔ میں نے حضرت شاہ صاحب قبلہؒ سے اجازت چاہی اور ادب کے ساتھ السّلام علیکم عرض کیا۔ اُنہوں نے بہت شفقت سے مُسکرا کر وعلیکم السّلام کہا اور اپنی قبر میں رُوپوش ہو گئے۔

حضرت بابا فریدؒ گنج شکر کے مزار پر حاضری اور سعادت مُلاقات

۱۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ کا جب کبھی بھی احباب کے ہاں ساہیوال جانا ہوتا تو پھر وہ پاک پتن شریف بھی جاتے اور حضرت بابا فرید الدّین مسعُود گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری دیتے۔ وُہ اکثر وہاں مسجد اولیاء میں نوافل ادا کرتے اور مزار شریف کے اندر اطمینان سے بیٹھ کر حضور بابا صاحبؒ کی خدمت میں مؤدبانہ سلام عرض کرتے اور حضرت قبلہ بیان کرتے تھے کہ جُونہی میں سلام عرض کرتا حضور بابا صاحبؒ میرے سامنے آ جاتے اور وعلیکم السّلام فرماتے۔ اس کے بعد میں پھر دُرود و اذکار میں مشغُول ہو جاتا۔ حضور بابا صاحبؒ جو ہدایت بھی فرمانا ہوتی فرما دیتے۔

مگر حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ جیسے ہی میں مزار شریف کے اندر داخل ہوتا مجھ پر عشقِ مصطفویؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کا غلبہ شروع ہو جاتا۔ اور جب حضور بابا صاحبؒ سامنے آ جاتے تو یہ غلبہ اور تیز ہو جاتا اور رقّت طاری ہو جاتی اور مَیں دیکھتا تھا کہ حضور بابا صاحبؒ کی جانب سے دولتِ وصل باالرّسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) امانتِ الٰہی، وصل باللہ اور لقاباللہ کی میراث کا پُرزور تصرّف میری طرف اُمڈ آتا، دِل میں سرایت کرتا اور پھر رِقّت مزید تیز ہو جاتی۔ یہی معلوم دیتا کہ حضور بابا صاحبؒ کو نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کے ساتھ بے حد مُحبّت ہے اور آپ اللہ تعالےٰ کی اطاعت و رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی اطاعت میں فرد تھے۔

اور زورِ تصرّف سے پتہ چلتا تھا کہ حضور بابا صاحبؒ کو نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا بہت زیادہ قرب نصیب ہوا۔ غلامی اور قرب رسولِ مقبول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی دولت ہی بندۂ مومن اور اولیاء اللہ کو سرفراز کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی قدرت اور فضل و کرم سے اسی دولت سے اِن کو کرامات، قوّتِ سُلطان، مختلف درجاتِ ولایت اور مقام اُولی الامر عطا ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ اسی دولت و قوّت سے لادینی، طاغوتی، طلسماتی، شیطانی و جِناتی قوّتوں اور حربوں کو ناکام بناتے اور مُسخر کرتے ہیں۔

قِبلہ چوہدری صاحبؒ جب بھی پاک پتن میں مزار شریف پر حاضری دیتے تو حضور بابا صاحبؒ ملاقات فرماتے۔ حضرت قِبلہؒ بتاتے تھے کہ اکثر حضور بابا صاحبؒ مسائل مُرشد و ہدایت پر راہنمائی فرماتے۔ بعض اوقات وہ قِبلہ چوہدری صاحبؒ کو چند سالکین کو ذکر اللہ سُلطانًا النّصِیرًا ۝ سرِّ الٰہی اور راہِ سلوک بتاتے اور سمجھانے کی ہدایات دیتے اور مؤمنین اور سالکین کی راہنمائی و نگرانی بھی فرماتے تاکہ وہ راہِ حق پر چلتے رہیں اور کوئی لادینی، طاغوتی، طلسماتی، شیطانی اور جناتی قوّت یا آفت انہیں صراطِ مستقیم سے بھٹکا نہ دے اور وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔ کبھی کبھار حضور بابا صاحبؒ دھوکے باز، چور، ڈاکو، لٹیروں اور قاتلوں کی بھی نشاندہی کر دیتے اور بعض اوقات اندرون و بیرونِ ملک رُونما ہونے والے اہم واقعات جن کی اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق دربارِ رسالت مآب (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے منظوری ہو چکی ہوتی راہنمائی و لائحہ عمل کے لئے مطلع اور باخبر بھی کر دیتے (حضرت قِبلہؒ بتاتے تھے کہ ایسی راہنمائی و نگرانی اور خبریں و ہدایات

بعض اوقات دیگر اولیاء اللہ اور بالخصوص حضرت داتا گنج بخشؒ بھی بتا دیا کرتے تھے) مگر ایسی خبریں و باتیں حضرت قبلہؒ اکثر اپنے تئیں رکھتے تھے۔ اور ان پر عمل عموماً کسی کو بتائے بغیر کر لیتے تھے۔ مگر کبھی کبھار ایسی خاص بات کسی متعلقہ شخص کو اس کی راہنمائی و بہتری کے لئے بغیر سیاق و سباق کے باتوں باتوں میں سمجھا بھی دیتے تھے۔

پاک پتن شریف میں حضرت قبلہؒ زیادہ تر مزار شریف حضور بابا صاحبؒ کے اندر بیٹھ کر درود و اذکار شریف کا ورد کیا کرتے تھے۔ مزار شریف کے باہر بیٹھک، حضرت نظام الدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہیؒ یعنی چھوٹی مسجد اولیاء میں اور بیٹھک حضرت علاء الدین صابر پیاؒ پر بیٹھ کر درود و اذکار شریف بھی پڑھا کرتے۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ان جگہوں سے بھی تصرف میراث مصطفائی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور کلام اللہ اور درود و اذکار شریف کے اذکار و تجلیات اور فیوض و برکات میرے جسم و قلب میں سرایت کرتے نظر آتے۔ کیونکہ ان جگہوں پر اللہ تعالےٰ کے اولیاء اللہ اور نیک بندوں نے سالہا سال ریاضت و عبادت کی ہوتی ہے۔ اور کلام اللہ درود و اذکار شریف کا ورد کیا ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ بعض اوقات ان جگہوں پر حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت علاؤ الدین صابر پیاؒ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا تھا اور پھر طبیعت میں رقت کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

پاک پتن شریف میں حضرت مُعین الدّین چشتی اجمیریؒ،
خواجہ غریب نواز سُلطان الہندؒ سے سعادت مُلاقات

(ب) قِبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ ایک دفعہ میں ساہیوال گیا۔ تو چند دوستوں کے ہمراہ ہم عازم پاک پتن شریف ہوئے۔ وہاں مسجد شریف میں پُہنچ کر وضو کیا اور نوافل ادا کئے۔ پھر ہم دُرود و اذکار شریف پڑھتے حضور بابا صاحبؒ کے مزار شریف کے اندر داخل ہوئے اور مؤدبانہ سلام عرض کرنے کے بعد وہاں آگے ایک پہلو میں بیٹھ گئے۔ مَیں نے پہلے دُرود شریف پڑھا اور پھر ذکر اللہ شروع کیا۔

تھوڑے ہی وقفے بعد حضُور بابا صاحبؒ اپنی قبر مُبارک میں سے نمُودار ہو گئے۔ وعلیکم السّلام کہا اور تبسّم فرمایا اور ایسے معلوم دے رہا تھا کہ جیسے حضُور بابا صاحبؒ بھی دُرود و اذکار شریف میں مشغُول ہیں..... ابھی حضُور بابا صاحبؒ سے گُفتگو کا سلسلہ شروع نہیں ہُوا تھا کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے چند ثانیوں میں ایک اور بزُرگ اور نُورانی شخصیّت فضاُ میں سے ظاہر ہُوئی اور معًا حضور بابا صاحبؒ کے آگے اُن کی قبر میں ہی تشریف فرما ہُوگئی۔ بہُت ہی پُر نُور صُورت اور پُر کشش شخصیّت جس کی جانب سے پُر تو شانِ مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اور حُسنِ جمال و شوکتِ جلال کا پُر بہار اور پُر زور تصرّف میرے جسم و جان میں سرایت کر رہا تھا اور مجھ پر رِقّت طاری تھی۔ یہ پُر لطف منظر اور پُر کیف سماں اپنی نوعیّت میں یکتا و منفرد تھا۔ ایک لمحہ ذہن میں خیال اُبھرا کہ یہ تو صاحبِ جمال و کمال حضور کریمؐ

(علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی نہ ہوں مگر معاً ہی دل نے نفی کر دی کہ آپ ذات رؤف رحیم حضور کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہیں ہیں ... پھر یہ معلوم ہوا، یہ تو نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے محبوب و سرفراز اُمتی سید معین الدین چشتی اجمیری سلطان الہند خواجہ غریب نواز ہیں اور میں نے دیکھا کہ قبر میں بیٹھے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے میرے اِس فہم و خیال پر اثبات میں تبسم فرمایا اور مجھے فی الفور تصدیق میسّر ہو گئی۔ حضرت خواجہ صاحب کی شکل و صورت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شکل و صورت مبارک کے کس قدر قرب و مناسبت میں تھی اور یہ آلِ رسولِ مقبول، عشقِ رسولِ مقبول اور اتباع و اطاعت رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہونے کے سبب تھا۔

میں نے اُن کے چہرے و نگاہوں کی جانب پھر دیکھا۔ بہت ہی صاف اور نورانی چہرے اور عشق و محبت میں سرشار گلابی نگاہوں سے عشق و اتباعِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا فیضان میرے قلب و نگاہ میں داخل ہو رہا ہے اور میری طبیعت پُر بہار ہو رہی تھی۔ یہ دکھائی دے رہا تھا کہ اِن بزرگوں کو نبی کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا بہت زیادہ قرب حاصل ہے۔

میں حضرت سید معین الدین چشتی، خواجہ غریب نواز، سلطان الہند کو اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ میں دہلی میں بھی تقریباً بیس برس رہا، مگر کبھی بھی اجمیر شریف جانے کا اتفاق نہ ہوا اور نہ ہی کبھی حضور خواجہ بزرگ سے ویسے عالم روحانیت میں شرفِ ملاقات ہوئی۔

میں دیکھ رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ حضور قبلہ خواجہ صاحب کی جانب سے عشق و محبت اور اتباع و اطاعتِ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سے لبریز پر تو میرے ذہن و فکر میں اور قلب و نظر میں اُمڈتا چلا آرہا ہے۔
میری طبیعت سرور و مستی سے پُر بہار ہو گئی تھی اور مجھ پر رقّت طاری
تھی۔ یہ حالت تقریباً آدھ گھنٹہ تک رہی اور جب میں نگاہیں اُوپر کرتا
تو دونوں بزرگانِ دین رح یعنی حضور خواجہ غریب نواز رح اور حضور بابا فرید گنج شکر رح
میری طرف بڑی شفقت سے دیکھ رہے ہوتے اور دونوں بزرگوں سے
پُر زور تصرّف میراثِ مصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میرے جسم و جان میں
داخل ہو رہا ہوتا اور وُہ مجھے دیکھ کر مُسکرا دیتے۔ حضور خواجہ بزرگ رح کے
تصرّف و توجہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ اُن کا عبادات، ریاضت و معرفت
میں بہت مقام ہے۔ ظاہر و باطن میں دولتِ وصل عطا ہوئی اور حاملِ
امانتِ الٰہی بھی ہوئے۔ انہیں وصل با الرّسُولِ ص مقبوُل (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
وصل باللہ اور بقا باللہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔ عشق و محبّت میں اور
اتّباع و اطاعت میں نبیٔ کریم ص رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ
بہت قُرب اور رسائی نصیب ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور رسُولِ
مقبوُل (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی اتّباع و اطاعت میں بہت پُختہ دیکھتا
تھے اور میرے اندازے و ادراک کے مطابق اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے
اور نبیٔ کریم ص (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل خواجہ غریب نواز
سُلطانُ الہند رح کو "اُولی الامر" کا منصب[1] بھی عطا ہوا۔

قبلہ چوہدری صاحب رح بتاتے تھے کہ اس دن دونوں بزرگوں میں سے
کسی سے بھی گفتگو نہ ہوئی اور تمام وقت خاموشی میں ہی گزر گیا۔ بالآخر
تھوڑی دیر بعد حضرت خواجہ غریب[2] نواز رح نے تبسم کے ساتھ حضرت بابا صاحب رح

کو اور ہمیں اشارہ سے سلام کہا۔ جانے کے لئے اُٹھے اور فضا میں غائب ہو گئے اور پھر ساتھ ہی حضور بابا صاحبؒ نے بھی مُسکرا کر اشارے سے سلام کہا اور اپنی قبر میں رُوپوش ہو گئے اور ہم واپس ساہیوال اپنے دوست کے ہاں آ گئے۔

لہ میں نے یعنی راقم نے ایک جمعہ کی وعظ میں ایک بُہت پڑھے لکھے اور عالم فاضل خطیب کی زبانی سنا کہ نامور مؤرخ مسٹر نکلسن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں دو مسلمان بزرگوں (ایک حضرت علی ہجویریؒ داتا گنج بخش لاہوری اور دوسرے معین الدین چشتی اجمیریؒ) کے اپنے عمل و اخلاق اور اخلاص تبلیغ سے لاکھوں ہندوؤں اور غیر مسلموں نے پروہتوں اور برہمنوں کی جادوگری اور بت پرستی سے نجات پائی اور وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ مؤرخ نے لکھا ہے کہ ان دو مسلمان بزرگوں نے ہندوستان کی کایا پلٹ دی۔

۲ قبلہ چوہدریؒ صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نوازؒ سلطان الہندؒ کے ساتھ شاید ہی انہیں دوبارہ شرفِ ملاقات نصیب ہوئی ہو۔ البتہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے بعد میں بھی کئی بار سعادت ملاقات نصیب ہوئی اور سلسلۂ گفتگو بھی رہا۔

دیگر واصلین اولیاء اکرامؒ سے سعادتِ مُلاقات

قبلہ چوہدری صاحبؒ قیامِ پاکستان کے بعد اپنی چالیس سالہ زندگی میں مختلف شہروں میں مُقیم اپنے دوست واحباب، عزیز واقارب اور شاگردوں کے پاس چلے جایا کرتے تھے اور اس شہر میں مدفون واصلین اولیاء اکرامؒ کے مزارات پر بھی اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ وہاں نوافل، دُرود شریف اور دُعائے فاتحہ ومغفرت پڑھنے کے بعد صاحبؒ مزار کو السلام علیکم کہتے اور پھر اُن سے متوجہ ہوتے اور اگر صاحبِ مزار اپنی قبر میں موجود ہوتے تو پھر وہ سامنے آجاتے۔ سعادتِ مُلاقات دیتے اور دینی ودُنیاوی مسائل اور اُمور پر گفتگو بھی فرماتے۔ اِن اولیاء اللہ کے نام نیچے درج ذیل ہیں۔

حضرت سید عبداللطیف قادری المعروف امام بریؒ، اسلام آباد

حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑویؒ، اسلام آباد

حضرت سید پیر بابا کرم شاہ چشتیؒ قلعہ بالاحصار پشاور

حضرت رحمٰن باباؒ پشاور

حضرت شاہ شمس سبزواریؒ، مُلتان

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ مُلتان

حضرت شاہ رُکنؒ عالم مُلتان

حضرت سید عبداللہ شاہ قادریؒ المعروف بابا بُلھے شاہؒ، قصور

حضرت جولجہ نور محمدؒ صاحب مہاروی چشتی چشتیاں

حضرت خواجہ م سلیمان چشتی تونسویؒ تونسہ
حضرت سُلطان العارفین سُلطا ن باہُوؒ قادری (سُلطان الفُقرا پنجم)
شورکوٹ

حضرت سائیں بابالسوڑی شاہؒ فیصل آباد
حضرت ڈاکٹر علامہ شیخ م اقبالؒ لاہور
حضرت سیّد سُلطان سیّد ظہیرالدّین محمّدؐ قطب شاہ حسینی قادریؒ (سُلطانُ
الفقرآء ومحبُوب سُلطان الاکبر)

حضرت سیّد عبدُاللّطیف قادری المعروف امام بّریؒ سے سعادتِ مُلاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ جب کبھی بھی لاہور سے راولپنڈی یا اسلام آباد آتے یا پھر پشاور سے راولپنڈی/اسلام آباد تو اکثر حضرت امام بّریؒ کے مزار شریف پر حاضری دیتے، نوافل درُود شریف اور دعائے فاتحہ ومغفرت پڑھتے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت امام بّریؒ ہر دفعہ ملاقات فرماتے اور دینی و دنیاوی مسائل پر ضرور گفتگو فرماتے۔ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ حضرت امام بّریؒ، اُن کے والدینؒ، بھائیوں نے راولپنڈی اور گردونواح کے خطہ میں بُہت تبلیغ واشاعت اسلام کی اور بُہت سے ہندو، بُدھ اور غیر مسلم اِن کے ہاتھوں مسلمان ہُوئے۔ یہ علاقہ جادو، جِنّاتی اور شیطانی قوتوں اور بُت پرستی کا گڑھ تھا۔ آپؒ کے آباؤ اجداد اور آپ کی انتھک محنت سے بُہت سے لوگ ظُلمت سے نکل کر نورِ اسلام میں داخل ہُوئے۔ آپ کے مکتب و جامعہ میں دُور دُور سے لوگ آکر داخل ہُوتے تھے۔ حفظِ قرآن شریف، عُلومِ دین ظاہری و باطنی یعنی عُلومِ قرآن

اور احادیث و فقہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ مجالس درُود شریف اور اذکارِ الٰہی باقاعدگی سے منعقد کرتے تھے اور اپنے شاگردوں اور مسلمانوں کے اسباقِ علوم و عرفان میں اعادہ و مشق کرواتے تھے۔ مکتب و جامعہ کے اندر اور باہر آپ کے شاگرد قرآن و سُنّت مُبارک پر عمل پیرا رہتے تھے۔ حضرت امام بَرّی نے کافی کُتب و رسالے ترتیب دیئے جو آج کل بہت نایاب ہیں اور ایک شنید و اطلاع کے مطابق آپ کے چند قلمی نُسخے جرمنی کے شہر میونخ کی لائبریری میں شامل ہیں اور محفوظ ہیں (حضرت قبلہؒ نے حضرت امام بَرّیؒ سے شرفِ ملاقات اور اُنؒ کے ساتھ گفتگو کی کوئی خاص بات نہیں بتائی جو یہاں تحریر کی جائے)

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑویؒ سے سعادت مُلاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ جب کبھی راولپنڈی یا اسلام آباد تشریف لاتے تو اکثر گولڑہ شریف جاتے اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ قبر سے باہر تشریف لے آتے اور دینی و دُنیاوی اُمور پر گفتگو فرماتے، مگر قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کوئی خاص بات کا ذکر نہیں فرمایا جو کہ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ سے دورانِ گفتگو زیرِ تذکرہ آئی ہو۔ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ حضرت پیر صاحبؒ کا مشہور کلام حمد و ثناء بہت ہی بلند پایہ ہے اور یہ حمد بھی ہے اور نعت بھی۔

اُس صُورت نوں نیں کی آکھاں — جاناں، کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رَب دی شان آکھاں — جس شان تھیں شاناں سب نمنیاں
دَسّے صُورت راہ بے صورت دا — تو بہ راہ کی، عین حقیقت دا

یہ کم نہیں سُوجھت دا کوئی ور لیاں موتی لے تریاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے متھے چمکے لاٹ نُورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہیں مدھ بھریاں
ایہا صُورت شالا پیش نظر رہے وقت نزع تے روزِ حشر
وچ قبر تے پُل تھیں جدھوسی گزر سب کھوٹیاں تھیسن تدھ کھریاں
سُبحَانَ اللّٰہِ مَا اَجمَلَکَ مَا اَحسَنَکَ مَا اَکمَلَکَ
کتھے مہر علی، کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

حضرت سیّد پیر بابا کرم شاہ بخاری چشتیؒ (از پشاور) سے شرف مُلاقات

یہ ۱۹۶۱ء یا ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ اپنے دوست واحباب سے ملنے کے لئے لاہور سے بذریعہ خیبر میل پشاور[1] آئے یہ گاڑی صُبح کے وقت پشاور پہنچتی تھی۔ ہم دوست ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور ہم حضرت قبلہؒ کو گھر لے آئے۔ ناشتہ اور چائے کے بعد حضرت قبلہؒ نے پوچھا کہ کیا پشاور میں کوئی قلعہ ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں قلعہ بالاحصار ہے۔ پھر پوچھا کیا وہاں باہر کوئی مزار ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں بابا بخاری صاحبؒ کا مزار ہے۔ حضرت قبلہ مسکرائے اور فرمایا کہ آج علی الصّبح کا وقت تھا۔ اور گاڑی نوشہرہ سے چلی ہی تھی کہ قبلہ بابا بخاری صاحبؒ گاڑی میں تشریف لے آئے۔ السّلام علیکم کے بعد فرمایا: میرا نام بابا بخاریؒ (صاحبؒ) ہے اور مَیں قلعہ کے باہر مدفون ہُوں (اور فوراً میری نگاہوں کے سامنے قلعہ اور مزار شریف سامنے آگئے قبلہ) چوہدری صاحبؒ آپ وہاں ضرور

[1] اُن دنوں میں یعنی راقم بھی ترناب فارم پشاور میں بحیثیت نائب زرعی انجینئر کے کام کر رہا تھا۔

آئیں اور درُود شریف و دُعائے فاتحہ وغیرہ پڑھ جائیں پھر انشاءُاللہ تعالےٰ وہاں مُلاقات ہو گی اور حضرت بابا بخاری صاحبؒ مُسکرائے، مصافحہ کیا اور السّلام علیکم کہا اور فضا میں ہی رُوپوش ہو گئے۔

پھر بعد میں حضرت قبلہؒ پشاور گئے اور حضرت بابا بخاری صاحبؒ کے مزار پر حاضری دی، دُرود شریف، دُعائے فاتحہ و مغفرت پڑھی حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت بابا بُخاری صاحبؒ نے شرفِ مُلاقات بخشی۔ وہ اپنی قبر میں بیٹھے میری طرف دیکھ کر تبسم فرما دیتے اور مَیں دُرود و اذکار شریف میں مشغول تھا۔ بعد میں حضرت قبلہؒ نے حضرت بابا بخاری صاحبؒ سے گفتگو کی بابت کوئی خاص بات نہ بتائی جو یہاں تحریر کی جائے۔

حضرت رحمٰن بابا (پشاور) سے شرفِ مُلاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ جب کبھی پشاور آتے تو حضرت رحمٰن باباؒ کے مزار پر اکثر حاضری دیتے اور حضرت رحمٰن بابا سے ملاقات کا شرف مِلتا حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ رحمٰن باباؒ کا پشتو زبان میں کلام، اُن کے تمام واقعات مشاہدہ پر مبنی ہے اور عام شاعری نہیں ہے۔ اور کلام کا نچوڑ نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے مُحبّت، اتباع اور اطاعتِ کا سبق دیتا ہے۔ اور آپؐ حضور نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے قرب و زیارت پاک پر زور دیتا ہے اور اسی کو معراج مؤمن اور معراجِ ولایت بتاتا ہے۔ حضرت قبلہؒ نے حضرت رحمٰن باباؒ کے ساتھ گُفتگو کے متعلق کوئی خاص بات نہیں بتائی جو یہاں لکھی جائے۔

حضرت شاہ شمسؒ سبزواری، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ سہروردی اور حضرت شاہ رُکن عالمؒ (مُلتان) سے سعادت مُلاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ ملتان میں آمد پر ان تین بزرگوں کے مزارات پر اکثر حاضری دیتے اور یہ بزرگ انہیں اپنی ملاقات سے نوازتے اور بعض اہم مسائل پر گفتگو بھی فرماتے۔ حضرت قبلہ نے اِن اولیاُ اللہ سے ملاقات و گفتگو کے بارے میں کوئی اہم بات نہیں بتائی جو یہاں تحریر کی جائے۔

حضرت سیّد عبداللہ شاہ المعروف بابا بُلھے شاہ قادریؒ سے سعادت مُلاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ اپنی زندگی میں ایک یا دو بار قصور گئے اور وہاں حضرت بابا بُلھے شاہ قادریؒ کے مزار پر حاضری دی۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ نے سعادتِ ملاقات سے نوازا، اور گفتگو فرمائی۔ حضرت قبلہؒ ان سے گفتگو کے بارے میں کوئی اہم بات نہ بتائی، مگر حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ بابا بُلھے شاہ صاحبؒ کا کلام اُن کے ولایت کے مشاہدات پر مبنی ہے اور ظاہر و باطن میں بھی عطائے وحصُول دولت وصل کے متعلق بتاتا ہے اور راہِ طریقت اور راہِ سلوک پر استقامت کے ساتھ گامزن ہونے کی تلقین کرتا ہے اور حضرت بابا بُلھے شاہؒ کو عشق و محبت میں اور حصُولِ مقصُود کے لئے بعض دفعہ مشکل حالات سے سامنا کرنا پڑا۔ جیسا کہ اُن کے کلام اور حالات زندگی سے عیاں ہے، مگر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے انہیں منزلِ مقصود تک رسائی ہُوئی۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتیؒ سے شرفِ ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ شاید دو تین دفعہ چشتیاں گئے اور وہاں حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتیؒ کے مزار شریف پر حاضری دی اور حضرت خواجہ صاحبؒ نے ملاقات فرمائی اور اہم دینی و دنیاوی امور پر گفتگو کی۔ ملاقات اور گفتگو کے بارے میں حضرت قبلہؒ نے کوئی خاص بات نہیں بتائی جو تحریر کی جائے۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتی تونسویؒ المعروف پیر پٹھان سے سعادت ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ وہ ایک دفعہ ملتان سے اپنے ایک شاگرد دوست کے ہمراہ تونسہ شریف گئے اور وہاں حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتیؒ کے مزار پر حاضری دی۔ حضرت قبلہ فرماتے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ اپنی قبر سے باہر تشریف لے آئے۔ سعادتِ ملاقات بخشی اور کافی دیر تک بات چیت فرمائی۔ حضرت قبلہؒ نے اُن سے گفتگو کے متعلق کوئی خاص بات نہیں بتائی (حضرت قبلہ صاحبؒ چونکہ پٹھان تھے لہٰذا آپ تونسہ اور گردو نواح میں پیر پٹھان کے نام سے مشہور ہیں)

حضرت سلطان العارفین، سلطان باہوؒ (سلطان الفقر آپ پنجم) کے مزار پر حاضری (شورکوٹ)

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ میں نے ایک دفعہ چند احباب کے ہمراہ جھنگ۔ شورکوٹ میں حضرت سلطان العارفین۔ سلطان باہوؒ قادری (سلطان الفقر آپ پنجم) کے مزار پر حاضری دی۔ اندر پہنچ کر السلام علیکم کہا مگر جواب نہ ملا۔ پھر میں نے دیکھا کہ قبر کھل گئی۔ مگر اس کی تہہ تک کچھ بھی نہیں ہے۔

یعنی کسی بھی شخص کا جُثہ موجود نہیں ہے۔ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ حضرت سُلطان باہُوؒ اپنی قبر میں موجود نہیں ہیں۔ بہرحال ہم نے دُرود شریف اور دُعا، فاتحہ پڑھی اور مزار و مسجد کے احاطہ میں تقریباً آدھ گھنٹہ تک رہے۔ واپسی سے پہلے ایک دفعہ پھر قبر کے اندر تہہ تک نظر گئی اور یہی معلوم ہُوا کہ حضرت سُلطان باہُوؒ جہاں بھی گئے ہُوئے ہیں ابھی تک واپس نہیں ہُوئے۔ ہم نے پھر السلام علیکم یا اہل قبر کہا اور واپس لاہور آ گئے (یہ واقعہ ۱۹۷۰ء کا ہے)

پانچ چھ ماہ گزرنے کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ایک شاگرد دوست نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ شورکوٹ میں حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہُوؒ کے مزار پر حاضر ہے اور قبر پر دعائے فاتحہ پڑھ رہا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ قبر شق ہو جاتی ہے اور حضرت سُلطان باہُوؒ باہر نکل آتے ہیں۔ وہ بہت ادب سے اُن ؒ کو سلام عرض کرتا ہے۔ حضرت سُلطان باہُوؒ اس سے بہت شفقت فرماتے ہیں اور مزار سے باہر نکل کر اُس کو مسجد کے احاطہ میں لے آتے ہیں، جہاں زائرین اور لوگوں کا ہجوم نہیں ہوتا۔ پھر اُس کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ہاں بھئی! پانچ چھ ماہ قبل قبلہ چوہدری صاحبؒ یہاں میرے مزار پر آئے تھے۔ مجھے بہت افسوس ہُوا کہ مَیں اُن کو نہ مل سکا۔ وہ بڑی چاہت سے یہاں آئے تھے۔ مگر مَیں یہاں نہیں تھا۔ کہیں باہر گیا ہُوا تھا (شاید حضرت سُلطان باہُوؒ نے یہ فرمایا تھا کہ "مَیں دہلی گیا ہُوا تھا اور شورکوٹ میں مزار پر نہیں تھا) بہرحال یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ "مَیں مزار پر نہیں تھا، کہیں باہر گیا ہُوا تھا" حضرت سُلطان باہُوؒ نے اُن دوست سے اور بھی بہت اچھی باتیں فرمائیں پھر وہ خواب سے بیدار ہو گئے اور کسی دن اُنہوں نے یہ خواب اور حضرت سُلطان باہُوؒ کا یہ واقعۂ شفقت اور اُن کی تمام باتیں حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کو بتا دیں۔

حضرت باباسائیں لسوڑھی شاہؒ سے شرفِ مُلاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کبھی فیصل آباد آتے تو اکثر حضرت باباسائیں لسوڑھی شاہ صاحبؒ کے مزار پر حاضری دیتے۔ سائیں باباؒ شرفِ ملاقات فرماتے اور گفتگو بھی ہوتی۔ مگر حضرت قبلہؒ نے گفتگو کے بارے میں کسی اہم بات کا تذکرہ نہیں کیا۔

حضرت ڈاکٹر علامہ محمّد اقبالؒ سے سعادتِ مُلاقات

لاہور میں تشریف آوری پر حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ حضرت داتا گنج بخشؒ حضرت میاں میر صاحبؒ، حضرت سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ (حضرت قبلہؒ کے شیخ مُحترم) حضرت شاہ محمّد غوثؒ کے علاوہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمّد اقبال صاحبؒ کے مزار پر بھی حاضری دیتے۔ درُود شریف، دُعائے فاتحہ و مغفرت پڑھتے اور حضرت علامہ صاحبؒ قبلہؒ قبر سے نمودار ہو جاتے اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ، حضرت علامہ صاحبؒ کے کوائف بتاتے تھے کہ وہ اکثر صبح کی نماز سے پہلے اُٹھتے۔ نوافل ادا کرنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف، ذکر اللہ، کلمہ طیّب کا بہت وِرد کرتے۔ صلوٰۃِ فجر کے بعد بھی یہی عمل رہتا اور اکثر اوقات درُودِ پاک اور کلام اللہ، پڑھنے کے دوران ندامت کے آنسو جاری ہو جاتے، عشق و محبّت غالب رہتی اور رِقّت ہو جاتی۔ یہ آدابِ خود آگاہی اور آہِ سحر گاہی انہوں نے بزرگانِ دین کے اقوالِ زرّیں اور اُن کے تجربات و مشاہدات سے حاصل کیئے۔

ے دمِ عارف نسیمِ صُبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیبؑ آئے میسّر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی — کھُلتے ہیں غلاموں پہ اسرارِ شہنشاہی
عطّارؒ ہو، رومیؒ ہو، رازیؒ ہو، غزالیؒ ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

اور پھر وہ گڑگڑا کر دُعا و التجا کرتے

تو اے آقائے یثربؐ میری چارہ سازی کر — میرا دین ہے افرنگی، میرا ایمان ہے زناری

جو اللہ تعالےٰ کے ہاں قبول ہوئی۔ اُنکے علم میں اضافہ ہونے لگا۔ عشق اور محبت میں مزید ترقی ہوتی گئی۔ پھر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اولیاءُ اللہ سے اور خصُوصاً حضرت مولانا رومیؒ سے خواب میں اور بیداری میں مُلاقات ہونے لگی۔ اِن بزُرگانِ دین نے اُنکی بہُت راہنمائی کی اور سب نے اِتباع اطاعت اور غلامی و قُربِ نبیِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر زور دیا۔ اُنہوں نے صلوٰۃِ فجر سے پہلے اور بعد میں بھی دوست و احباب اور عزیز و اقارب سے ذرا الگ تھلگ رہ کر دُرُودِ پاک کا وِرد، قرآن شریف کی تلاوت اور ذکرُ اللہ کے دَور میں خلوصِ دل سے خُوب محنت کی اور یہ مقام بھی آیا کہ بھُوک اور پیاس اور گرمی و سردی کا احساس بھی جاتا رہا اور بعض اوقات میں گھنٹوں تک ذکرُ اللہ میں گم رہتا۔ کشف و کرامات اور گزشتہ و آئندہ کے واقعات کی خبریں ملنے لگیں اور مُشاہدہ ہونے لگا، مگر دِل نفی کرتا رہا کہ یہ منزلِ مقصُود نہیں ہے۔

بالآخر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نبیِ کریمؐ، رؤف رحیمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے نیم خوابی و بیداری میں اُن کو زیارتِ پاک سے نوازنا شروع کیا اور یہ سلسلہ پھر آخر تک قائم رہا۔ اِس میں کسی قسم کی خوُبی یا اعمال کی اچھّائی

کو دخل نہ تھا۔ بلکہ یہ حضورِ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اپنے اُمتیوں پر نگاہِ رحمت و شفقت ہوتی ہے

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چن لئے قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

اُنکی دعاؤں والتجاؤں کو اللہ تعالےٰ نے قبولیت بخشی۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی رحمت کے طفیل اُنکی چارہ سازی فرمائی اور براہِ راست بہر تعلیم و تربیت اور ہدایات ارشاد ہونے لگیں۔ اسرارِ الٰہی کھُلنے لگے ؎

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر کھُلتے ہیں اسرار آخر اُٹھتے ہیں حجاب آخر

میں نیم شب و علیٰ الصُبح درُودِ پاک، تلاوت کلام اللہ اور اذکارِ الٰہی کو خوب ذوق و شوق سے کرتے رہے پھر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل (چشمِ بینا تو پہلے ہی عطا ہو چکی تھی) دلِ بینا بھی عطا ہُوا۔ کشُود مقام خُودی اور نمُود امانتِ الٰہی نصیب ہُوا۔ دولتِ وصل عطا ہُوئی۔ ظاہر میں "فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه" کا مشاہدہ حق اور باطن میں اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ۔۔۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ۔۔۔" اور" وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ ط۔۔۔ کا مشاہدہ حق عطا ہُوا، اور مقصُود موجود ہُوا

الحمد للہ رب العالمین

حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ولایت کے بہت مدارج ہیں۔ سالک و مردِ مؤمن کو چشمِ بینا عطا ہونے کے بعد کشف و کرامات کا آغاز ہوتا ہے اور ماضی، حال و مستقبل کی خبریں و اطلاعات ملنا شروع ہو جاتی ہیں۔ زندہ و موجود اور پُرانے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین سے رابطہ و راہنمائی حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کی زیارت پاک اور ہدایات بھی حاصل ہوتی ہیں اور فرشتے، مردِ مؤمن اور ولی اللہ کی اس خوش نصیبی پر رنگا رنگ لباس میں خوشی و مسرت کے اظہار میں ایک "تقریب مُبارک و خوش آمدید" منعقد کرتے ہیں، مگر ماحول انتہائی پُرمسرت، ساکت و خاموش ہوتا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ قسم ہے قطار در قطار باندھنے والوں کی، یہ عابدین ہوں یا فرشتے)

؎ پھُول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار (آیت مبارک کا ایک ترجمہ)

اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرھن (علامہ اقبالؒ) 〃

؎ حُسن ندی دی لہر ہیں تردی فوج پریاں دی جاندی

روشن رنگ سواریاں والی ہر بندہ ہر باندی (مولانا غلام رسُولؒ)

حضرتِ قبلہؒ نے گفتگو جاری رکھتے ہُوئے فرمایا، سالک مردِ مؤمن اور ولی اللہ کو کشف و کرامات، گزشتہ و آئندہ خبروں کی اطلاعات سیر مرتبہ و مقام اور دیگر انعامات کی کشش میں اُلجھنا و رُکنا نہیں چاہیئے۔ حتّٰی کہ اُسے بارگاہِ رسالت مآبؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی حاضری نصیب ہو جائے۔ جلوت و خلوت میں دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی حاصل ہو جائے۔ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ نے بارہا سمجھایا کہ درویشی کی اِبتداء و اِنتہاء غلامیٔ و قربِ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہی ہے۔

قبلہؒ نے یہ بھی بتایا۔ وہ مجذوب فرنگی، جرمن فلسفی نیٹشے کس کی جُستجو میں گرفتار تھا۔ کیا اسے شانِ کبریائی کی تلاش تھی اور کیا اس کا یہ قول "جستجوئے ذاتِ کبریا" حقیقت اور خُلوص پر مبنی تھا؟

حضرت قبلہؒ نے فرمایا!! فلسفی نیٹشے بھی دُوسرے فلسفیوں کی طرح فلسفے کی بلندی کو جُستجوئے حق اور حق قول کی سربلندی تصوّر کرتا تھا۔ اُس

فلسفہ، اُس علم، اُس تحقیقی مطالعہ کی حقیقت ہی کیا ہے جس سے انسان بحیثیتِ مخلوق۔ احسنِ تقویم، کے اپنے خالق و مالکِ کائنات کو ہی نہ پہچان سکے، بلکہ اُس کا مُنکر ہو جائے۔ یہ اُس کے فلسفے و علم اور تحقیق کا سب سے بڑا حجاب ہے۔ وہ اسی ذہنی انتشار کی بدولت گمراہی کے طوق میں جکڑا جاتا ہے۔ جُستجوئے شانِ کبریائی اور شانِ مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) درحقیقت غلامیٔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ فلسفی نیٹشے بھی اسی عذاب و فساد و انتشار میں مبتلا رہا اور آخر دم تک اپنی ذہنی کیفیّات و فلسفی نشے میں چُور رہا۔ ان دنوں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جستجوئے شانِ کبریائی و شانِ مصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں گامزن رہے۔ مُشاہدۂ حق کی لگن و تڑپ تھی۔ پھر قرآن و احادیث مُبارک کے بغور مطالعہ، دُرود و اذکار شریف کے وِرد و عمل اور ان کے فیوضّ و برکات انوار و تجلّیات، علم و عرفان، حکمت و رحمت کے طفیل کشُودِ خودی و نمُودِ امانتِ الٰہی کے باب کا آغاز ہُوا اور جلوت و خلوت میں دولتِ وصل نصیب ہُوئی اور شانِ مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور شانِ کبریائی کا مُشاہدہ عطا ہُوا اور کم و بیش اِستغراق میں رہے۔ پھر اِن کیفیّات سے اُبھرا اور باہر نکلے۔

؎ خُودی میں ڈوبتے ہیں پھر اُبھر بھی آتے ہیں مگر یہ جوصلۂ مردِ میچ کارہ نہیں

مگر فلسفی نیٹشے کافی پہلے ہی فوت ہو گیا تھا اور اگر وُہ مجذوب فرنگی اس وقت زندہ ہوتا تو وُہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُسے مقامِ مُصطفےٰ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور مقامِ کبریاء سے کسی حد تک رُوشناس کروا دیتے شائد وہ گمراہی سے باہر نکل آتا۔ اُسے حق کی تلاش تو تھی، مگر اس نے کسی مرد حق کی طرف رجُوع ہی نہیں کیا۔ اگر اس نے امام غزالیؒ یا مولانا رُومیؒ کے فلسفۂ حق

کا بغور و خلوص سے مطالعہ کیا ہوتا تو انشاءُ اللہ تعالےٰ اس نے گمراہی سے نکل کر غلامیٔ رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قبول کی ہوتی اور مقام ربّ العالمین سے رُوشناسی و آگہی حاصل کی ہوتی ..... مگر وہ آخر دم تک اپنی فلسفی ہچکچاہٹ اور پس و پیش میں ہی گرفتار رہا۔

فرنگی سے بہت آگے ہے منزلِ مومن قدم اُٹھا یہ مقام انتہائے راہ نہیں

قبلہ علامہ صاحبؒ! آپ کا اُردو اور فارسی کلام اتنا ٹھوس اور جامع ہے کہ مقامات ولائیت اور مُشاہدات کی بہت ہی موزوں و صحیح منظر نگاری کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی شعر میں کسی لفظ کو کسی دوسرے متبادل و متوازن لفظ سے بھی بدل دیا جائے تو شعر کے مفہوم خوبصورتی، بلکہ مشاہدہ کی عکاسی بگڑ جاتی ہے۔ قبلہؒ! آپ نے بہت محنت، تندہی و لگن کے ساتھ اشعار کی ترتیب کی ہے جو مشاہداتِ عرفانِ حق کی ٹھیک عکاسی کرتی ہے۔

حضرت تمیمی نے بتایا۔ یہ اشعار جو کم و بیش مقاماتِ ولایت اور مشاہدات عرفانِ حق کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے سبب ہوتا ہے اور کسی کی کوشش و کاوش کو دخل نہیں ہوتا جب بھی کسی مقامِ ولایت کا یا عطائے حق کا اُنکا مشاہدہ نصیب ہوتا، ساتھ ہی اُردو یا فارسی میں اشعار بھی ذہن میں آجاتے، بلکہ بعض اوقات قرآن شریف کی متعلقہ آیات و احادیث مُبارک جو اِن مشاہدات کی نشاندہی اور ثابت کرتیں۔ وہ بھی سامنے آجاتیں اور، وہ ان سب کو پھر قلمبند کر لیتے "هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ" البتہ ان اشعار کے معنی، مفہوم اور حقیقت کو وہی

سمجھ سکتا ہے جو رَبّ العالمین کے فضل و کرم اور غلامیٔ رحمت للعالمین، نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل ان مقاماتِ ولایت سے گزرے اور اسے مشاہدات عرفانِ حق نصیب ہوں۔ عام پڑھنے والا ان الفاظ سے لطف اندوز تو ہو سکتا ہے۔ مگر اُس کے مغز، جوہر، حقیقت و عرفان کو اُس وقت حاصل کرے گا۔ جب غلامی و اتّباعِ رسُول مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر عمل پیرا ہو گا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا کہ قبلہ علامہ صاحبؒ سے بہت دفعہ مُلاقات ہوئی اور ہر دفعہ گفتگو کا موضوع اسی احاطہ میں رہتا کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ قبلہ علامہ صاحبؒ فرماتے کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے محبت و اتباع اور محبت، عشق و اتباع کا ماحصل و مقصود کیا ہو گا۔ تو حضرت علامہ صاحبؒ تبسم کے ساتھ کہتے کہ "خودی"

؎ جوہرِ زندگی ہے عشق، جوہرِ عشق ہے خودی آہ کہ یہ تیغ تیز پر دگئی نیام ابھی

اور پھر کشودِ خودی و نمودِ خودی کی بات ہوتی۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی جانب سے اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل جلوت میں شانِ مصطفائیؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور خلوت میں شانِ کبریائیؐ کا مشاہدہ مردِ مومن کو عطا ہونا۔ بالفاظِ دیگر مردِ مومن کو ظاہر و باطن میں دولتِ وصل اور امانت الٰہی کا نصیب ہونا

(زہے نصیب ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ علامہ اقبالؒ کے کلام میں ایک اور خاص و منفرد بات یہ بھی ہے کہ حمد و نعت ایک ساتھ ایک ہی پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ ان اشعار سے عیاں ہے۔

؎ لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجُود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

ایک دفعہ محترم عمران صاحبؒ "ذکر اللہ" میں مشغول تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہ رحمت کے طفیل اُن کی پرواز شروع ہو گئی۔ فضاؤں میں اُن کو، حضرت قبلہ علامہ اقبال صاحبؒ سے سعادتِ ملاقات نصیب ہوئی۔ محترم علامہ اقبال صاحبؒ نے آواز دی، عمران بیٹے، عمران بیٹے، ٹھہرنا۔ وہ رُک گئے قبلہ علامہ صاحبؒ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

علامہ صاحبؒ نے فرمایا۔ ماشاء اللہ بہت اچھے (حضرت) چوہدری صاحبؒ کے شاگرد راہِ سلوک میں بہت اچھی پرواز کرتے ہیں۔ میں بہت خوش ہوتا ہوں دوسرے یا تیسرے روز جب محترم عمران صاحبؒ، حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ سے ملے تو یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ محترم علامہ صاحبؒ اور تمام پرانے اولیاء اکرامؒ ہمارے باپ دادا ہیں اور سب شاگردوں، دوستوں اور مسلمانوں.. کی معاونت و راہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔

لہ یہ باتیں قبلہ چوہدری صاحبؒ کی علامہ صاحبؒ سے ملاقات و بات چیت سے ماخوذ ہیں۔

حضرت سُلطان و محبُوب سیّد ظہیرُالدّین محمّدؒ قُطب شاہ صاحبؒ

حسینی قادری محبُوب سُلطان الاکبرؒ اور سُلطان الفُقرا ششم[1] سے مُلاقات

یہ ماہ مارچ یا اپریل ۱۹۸۸ء کا واقعہ ہے کہ سیّد ظہیرُالدّین محمّد حسینی قادریؒ صاحبؒ عارضی طور پر کراچی میں مقیم تھے (اور اُنہی دنوں راقم کا یعنی میرا بھی) کسی کام کے سبب کراچی جانے کا اتفاق ہُوا) اور وہاں اُن کے دوست کے ہاں جہاں وہ قیام پذیر تھے میری ان سے سعادت مُلاقات ہُوئی۔ مَیں نے دو تین دن کے بعد بذریعہ ریل گاڑی لاہور واپس آنا تھا اور راستے میں ایک دن کے لئے رحیم یار خان رُکنا تھا تاکہ اپنے شیخ محترم قبلہ چوہدری صاحبؒ سے ملاقات، قدم بوسی اور ان کی عیادت کر سکوں چُونکہ وہ اُن دنوں کافی علیل تھے تھے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ (حُسینی قادری) نے میرے اس ارادے سے اتفاق کیا اور لاہور (براستہ رحیم یار خان) بذریعہ ٹرین میرے ساتھ سفر کرنے پر راضی ہو گئے۔

ہم پھر دو دن بعد صُبح کو رحیم یار خان پہنچے اور ٹانگے پر سیدھا حضرت قبلہ چوہدری صاحب کی سعادت ملاقات اور عیادت کے لئے ان کے گھر پہنچے وہاں اُن کے صاحبزادہ صاحبؒ[2] سے ملاقات ہُوئی۔ ہم بیٹھک میں بیٹھ گئے مُنہ ہاتھ دھویا اور تھوڑی ہی دیر میں ہمارے لئے ناشتہ آگیا ہم نے قبلہ

---

[1] یہ حضرت سید حسینی قادریؒ کے روحانی نام ہیں ان ناموں کا ان کے ایک شاگرد دوست کو عالم روحانیت میں انکشاف ہُوا تھا۔

[2] چوہدری م شبیر صاحبؒ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ایک ہی صاحبزادے ہیں، جو گورنمنٹ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد وہیں رحیم یار خان میں مقیم ہیں اور زمینداری اور کمیٹی باڑی کرتے ہیں۔

چوہدری صاحبؒ کی صحت کے بارے میں پوچھا تو صاحبزادہ صاحبؒ فرمانے لگے کہ تین چار روز سے استغراق میں ہیں۔ نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے۔ بلکہ ایک ہی کروٹ پر چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ بخار و علالت بھی ہے اور کمزوری بھی بہت ہے۔ بلکہ رفع حاجت اور غسلخانے میں جانے کے لئے بھی ہم لوگ سہارا دیتے ہیں۔ آپ ناشتہ اطمینان سے کریں، پھر میں آپ کو اندر لے جاؤں گا۔ اور وہاں آپ حضرت قبلہؒ سے ملاقات کرلیں اور حال وغیرہ کی بابت پوچھ لیں۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا۔ قبلہ والد صاحبؒ آج کل ویسے کمزوری کے باعث اگر بات کریں بھی تو بہت نحیف لہجہ میں کرتے ہیں اور وہ بھی بہت ہی مختصر۔ بہرحال آپ چائے سے فارغ ہو جائیں پھر ہم اندر چلیں گے۔ جہاں محترم قبلہ والد صاحب لیٹے ہوئے ہیں۔

ابھی ہم چائے سے فارغ نہ ہوئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ اچانک اور آہستہ آہستہ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ ہم نے سلام عرض کیا اور مصافحہ کیا۔ انہوں نے بہت شفقت سے سلام کا جواب دیا اور ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ صاحبزادہ صاحب بھی حیران تھے اور میں بھی کہ آپ اتنی کمزوری اور علالت میں بیٹھک میں کیسے آ گئے۔ مگر ہم خوش تھے کہ حضرت قبلہؒ ہمارے پاس خود ہی تشریف لے آئے۔ قبلہ شاہ صاحبؒ نے حال و علالت کی بابت دریافت کیا اور میں نے بھی حضرت قبلہؒ نے کچھ اشارے سے اور کچھ ویسے فرمایا کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ پھر حضرت قبلہؒ نے اشارے سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کیا ناشتہ وغیرہ کر لیا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔

تھوڑی دیر تک میں نے اندازہ لگایا کہ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بھی خاموش ہیں اور قبلہ حسینی قادری شاہ صاحبؒ بھی۔ شاید اشاروں اور

اور کنایوں میں باتیں ہو رہی ہوں۔ بہرحال قبلہ شاہ صاحبؒ نے کہا کہ حضرت قبلہؒ! آپ ہمارے لئے دعا فرما دیں اور حضرت قبلہؒ نے فوراً ہاتھ اُٹھائے درود شریف پڑھا اور دُعا شروع کر دی کہ اے اللہ تعالےٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرما۔ ہمارے گناہوں اور خطائیں مُعاف فرما اور ہمیں اپنے محبُوبِ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی غُلامی اور قرب نصیب فرما۔" اُنہوں نے درُود شریف پڑھا اور دُعا ختم کر دی۔ ہم سب نے آمین کہا (اور حضرت قبلہؒ اکثر موقعوں پر پہلے بھی ایسی ہی دُعائیں مانگا کرتے تھے) قبلہ[1] شاہ صاحبؒ نے کہا حضرت قبلہؒ! آپ ہمارے بزُرگ ہیں۔ ہمیں آپ کی دُعائیں چاہئیں۔ آپ نے نہائیت مہربانی کی کہ ہمارے لئے دُعا فرما دی۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا، مَیں تو حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کا ادنیٰ غلام ہوں شاہ صاحبؒ! آپ نے فرمایا تو مَیں نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے اور اللہ تعالےٰ ہماری خطائیں مُعاف کرنے والا اور وُہی دُعائیں قبُول کرنے والا ہے۔ بس ہمارے لئے غلامیٔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) ہی بہترین سرمایۂ حیات ہے۔

دُعا کے لئے کہنے اور دُعا مانگنے میں دونوں بزُرگوں میں عاجزی اور انکساری کا کیا عالم تھا۔ مَیں (راقم) نے دیکھا اور بہت کچھ سیکھا کہ ایک واصل بزُرگ دوسرے واصل بزُرگ سے کس عاجزانہ اور حلیمانہ انداز میں بات کرتے ہیں؟ ہم شام تک وہاں رہے اور اس دَوران قبلہ چوہدری صاحبؒ دو تین دفعہ بیٹھک میں آئے اور ہر دفعہ ہمارے کہے بغیر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا سے فارغ ہونے کے بعد یہی کہتے کہ مَیں

---

[1] قبلہ شاہ الحسینی وقادری صاحب کی عمر اُس وقت تقریباً پچاس برس ہوگی اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی اٹھاسی برس

تو حضور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا ادنیٰ غلام ہُوں۔ مغرب کے بعد صاحبزادہ صاحب ہمارے لئے کھانا لے آئے۔ ہم کھانے سے فارغ ہو کر پھر اندر گئے اور لاہور جانے کے لئے حضرت قبلہؒ سے اجازت چاہی۔ اُنہوں نے بخوشی اجازت عنایت کی اور بڑی کمزور آواز میں کہا کہ اب رات ہونے والی ہے۔ آپ لوگ سٹیشن پر چلے جائیں وہاں سے انشاءُ اللہ تعالےٰ بآسانی گاڑی مِل جائے گی۔ ہم نے جُھک کر سلام عرض کیا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور حضرت قبلہؒ نے بھی اشارے سے سلام کا جواب دیا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ وہؒ خاموشی میں بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ شاید وہ اور بہت کہتے۔ مگر کمزوری و علالت آڑے آ رہی تھی۔ بہرحال ہم افسردہ دِلوں سے رُخصت ہُوئے۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کی حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ سے اس عالمِ دُنیا میں پہلی و آخری مُلاقات اور میری آخری مُلاقات کیونکہ وہ پھر ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۸ اگست ۱۹۸۸ء بروز پیر وار کو ہم سے رُخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط ہماری سب کی دِلی دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُنہیںؒ اس جہاں میں بھی اپنے محبُوب کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا قُرب عطا فرمائے (آمین) اور اُن کی بھی ہمیشہ یہی دُعا و خواہش رہی کہ یہاں بھی اور وہاں بھی ہر عالم میں اُن کو غلامیٔ نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نصیب رہے اور وہؒ ہمیشہ محبُوبؐ ربّ العالمین۔ رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے مُبارک قدموں میں رہیں (آمین ثم آمین) بقول حضرت علّامہ اقبالؒ

؎ دیگر دانائے راز آئید نہ آئید

ہمارا تمام دوستوں و قبلہ چوہدری صاحبؒ کے شاگردوں کا یہی خیال تھا کہ قحط الرّجال ہے۔ شاید ہی کوئی مردِ مؤمن، دانائے راز اور واصل

ولیُ اللہ اس خطۂ زمین پر پھر اُبھرے ونظر آئے؟ شاید ہی بوئے دوست
اور آوازِ دوست کہیں سے آوے؟ مگر ربِّ کریم، رؤف الرحیم، عزیز حکیم
اپنے محبوب کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اُمّت میں اطاعت
والے۔ محبّت والے عاشق، سوہنے مردِ مومن اور محبوب اُمّتی پیدا کرتا رہتا
ہے۔ اُن میں بعض کو واصل ولیُ اللہ کا مرتبہ عطا ہوتا ہے جو حامل امانت الٰہی
ہوتے ہیں اور اِن میں سے بعض کو "اُولی الامر" کا مقام نصیب ہوتا
ہے۔ اُس کے محبوب کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اِن اُمتیوں و بزرگوں
کے ذریعے درس و تدریس، رُشد و ہدایت، علم و عرفان اور انتظامیہ و دیگر
اُمور کے کام و معاملات قرآن و سُنّت مُبارک (احادیث شریف) کی روشنی
میں چلتے رہتے ہیں اور رحمت الٰہی ہر آن و ہر لمحہ کارفرما اور جاری و ساری رہتی
ہے اور یہ معاملات کسی صُورت بھی رُکتے نہیں اور اس رحمت کی
رمک، دمک اور جھلک کی ایک صُورت حضرت سیّد ظہیر الدین حسینی قادریؒ
صاحب (محبوبِ سُلطان الاکبر اور سُلطان الفقراء ششم) کی شخصیّت میں
اُجاگر ہوتی ہے رہی ہوگی۔ (آگے تحریر کرنے کی رُخصت نہیں ہے)

۲؎ حضرت سیّد محمد مسعود ہمدانی "ندیم" کے پاس تھے اور ۲۳ برس تک روزنامہ نوائے وقت میں بحیثیت ڈپٹی چیف ایڈیٹر اور دیگر عہدوں پر فائز رہے۔... ان کے مختلف کوائف یہ ہیں کہ اُن پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے بے حد انعام و اکرام اور آپ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خوابی و بیداری میں شرف زیارت و ملاقات ان کو متعدد بار نصیب ہوئی۔ اصحاب کرامؓ اہل بیت اطہار اور اکابرین و بزرگان دین، حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، غوث الاعظم، حضرت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، حضرت میاں میرؒ، حضرت سُلطان باہوؒ، حضرت امام بریؒ، حضرت مہر علی شاہؒ، حضرت فضل دین شاہؒ، حضرت سیران شاہ غازیؒ سے ظاہری طور پر شرف ملاقات اور اُن سے عطائے وظائف و نسخہ جات اور یہ سلسلہ اُن کی عمر کے آخری ۲۵ — ۳۰ سال پر محیط ہے... بالآخر وہ ۶۳ برس قمری عمر میں بروز جمعرات ۳ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء کو وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ اور ان کو قبرستان میانی صاحب نزد چوبرجی سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنّت میں اعلیٰ مقام دے اور ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین! محرم الحرام ۱۴۲۶ھ، فروری ۲۰۰۵ء

مولانا خان باز صاحب چشتیؒ سے مُلاقات

(از شاھی بالا - وارسک روڈ۔ پشاور)

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ۱۹۶۲-۶۳ء میں اپنے دوست واحباب اور شاگردوں کو ملنے کے لئے موضع آب درّہ پشاور گیا۔ اور آب درّہ میں اپنے احباب اور شاگردوں کے ہاں اُن کے ایک پُرانے پیر بھائی مولانا خان باز خان صاحبؒ چشتی موضع شاھی بالا سے وہاں اُن کے ہاں آئے ہُوئے تھے ۔ وہ بڑے خاموش طبع تھے۔ بلکہ وہ لوگ کہتے تھے کہ اُن کے پُرانے پیر صاحبؒ (محترم سید عبدالرحمٰن شاہ صاحبؒ تمر پورہ پشاور والے مرحوم) کے درس وتدریس اور اذکار الٰہی بتانے کے بعد سے ہی یہ مولانا صاحبؒ ذکر اللہ میں محو رہتے تھے اور کسی سے زیادہ بات چیت نہیں کرتے تھے اور محترم پیر صاحبؒ کی وفات کے بعد بھی اُنہوں نے شاید ہی کسی کو اپنا مُرید بنایا ہو۔ اور اپنے پیر بھائیوں کی مجالس میں شرکت کی ہو۔ حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ حال، احوال پُوچھنے اور چائے پانی کے بعد مولانا خان باز خان صاحبؒ جو میرے بالکل سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے یکدم گُفتگُو بند کردی۔ خاموشی اختیار کرلی اور مُراقبے میں چلے گئے۔ چند ہی لمحوں کے بعد مُجھے بھی محسُوس ہوا کہ مولانا صاحبؒ میری جانچ پڑتال کررہے ہیں اور شاید میرے مُتعلق کسی مرتبہ ومقام کی چھان بین اور کھوج لگا رہے ہیں۔ مَیں بھی تقریباً خاموش رہا۔ مگر رُوحانی طور پر مجھے مُشاہدہ ہوتا رہا کہ محترم مولانا صاحبؒ کیا کررہے ہیں؟ بہرحال مولانا صاحبؒ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد مراقبے سے نکلے اور ماشاءاللہ، سُبحان اللہ

کہتے ہوئے اُنہوں نے میرے ہاتھ پکڑ لیئے اور چُومنا شروع کر دیئے۔ حضرت قبلہ رح فرماتے تھے کہ میں نے حضرت مولاناؒ سے کہا... ایسا نہ کریں اور میں نے اُن کو گلے لگایا تاکہ وہ ہاتھ وغیرہ نہ چُوم سکیں۔

مولانا صاحبؒ نے پھر بڑی قدر و عزت کے ساتھ مجھے مخاطب کیا۔ اور کہا قبلہؒ! میرے لئے باعث افتخار ہوگا کہ آپ مجھے اپنی شاگردی میں لے لیں اور راہ سلوک میں میری تربیت فرمادیں۔ کیونکہ میں نے مُراقبے میں دیکھا ہے کہ آپ کا راستہ بہت بلند ہے اور صفاتی میدان سے آگے مالکِ حقیقی کی ذاتِ مُبارک کی طرف جاتا ہے، مگر پھر سوچتا ہوں کہ اب میں کافی بُوڑھا ہو چکا ہوں اور شاید اس راہِ سلوک پر گامزن نہ ہو سکوں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا مولانا صاحبؒ! اس راستے میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ نوعمر۔ جوان اور بوڑھے تمام مؤمنین و مؤمنات اس صراطِ مستقیم پر چل سکتے ہیں۔ آپ ہمت کریں۔ مجھے راستہ بتانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر مولانا صاحبؒ کے آگے ہچکچاہٹ آڑے آئی اور کہنے لگے اگر زندگی رہی تو انشاءاللہ تعالےٰ پھر عرض کروں گا اور ساتھ ہی وہ جانے کے لئے اُٹھے اور اجازت چاہی ہم سب نے اُن کو گلے لگایا اور سلام علیکم کے ساتھ وہ اپنے گاؤں کو رُخصت ہو گئے (بعد میں حضرت قبلہؒ کی مولانا صاحب سے دوبارہ مُلاقات نہ ہو سکی۔ کیونکہ کچھ عرصہ بعد اُن کا انتقال ہو گیا تھا)

محترم مولانا صاحبؒ کے چلے جانے کے بعد قبلہ چوہدری صاحبؒ کے شاگردوں نے عرض کیا۔ قبلہؒ آپ عُقدہ کشائی فرمائیں اور بتائیں کہ حضرت مولانا صاحب تو پہلے تو پندرہ منٹ خاموش رہے۔ شائد وہ مُراقبے میں تھے، پھر آنکھیں کھولیں اور یکدم آپ کے ہاتھ چُومنا شروع کر دیئے۔ اس میں کیا بات پنہاں تھی؟

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا:

دراصل محترم مولانا صاحبؒ میرے مقام وغیرہ کی جانچ پڑتال اور کھوج لگانا چاہتے تھے (حالانکہ یہاں کسی مرتبہ و مقام کی بات نہیں ہے۔ میں تو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کا ادنیٰ غلام ہوں) اور اسی فکر میں وہ مراقبے میں چلے گئے۔ اُسی لمحہ مجھے بھی محسوس و مشاہدہ ہُوا کہ مولانا صاحب نے میری چھان بین اور کھوج میں مراقبے میں جاکر باطنی پرواز شروع کر دی ہے اور اُن کا رُوحانی جُثہ اُوپر کو جا رہا ہے۔ اُسی لمحہ میں نے دُرود شریف اور ذکر اللہ پر زور دیا اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے رُوحانی جُثہ نے باطن میں پرواز شروع کر دی ہے۔ اور وہ مولانا صاحب کے رُوحانی جُثہ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔ پھر تھوڑے وقفے کے بعد مولانا صاحب کا جُثہ ایک حد پر رُک جاتا ہے اور اُن کی کوشش اور جدوجہد کے باوجود بھی وہاں سے آگے نہیں جاتا اور پھر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت سے میرا رُوحانی جثہ اُس حد سے آگے نکل جاتا ہے۔ اُسی لمحہ مولانا صاحب مُراقبے سے باہر نکلتے ہیں اور میرے ہاتھ چومنا شروع کر دیتے ہیں۔

دوستوں، شاگردوں نے قبلہ چوہدری صاحبؒ سے مزید عرض کیا۔ قبلہؒ آپ فرمائیں کہ وہ کون سی حد ہے، جہاں مولانا صاحبؒ کا جُثہ رُک جاتا ہے۔ اور اس سے آگے عرفان کا کون سا میدان ہے جس میں آپ کا جُثہ داخل ہو جاتا ہے؟

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا۔

محترم مولانا صاحب! میدانِ عرفانِ صِفات میں بُہت پُختہ ہیں اور صِفات میں اُنہوں نے بہت محنت و مجاہدہ کیا اور اِس میدان میں اُن کو بُہت دَرک ہے۔ باطنی پرواز میں جہاں ان کا رُوحانی جُثہ رُک جاتا ہے۔ وہ دراصل اُن کے صِفاتی مقام یا صِفاتی اِدراک کی حد تھی۔ اس کے بعد میدان عرفانِ ذات نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور میدانِ عرفانِ ذات الٰہی کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی عرفانِ ذاتِ شانِ مُصطفائیؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور عرفانِ ذات کبریائیؐ کی حد شروع ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل میرا رُوحانی جُثہ مولانا صاحبؒ کی صفاتی اِدراک کی حُدود سے نکل کر آگے عرفانِ ذات کی حُدود میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر مولانا صاحب مراقبے کو ختم کر کے میرے ہاتھ چُومنا شروع کر دیتے ہیں۔

؎ غوث قُطب رہن اورے اوریرے عاشق جاوکن اگیرے ہُو
جہڑی منزل عاشق پُہنچن اُوتھے غوث نہ پاون پھیرے ہُو
عاشق وچ وِصال دے رَہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ہُو
میں قربان تنہاں توں (حضرت باہُو) جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہُو

صفحہ ۲۹۶ سے ... نبیٔ کریمؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اُن پر سوتے مجاگے ہیں انعام و اکرام اور ارشادات و عملیات و وظائف اور اصحاب کرامؓ، اہلِ بیت اطہارؓ اور بزرگان دینؒ کی جانب سے تحائف و وظائف وغیرہ کو اگر تحریر میں لایا جائے تو تقریباً ۱۵۰۰ صفحات کی کتاب بن جائے گی۔ محترم ہمدانی صاحب نے ایک ۴۵۰ - ۵۰۰ صفحات کی کتاب تحریر و رقم کی ہے جس کا نام کتاب الحق ہے۔ یہ حق پر مبنی ہے، حق بتاتی ہے اور حق ہے۔ اسکی تالیف اُن کے خالہ زاد بھائی تعظیم صاحب نے کر دی ہے۔ مگر ابھی طباعت باقی ہے۔ رابطہ محترم تعظیم الحق صاحب 0092-304-4103088 ہے اور وُہ لاہور مُغلپورہ میں رہائش پذیر ہیں ... ایک مُہر مبارک جس پر "شئی للہ" کندہ ہے اور وہ کاتبی کی بنی ہوئی ہے اُنکو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ غوث الاعظم سے سلسلہ بسلسلہ چلتے چلتے ایک محترم بزرگ مقیم چوہدری کالونی سے ملیہ میں ملی ہے۔ وُہ بزرگ ۱۵ - ۲۰ سال پہلے فوت ہو گئے۔ ص 300

حکیم عبدالرحمٰن کھوسہ قادریؒ سے مُلاقات

(از کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد)

یہ تقریباً ۱۹۶۷ء[1] کا واقعہ ہے کہ میں (یعنی راقم) اپنی ملازمت کے سلسلہ میں سب ڈویژن کندھ کوٹ (ضلع جیکب آباد) میں مُقیم تھا اور گڈو بیراج پروجیکٹ میں میرے پاس بہت سے ملازم کام کرتے تھے۔ جن میں اکثریت میر کوش، چانڈیو، ڈھونکی، جھکرانی، مُھگٹی اور کھوسہ وغیرہ بلوچ قبائل کی تھی اور ان میں سے ایک حافظ مصطفےٰ کھوسہ تھے جو میرے پاس سرکاری گھر کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند بہت ہی نیک آدمی تھے اور دن رات میں اکثر اوقات ہلکی آواز میں قرآن شریف کی قرأت کرتے رہتے تھے۔ ایک دن یہ حافظ صاحب مجھے اپنے قبیلے کے ایک معمّر بہت ہی شریف النّفس اسی ۸۰ سالہ قوی جسم بزرگ کے پاس لے گئے۔ جن کا نام عبدالرحمٰن کھوسہ تھا۔

محترم قبلہ کھوسہ صاحب کندھ کوٹ میں حکمت کرتے تھے اور گردونواح میں کافی مشہور حکیم تھے اور سلسلہ قادریہ سروریہ سے تعلّق رکھتے تھے۔ بلکہ سال میں دو تین مرتبہ ضرور شور کوٹ جاتے اور وہاں حضرت سُلطان العارفین، سلطان باہوؒ کے مزار شریف پر حاضری دیتے۔ ایک دن

---

[1] میں (یعنی راقم) سنہ ۱۹۶۳ء سے سنہ ۱۹۶۹ء تک گڈو بیراج میں بطور انجینئر تعنیات رہا۔ دو سال گھوٹکی (ضلع سکھر) میں مقیم رہا اور تین سال کندھ کوٹ (ضلع جیکب آباد) میں رہا اور وہاں اکثر قبلہ چوہدری صاحبؒ ہمارے ہاں آجایا کرتے تھے، کیونکہ رحیم یار خان، گھوٹکی اور کندھ کوٹ سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر تھا۔

میں نے ان سے پوچھا۔ حضرت قبلہؒ! آپ کے پیر و مُرشد کون ہیں؟ اور کہاں کے رہنے والے ہیں؟ فرمانے لگے۔ میرا بظاہر کوئی بھی پیر و مُرشد نہیں ہے اور میرا سلسلہ و تعلق براہِ راست حضرت سلطان باہوؒ سے ہے (جنہیں وہؒ اکثر اپنی گفتگو میں بادشاہ صاحبؒ کہتے تھے) مَیں نے عرض کیا حضرت قبلہؒ آپ کو درویشی کا شوق کیسے ہُوا اور یہ براہ راست تعلق حضرت سُلطان باہوؒ سے کیسے ہُوا؟

حضرت حکیم عبدالرحمٰن کھوسہ قادری صاحبؒ فرمانے لگے:۔

میری عمر تقریباً پچیس ۲۵ کے لگ بھگ تھی۔ کھیتی باڑی کے ساتھ ساتھ مجھے جڑی بوٹیوں سے ادویات بنانا کشتہ سازی کرنا، اور حکمت کا بہت شوق ہو گیا اور اس ضمن میں ایک ہندو وید کے پاس اُٹھتا بیٹھتا اور اسی شوق میں ملتان، لاہور اور دہلی آتا جاتا۔ بہت سے حاذق حکماء کو ملتا اور پھر پنجاب سے جڑی بوٹیاں اور ادویات کندھ کوٹ لے آتا اور اپنا مطب چلاتا۔ کہنے لگے کہ ایک دفعہ میں نے شکارپور یا روہڑی سٹیشن سے ملتان یا لاہور کا ٹکٹ لینے کے لئے بکنگ کلرک کو دس روپے دیئے۔ ابھی میں نے ٹکٹ اور بقایا واپس نہیں لیئے تھے کہ میری نظر کھڑکی کے اُوپر لکھی ہوئی ایک عام اور مشہور عبارت پر پڑی:

"کھڑکی چھوڑنے سے پہلے اپنی ٹکٹ اور ریزگاری کی جانچ پڑتال کر لیا کریں"

فرمانے لگے کہ میں نے اس فقرہ کو دو تین مرتبہ پڑھا۔ طبیعت

پر چوٹ سی لگی اور اپنی کم اعمالی کی ندامت کی وجہ سے رِقت طاری ہو گئی۔ میں ٹکٹ اور ریزگاری کو تو بھول ہی گیا اور وہیں نیچے بیٹھ کر رونے لگا۔ بکنگ کلرک نے جب دیکھا کہ مسافر نے نہ تو ٹکٹ لی ہے اور نہ ہی بقایا پیسے، وہ کہاں غائب ہو گیا ہے؟ وہ بکنگ آفس سے ٹکٹ و ریزگاری کے ساتھ باہر آیا اور میرے پاس ہی بیٹھ گیا۔ مجھے ہلایا، پنکھا چلایا اور شربت پلایا اور شاید یہ سمجھا کہ مجھے گرمی کی لُو لگ گئی ہے (یہ واقعہ ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ کا ہے اور اُس وقت میری عمر تقریباً پچیس ۲۵ برس ہو گی) بہرحال میں قدرے سنبھلا۔ بکنگ کلرک نے میری طبیعت کا پوچھا اور کہا کوئی دوائی وغیرہ چاہیئے؟ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے مجھے ٹکٹ اور ریزگاری واپس کی۔ گاڑی سٹیشن پر آئی تو میں سوار ہُوا۔

حکیم کھوسہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسے مجھے پہچان ہو گئی کہ دنیا میں زیادہ اُلجھنا نہیں چاہیئے اور آخرت کی زیادہ فکر کرنا چاہیئے۔ یعنی "کھڑکی چھوڑنے سے پہلے اپنی ٹکٹ و ریزگاری کی جانچ پڑتال کر لیں"۔

۷۔ ... وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ط (سورۃ (۵۹) الحشر۔ آیۃ ۱۸)

اور پھر ایسے میں نے نیک آدمیوں کی صُحبت اختیار کی اور درویشی کو پسند کیا۔

میں زیادہ قادری بزرگوں کی صُحبت میں بیٹھا اور وہاں سے پتہ چلا کہ حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہُوؒ عشق و اتباعِ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بہت پختہ و یکتا درویش گزرے ہیں اور بہت سخی ہیں۔ جو بھی سالک و درویش ان کے مزار پر

پُرخلوص دلی اور نیک نیتی سے حاضری دیتا ہے۔ نوافل و دُرود شریف
اور قرآنِ پاک پڑھتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے صراطِ مُستقیم
سے نوازے (آمین) تو حضرت سُلطان باہُوؒ اس کی ضرور راہنمائی
فرماتے ہیں اور اسے جامع اذکارِ الٰہی کی ہدایت کر دیتے ہیں اور وقتاً فوقتاً
اس کی راہبری بھی کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اسے زیارت و غلامیٔ محبوبِ
ربُّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نصیب ہو جاتی ہے۔ اس
فیضانِ الٰہی کے پیشِ نظر میں جب بھی لاہور اور مُلتان جاتا شورکوٹ
میں حضرت سُلطان باہُوؒ کے مزار پر حاضری دیتا۔ نوافل دُرود شریف
اور قرآنِ پاک پڑھتا اور تقریباً ایک آدھ دن وہاں رہنے کے بعد
واپس کندھ کوٹ آجاتا۔ حتیٰ کہ حضرت سُلطان باہُوؒ نے پہلے مجھے خواب
میں ملنا شروع کیا اور دُرود شریف و کلام اللہ پڑھنے کے متعلق
تاکید فرمائی پھر اذکارِ الٰہی بتائے۔ مَیں نے اُن پر عمل کرنا شروع کر دیا۔
اور چند سالوں بعد میں ایک دفعہ مزار شریف پر حاضر تھا کہ حضرت
سُلطان باہُوؒ قبر سے باہر تشریف لائے اور سعادت ملاقات بخشی
پھر بعض دفعہ کندھ کوٹ بھی تشریف لے آتے اور وہاں ہدایت
فرما دیتے۔ مَیں نے یہ کئی دفعہ مُشاہدہ کیا کہ جب بھی شور کوٹ سے
واپس لوٹتا تو آپ کی سواری و پرواز میرے ڈبّے کے اُوپر اُوپر رہتی
اور روہڑی یا شکارپور تک ایسے ہی سفر گزرتا۔ اسی دوران مجھے اُن کا
پنجابی کا کلام بھی زبانی یاد ہو گیا۔ بعض اشعار میری سمجھ نہ آنے پر
وہ میری عُقدہ کشائی فرما دیتے اور نیچے تحریر شدہ یا اس قسم کے اشعار
پر تبسّم کے ساتھ خاموشی کا اظہار فرما دیتے اور جیسے مجھے یاد پڑتا

پڑتا ہے وہ اشعار یہ ہیں :۔

؎ عین وعین تھیوسے (حضرت) باہو سرِّ وحدت سُبحانی ہُو
؎ واہ نصیب تنہاندے (حضرت) باہو جنہاں مالک لدّھا گھر دا ہُو
؎ قبلہ قلب مُنوّر ہو یا (حضرت) باہُوؒ خلوت خاص خلیلوں ہُو
؎ واہ نصیب تنہاندے (حضرت) باہُو جنہاں یار ملیا یگانہ ہُو
؎ خاص فقیری (حضرت) باہُو دل وچ دوست ٹکاون ہُو

ایک دفعہ مَیں نے ذرا سا اصرار کیا کہ حضور بادشاہ صاحبؒ! ان اشعار میں خصوصاً ان الفاظ کی "سرِّ وحدت سُبحانی ہُو"، "مالک لدّھا گھر دا ہُو"۔۔۔ "منوّر ہو یا خلوت خاص خلیلوں ہُو"۔۔۔ "جنہاں یار ملیا یگانہ ہو"۔۔۔ اور۔۔۔ "دل وچ دوست ٹکاون ہُو"۔۔۔۔۔۔ کی سمجھ نہیں آتی۔ ان کی عُقدہ کشائی فرمادیں اور تشریح بتادیویں حضرت سُلطان باہُوؒ نے فرمایا۔ اِن میں خصُوصاً سرِّ الٰہی پوشیدہ ہے، جو امانتِ الٰہی ہے اور جب تک اللہ تعالےٰ کا خاص فضل وکرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی نگاہِ رحمت نہ ہو تو جلوت وخلوت میں مقامِ وصل نہیں کُھلتا اور مُشاہدہ حق نہیں ہوتا۔ اور ان تمام اشعار میں سرِّ الٰہی، دولتِ وصل، امانت الٰہی اور مُشاہدہ حق کی باتیں مخفی ہیں جو مشاہدۃ ہی سے تعلّق رکھتی ہیں۔۔۔ حکیم کھوسہ صاحبؒ بتاتے تھے کہ مَیں نے ایک دو بار دوسرے موقعوں پر پھر عرض کیا۔ حضور بادشاہ صاحبؒ! آپ کرم فرمادیں اس سرِّ الٰہی سے پردہ اُٹھائیں اور آگاہ فرمادیں، تو حضرت سُلطان باہُوؒ نے فرمایا۔

"سُنیں! چند سال بعد آپ سے ایک لائحتاج درویش، مردِ فقیر کی

جو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی رحمت کے طفیل، سرِّ الٰہی کا عارف ہو گا۔ دولتِ وصل سے مالا مال اور امانتِ الٰہی کا حامل ہو گا، صاحبِ مشاہدہ فقیر ہو گا۔ اس کی آپ سے کندھ کوٹ میں ہی ملاقات ہو گی (اُس مردِ حق کا نام چوہدری غلام حیدر ہے) انشاءُ اللہ تعالےٰ وہ آپ کو سرِّ الٰہی سے آگاہ کر دے گا۔ اس کے حقائق کھول دے گا اور ان اشعار کا مطلب پھر آپ کو سمجھ آجائے گا آپ اس بات کو اپنے ذہن میں رکھیں۔ حکیم کھوسہ صاحبؒ نے حضرت سُلطان باہُوؒ کی بات بڑے دھیان سے سُنی اور پھر سرِّ الٰہی کے انکشاف کے لئے کبھی اصرار نہ کیا۔ بلکہ اس کے بعد وہ لایحتاج درویش (قبلہ چوہدری صاحبؒ) کی کندھ کوٹ میں آمد اور اُن سے ملاقات کا انتظار کرتے رہے"۔

کچھ عرصہ بعد سرکاری کام کے سلسلے میں میرا گھوٹکی (ضلع سکھر کی تحصیل) جانا ہُوا۔ گھوٹکی دریائے سندھ کے بائیں جانب کندھ کوٹ سے تقریباً ایک صد میل کے فاصلہ پر تھا۔ محترم حکیم کھوسہ صاحبؒ کو پتہ چلا تو وہ بھی میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کہنے لگے کہ یہاں کا میڈیکل آفیسر تبدیل ہو کر گھوٹکی چلا گیا ہے۔ دوست آدمی تھا۔ اس سے ملاقات ہو جائے گی۔ قبلہ حکیم صاحبؒ میرے ساتھ گاڑی میں آگے بیٹھ گئے اور اچھی اچھی درویشی کی باتیں اور اپنے تجربات و مشاہدات سُنانے لگے۔ مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے :-

رانا صاحب (راقم)! اس وقت دُنیا میں ایک لائحتاج درویش ہے... (مجھے حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کے اسباق و صُحبت

سے اتنا علم ہو چکا تھا کہ میرے شیخِ محترم واصلین اولیاءُ اللہ میں
سے ہیں۔ ایسے درویش بہت کم اور چیدہ چیدہ ہوتے ہیں اور
یہی درویش "لایحتاج" ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی محبّت واتّباع اور غلامی وقرب کے علاوہ
کسی شئے کی احتیاج نہیں ہوتی۔ یعنی شہرت وچرچا، عملیات، مقام
اور مرتبہ، کشف وکرامات اور عقیدت وارادتمندی کی بھیڑ وغیرہ کی
حاجت نہیں ہوتی) میں نے قبلہ حکیم صاحبؒ سے خوش فہمی اور
بے اختیاری سے معاً کہہ دیا۔ قبلہ حکیم صاحبؒ! اللہ تعالےٰ کا شکر
ہے کہ وہ لایحتاج درویش، پاکستانی ہیں اور پاکستان میں ہی
قیام پذیر ہیں۔ میرے اس بے اختیاری جواب سے حکیم صاحب
بہت اچنبہ ہوئے اور وہ بھی بے اختیاری میں گاڑی کی نشست پر
سے اُچھل پڑے اور اُنہوں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔
رانا صاحب! آپ کو اِس بات کا کیسے علم ہے اور کیا آپ کو اُن
کو جانتے ہیں؟ میں نے حکیم صاحبؒ سے عرض کیا قبلہ! میں نے
تو خوش فہمی اور اندازے سے ہی یہ سب کچھ کہہ دیا تھا اور میری نظر
میں تو میرے اپنے ہی قبلہ شیخِ محترمؒ تھے۔ کیونکہ اُن کی صحبت اور
مُشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک "لایحتاج درویش" ہیں۔
محترم حکیم صاحبؒ نے استفسار کیا۔ رانا صاحب ان کا نام کیا
ہے اور وہ کہاں رہائش پذیر ہیں؟ میں نے پھر خوش فہمی میں
اور اپنے قبلہ شیخِ محترم کو ہی ذہن میں رکھتے ہوئے کہہ دیا۔
قبلہ حکیم صاحبؒ میرے اندازے میں اُن کا نام (حاجی) چوہدری

غلام حیدر خانصاحبؒ ہوشیار پوری چشتی نظامیؒ ہے۔ بعض لوگ
اُن کو (قبلہؒ) حاجی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں۔ بعض (قبلہ) چوہدری صاحبؒ
محترم حکیم صاحبؒ بہت حیران ہوئے اور ایک دفعہ پھر بے اختیاری
میں اپنی نشست پر سے اُچھلے۔ اُنہوں نے مزید استفسار کیا کہ
وہ کہاں رہتے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ وہ رحیم یار خان میں رہائش
پذیر ہیں۔ مُحترم حکیم صاحبؒ نے مزید حیرانگی کا اظہار کیا اور پوچھا۔
رانا صاحب!! اِن تمام باتوں کا آپ کو کیسے علم ہے؟ مَیں نے
عرض کیا۔ قبلہؒ! حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ (چوہدری غلام حیدر خان
صاحبؒ) میرے مُحترم شیخ و مُرشد ہیں۔ اور یہ تمام باتیں اُن کی
ہی شخصیّت کو ذہن میں رکھتے ہوئے مَیں آپ کے سوالات کے جوابات
دیئے جا رہا ہوں۔ کیونکہ اُن کے اسباق و صُحبت سے یہ بات مجھ پر
واضح تھی کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ میرے شیخ و مُحترم واصل باالرسُولِ
مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اور واصل باللہ درویش ہیں اور
اُنہیں شہرت و چرچا، مرتبہ و مقام اور کشف و کرامات وغیرہ کی حاجت
نہیں ہے (مگر اُنہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
کا ادنیٰ غلام ہی کہا اور وہ بتلاتے تھے کہ اسی میں بندۂ مومن کی سربلندی
اور سرفرازی ہے) اور میرے اندازے میں یہ تمام خُوبیاں اور نشانیاں
ایک لایحتاج درویش کی تھیں۔ مُحترم حکیم صاحبؒ نے کہا۔ رانا صاحب!
کیا قبلہ چوہدری صاحبؒ آپ کے پاس کندھ کوٹ میں آتے جاتے رہتے
ہیں۔ مَیں نے عرض کیا جی ہاں۔ مُحترم حکیم صاحبؒ نے کہا۔ رانا صاحب!
اب جب بھی قبلہ چوہدری صاحبؒ آپ کے ہاں آویں تو مجھے بتا دیں

مَیں اُن سے مِلنا چاہتا ہوں اور درویشی کے متعلق بعض مسائل اور نکات کی اُن سے وضاحت اور عُقدہ کشائی چاہتا ہوں۔ مَیں نے عرض کیا۔ جی بہت بہتر۔

پھر مَیں نے محترم حکیم صاحبؒ سے پُوچھا۔ قِبلہؒ! آپ کو کیسے عِلم ہُوا کہ دُنیا میں اس وقت ایک لایحتاج درویش ہے، وہ پاکستانی ہے۔ اور اُن کا نام (حاجی) چوہدری غلام حیدر خانؒ ہے؟ محترم حکیم صاحبؒ! نے بتایا کہ جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ یہ سب کچھ چند سال پہلے حضرت سُلطان باہُوؒ نے میرے اصرار پر ہی بتایا تھا۔ مگر اب مجھے اُن کا شوق اور شِدّت سے انتظار رہے گا کہ وہ کب کندھ کوٹ میں تشریف لاتے ہیں اور مَیں اُن سے شرفِ ملاقات کرتا ہوں۔

پھر چند دن بعد قِبلہ چوہدری صاحبؒ رحیم یار خان سے میرے پاس کندھ کوٹ میں تشریف لے آئے مَیں نے مُحترم حکیم صاحبؒ کی خدمت میں پیغام بھجوا دیا مُحترم حکیم صاحب تقریباً عصر کے وقت میرے ہاں آئے۔ قِبلہ چوہدری صاحبؒ سے ملاقات کی اور دو تین گھنٹے تک درویشی و حکمت[1] کی باتیں کرتے رہے۔ دوسرے روز مُحترم حکیم صاحبؒ دوبارہ تشریف لے آئے اور اُنہوں نے حضرت سُلطان باہُوؒ کے وہی اشعار پڑھے جن میں وہ عُقدہ کشائی چاہتے تھے۔

---

[1] جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قِبلہ چوہدری صاحبؒ کا طب و حکمت میں بھی ایک اچھا خاصا مقام تھا۔ دیسی ادویات اور جڑی بُوٹیوں کا ان کو بہت عِلم تھا۔ بلکہ تانبا، پارہ، فولاد، چاندی، سونا، سنگرف سنکھیا۔ کچلہ، برق و سینگ بارہ سینگا اور دیگر دھاتوں کے کُشتہ جات اور اکسیر بنانے میں بہت مہارت رکھتے تھے اور اُن کے پاس بہت ہی نایاب و آزمودہ نسخے تھے۔ اپنے انتقال سے پہلے ہی اُنہوں نے یہ تمام نسخے اپنے شاگردوں کو لکھوا دیئے تھے۔ مگر کوئی بھی کامیابی سے نہیں بنا سکا کیونکہ عبادت ریاضت درکار ہوتی ہے۔

اور محترم حکیم صاحبؒ نے بتایا کہ اُن کو چند برس پہلے حضرت سُلطان باہُوؒ نے بتا دیا تھا کہ ایک محرم و دانائے راز (یعنی آپ اور آپ کا نام وغیرہ بھی بتا دیا تھا۔) سے کندھ کوٹ میں ہی ملاقات ہو گی اور میں اُن سے اِن اشعار کا مطلب اور وضاحت کے متعلّق پوچھ لوُں۔ حضرت قِبلہ چوہدری صاحبؒ مسکرائے اور کہا کہ اگر سُلطانُ العارفین سُلطان باہُوؒ کی یہی خواہش تھی تو میں تعمیل کیے دیتا ہوں۔۔۔ تو حضرت قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے پہلے محترم حکیم صاحبؒ کو سرِ الٰہی اور امانتِ الٰہی سے آگاہ فرمایا پھر مقصودِ کائنات، محبوبِ ربّ العالمین اور ذات رحمت اللّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کی شفقت و رحمت، بندۂ مومن و سالک کے لئے اس کی اہمیت کے مُتعلق چند باتیں دُھرائیں۔ کیونکہ اس کے بغیر ایمان و عرفان کی منازل نہ تو طے ہو سکتی ہیں اور نہ ہی تکمیل ہوتی ہے۔ بعد میں قِبلہ چوہدری صاحبؒ نے حضرت سُلطان باہُوؒ اور بابا بُلھے شاہؒ، مولانا رُومؒ اور علّامہ اقبالؒ کے مُشاہدہ و دولتِ وصل اور امانت الٰہی کے متعلق خصُوصی اشعار کا مطلب بیان کیا اور وضاحت فرمائی۔ محترم حکیم صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔ جی میں بالکل سمجھ گیا ہُوں۔ قِبلہ چوہدری صاحب نے محترم حکیم صاحبؒ کو ذکر اللہ "سُلطَانًا النَّصِیرًا" سمجھایا اور کرنے کا طریقہ سمجھایا اور کہا کہ آپ یہ ذکر الٰہی کرنا چاہیں تو یہ شروع کر دیں۔ ورنہ اگر کوئی ذکر اللہ حضرت سلطان باہُوؒ نے بتایا ہُوا ہے تو وہی کرتے رہیں۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ محترم حکیم صاحبؒ بہُت خوش تھے اور اُنہوں نے قِبلہ چوہدری صاحبؒ کا شکریہ ادا کیا۔

جب دوبارہ قِبلہ چوہدری صاحبؒ کندھ کوٹ تشریف لائے تو

محترم حکیم صاحبؒ نے کہا۔ قبلہؒ راستے کا پتہ چل گیا ہے۔ بالکل صحیح اور سیدھا راستہ ہے۔ مگر میری عمر اس وقت اَسّی۸۰ برس سے تجاوز کر چکی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس راہ پر زیادہ کوشش اور ہمت نہ کر سکوں، مگر قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا۔ حکیم صاحبؒ! یہ راہِ سلوک خالصتاً محبّت و اتّباعِ رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا ہے اور اس میں عمر میں کمی و بیشی معنی خیز نہیں ہے۔ آپ ہمت کریں انشاء اللہ تعالےٰ آپ منزلِ مقصُود پا سکتے ہیں۔ محترم حکیم صاحبؒ نے کہا۔ جی بہت اچھا میں اپنی پُوری کوشش کروں گا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ جب پھر تشریف لائے تو محترم حکیم صاحبؒ نے آپ سے خصُوصی طور پر تانبا اکسیر بنانے اور پارہ کو قائم النّار کرنے کے متعلّق دریافت کیا تو قبلہ چوہدری صاحبؒ نے تانبا کو اکسیر بنانے، پارہ کو قائم النار کرنے، ابرق و چاندی کے کُشتہ جات بنانے اور دیگر کئی ایک نسخے[۳] لکھوائے اور کہا کہ بعض ان میں کافی لمبے ہیں اور بعض تھوڑی سی محنت کے بعد ہی بن جاتے ہیں۔ اِن نایاب نسخوں اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی حکمت کے مُتعلّق بعد کے باب میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

اس کے بعد محترم حکیم صاحبؒ نے قبلہ چوہدری صاحبؒ کے بتائے

---

[۳] قبلہ چوہدری صاحبؒ نے تانبا، پارہ، شنگرف وغیرہ کے کشتہ جات بنانے کے کئی نسخے لکھوائے اکسیر بننے کے بعد ان کی معمولی خوراک (½ چاول کا دانہ یا رتّی کا ½ حصّہ کے برابر) دودھ، مکھن کے ساتھ (ایک ہفتہ میں ایک خوراک اور زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ خوراکیں) انسانی جسم میں تپدق، سل، دمہ، کھانسی، نزلہ و زکام، رعشہ، برص، اعصابی کمزوری، دماغی و قلبی اور آنکھوں کی کمزوری وغیرہ کو انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیتی ہے۔ نُسخوں کا مفصّل بیان بعد میں کیا جا رہا ہے۔

ہوئے راہِ سلوک پر چلنا شروع کر دیا اور جب بھی قبلہ چوہدری صاحبؒ کندھ کوٹ تشریف لاتے تو محترم حکیم صاحبؒ فوراً تشریف لے آتے اور بعض مسائل کی عُقدہ کشائی کر لیتے اور حکمت کے متعلق بعض اُصولوں، جڑی بوٹیوں، دیسی ادویات اور کُشتہ جات کی بابت کچھ پہلوؤں پر راہنمائی حاصل کرتے۔

محترم حکیم صاحبؒ نے ایک موقع پر میرے ایک سوال کے جواب میں کہ: قبلہ! کیا سلسلہ عالیہ قادریہ کے سُلطان الفقراء ششم[1] گزر چکے ہیں یا آنے والے ہیں؟

محترم قبلہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے علم اور انکشاف کے مطابق سُلطان الفقراء ششم ابھی تک نہیں گزرے بلکہ آنے والے ہیں۔ وہ بہت اُونچے درجے کے ولی اللہ ہوں گے اور درس و تدریس، رُشد و ہدایت اور علم و عرفان میں انشاءاللہ تعالےٰ بہت کام کریں گے۔

بعد میں محترم حکیم صاحبؒ کی قبلہ چوہدری صاحبؒ سے کافی مُلاقاتیں ہوتی رہیں اور وہ شاید ۱۹۷۰ء یا ۱۹۷۱ء میں اِس جہان فانی سے انتقال کر گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور کندھ کوٹ میں ہی مدفون ہوئے اور اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ اُن کا ولایت میں کیا مقام ہُوا اور کیا اُنہیں دولتِ وصل عطا ہوئی؟ (ایک شُنید کے مطابق اُن کو شور کوٹ میں احاطہ حضرت سُلطان باہوؒ کے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا)

---

[1] بزرگانِ دین اور مذہبی خصوصاً عارفانہ کُتب سے معلوم ہُوا ہے کہ حضرت سُلطان العارفین سُلطان باہوؒ سلسلہ عالیہ قادریہ کے پنجم سُلطان الفقراء ہیں اور اُن کے بعد مزید دو (۲) اور سُلطان الفقراء ہوں گے۔

ایک مرحوم عزیز سے عجیب ملاقات

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ وُہ ۱۹۶۴ء میں موضع آباد پور رحیم یار خان میں اپنی زمینوں پر کھیتی باڑی کرتے تھے اور وہیں آباد پور اور دولت پور میں اُن کے عزیزوں کی بھی زمینیں تھیں اور یہ سب لوگ ان دونوں گاؤں میں رہتے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ کچھ عرصہ ایک نوجوان جس کا نام شبّیر تھا اور رشتہ میں اُن کا تقریباً بھتیجا لگتا تھا۔ وُہ مزارعوں کے ساتھ جھگڑے میں مارا گیا اور وہیں گاؤں کے قبرستان میں دفن ہُوا۔ مزارعوں کے خلاف مقدمہ چلتا رہا اور اُن کو عدالت سے سزا بھی ہوئی.....)

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ایک دن مَیں صُبح ناشتے کے بعد اپنے کھیتوں میں پھر رہا تھا اور فصل وغیرہ کو دیکھ رہا تھا کہ مجھے سامنے سے شبّیر مرحوم آتا ہُوا دکھائی دیا۔ وُہ میرے بالکل قریب پُہنچ کر ٹھہر گیا۔ مجُھے سلام علیکم کہا اور کہنے لگا:۔

قبلہ چچا جان! (یعنی قبلہ چوہدری صاحبؒ کو مخاطب کیا)... شاید آپ کو یاد ہو کہ مَیں نے ایک دفعہ زمین کے لین دین اور فصل کے حساب و کتاب میں گڑبڑ کی تھی اور آپ کے ساتھ بے ادبی کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس کی وجہ سے قبر میں اور موجودہ حیثیت میں مجھ پر کافی سختی ہوتی ہے۔ کیونکہ مَیں موت سے پہلے زمین و فصل کے مُعاملات مَیں گڑبڑ اور اپنی بے ادبی و گُستاخی کی آپ سے معافی طلب نہیں کر سکا تھا۔ اور یہ سب مُعاملات آپ سے صاف و مُعاف نہیں کروائے تھے۔ اس لیئے یہ حقوق العباد آخرت اور اس

جہاں میں میرے خلاف درج ہیں اور قائم ہیں اور ان کے باعث مجھ پر کافی سختی ہوتی ہے۔ میری عاجزی والتجا، رونے دھونے اور گریہ وزاری سے آج اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے مجھے موقع دیا گیا ہے کہ میں دُنیا میں جاکر آپ سے عاجزی والتجا کروں اور آپ سے مُعافی طلب کروں اور ساتھ ہی وہ (یعنی شبّیر) ہاتھ باندھے ہوئے اچانک میرے پاؤں میں گِر گیا اور کہنے لگا۔ قبلہ چچا جان! فی سبیل اللہ مجھے مُعاف فرمادیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بہتر اجر عطا کرے۔

حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ مجھے اس پر پیار آیا۔ میں نے شفقت کے ساتھ اُسے اُوپر اُٹھایا۔ گلے لگایا اور کہا کہ میں نے فی سبیل اللہ تجھے مُعاف کیا۔ اللہ تعالےٰ بھی تمہیں مُعاف کرے اور تمہاری سختی دُور فرمائے اور جونہی میں نے یہ الفاظ کہے۔ اُسی وقت میں نے محسوس کیا کہ شبّیر کے جسم سے جان نکل چکی ہے اور میں اپنے بازوؤں میں ایک مُردہ میّت کو تھامے ہُوئے ہُوں۔ اس بوجھ سے میرے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے اور مرحُوم شبّیر کی میّت زمین پر گر پڑی اور گرتے ہی غائب ہوگئی۔ میں نے نیچے بڑے غور کے ساتھ دیکھا تو زمین پر کسی قسم کا کوئی نقش ونشان نہ تھا۔

ہم نے سوال کیا۔ حضرت قبلہؒ! کیا ایسے ہوتا رہتا ہے کہ مرحوم گناہ گار کو اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے موقع نصیب ہو اور وہ دنیا میں جاکر کسی کے ساتھ لین دین میں گڑبڑ اور اپنی بے ادبی وگستاخی کی معافی طلب کرے؟ حضرت قبلہؒ نے بتایا۔ انشاءاللہ۔ ہاں دوسرے اس واقعہ سے ایک خوش آئند پہلو کی طرف اشارہ ملتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مرحُوم شخص نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ذہن کو خلوص دلی سے تیار کر رکھا ہو اور نیت کر رکھی ہو کہ موقع ومحل میسّر ہونے پر اور وقت ملنے پر مجھے انشاءاللہ تعالےٰ فلاں

شخص سے لین دین میں گڑبڑ اور اپنی بے ادبی و زیادتی کی بخشش و معافی طلب کرنا ہے اور اس کے بعد حساب کتاب میں بغیر صفائی کے اور بغیر معافی طلب کرنے کے اُس کی موت اچانک واقع ہو جاتی ہے اور مرحوم کو دنیا میں مرنے کے بعد معافی طلب کرنے کا ایسا موقع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُس کی ایسی نیت کی وجہ سے نصیب ہو جاتا ہو بہرحال ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

❁ ❁ ❁

حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب رح چشتی
۱۹۷۵-۷۶ء میں

باب - ۵

فیوضِ وبرکاتِ: بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِ

سَیر : اِلَی العَرشِ الکَرِیم

حاضریٔ بحضور: سرورِ کونین، سیّد الثّقلین، نبیِّ الحرمین، صاحبِ قابَ قوسین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

۱- قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے ایک دفعہ وہ ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھنے میں مشغول تھے اور بہت دن گزر چکے تھے۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک کو نصیب ہوئے۔ دِل بہت بے چین تھا۔ عشاء کے بعد کافی وقت گزر چکا تھا۔ اسی اثنا پرواز شروع ہوگئی۔ چند ہی لمحوں میں مَیں مدینہ منورہ پہنچ گیا اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو تلاش کیا۔ آپ حضورؐ وہاں نہ مِلے۔ پھر مکہ مکرمہ عرفات، بیت المقدّس اور بہت سی جگہوں کو چند ثانیوں میں عبور کر گیا۔ پہاڑوں کے دامن، غار، دریاؤں کے کنارے ہری بھری وادیوں میں۔ الغرض جدھر کہیں سے اچھی مہک و ہوا آئی وہاں تمام گوشوں میں تلاش کیا۔ بلکہ تھوڑے سے وقفہ میں اس کرۂ ارض کا کونہ کونہ گھوم گیا، مگر ذاتِ پاک نبیٔ رحمتؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہیں نہ مل سکے۔ پھر دِل نے گواہی دی کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس وقت آپ سیارہ زمین پر تشریف فرما نہیں ہیں۔

ب۔ نُورانی سیڑھی

مَیں کافی تھک چکا تھا۔ کبھی ذِکراللہ پر زور دیتا اور کبھی درُود شریف پر، اور سوچ رہا تھا کہ شاید آج نبیٔ کریمؐ، رؤفٌ رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے سعادتِ ملاقات نصیب نہ ہو، مگر ہر آن فضاء میں خوشبو اور تصرّفِ مُصطفائی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی معطّر لہریں سرُور و مستی کو اُجاگر کر رہی تھیں اور طبعیّت پر ہلکی ہلکی پُرکیف رقّت طاری تھی اور مَیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پُر اُمید تھا کہ آج بھی لُطف و کرم ضرُور ہوگا اور ذاتِ رحمتؐ "للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) زیارتِ پاک اور سعادتِ مُلاقات عطا فرمائیں گے کہ اتنے میں ایک دلآویز وادی سے گزر ہُوا اور مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چمکدار "نُورانی سیڑھی" ارض سے عرش تک جا رہی ہے۔ میری پرواز ختم ہوگئی اور مَیں سیڑھی کے پاس پہنچ گیا۔

ج حضرت خواجہ خضر (علیہ السّلام) سے شرفِ مُلاقات

مَیں سیڑھی کے قریب ہُوا وہ بہُت ہی خوبصُورت نظر آ رہی تھی۔ اُس کے بازُو اور ڈنڈے بہت چمک رہے تھے۔ میرا دِل کہہ رہا تھا کہ آسمانوں میں جہاں یہ سیڑھی جا رہی ہے، وہاں ضرور حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) تشریف فرما ہوں گے۔ مَیں آگے بڑھا اور سیڑھی کے ڈنڈے کو ہاتھ ڈالا، مگر ہاتھ میں کچھ نہ آیا سا اور میرا ہاتھ دُھندلی فضاء میں روشنی کو چھُو کر واپس ہُوئی۔ مَیں نے بڑی احتیاط کے ساتھ دوبارہ چمکیلے ڈنڈے کو ہاتھ ڈالا، مگر میرا ہاتھ صرف نُور کو مَس کر کے واپس آ گیا۔ مَیں نے تیسری بار پھر کافی دیکھ بھال کے ساتھ ڈنڈے کو ہاتھ

ڈالا۔ ڈنڈا مجسم نہ ہُوا اور میرا خالی ہاتھ واپس مُڑا۔ مَیں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سے ملنے کے لئے بہت بے تاب تھا۔ اور مَیں نے نُورانی سیڑھی کے ڈنڈے کو ہاتھ میں پکڑنے کی کافی دفعہ کوشش کی، مگر ڈنڈا مجسم نہ ہُوا اور ہاتھ ہر بار خالی واپس لَوٹتا رہا۔

اتنے میں ایک بہت ہی پُروقار و بارُعب بزرگ فضا میں نمُودار ہُوئے اور ایک دم مُسکراتے ہُوئے میرے سامنے آن کھڑے ہُوئے۔ اُنہوں نے السّلام علیکم کہا۔ مَیں نے ادب کے ساتھ وعلیکم السّلام عرض کیا۔ وُہ فرمانے لگے۔ مَیں (حضرت) خواجہ خضرؑ ہُوں۔ مَیں نے دیکھا کہ چوہدری صاحبؒ کافی پریشانی میں ہیں۔ مَیں آپ کی مدد کے لئے آیا ہُوں۔ بتائیں چوہدری صاحبؒ! کیا پریشانی ہے؟

مَیں نے کہا یا حضرت! میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ و سلام) آسمانوں کے اُوپر تشریف فرما ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ نُورانی سیڑھی بھی وہیں اُسی مقدّس مقام کی طرف جا رہی ہے، مگر مَیں ہاتھ ڈالتا ہُوں تو یہ چمکیلے ڈنڈے مُجسّم نہیں ہوتے اور میرے ہاتھ نہیں آتے اور ہر بار میرا ہاتھ روشنی کو فضاء میں چھُو کر اور مَس کر کے واپس لَوٹ آتا ہے اور مَیں سیڑھی پر چڑھ نہیں پا رہا۔

حضرت خواجہ خضرؑ مُسکرائے اور فرمایا چوہدری صاحبؒ! آپ کا خیال درُست ہے۔ نبیٔ کریمؐ، رحمۃ اللعالمین اور محبُوبِ ربّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ و سلام) اس وقت عرشِ مُعلّٰے پر تشریف فرما ہیں اور یہ نُورانی سیڑھی بالکل وہیں جاتی ہے۔ چوہدری صاحبؒ! آپ اللہ تعالےٰ کا نام لیں اور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

پڑھ کر چمکدار ڈنڈوں کو ہاتھ و مُٹھی ڈالیں۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ سیڑھی کے بازُو اور ڈنڈے ٹھوس و مجسّم ہو جائیں گے اور آپ چند لمحوں میں خُود بخود ہی عرش پر سرورِ کونین، سیّدُ الثقلین، نبیّ الحرمین، صاحبِ قاب قوسین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے حضور پہنچ جائیں گے۔ چوہدری صاحبؒ! اَب آپ بسم اللہ کریں اور سفرِ رفعت اختیار کریں۔ نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) وہاں آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔

مَیں نے حضرت خواجہ خضرؑ سے اظہارِ تشکّر کیا اور اُنہیں سلام عرض کیا۔ وہ وہیں پر معاً غائب ہو گئے۔

د۔ سرورِ کونین، سیّدُ الثقلین، نبیّ الحرمین، صاحبِ قاب قوسین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے حضور سعادتِ حاضری

مَیں نے حضرت خواجہ خضرؑ کے فرمانے کے مُطابق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھا اور دونوں ہاتھوں سے سیڑھی کے ڈنڈوں کو پکڑا۔ اِس دفعہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بازو و ڈنڈے دونوں مَٹھوس و مُجسّم ہو چکے تھے۔ مَیں نے پھر بسم اللہ پڑھی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور پاؤں بھی سیڑھی پر رکھ دیئے اور ساتھ ہی مَیں خود بخود بَرق رفتاری سے بھی کہیں زیادہ اُوپر جانا شروع ہو گیا۔ مَیں راستے میں ذِکرُ اللہ، کلمہ شریف اور پوری بسم اللہ و درُود شریف پڑھتا رہا اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مَیں چند ہی لمحوں میں آسمانوں، سدرۃُ المُنتہیٰ کو عبُور کرتا ہُوا عرشِ کریم پر

پہنچ گیا اور میں نے دیکھا کہ نبیٔ کریمؐ، رؤفٌ رحیم، رحمتٌ للعالمین ومحبوبٌ ربّ العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرش کے وسط میں تشریف فرما ہیں میرے دِل، دماغ اور زبان پر دُرود شریف جاری تھا۔

الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یارسُولَ اللّٰہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یاحبیبَ اللّٰہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یانبیَّ اللّٰہ
اَلصّلوٰۃُ والسّلامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یاسیّدَ الاوّلین
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یاسیّدَ الاٰخرین
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یارحمتٌ للّعالمین
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یامحبوبَ ربّ العالمین

الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یاسیدَ الثّقلین
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یانبیَّ الحرمین
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یاصاحبَ قابَ قوسین
(آپؐ پر لاکھوں کروڑوں دُرود وسلام ہوں)

مَیں درود شریف پڑھتا ہُوا فوراً ہی عرش کے وسط میں نبیٔ کریمؐ رؤفٌ رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی خدمتِ اقدس میں پہنچ گیا اور پھر آپؐ کے ہاتھ مُبارک چُومتے ہوئے دُرود وسلام عرض کیا

الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا رحمتٌ للعالمین
الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا محبوبٌ ربّ العالمین
الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا سیّدُ الثقلین
الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا نبیّ الحرمین
الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا صاحبُ قابَ قوسین
(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پھر میں نے آپؐ کے مبارک قدموں میں سر رکھ دیا اور درود و سلام عرض کرتا رہا۔ نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے میرے سر پر اور پشت پر اپنا یدِ شفقت پھیرا اور فرمایا۔ ہم کرۂ ارض پر دیکھ رہے تھے کہ غلام حیدرؒ زمین کے کونے کونے اور گوشے گوشے میں ہماریؐ تلاش میں سرگرداں ہے اور ہماری جستجو و ملاقات میں کوشاں و بے چین ہے۔ ہمؐ نے چاہا کہ غلام حیدرؒ کو یہیں عرشِ بریں پر بلا لیتے ہیں اور ہم نے (حضرت خواجہؒ) خضرؑ سے کہا کہ کرۂ ارض پر جائیں اور غلام حیدرؒ کو یہاں لے آئیں۔ پھر وہاں سے نورانی سیڑھی کا بندوبست کیا گیا اور پھر حضرت قبلہؒ نے

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

کی قوت و تصرف، فیوض و برکات اور کمالات کا مشاہدہ کیا۔ آپ کس طرح چند لمحات میں آسانی و اطمینان سے ارض سے عرش تک پہنچ گئے؟ جی ہاں! یارسولؐ اللہ (آپؐ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں) میں نے عرض کیا مجھ پر رقت طاری تھی۔ میں نے مبارک قدموں سے قدرے سر اٹھایا اور چہرۂ انورؐ کی طرف ایک نگاہ اٹھا کر پھر عرض کیا یارسول اللہ (علیک الصلوٰۃ وسلام) یہ آپؐ کے اپنے امتی اور ادنیٰ غلام پر نظرِ عنایت اور نگاہِ رحمت تھی اور ان اسماءِ اعظم مبارک (اللہ اور رحمٰن و رحیم) کے فیوض و برکات اور کمالات

ہیں کہ مَیں آپؐ کی خدمتِ عالیہ میں فوراً حاضر ہو گیا۔

د۔ عرشِ کریم کی سَیر

ذاتِ مُبارک رحمت للعالمین، محبُوبِ ربّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) یدِ شفقت میرے سر و پُشت پر سہلاتے رہے۔ مَیں درُود شریف پڑھتا رہا۔ رِقت قدرے کم ہُوئی۔ مَیں نے پھر سر اُٹھایا اور چہرۂ انور پر ایک نظر ڈالی اور عرض کیا۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) مَیں گھُوم کر عرشِ کریم کی سیر کر لوں۔ آپؐ نے ارشاد مُبارک فرمایا۔ ہاں کر لیں۔ مَیں اُٹھا اور اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور مَیں دیکھتا ہوں کہ مَیں عرش کے ایک کنارے پر پُہنچ گیا ہُوں۔ مَیں نے اِس کے کنارے کنارے گھُومنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ ذکرِ الٰہی اور درُود شریف پڑھتے جاتا ہُوں اور بار بار وسط یعنی عرش کے مرکز کی طرف دیکھتا اور تسلّی کر لیتا ہُوں کہ نبیِ کریمؐ، رؤف رّحیمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) عرش پر ہی تشریف فرما ہیں۔ مَیں نے کافی سُرعت کے ساتھ عرشِ مُعلیٰ کے گِرد چکر لگا لیا۔ اور معلوم ہُوا کہ یہ گول، وسیع، نُورانی آسمانی ٹکڑا، آسمانوں کے اُوپر بلکہ سدرۃ المنتہیٰ کے بہت اُوپر ایک خاص نُورانی فضا میں مُعلّق ہے۔ وہاں نہ سردی، و نہ گرمی کا اور نہ بھُوک و پیاس کا احساس تھا۔ مَیں نے عرشِ عظیم کے دو تین چکر لگائے۔ اور پھر درُود شریف پڑھتے ہُوئے مَیں حضور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے پاس واپس آ گیا۔

س۔ ایک سرِّ الٰہی سے نقاب کُشائی

نبیِ کریمؐ رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے پُوچھا۔ غلام حیدر! عرش

کی سیر کر لی آپ نے! خُوب دیکھ لیا اِسے! جی ہاں یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ کی رحمت اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم کے طفیل آپؐ کے ادنیٰ اُمّتی کی لا انتہا خوش بختی ہے کہ مجھے عرشِ مُعلیٰ پر بلایا گیا۔ مجھے رحمت اللّعالمین۔ محبُوبؐ ربّ العالمین وصاحبؐ قاب قوسین (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) کی اِس مُتبرک مقام پر بھی سعادتِ زیارتِ پاک نصیب ہُوئی۔ سرورؐ کونین، سیّد الثّقلین ونبیّ الحرمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے فرمایا: غلام حیدرؒ! آپ نے یہاں کافی دیر رہ لیا۔ اب آپ کرۂ ارض پر واپس چلے جائیں۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) مَیں نے عرض کیا۔ مَیں آپؐ کے مُبارک قدموں میں رہنا چاہتا ہُوں۔ مجھے آپ یہیں اپنے پاس رکھ لیں۔ آپؐ مجھے یہاں سے نہ بھیجیں (حضُور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے جُدائی کی خبر سے مجھ پر پھر رِقّت طاری ہوگئی) صاحبؐ قاب قوسین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ایک سرِّ الٰہی سے حجاب اُٹھایا اور نقاب کشائی فرمائی۔ اِس سرِّ الٰہی (جس کے بیان کرنے کی رُخصت نہیں ہے) اُس سے مجھے تعلیم نصیب ہوگئی۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ اس سرِّ الٰہی کی وضاحت اور ماخذ مندرجہ ذیل آیات قرآن شریف سے بہت زیادہ مُنسلک اور مربُوط ہیں

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ (المومنون ۱۴)

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ (الزّمر ۶۲)

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (ق ۱۶)

وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الذّاریات ۲۱)

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الواقعۃ ۸۵)

راز دارِ کُنتُ کنزاً مخفیاً
شاہسوارِ لامکان باطن معاً
لی مُعلّیٰ شانِ خُود را گفتہ ای
من ندانم بندۂ یا حق توئی
(مولانا رومؒ)

کُل مراتب حقّی خلقی تنزیہی تشبیہی
مظہر حمد حمید حقیقی ایہہ مکشُوف بدیہی
افضل اَطہر اکمل انور جیں وچ سب وڈیائیاں
عدم تکلف والیاں جس تھیں ہندیاں ندیاں آیاں
(احسن القصص، مولانا غلام رسولؒ، عالمپور کوٹلہ۔
مشرقی پنجاب)

ص۔ کُرّۂ ارض کو واپسی

قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ مَیں نے رحمتؐ اللعالمین محبوبؐ ربُّ العالمین۔ نبی الحرَمین۔ صاحبِؐ قاب قوسین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) عرش پر بھی آپؐ کی رحمت موجُود ہے اور وہاں کرّۂ ارض پر بھی آپؐ ہی کی رحمت ہے۔ یہاں پر بھی آپؐ کا حرم پاک ہے اور وہاں ارض پر بھی آپؐ ہی کا حرم مُبارک موجُود ہے۔ اور آپؐ ہی صاحبِؐ قاب قوسین ہیں۔ یارسول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) آپؐ مجھے یہیں اپنے پاس رکھ لیں۔

نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے اُسی سرِّ الٰہی کی طرف میری تُوجّہ مبذُول کروائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ بہت اَرفع وعالی مقام ہے اور رہنے کی جگہ نہیں ہے اور عموماً یہاں پر کسی کو بُلایا نہیں جاتا۔ پھر سرورِؐ کونین سیّد الثقلین۔ نبی الحرَمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے تبسّم فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمؐ کرّۂ ارض پر بھی انشاء اللہ تعالےٰ ملاقات فرماتے رہیں گے اور وہاں پر بھی آپ ہماریؐ زیارت و ہدایات سے مُستفید و فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

غلام حیدر! اب آپ زمین پر جائیں اور ساتھ ہی محبوبِ ربّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے حضرت خواجہ خضرؑ کو بہت آہستہ آواز ارشاد فرمائی۔ اور بُلایا۔ حضرت خواجہ خضرؑ وہیں پر غائب سے معاً نمودار ہو گئے اور عرض کیا۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) کیا ارشاد ہے؟ رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے میری طرف تبسّم کے ساتھ نگاہِ رحمت کرتے ہوئے حضرت خواجہ خضرؑ کو ارشاد فرمایا کہ غلام حیدر کو زمین پر بحفاظت لے جائیں مَیں نے فوراً بڑے ادب کے ساتھ رقّت بھرے لہجے میں نبی الحرمین صاحبِ قابَ قوسین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے حضور جُھک کر نذرانۂ درُود و سلام عرض کیا۔

الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یارسُولَ اللہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یاحبیبَ اللہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یانبیَّ اللہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یانُورٌ مّن نُورِ اللہ

(آپ پر لاکھوں کروڑوں درُود و سلام ہوں)

ساتھ ہی حضرت خواجہ خضرؑ نے دائیں ہاتھ سے مجھے کندھے سے پکڑا۔ اور ایسے بآسانی اُٹھالیا جیسے کوئی چھوٹے سے بچّے کو اُٹھالیتا ہے اور دوسرے ہی لمحہ میرے قدم زمین پر تھے اور مَیں گھر کے قریب ہی کھڑا تھا۔ مَیں نے حضرت خواجہ خضرؑ کا شکریہ ادا کیا اور مؤدبانہ سلام عرض کیا۔ وہ مُسکرا دیئے اور اُنہوں نے وعلیکم السّلام کہا اور وہیں غائب ہو گئے اور مَیں گھر واپس آگیا۔

؎ عُروجِ جاں مُعینے بر اَوجِ "اَوْ اَدْنیٰ" (حضرت خواجہ
بجز مُتابعتِ مُصطفیٰ نمی بینم معین الدّین چشتیؒ)

؎ برد بالا عرش و کرسی با شریعت شاہراہ
ہر مقامش خوش بدیدم سرِ وحدت از الٰہ (حضرت سُلطان باہوؒ)

؎ عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اِس زمین و آسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں (علامہ اقبالؒ)

ط فیوض و برکاتِ اذکار "الصّلوٰۃ"

اس بابرکت واقعے اور مشاہدے کے متعلق قبلہ چوہدری صاحبؒ نے کئی بار یہ بات ہمیں بتائی و دُہرائی کہ یہ مشاہدہ تمام اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نبیٔ کریم ﷺ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی رحمت کے باعث ہُوا اور اس میں میری محنت و ہمت کو اختیار نہ تھا۔ میں تو بس کلام اللہ۔ اذکارِ الٰہی۔ الصّلوٰۃ و درُود شریف ہی زیادہ پڑھتا تھا۔

(ا) تذکرۂ "فیضانِ الصّلوٰۃ" سے ہمیں مزید علم و ہدایت نصیب ہُوئی کہ آیت کریمہ :-

ا (ا) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(الاحزاب - ۵۶)

نتیجہ صریح :-

نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) باحیات ہیں، اللہ تعالیٰ اور فرشتے آپؐ پر درُود و الصّلوٰۃ بھیج رہے ہیں اور تمام ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ آپؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر الصّلوٰۃ و تسلیمات (درُود و سلام) بھیجتے رہیں .... (اور فیوض و برکاتِ "الصّلوٰۃ" میں نماز، دُعائیں اور توبہ و استغفار بھی شامل ہیں)

؎ مصدر (فعل یا جسے انگریزی میں ط ر ح ف کہا جاتا ہے
؎ (اُس) مصدر (فعل یا ط ر ح ف کا اسم جسے انگریزی میں ن ا م ن کہا جاتا ہے
؎ سے ط ر ح ف (فعل "یُصَلُّوْنَ" اور صَلُّوْا اور ان کے ن ا م ن (اسم) الصّلوٰۃ کے باہم رشتہ و تعلق کی قدرے مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

قرآن حکیم کی روشنی میں کم از کم پانچ نمازیں "الصّلوٰت"

قرآن و سُنّت (قرآن واحادیث) مبارک "اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُوْلَ (صلے اللہ علیہ وسلم) (۱) کے احکامات وارشادات کو اپنانا اور ان پر خلوص دلی سے عمل پیرا ہونا تمام مؤمنین ومؤمنات کا پختہ ایمان ہے اور ان احکامات وارشادات میں کمی بیشی کرنا ان سے انحراف وروگردانی، ایک "(اَطِیعُوا اللّٰہ) کا بھی بے دلی اور بے یقینی سے اقرار اور دوسرے (۲) (وَاَطِیعُوا الرَّسُوْلَ صلے اللہ علیہ وسلم) سے انکار، درحقیقت اللہ تعالےٰ کے حکم کی نفی اور انحراف وانکار ہے کیونکہ وَاَطِیعُوا الرَّسُوْلَ صلے اللہ علیہ وسلم) بھی اُسی ھُوَ اللّٰہُ اَحَد، مالک وخالق، ربّ العالمین کا ہی حکم ہے۔ ایسا کرنا "اَطِیعُوا اللّٰہ" کا انکار ہوگا اور پھر ایمان واسلام کہاں اور مسلمانی کہاں؟

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ۔ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ والصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق (البقرۃ ۲۳۸)

ترجمہ: (مسلمانو! اپنی) تمام نمازوں کی حفاظت کرو، + اور (خصوصاً) نماز وسطیٰ کی۔

یعنی، اے مؤمنین ومومنات! آپ لوگ تمام نمازوں کی پابندی کرو، باقاعدگی سے ادا کرو، پڑھو، قائم رکھو اور خصوصی طور پر نماز وسطیٰ کی۔

عربی زبان کی صرف ونحو "گرامر" میں ایک خاص خوبی ہے کہ

(ا) واحد، ایک وا کائی کے لیے اسم و نام اور فعل ومصدر وغیرہ، کے الگ الفاظ اور صیغے ہیں، مثلاً عَبْدٌ، صَالِحٌ، رَجُل اور یَقْتُلَ، فَعَلَ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) دو اسم ونام اور فعل ومصدر وغیرہ کے لیے الگ الفاظ اور صیغے ہیں

مثلاً عَبْدَیْن، صَالِحَیْن، رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ، فَعَلَا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ج) تین یا تین سے زیادہ اسم ونام اور فعل ومصدر وغیرہ کے لئے الگ الفاظ اور صیغے ہیں مثلاً عِبَاد، صَالِحِیْن، رِجَالٌ قَوَّامُوْنَ۔ فَعَلُوْا، حَافِظُوْا

اب سُورۃ البقرۃ کی اس آیۃ مبارک کو عربی گرامر کی روشنی میں دوبارہ دیکھتے ہیں

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق

ترجمہ: تین یا تین سے زیادہ لوگو، مسلمانو یعنی سب لوگو، مسلمانو! تین یا تین سے زیادہ یعنی سب نمازوں کی حفاظت کرو، پابندی کرو، باقاعدگی سے ادا کرو، پڑھو، قائم رکھو (+ جمع ایک اور) نماز وسطیٰ کی (خصوصی طور پر)

(د) اب اگر ہم "الصّلوٰت" سے صرف تین نمازیں لیں تو پھر ایک اور نماز وسطیٰ"

ڈالنے یا جمع (+) کرنے سے تمام نمازیں کم از کم چار ہو جاتی ہیں۔ مگر اس طرح "نماز وُسطیٰ" چار نمازوں میں شامل، درمیان میں نہیں آئے گی۔ یعنی "نماز وُسطیٰ" کے ایک جانب دو نمازیں ہونگی اور دوسری جانب ایک نماز اور ایسے پھر ایک متوازن شکل، اس آیۃ مبارک کے تحت نہیں بنتی اور

(ر) اگر ہم "الصَّلٰوت" سے صرف چار نمازیں لیں تو پھر ایک اور "نماز وُسطیٰ" ڈالنے سے یا جمع (+) کرنے سے تمام نمازیں کم از کم پانچ ہو جاتی ہیں اور اس طرح "نماز وُسطیٰ" پانچ نمازوں کے بیچ، درمیان میں آجائے گی۔ یعنی "نماز وُسطیٰ کے ایک جانب دو نمازیں ہونگی اور دوسری جانب بھی دو نمازیں ایسے پھر ایک پہلی حسابی متوازن شکل، اس آیۃ مبارک کے تحت بن جاتی ہے، جس سے کل نمازیں کم از کم پانچ (۵) ہو جاتی ہیں۔

(س) اس طرح اور حسابی تمثیل و تشکیل سے "الصَّلٰوت" سے اگر چھ نمازیں ہیں تو "نماز وُسطیٰ" کیسا تھ کل نمازیں سات (۷) ہونگی اور اگر "الصَّلٰوت" سے آٹھ نمازیں لیں تو "نماز وُسطیٰ" کیسا تھ کل نمازیں نو (۹) ہو جائیں گی .....

لہٰذا اِس آیۃ مبارک سے کم از کم پانچ (۵) نمازیں بالکل عیاں ہیں۔

(ص) بعض لوگ کم از کم تین یا چار نمازوں کا فرضی خاکہ تصور میں لاتے ہیں تو اس طرح آیۃ مبارک کی شکل قدرے ایسے ہوتی "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ ( ) الْوُسْطٰى (نعوذ باللہ استغفر اللہ) یعنی لوگو کم از کم تین نمازوں کی حفاظت کرو، وسطیٰ کے ساتھ یا پھر لوگو! کم از کم چار نمازوں کی حفاظت کرو بہر حال اللہ کا کلام و حکم جیسے ہے ویسے ہی ماننا ہے۔ حق ہی حق ہے۔

ے دو بھانجیوں (ایک مقیم لاہور دوسری مقیم لندن) سے چند ہم جماعت و دیگر خواتین و حضرات نے جنکا ایمان ایقان قرآن و سُنّت مبارک (اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پر منزل تھا ان سے قرآن حکیم میں پانچ نمازوں کے متعلق حکم و بیان بتانے کے متعلق اصرار کیا (تو بھانجیوں نے راقم سے کہا) تو اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صدقے میں سُورۃ البقرہ کی آیۃ ۲۳۸ مطلب خود بخود دل و دماغ میں آگئے۔ (درحقیقت معترض خواتین و حضرات کا سوال) اللہ تعالیٰ کی اس کرم نوازی کا متحرک ہوا۔ (الحمد للہ) بہر حال ان خواتین و حضرات کو قرآن حکیم کی روشنی میں بھی جواب بتا دیا گیا معلوم نہیں انہوں نے تجدید ایمان کی اور ایمان و ایقان درست کیا کہ نہیں۔

اِسی ضِمن میں حضرت قِبلہؒ نے وضاحت فرمائی کہ بالفاظِ دیگر اور فی الحقیقت اُمّتی کا معراج اُس کی نبیؐ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ مُبارک تک رسائی ہے۔

؎ سبق مِلا ہے یہ معراجِ مُصطفائی سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں (علّامہ اقبالؒ)

(۷) اَشعارِ درُود پاک اور درُود تاج شریف

قِبلہ چوہدری صاحبؒ بیان فرماتے تھے کہ میں کم و بیش ہر درُود پاک پڑھا کرتا تھا، مگر زیادہ کثرت سے عموماً مندرجہ ذیل درُود اور درُود تاج شریف کا وِرد کیا کرتا تھا۔

۱۔ صلّی اللہ علیکَ یارسُول اللہ وسلّم علیکَ یاحبیب اللہ

۲۔ الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا رسُول اللہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یاحبیب اللہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا نبیَّ اللہ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یانورٌ من نور اللہ

۳۔ بلغ العُلیٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسُنت جمیع خصالہٖ صلّوا علیہ وآلِہٖ

اِس درُود پاک کے مُتعلّق حضرت قِبلہؒ بتاتے تھے کہ یہ درُود پاک بہت مُبارک ہے۔ اس میں معراج شریف کا واقعہ پنہاں ہے۔ اور یہ نبیؐ کریمؐ، رحمت للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو بہت پسند ہے۔ اور جب یہ درُود پاک لِکھا گیا تو اُس کے بعد سے نبیؐ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اپنی مجالسِ پاک میں شیخ سعدیؒ

اور دیگر اولیاء اللہ سے اِس کا پڑھا جانا و سُننا بہُت پسند فرماتے ہیں۔

۴۔ درُود تاج شریف کے مُتعلّق حضرت قبلہؒ بتاتے تھے مَیں نے دیکھا ہے کہ بہُت سے بزُرگانِ دینؒ و اولیاء کرامؒ اپنے اوقات عبادت اور ریاضت میں اِس درُود پاک کا وِرد بہُت زیادہ کرتے رہے ہیں۔ یہ بہُت ہی مقبُول اور جامع درُود شریف ہے اور بزُرگانِ دینؒ کا تجربہ و مُشاہدہ ہے کہ اِس سے دُنیاوی، دینی، ظاہری و باطنی امراض اور رُوحانی منازل اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بآسانی طے ہوتی ہیں۔ اِس درُود پاک کا پڑھا و سُنا جانا بھی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ و سلام) کو بے حد پسند ہے۔

اِس درُود پاک میں نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ذاتی اور بہُت سے صفاتی پہلوؤں و شانوں کے علاوہ اُنؐ کے معراجِ عظمیٰ کا بہُت ذکر ہے۔ خصوصاً درُود پاک کے درج ذیل الفاظ میں۔

"... وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَسِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُہٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ ..."

اِس کا بھی عِلم ہُوا کہ اَلصّلوٰۃ کو پڑھنا، قائم کرنا و دُعا مانگنا، استغفار کرنا اور صلوٰۃ درُود پاک کا کثرت سے وِرد کرنا انشاء اللہ تعالیٰ باعثِ فیوُض و بَرَکات ہے اور باعثِ ... "معراج المؤمنین" ہے۔

اور بتایا گیا کہ مردِ مومن کو بحیثیت ایک اُمّتی کے نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیمؐ، نبیٔ الحرمین، صاحبِ قابَ قوسین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

کی ہدایات وتعلیمات، فیوض وبرکات، تصرفات، علم وتقویٰ اور
حکمت ورحمت کا فیضانِ رسالت ونبوت "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" سے
لے کر "وَالنَّاسْ" تک اور ...
"اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" سے لے کر..."فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْاَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۝ مَاکَذَبَ
الْفُؤَادُ مَارَاٰی ۝ ... ۝ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی ۝
... ۝ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ
رَبِّہِ الْکُبْرٰی ۝ ... سے ملتا ہے۔ پھر "الصلوٰۃ" بھی اسی
سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو اُمّتی تک پہنچی ہے۔
اور مزید ہدایت ہوئی کہ ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی ۝
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَااَوْحٰی ۝ مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی ۝
مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی ۝ ... نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و
سلام) کی ایک ایسی وخصوصی اور بے حد بلند وارفع شان جلوت و
خلوت ہیں (اِن آیات مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط
سیّد المرسلین، رحمت للعالمین، خاتم النبیّین (علیہ الصلوٰۃ وسلام)
کو میسّر ہیں) اور اسی ضمن میں بلکہ اسی سے ماخوذ ومربوط کہ عرفانِ
ربّ العالمین کی جلی وخفی انوار وتجلیات اور تصرفات سے اور
نبیٔ کریمؐ، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت کے
طفیل مردِ مومن اور اُمّتی کو
"وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد"
سے "وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" اور

"اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ"... امانتِ الٰہی" کا مُبارک ورثہ اور تحفہ "اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ" ملا ہے[1]۔

؎ در بدن داری اگر سوزِ حیات ہست معراجِ مسلمان در صلوٰت (علامہ اقبالؒ)

یہ مضمون "مشاہدات" قبلہ ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کو اُن کی خواہش کے مطابق اُن کی مرتبہ تصنیف "کتاب نورِ مبین (صلی اللہ علیہ وسلم)" میں شامل کرنے کے لئے بھجوایا تھا۔ اس مضمون کو پاکر اور پڑھ کر جو قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے تاثرات، مجھ (راقم) کو تحریر کئے وہ درجِ ذیل ہیں۔ یہ مضمون کتاب نورِ مبین ۱۹۹۱ء میں چھپ چکا ہے اور صفحات ۶۹۵-۷۰۵ پر ہے)

کراچی ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء محترم بھائی رانا صاحب

ہدیہ سلام و رحمت، جزاک اللہ فی الدارین خیراً۔ اللہ تعالےٰ آپ کو خوب خوب اَجر دے۔ کرم سے نوازنے، رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔ ایک عاجز مسکین کا دل خوش کر دیا۔ سُبحان اللہ، گرامی نامہ گراں قدر عظیم گرامی نامہ ملا اور اس وقت ملا جب حیدرآباد سے پرسوں واپس آیا۔ کچھ عجیب غریب واقعات اِس کے ملنے سے پہلے ہوئے۔ کچھ تڑپ کچھ بیقراری کی کیفیت طاری ہوئی۔ بڑی شِدت سے۔ پھر دل کی تسکین کے لئے سوچا کہ دیکھوں کوئی ڈاک آئی ہو تو وہ پڑھوں اس تڑپ کا علاج آپکے گرامی نامہ میں مخفوف تھا۔ خود پڑھا۔ اپنے ایک بھائی کو ٹیلیفون کر کے بلایا ان کو بتایا۔ دِل کو تسکین، قلب میں ٹھنڈک پائی۔ یہ اس عظیم گرامی نامہ کا فیضان تھا اور ان بُزرگ حضرت قبلہ چودھری صاحبؒ کی تڑپ اور سکون کی صداقت کی ایک قلبی گواہی تھی۔

آپ کا بیحد مشکور ہوں کہ آپ نے اس کرم سے نوازا۔ حضرت چودھری صاحبؒ کے مدارج اللہ رب کریم بلند سے بلند تر کرتا جائے جس کو زندگی میں ہی قدموں میں عرشِ عظیم پر قیام میسّر ہو جائے اس کے مراتب وہاں پہنچ کر کیا ہوں گے اس کا اندازہ مشکل ہے۔ آپ کسی وقت حضرت چودھری صاحب قبلہؒ کے مختصر حالات سے مجھے سرفراز فرمائیں چودھری صاحب کا پُورا نام آپ نے صرف ایک جگہ "غلام حیدرؒ"۔ ان کا اسم گرامی لکھا ہے ان کا زمانہ (یعنی تاریخ پیدائش، وفات) تاریخ صحیح یاد نہ ہو تو صرف ان کی عُمر اور جس زمانہ میں آپ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ ان کا سلسلہ بیعت، یہ کس سلسلہ سے تعلّق تھا۔ ان کے پیر و مرشد قبلہ کا اسم گرامی، بس دس سطریں لکھ دیں انکے معمولات اور مزاج کے متعلّق دو چار سطریں انشاء اللہ یہ واقعہ آپکے حوالہ سے کتاب میں درج کروں گا

---

[1] یہ واقعہ میں نے ۱۹/۱۰/۹۰ (جُمعۃ المبارک ۱۴۱۱-۳-۲۸ھ) کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لکھنا شروع کیا اور ۷/۱۱/۹۰ (بدھ ۱۴۱۱-۴-۱۸ھ) کو یہاں تک مکمّل ہُوا۔ ۲۰/۱۱/۹۰ اور ۲۱/۱۱/۹۰ کی درمیانی شب کو قبلہ چوہدری صاحبؒ مجھے خواب میں ملے اور فرمایا۔ رانا بھئی! عرشِ کریم پر بلائے جانے کا جو واقعہ بھی مجھے نصیب ہُوا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور شفقت کے طفیل ہُوا اور اسے رُوحانی واقعہ ہی لکھنا... اس سے ایک نتیجہ یہ بھی اخذ ہُوا کہ جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے وہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی نظر سے گزرا اور پھر اس ضمن میں اُنہوں نے میری تصحیح فرما دی وما توفیقی الا باللہ

رسُول کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے مقاماتِ رسالت و نبوّت اور ولائیت

(مقام رسالت قُرآن حکیم کی روشنی میں)

مقاماتِ نبوّت اور ولائیت کے مشاہدہ کی ایک جھلک

قبلہ چوہدری صاحب بیان کرتے تھے کہ میں ایک دفعہ رحیم یار خاں سے لاہور آیا ہؤا تھا اور اسلام پورہ میں مقیم تھا۔ رات کے تقریباً گیارہ بج چکے تھے۔ اور مَیں رسُول کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بعض صفات و شانہا کے متعلق جن کی بابت مجھے وقتاً فوقتاً مشاہدہ نصیب ہو چکا تھا اس ضمن میں لکھنے میں مصروف تھا۔ ایک دو مختلف باب تحریر کیئے تھے اور کاغذ پر ایک نئے باب "شانِ نبوّت" (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی سُرخی لکھ دی۔ تاکہ اس موضوع پر میں کچھ نہ کچھ تحریر کروں۔

مگر مجھے فی الفور خیال آیا کہ رسُول کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی شانِ نبوّت کے کسی پہلو کا مجھے مشاہدہ تو عطا ہؤا نہیں لہٰذا میں اس مقدّس موضوع پر کیا لکھ سکتا ہوں؟ بلکہ میرے ذہن میں یہ بات اُبھری کہ نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی جس شانِ پاکؐ کی اطراف کو دیکھنا ابھی نصیب ہی نہیں ہؤا۔ اس کے باب کا عنوان (مقام نبوّت اور ولائیت) لکھ کر میں نے غلطی و بے ادبی کی ہے اور مَیں اس ممکنہ غلطی و بے ادبی

۱؎ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۷۰-۷۱ء کا ہے۔

۲؎ محترم حاجی نُور محمّد صاحب (مرحوم) کے گھر اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور میں۔

۳؎ باب بمعنی موضُوع یا مضمُون۔

کے اِرتکاب کے اندیشہ میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ کمرے میں ہر سُو نُورانی ضُو پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی نبیٔ کریمؐ، رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ سلام) تشریف لے آئے۔ آپؐ کی آمد سے کمرہ جگمگا اُٹھا اور ہر طرف بھینی بھینی اور مُسرّت خیز خوشبُو بھی بکھر گئی۔ مَیں نے بہُت مُؤدّب ہو کر دُرود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ الصّلوٰۃُ والسّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

الصّلوٰۃُ والسّلامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

الصّلوٰۃُ والسّلام عَلَیْکَ یَانَبِیَ اللّٰہ

(آپؐ پر لاکھوں و کروڑوں دُرُود و سلام ہوں)

محبُوبؐ ربّ العالمین، رحمتؐ للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے تبسّم کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ غلام حیدر! رُک کیوں گئے اور لکھنا بند کر دیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) مَیں نے آپؐ حضور کی شان نبوت پاک "کی سُرخی تو لکھ دی، مگر ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ آپؐ حضور کی اِس شانِ مُبارک کا مجھے مشاہدہ نصیب تو نہیں ہُوا۔ لہٰذا مَیں اِس مقدّس موضوع پر کیا لکھ سکتا ہُوں؟ بلکہ مَیں نے سوچا کہ اِس باب کا عنوان لکھ کر میں نے غلطی و بے ادبی کی ہے اور اسی اندیشہ و فکر میں یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) میں نے لکھنا بند کر دیا۔

نبیٔ کریمؐ، رُوف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) مُسکرائے اور ارشاد فرمایا، غلام حیدر! ایسا خیال نہ کریں۔ آپ جذبۂ عشق و محبّت میں درس و تدریس اور تربیّت و تبلیغ کے لئے اور ہمارا ذکر بُلند و عام کرنے کی فکر و کوشش میں رہتے ہیں اور اسی خاطر کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں غلام حیدر! میریؐ طرف دیکھیں مَیں آپ کو اس ضمن میں اپنی شان کا کچھ مشاہدہ کرواتا ہوں۔

مَیں نے فوراً سیدُ المرسلین، خاتمُ النبیین، شمسُ الضحیٰ، بدرُ الدُّجیٰ (علیہ الصّلوٰۃ و السّلام) کے چہرہ انور کی طرف دیکھا۔ مجھ پر رِقت طاری تھی اور مَیں ساتھ ساتھ درُود شریف پڑھ رہا تھا۔ نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے اپنے یدِ اقدس سے اپنے سر و پیشانی مُبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: غلام حیدر! دیکھیں یہ ہمارا "مقامِ نبوّت" ہے۔ اُوپر عرش سے "آیات کا نوُر" ہمارے سر و پیشانی پر اُترتا ہے اور یہاں پیشانی سے آیات کی صُورت میں "آیات کا نزُول" ہمارے دِل پر ہوتا ہے اور ساتھ ہی حضورؐ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اشارہ کرتے ہوئے اپنے یدِ اقدس کو اُوپر سے نیچے اپنے قلبِ مُبارک کی طرف لے آئے۔

قِبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ جُونہی مَیں نے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے سر اور پیشانی مُبارک کی طرف دیکھا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مُشاہدہ ہُوا کہ آسمان کی جانب سے آیات کا نُور حضُور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے سر و پیشانی مُبارک میں آ رہا ہے اور وہاں سے قُرآنی آیات کا نزُول آپؐ حضُور (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے دِل مُبارک پر ہو رہا ہے۔

محبُوبؐ ربّ العٰلمین، رحمت اللّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے اپنے قلبِ مُبارک کی طرف یدِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا: غلام حیدر! اِس طرف دیکھیں (یعنی دِل مُبارک کی طرف دیکھیں) یہ ہمارا "مقامِ ولایت" ہے اور یہاں سے تمام اُمتِ مُسلمہ، جنّ و اِنس کے لیے علم و حلم اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر، تعلیم و تربیّت، عَفو و دَرگزر، اصلاح و اخلاق عدل و احسان، دانائی و حکمت، پاکیزگی و طہارت، تقویٰ و پرہیزگاری علم و عرفان اور رُشد و ہدایت کے خزانے کھُلتے اور بکھرتے ہیں اور فیضانِ انوارِ رحمت سے تمام کائنات و مخلوقات اور عالمین سیراب ہوتے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) حضورؐ آپؐ کی نگاہِ رحمت کے طفیل اَب مجھے مشاہدہ اور واضح ہوگیا ہے۔ کہ آسمان وعرش کی جانب سے نُورِ آیات آپ حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) کے سرو پیشانی مُبارک میں داخل ہو رہا ہے اور وہاں سے آیات کی شکل میں قُرآنی آیات کا نزُول آپ کے دل مُبارک پر ہو رہا ہے اور پھر جہاں سے عالمین قُرآن شریف اور احادیث مُبارک کے فیوض و برکات، رشد و ہدایات، انوار و تجلیات اور حکمت و رحمت، شفاء و تقویٰ اوصاف و اخلاقیات اور علم و عرفان کا فیضان حاصل کرتے ہیں اور یہ ہدائیت نصیب ہوئی کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی ذاتِ مُبارک **اُمّت مسلّمہ، جن و انس اور تمام عالمین** کے لئے سراپا رحمتؐ اور سراجاً مُنیراً ہیں۔

مَیں نے عرض کیا۔ یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) آپؐ کی التفات و رحمت کے طفیل اب مجھے آپؐ حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ وسّلام) کے **مقام نبوّت اور مقامِ** ولائیت کے مشاہدہ کی ایک جھلک نصیب ہوئی ہے (مجھ پر رِقّت طاری تھی اور میں ذاتِ رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) پر درُود و سلام پڑھتے جا رہا تھا) نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) مُسکرائے اور فرمایا۔ غلام حیدر! آپ "مقامِ رسالتؐ و نبوّتؐ اور ولایت" کے متعلق لکھنا شروع کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مشاہدہ اور وضاحت کے بعد اب آپ بہت بہتر لکھ سکیں گے۔ مَیں نے درُود شریف پڑھتے پڑھتے کہا جی بہُت اچھا یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) اور اس کے ساتھ ہی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) تشریف لے گئے اور فضاء میں بکھری ہوئی روشنیاں و خوشبوئیں سمٹ گئیں۔ مجھے پھر جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان مقام اعلیٰ و عُظمیٰ کا جس قدر مشاہدہ نصیب ہُوا تھا مَیں نے اُس کے متعلق لِکھنا شروع کر دیا اور تقریباً ایک گھنٹہ میں باب مکمل کیا۔

بقیہ: ص 221، 223 پر

ب۔ چند خصوصی و امتیازی شانہائے مبارک (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اِس عظیم مشاہدہ کے ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ نے مزید وضاحت فرمائی کہ نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت سے آپؐ کے **مقامِ نبوّت اور ولائیت** کی چند جھلکیاں دیکھنا نصیب ہوئیں اور جن کو یکجا کر کے مَیں نے ایک باب[1] کی شکل دی ہے، مگر جس ذاتِ مقدّس و مبارک پر ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے ملائک ہمہ وقت درُود و سلام پڑھتے و بھیجتے رہتے ہیں اور وہ ذاتِ پاک جو محبُوبِ ربُّ العالمین اور رحمت للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہے، اِس مبارک ہستی کی کسی شانِ پاک کے متعلق کما حقّہٗ بیان و تحریر کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ہمارا کچھ کہنا یا لکھنا ایک سعی ناتمام ہی ہے کیونکہ ہمارا علم و حِکمت، اِتّباع و اطاعت اور عِرفان و مُشاہدہ محدُود ہیں اور ہمارا بیان تحریر و استطاعت مزید محدُود۔ اِس لئے شانِ پاک رحمت للّعالمینؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذات و صفات کو ربّ العالمین ہی بہتر انداز و پیرائے میں بتا سکتا ہے اور بیان کر سکتا ہے۔ جیسے کہ قرآنِ مجید میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے متعلق چند مُنفرد و امتیازی شان و صفات کا خصُوصیّت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی چند آیات کریمہ کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یکجا کر کے تحریر کیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم،

---

[1] قبلہ چوہدری صاحبؒ نے مقامِ نبوّت پر پُورا باب قلمبند کیا اور یہ باب بھی ان کی کتاب 'حریمِ دل' کے مسوّدہ میں شامل ہے۔

نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت وشفقت اور قبلہ شیخ محترم اور بزرگوں کی صحبت و دُعاؤں کے طفیل نصیب وممکن ہوا۔

۱۔ا۔ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ

(سُورۃ البقرہ (۲) آیات : ۱ ، ۲)

الٓمّٓ ، (اَلٓمِیٓمّٓ) ، ذاتِ مُبارک نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ ورسّلام)۔ (ذٰلِكَ) آنحضورؐ کی ذاتِ مُبارک تو، وہؐ تو، آپؐ تو، "اَلْكِتٰبُ" لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۚ ہیں اور (آپؐ تو) مُتقین کے لیے ہدایت ہیں، ہادی ہیں۔ پرہیزگاروں کے لیے راہنما ہیں۔۔۔

نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی اِس خصُوصی شانِ پاکؐ "اَلْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ" کا زیادہ خصُوصیّت وتفصیل کے ساتھ قرآنِ مجید میں، سُورۃ یُونس (۱۰) کی آیت مُبارک (۳۷)، سُورۃ البقرۃ (۲) کی آیت شریف (۱۷۷) اور سُورۃ الواقعہ (۵۶) کی آیات مُبارک (۷۷، ۷۸) میں زیادہ وضاحت کے ساتھ ذِکر ہے۔

ب۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سُورۃ یونس۔۔۔)

ترجمہ :۔ اور یہ قرآن شریف وہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اسے بنالے (کوئی اسے گھڑلے)، یہ تو وہم کی چیز نہیں۔ یہ حقیقت کا

بیان، حقیقت کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کون بیان کر سکتا ہے) اور (یہی نہیں بلکہ) اپنے سے پہلے کے کلام کی (یعنی کُتُبِ آسمانی کی بھی) تصدیق کرتا ہے اور (اس کے ساتھ ساتھ)
"اَلْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ" (کی شانِ مُبارک) جو ربُّ العالمین کی طرف سے ہے، اس کی تفصیل ہے ....

ج۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج ... (سورۃ البقرۃ ۱۷۷)

اِس آیتِ مُبارک کی رُو سے اور معنوی مُناسبت و مُطابقت سے یہاں بھی الفاظ "اَلْکِتٰبُ" سے ذاتِ پاک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ سلام) زیادہ عیاں ہے۔ کیونکہ اس کے بعد الفاظ " وَالنَّبِیّٖنَ " اِس اَمرِ مُعانی پر ظاہری و باطنی طور سے مُدلّل ہیں اور اشارہ کرتے ہیں کہ "لیکن اصل نیکی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر اور فرشتوں پر اور "اَلْکِتٰبُ" پر یعنی ذاتِ مُبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) پر اور تمام انبیاء کرام (علیہم الصّلوٰۃ وسّلام) پر ایمان لائے اور اگر "اَلْکِتٰبُ" قرآنِ شریف تصوّر کیا جائے، تو پھر پہلی تین کُتُبِ سماوی یعنی "تورات، زبور، اِنجیل" پر (قرآن شریف کے ساتھ ساتھ) ایمان لانا اِس آیتِ مُبارک کی رُو سے کیا خارج از امکان اور خارج از فکر و بحث نہیں ہو جاتا؟ اور پھر یہ مطلب و مُعانی کہ اس آیتِ مُبارک کے اعتبار سے، انبیاء کرام (علیہم الصّلوٰۃ وسّلام) سے پہلے صرف

"الکتٰب" یعنی قرآنِ شریف پر ایمان لانا ہی کافی ہوتا؟ تو یہ مطلب و مُعانی قرآن شریف کی بعض دُوسری آیاتِ مُبارکہ کے مطلب و مُعانی سے اختلاف، ٹکراؤ و تصادم کی صُورت اختیار کر لیتا؟ (یہ ہرگز نہیں ہو سکتا) مثلاً۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ
مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج ... (البقرۃ: ۲، آیت ۴)

ترجمہ:۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اُس پر ایمان لائے ہیں جو کچھ کہ (اے رسُول کریم علیہ الصّلوٰۃ وسّلام آپؐ کے رب کی طرف سے) آپؐ پر نازل ہُوا (یعنی کلامُ اللہ اور وحیِ الٰہی) اور (اُس پر بھی) جو کچھ آپؐ سے پہلے نازل ہُوا (یعنی ان کُتُب اور صحیفوں پر جو پہلے پیغمبروں ؑ (علیہم الصّلوٰۃ وسّلام) پر اُتارے گئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط ...

(النسآء: ۴، آیت ۱۳۶)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو (قول و فعل دونوں سے) اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسُولِ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسُولِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) پر نازل کی (یعنی قرآن شریف) اور اُس کتاب پر بھی جس کو اُس نے اِس سے پہلے نازل کیا تھا۔ (یکے بعد دیگرے سب پر) ایمان لاؤ۔

ٹکراؤ اور تصادم نہ قرآن کریم کی آیات اور نہ احادیث مُبارک میں ہے نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی آیاتِ قرآنِ و احادیث مُبارک میں

باہم ایک دُوسرے سے تَضاد ہے اور نہ ہو سکتا ہے . . .
تو سُورۃُ البقرۃ کی آیت مُبارک ۱۷۷ کی رُو سے اور مَعنوی مُناسبت اور مُطابقت سے الفاظ "اَلْکِتٰبُ" سے ذاتِ پاکؐ نبیؐ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا مُراد ہونا زیادہ عیاں اور موزوں ہے!
د۔ اور یہی صُورتِ مَعانی و مطلب، سُورۃ الواقعہ ۵۶ کی آیاتِ مُبارکہ ۷۷، ۷۸ سے، بلکہ خصُوصی طور پر آیت مُبارک ۷۸ سے اَخذ ہوتا ہے۔

د - اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ

ترجمہ :۔ بلاشُبہ یہ قرآنِ کریم ہے (بڑی بزُرگی اور بڑی عِزّت والا) ○ اور مُحترم قِبلہ ڈاکٹر سیّد حامد حسن صاحب بلگرامیؒ نے فیوضُ القرآن میں ۷۸ ویں آیتِ مُبارک کا ترجمہ اِس طرح بھی کیا ہے ۔ بلاشُبہ یہ قرآنِ کریم ○ قرآن ناطق پیغمبر (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ مُقدّسہ میں مَکْنُوْن، محفُوظ ہے ۔ یعنی بلاشُبہ یہ قُرآن کریمؐ "کتابؐ" میں مکنُون و محفُوظ ہے ۔ تو

۱و۔ الٓمّٓ ۚ۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ۛ۲ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۚ

الٓمّٓ ، وُہؐ (ذاتِ مُقدّسہ نبیِ کریمؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) تو "اَلْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ہیں . . .

۱ھ ، ۲ھ :۔ حضرت امام حسینؓ کی کتاب 'مرآتُ العارِفین' سے ماخُوذ، حضرت امام غلام مُحمّد جلویؒ نے اپنے کلام میں یُوں فرمایا ہے :۔

ھ گفت حُسینؓ ابنِ علیؓ مرتضٰے کاشفِ اسرارِ کلامِ خُدا
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فاش کُنم سِرِّ الف لام، میم (الٓمّٓ)
باز شنو سِرِّ الف، لام، میم در صفتِ حُسنِ رسُولِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

اے کہ تُوئی نُسخۂ اُمّ الکتابؐ معنی جامعیّت خود را بیاب

حضرت مولانا جلال الدّینؒ رومی نے اس طرح فرمایا ہے :۔

؎ حضرت اُمّ الکتابؐ و عقلِ کُل شہسوارِ لامکان ختمِ رُسُلؐ

انبیاءؑ اَولیاءؒ تفصیلِ تو از جمالِ حق شدہ تکمیل تو

حضرت خواجہ بندہ نواز، گیسو دراز، سیّد محمّد حسینیؒ نے ایسے ارشاد کیا ہے :۔

؎ اے محمّد! (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) ہجلو جم جم جلوہ تیرا

ذاتِ تجلّی ہوئے گی، سین سُپر ناسہرا (س یٰسٓ)

عشقوں جلوہ دینے کر، قاف نُون بسایا (ق، نٓ)

یا

عشقوں جلوہ دینے کر۔ کاف نُون بسایا (کُن)

پر گھٹہ جلوہ کارنے، الف لام، میم ہو آیا (الٓمّٓ)

(ٹیلیوژن سے صوت و سماعت سے اخذ اور رقم کیا گیا ـــــ بُشکریہ پاکستان ٹی وی، برنامۂ سفرِ عقیدت، مورخہ ۴ جُون ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک مطابق ۱۲ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ)

حضرت مولانا غُلام رُسولؒ نے یُوں تحریر کیا ہے :۔

؎ رحمتِ عالم، سایہ عالیٔ قامت سایُوں خالی

خوشبُوئے عرق بدل سر سایہ، پاک کتابؐ نرالی

ڈاکٹر علّامہ اقبالؒ نے اِس ضمن میں کچھ ایسے تحریر کیا ہے :۔

؎ لوحؔ بھی تُو قلمؔ بھی تُو، تیرا وجُود الکتابؐ

گُنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے مُحیط میں حباب

مختصراً یہ کہ اللہ تعالےٰ نے، سُورۃ الفاتحہ۔ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ" میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ فرما کر بہت ہی اَحسن و روشن پیرائے میں، کلام اللہ کے آغاز میں اپنا ایک مربُوط و جامع تعارف پیش کیا ہے اور " وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝ " میں ساتھ ہی ساتھ، بعینہٖ "سُورۃ البقرہ" کے شروع میں ہی "الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ بیان کرکے اور آخر تک بہت اعلیٰ و ارفع انداز میں اپنے محبوبِ کریمؐ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا نہ صرف ایک مربُوط و جامع تعارف ارشاد فرمایا . بلکہ آپؐ کی بہت سی ثنا نہاء مبارک کی وضاحت کی ہے...

۲- ... وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ ط ... (سُورۃ البقرۃ: آیت نمبر ۱۲۹)

ترجمہ :- اور (وُہؐ) اُن کو کتاب سِکھائے (کتاب کی تعلیم دے اور)، دانائے راز بنائے (اِسرار کی باتیں بتلائے) اور اُن (کے قلوب) کو (غیر اللہ سے) پاک (صاف) کر دے۔

۳- ... وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ ۝

سُورۃ النساء ۴، آیۃ ۷۹

اور اے رسُولؐ مقبُول (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) ہم نے تو آپؐ کو سب لوگوں کی طرف رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ کی رسالت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

تقریباً یہی مضمون قرآن شریف کی سُورۃ الاعراف ۸ آیۃ ۱۵۸ میں بیان ہوا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ... (سُورۃ الاعراف، آیت، ۱۵۸)

آپؐ فرما دیجیئے اے لوگو (انس والے ہو یا بھولے ہُوئے، مانوس ہو یا غیر مانوس) مَیں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہُوا رسُولؐ ہُوں ...

۴۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝

ترجمہ:۔ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک صریح دلیل (بُرھان) پہنچ چکی (ایک برزخ کبریٰ جو نظر آتا ہے یعنی رسُولِ برحق علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور ہم نے تم پر ایک واضح نُور نازل کیا۔
(سورۃ النساء، ۴ - آیت ۱۷۴)

۵۔... اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط...
(سُورۃ المائدۃ، ۵: آیت ۳)

... (یہ بشارت بھی سُن لیں کہ) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمّل کر دیا اور آپ پر مَیں نے اپنی نِعمت پُوری کر دی (یہ نِعمت قرآنِ حکیم ہے اور اُسوۂ حسنہؐ جو رہتی دنیا تک عالمِ اسلام کے لئے مَشعلِ ہدایت ہے) اور مَیں نے تمہارے واسطے اِسلام کو بطورِ دِین کے پسند کر لیا...

٦... قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ

(سُورۃ المآئدہ: آیت، ۱۵)

بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نُورؐ آچکا (یعنی نبیٔ آخرالزمان) اور کتابِ رَوشن (یعنی قرآن پاک)

۷۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ز

(سُورۃ الاعراف، آیت، ۱۵۷)

وُہ لوگ جو اِس رسُولِ کریمؐ کی پیروی کرتے ہیں جو نبیؐ اُمّی ہیں، جن (کے ذکرِ مُبارک) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہُوا پاتے ہیں۔

لہ (و) "اَلنَّبِيَّ الْاُمِّيَّ" کے ضِمن میں ایک وَلیٔ سُلطان نے فرمایا: کہ ایسی ذاتِ نبی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) جس کی تعلیم و تربیت رحمانی ہو اور اس کے علمِ غیب و علمِ شہادت رحمٰن و رحیم سے وابستہ ہوں اور بول چال، تقویٰ اور حِکمت، معجزات و کمالات۔ اخلاق و خصائل، شفقت و رحمت تمام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوں جس کا سِیکھنا و سِکھانا۔ قرأت کرنا یا پڑھنا اور پڑھانا عطائے اللہ تعالیٰ ہوں۔ مزید وضاحت فرمائی گئی کہ جس کی حِکمت (WISDOM) درحقیقت (MOTHER WISDOM) ہو جس کا عِلم (KNOWLEDGE) درحقیقت (MOTHER KNOWLEDGE) کی حیثیت رکھتا ہو اور جس کی گُفتگو اور فیضانِ ہدایت و رحمت (MOTHER SAYINGS & BLESSINGS) ہوں اور جس کی بات چیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی ہو۔

(ب) ایک اور قول و تحقیق کے مطابق ان دنوں اہلِ مکّہ مکرّمہ کو اُمّی بھی کہا کرتے تھے۔" (بشکریہ، پاکستان ٹیلیویژن، برنامۂ تفہیمِ دین)

۸۔ ... وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ (سُورۃ الاعراف، ۷ آیۃ ۱۹۸)

اور آپؐ اُنہیں دیکھتے ہیں کہ وُہ آپؐ کی طرف دیکھ رہے ہیں، حالانکہ وُہ کچھ نہیں دیکھتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے۔ محبُوبؐ کریم! (علیک الصلوٰۃ وسلام) اور آپؐ اُن کو دیکھ رہے ہیں کہ اُن کی نظریں آپؐ کی طرف ہیں (اُن کی آنکھیں آپؐ کو دیکھ رہی ہیں) اور (مگر) وُہ دیکھ نہیں رہے ہیں (اُن کی نظریں دیکھ نہیں پا رہیں) یعنی اگرچہ اُن کی نظریں آپؐ کو دیکھ رہی ہیں، مگر اُن میں نُورِ بصارت نہیں ہے۔ یہ ہدایت نصیب ہُوئی کہ آپؐ حضُور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو دیکھنے کے لئے نگاہوں میں نُورِ بصارت و وُسعت اور اِستطاعت کے لئے اللہ تعالےٰ سے عاجزی اور دُعا مانگنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کو دیکھنے کی استطاعت و وُسعت اور نُورِ بصارت و بصیرت عطا فرمائے (آمین) اور سُورۃ یُونس کی آیتِ مُبارک ۴۳، اِس موضوع کو مزید واضح کرتی ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

اور ان میں سے بعض آپؐ کی طرف دیکھتے ہیں (گویا ہمہ تن مُتوجّہ ہیں، مگر اِن کے دِل پھرے ہوئے ہیں، تو پھر) کیا آپؐ اِن اَندھوں کو راہ دکھائیں گے اور جب کہ وہ بصیرت سے (بھی) محروم ہیں۔

یہاں بظاہر جن مُنکرین کی نظریں آپ کی طرف ہیں (یعنی اُن کی آنکھیں آپ کو دیکھ رہی ہیں) مگر درحقیقت وہ کچھ نہیں دیکھ پا رہے۔ اُن کی نظروں میں نورِ بصارت نہیں ہے اور اِن لوگوں کو حقیقت میں اندھا کہا گیا ہے۔
یہ مِثال اور اَمر مسلّمہ ہے کہ (حضرت) عُمر بن خطّاب کی نظروں نے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کو اعتدال و عدل سے دیکھا۔ حُسنِ شانِ رسالتؐ اور نبوّت کا مشاہدہ ہُوا اور وُہ ایمان لے آئے۔ اِس کے برعکس عُمر (ابوجہل) کی نظروں نے حضُورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کو حسد و جہل سے دیکھا۔ حُسنِ شانِ رسالت و نبوّتؐ سے محرُوم رہا۔ مُنکر و کافر ہُوا اور ابُوجہل ٹھہرا

ے بُوالحکم نامش بدو، بُوجہل شُد
اے بسا اہل، ز حسد نا اہل شُد
پس امامِ حیّ و قائم آں ولی است
خواہ از نسلِ عُمرؓ، خواہ از علیؓ است (مولانا رُومؒ)

۹۔ ...وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج

اور (اے رسُولِ مقبُول (علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) جس وقت آپؐ نے (مُٹھی بھر خاک دُشمن پر) پھینکی تھی۔ آپؐ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکی تھی۔ (سُورۃ الانفال۔ آیۃ ۱۷)

۱۰۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط

اور (اے رسُولِ مقبُول علیک الصّلوٰۃ والسّلام) اللہ ایسا نہیں کہ جب تک آپؐ اِن میں موجُود ہیں اللہ تعالےٰ اُن پر عذاب کرے (سُورۃ الانفال آیۃ ۳۳)

(اِس سے اَخذ ہوتا ہے کہ نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) ہم میں موجود ہیں اور آپؐ کی ذاتِ مُبارک ہمارے لئے باعثِ، وَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط ہے)

۱۱۔ سورۃ التوبۃ ۹، آیۃ ۲۹

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ...

(اے مسلمانو! اہل کتاب میں سے) اُن لوگوں سے لڑو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جس کو اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُول مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے حرام کیا ہے۔ اسے حرام نہیں جانتے....

یہی مضمون، قرآن شریف میں پہلے بھی سُورۃ الاعراف، آیۃ ۱۵۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

... وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ...

(... (وہ رسُولؐ مقبُول، نبیٔ اُمّیؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور سب پاک چیزیں ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام کرتے ہیں ...

یعنی ہمارے لئے وہی حلال ہے، جسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے حلال کیا ہے اور وہی حرام ہے، جسے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے حرام کیا ہے۔

۱۲۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(اے مسلمانو!) بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے (شریف تر پاک نفوس میں سے) ایک رسولؐ آئے ہیں (تم اُنؐ کے اخلاق، اطوار، دیانت، امانت سے واقف ہو، لیکن اِس عبدہٗ و رسولہٗ کی قلبی کیفیّت بھی جانتے ہو سُنو) جو تکلیف تم کو پہنچتی ہے (وہ تم سے زیادہ) اُنؐ پر (اُن کے قلبِ اطہر پر) گراں گزرتی ہے (اور) تمہارے لیے (تو وُہؐ رحمت و خیر کی) فراوانی کے طالب رہتے ہیں (اور) مومنوں کے حق میں تو نہایت شفیق اور مہربان ہیں (آپؐ کی رسالت پر ایمان، آپ پر نظر رکھنے والوں کے لئے تو رؤف و رحیم ہیں۔ فیضانِ معرفت سے اِن کے قلُوب منوّر سے منوّر تر کرتے جاتے ہیں۔) (سُورۃ توبہ ۹، آیۃ ۱۲۸)

۱۳۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ (سُورۃ یُوسف ۱۲، آیۃ ۲۴)

اور البتّہ اس عورت نے اِن کا اِرادہ کیا (اِس خیال کے لئے جو اس کے دِل میں تھا) اور وہ بھی اس کا ارادہ کر لیتے۔ اگر انہوں نے اپنے رب کی دلیل (بُرھان) نہ دیکھ لی ہوتی (اِن حالات میں شیطان کے جال سے بچنا انسان کے لیے مُشکل تھا۔ دراصل یہ "معاذ اللہ" کا لفظ تھا جس نے بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہوگئی، بُرھان آگیا) اس طرح (ہم نے اُن کو بچا لیا) تاکہ

ہم ان سے بُرائی اور بے حیائی کو دُور رکھیں۔

(اس ضمن میں بعض مُفسّرین اور بزرگانِ دِین کا خیال ہے کہ "بُرھان" کی صریح اور واضح صُورت، سُورت النساء کی آیت (۱۷۵) میں سامنے آتی ہے۔ نتیجتاً یہاں پر بھی وُہی مُبارک مِثل وصُورت (حضرت یوسفؑ کے) پیشِ نظر تھی (اس کی وضاحت وتشریح اِسی باب کے شمارہ ۳ پر تحریر ہے)

ے ایہا صُورت، شالہ پیشِ نظر
رہے وقتِ نزَع، تے روزِ حَشر
وِچ قبر تے پُل تھیں، جَد ہوسی گُزر
سب کھوٹیاں تھیسن، تد کھَریاں (پیر مہر علی شاہؒ)

۱۴- سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (سُورۃ بنی اسرائیل، ۱- آیۃ، ۱)

پاک ہے وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جو اپنے عبدہٗ کے ساتھ (مقامِ ارض کی رِفعتوں سے) ایک رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصا کو گیا، جس کے گِرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں (اور یہ جانا اس لیے تھا) تاکہ ہم اس (برگزیدہ عبدہٗ اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو اپنی قُدرت کی نشانیاں آنکھوں سے (اُنؐ کے ساتھ ہو کر) دکھائیں بے شک وُہ سُننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

ے اِس ضِمن میں ہدایت نصیب ہُوئی کہ یہ وُہ مُبارک سفر تھا اور آغاز

مِعراج شریف کہ جس سفر میں خُود اللہ تعالیٰ اپنے محبوبؐ پاک (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ ساتھ ہے۔ یعنی میزبان سُبحان (اللہ تعالیٰ) اپنے عزیز مہمان (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ہم سَفر ہے ... اور وُہ ہم سفر یعنی مالک کائنات اور ہر شئے و ہر چیز کو سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ مزید وضاحت میسّر ہوئی کہ اس مُبارک سفر کے دوران بلکہ ہمہ وقت ہلکی سے ہلکی آہٹ بھی اس میزبان ہم سفر کے سماعت میں تھی (اور ہوتی ہے) اور کم سے کم حرکت بھی اس کی بصارت میں تھی (اور ہوتی ہے) قدرے واضح کرنے کے لئے اس مبارک سفر کو ہم انگریزی میں یُوں بھی کہہ سکتے ہیں: The Voyage was fully escorted by HIM...

ڈاکٹر علّامہ محمّد اقبالؒ نے اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ (سُورۃ ہٰذا) نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ (سُورۃ الفرقان، آیۃ:۱) اور فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی (سورۃ والنجم آیۃ ۱۰) کے بارے میں خصُوصًا عَبۡدہٗ کے ضمن میں یُوں تحریر کیا ہے:۔

؎ عبد چیزے دِگر است، وعبدہ دِگر ایں سراپا انتظار، و اُو مُنتظر

۱۵.... عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۔؎

• قریب ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقامِ محمُود پر مبعُوث فرمائے (کہ آپؐ سب کی شفاعت فرمائیں اور اللہ تعالےٰ اور اس کی جُملہ مخلُوق آپؐ کی تعریف کر رہی ہو سوچو کہ وُہ مقام کیا ہو گا کہ جب شانِ محمّدیّت کا پُورا پُورا ظہُور ہو گا اور جہاں جملہ اشیاء اور خود خالقِ کائنات ثنائے محمّدؐ فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اَرۡزُقۡنَا شَفَاعَتَہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ (آمین)

؎ (سُورۃ بنی اسرائیل، آیۃ ۷۹)

حضرت مولانا رومؒ نے مقامِ محمود کے متعلق ایسے رقم کیا ہے :۔

؎ حمد محمودے کہ در جملہ صُوَر
شُد بہ اَنوارِ محمدؐ جلوہ گر (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اور مولانا غلام رسولؒ نے ایسے تحریر کیا ہے :۔

؎ فتح مُبین کلام فَتَرضیٰ، شان نبیؐ دی عالی
تے مَحمُود مقام مُعلّیٰ خاص عطا نرالی

۱۶۔ قُل اِنّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم یُوحیٰٓ اِلَیَّ
اَنَّمَآ اِلٰھُکُم اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ ۚ

میرے محبوبؐ کریم! (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ فرما دیجیئے کہ بے شک میں بشری لبادہ میں تمہاری مِثل ہوں (بشر کی ہدایت کے لیے ایسا بھیجا گیا ہوں، البتہ میرا باطن، میری رُوح اللہ تعالیٰ سے قریب ہے۔ اسی کی ذات مجھے علومِ حقّہ اور معرفت قُدسیّہ سے نوازتی ہے، اسی کی میں عبادت کرتا ہوں، اسی کی طرف مَیں دعوت دیتا ہوں،) مجھ پر وحی آتی ہے (میری تبلیغ کا خُلاصہ یہ ہے) کہ تمہارا معبُود ایک ہی معبُود ہے ... ۱

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے۔ محبوبؐ کریم! (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ فرما دیجیئے کہ بے شک میں ... " بَشَرٌ مِّثلُکُم یُوحیٰٓ اِلَیَّ ... " ہُوں۔ اِس اِرشادِ باری تعالیٰ میں بہت وضاحت اور انتہائی خصُوصیت یہ بھی ہے کہ بَشَرٌ مِّثلُکُم کے ساتھ ساتھ یُوحیٰٓ اِلَیَّ کے الفاظ لازم و ملزُوم ہیں" اور یہ ہدایت نصیب ہُوئی کہ ارض پر آپؐ حضُور کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی شانِ بشریّت وحیٔ پاک سے مُنسلک و مربُوط ہے

اور یہ کہ آپ کا رُشد و ہدایت اور بات چیت فرمایا، عین وحیٔ پاک ہے۔" وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝" یعنی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی شانِ پاک، ہر آن و ہر لمحہ وحیٔ پاک سے منسلک اور مربُوط ہے۔ نیز شانِ بشریّت عرشِ کریم پر (معراج شریف کے موقع پر) شانِ عبدیّتؐ کی صُورتِ پاک میں نظر آتی ہے (لاکھوں درُود اور سلام ہوں) اور عرشِ کریم پر بھی، شانِ عبدیت کے ساتھ ساتھ وحیٔ پاک ہم آہنگ ہے، بلکہ براہِ راست ہے، جہاں شانِ کبریائیؐ اور شانِ مُصطفائیؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) ایک دائرے کی دو قوسین کی مانند جُڑواں ہیں اور نتیجتاً باہم فاصلہ کی کوئی گنجائش اور شکل نظر نہیں آتی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۝ اور یہ کہ عرش پر بھی آپ حضُور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی شانِ عبدیت، وحیٔ پاک سے ہی منسلک و مربُوط ہے (اور ہدایت نصیب ہوئی کہ معراج شریف سے واپسی پر اگر حضُور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) اصحابِ اکرامؓ کو ان وحیٔ پاک کے ذریعے نہ بتاتے تو اُمّتِ مُسلمہ اور انسانیت ان احادیث اور سُنّتِ پاک اور ارشادات و ہدایات سے لاعِلم رہتیں۔ یہ ہدایت بھی نصیب ہُوئی کہ اس طرح سے احادیث شریف اور سُنّت پاک کی اہمیت مزید دوبالا ہو جاتی ہے)

مظہرِ نُور و وجُود، علم و شہُود — قابل و آئینہ، ذاتِ وجُود
ایں ھزاراں جبرائیل اندر بشرؐ — بہر حق سوئے غریباں یک نظر
کافراں دیدند احمدؐ را بشرؐ — ایں ندانستند کآں شقُ القمر (مولانا رومؒ)
سبق ملا ہے معراجِ مُصطفائی سے مجھے — کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں (علامہ اقبالؒ)

(حضرت شیخ عبدالحق محدّث دھلویؒ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے:۔

آنحضرتؐ بمقام ازفوق تا قدم ہمہ نُور بُود کہ دیدۂ حیرت در جمال باکمال دے خیرہ مے شُد، مثلِ ماہ و آفتاب تابان دروشن بُود، وگرنہ نقابِ بشریّت پوشیدہ بُودے ہیچ کس را مجال نظر و ادراکِ حُسنِ اُو ممکن نہ بُودے (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ مکّہ معظّمہ اور بیتُ المُقدّس سے عرشِ عظیم و قاب قوسین تک اور مدینہ منوّرہ سے مقامِ محمُود تک، آپ حضُور کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بشریت و عبدیت میں وحیٔ پاک کے ساتھ ساتھ آپؐ کی شانہا مُبارک۔ الٓمٓ، طٰہٰ، یٰس، حٰمٓ، مُزّمّل، مُدثّر والنّجم، والضّحیٰ اور عطائے کوثر بھی پنہاں ہیں۔ کچھ کے متعلّق تو کائنات کو کچھ علمِ نصیب ہُوا۔ اور کچھ کے متعلق علم نہیں۔

نگاہِ عشق و مستی میں وُہی اوّل وُہی آخر
وُہی قُرآن، وُہی فُرقان، وُہی یٰسٓ، وُہی طٰہٰ
تو معنی "والنّجم" نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مدّ و جزر ابھی چاند کا محتاج (علّامہ اقبالؒ)

والضّحیٰ رمزے ز رُوئے ہمچو ماہ مُصطفیٰ است
معنیٔ "والّیل" گیسوئے سیاہ مُصطفیٰ است
"وَالضُّحیٰ" رُخسار" وَالّیل" زُلفاں، صفت وِچ دندان یٰسٓ قاضی
وارث شاہ تے عشق رنجھیڑے دا کھُل پیا قرآن مُبین قاضی

(بابا وارث شاہ)

تیری عطاء، عطائے حق　　تیری رضا، رضائے حق
وحیٔ خدا تیرا کلام　　تجھ پر لاکھوں دُرود و سلام

یا صاحبَ الجمالِ و یا سیّدَ البشر
مِن وّجہکَ المُنیر لقد نُوّر القمر
لا یُمکن الثّنآءُ کما کان حقّہٗ
بعد از خُدا بُزرگ توئی قصّہ مختصر

۱۷- اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ط اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط۔ (سُورۃ العنکبوت ۲۹ آیۃ ۳۹)

(خطابِ رسُولِ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اصحابؓ کو ہے، سمجھانا تمام اُمّت کو ہے۔ اے رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) جو کتاب آپؐ پر نازل ہُوئی ہے اسے پڑھا کیجئے (پڑھ پڑھ سُنایا کیجئے) اور الصّلوٰۃ کو قائم رکھیئے (اس کی پابندی پر بہُت زور دیجئے) بے شک الصّلوٰۃ (لوگوں کو) بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے، اور سب سے بڑی چیز تو) اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ (الصّلوٰۃ کی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں گھر کر لے)...

اور یہ ہدایت بھی نصیب ہُوئی کہ بے شک ذِکْرُ اللّٰہِ ؕ اَکْبَرُ (بہُت ہی اعلیٰ، ارفع و اعظم) ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ایک روشن پہلو جو بہُت ہی عیاں ہے، یہ ہے کہ ذِکْرُ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کی یاد جو ہم کرتے ہیں، کرتے رہتے ہیں... دوسرے اِس ضِمن میں ایک اور خاص پہلو جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ ذِکْرُ اللّٰہِ یعنی ذِکرِ اللہ تعالیٰ ،

اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کا وِرد جو خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے، کرتا رہتا ہے، کر رہا ہے۔ وہ ذِکرُ اللہ مبارک یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہی ہے۔ یعنی ذکر اللہ کی ایک شکل مُبارک درُود و سلام بھی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ... (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے مَلائکہ نبیِّ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر (ہمہ وقت) الصّلوٰۃ (درُود و سلام) بھیجتے رہتے ہیں، پڑھتے رہتے ہیں، بھیج رہے ہیں، پڑھ رہے ہیں۔ ۔ ۔

کچھ یہی شکل و صُورت سُورۃ الرّعد ۱۳، کی آیت مبارکہ ۲۸ سے سامنے آتی ہے ..... اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ ط بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

از مولانا منظور حسین صاحب، لالہ زار ٹلسہ روڈ، راولپنڈی
فی الحال مقیم آرلینڈو، فلوریڈا، امریکہ۔

ج ۔ مقامِ محمُود کے مُشاہدہ کی ایک جھلک

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مقامِ محمُود کے مُشاہدہ کے متعلق بیان کیا۔ فرماتے تھے کہ ایک دن میرے دل میں خواہش پیدا ہُوئی کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مقامِ محمُود کا مجھے مشاہدہ نصیب ہُو ۔ اس مقام پر آپؐ کی بعثت اللہ تعالےٰ کی خصُوصی عطا ہے اور جس پر الحمد لِلّٰہ محبُوبؐ ربّ العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آخرت میں جلوہ افروز بھی ہوں گے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ اِس ضمن میں بتاتے تھے کہ ایک رات وہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُس مقامِ محمُود پر پہنچ گئے، جہاں لوحِ محفوظ[۹] موجود ہے۔ جو کہ ایک کافی بڑے تختے کی صُورت میں نصب ہے۔ ساتھ ہی ایک مکرّم فرشتہ انسانی صُورت میں نمُودار ہُوا جس کے ہاتھ میں ایک بڑی چھڑی[۱۰] پکڑی ہُوئی ہے، جو کہ قلم کی مانند ہے۔ وہ مکرّم فرشتہ اس قلم کو تختۂ لوح پر چلاتا ہے جس پر مختلف قسم کی تقدیریں، احکامات، ہدایات اور ارشادات وغیرہ ایک لکھائی میں خود بخود صُورت پذیر ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ لکھائی و سطور ایک خاص عجیب زبان میں ہے۔ جسے ہم درویشی یا سریانی زبان کہہ سکتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ اُس وقت ایسے معلوم دیتا تھا کہ میں وہ زبان جانتا ہوں اور لوحِ محفوظ پر نمُودار ہونیوالی تمام سطُور کو میں بآسانی پڑھ سکتا ہوں اور سمجھ سکتا ہوں۔

---

[۹] جیسا کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے دیکھا کہ یہ تختہ سیاہ (جو کہ مدرسوں، سکولوں میں طالب علموں کی پڑھائی کے لئے نصب ہوتا ہے) کی طرح کافی بڑا تختہ ہے۔ یعنی انہوں نے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے لوحِ محفوظ کی ایک مثالی صُورت دیکھی۔

[۱۰] چھڑی۔ STICK بصورت قلم

تختۂ لوح پر مکرّم فرشتہ اپنی لمبی قلم کے اشارے کرتے جا رہا تھا اور لوح پر مختلف قسم کے دینی، دنیاوی، ریاضی و سائنسی علوم بھی سطور کی شکل میں سامنے آ رہے تھے اور بہت سی گزشتہ و آئندہ کی خبریں اور علوم، قرآنی آیات و احادیث مبارک کی تشریح ظاہری و باطنی اور لدنی علوم درود و وظائف و اذکار، رموز و اسرار اور کائناتی و افلاکی واقعات و نظام کی جھلکیاں نمودار ہو رہی تھیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مجھے نبیٔ کریمؐ، مدینۃ العلم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کے مقامِ محمودؐ کی ایک بہت دلپہلو کا مشاہدہ و لوح و قلم کی صورت میں عطا ہوا۔ ہدایت نصیب ہوئی کہ لوح و قلم، مقامِ محمود کے فیوض و برکات، انوار و تجلیات رشد و ہدایت، علم و حکمت، معرفت و رحمت، کمال و ختمِ نبوتؐ و رسالتؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کا حصہ ہیں اور مقامِ محمود، مقام قاب قوسین سے منسلک و مربوط ہے اور یکجائیت حمد و ثنا کا حسین و جمیل اور اعلیٰ و ارفع ترین امتزاج مربوط

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسروؐ محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

(امیر خسروؒ)

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

---

[1] مقامِ محمود کے مشاہدہ کی یہ جھلکیاں قبلہ چوہدری صاحب نے اپنی زندگی میں مجھ راقم سے چار پانچ مرتبہ بتائی و دہرائی تھیں، مگر تحریر کرتے وقت یہ واقعات مشاہدہ مجھے کم و بیش بھول چکے تھے میں نے حضرت قبلہؒ کے دیگر معتقدین و احباب سے اس مشاہدہ کے متعلق پوچھا اور تقریباً سب نے معذرت کی اور کہا کہ یہ واقعہ ہمیں اچھی طرح یاد نہیں۔ چونکہ یہ مشاہدہ اور واقعات بہت اہم، معنی خیز رشد و ہدایت، علم و حکمت، اُمتی کی راہنمائی، اُس پر لطف و کرم اور انوارِ رحمت پر مبنی تھے۔ لہٰذا جی چاہتا تھا کہ یہ مشاہدہ و واقعات جس قدر بھی ہوں قلمبند ہو جائیں تو بہتر و احسن ہوگا۔ پھر میں نے ایک ولیٔ سلطان کی طرف رجوع کیا اور عرض کیا یا حضرت! آپ راہنمائی و عقدہ کشائی فرمائیں۔ اُنہوں نے دُعا فرمائی اور کہا کہ۔ رانا صاحب آپ لکھنا شروع کریں۔ اللہ تعالےٰ فضل و کرم فرمائے گا انشاء اللہ آپ کو مشاہدہ و واقعات یاد آ جائیں گے اور آپ بہتر لکھ سکیں گے۔ اُن کی دعا کے بعد جس قدر لکھا گیا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے ایسے ہی بیان فرمایا تھا۔ وما توفیقی الا باللہ

حمد محمود ے کہ در جملہ صُوَر شد بہ انوارِ محمدؐ جلوہ گر (مولانا رومؒ)
لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب (علامہ اقبالؒ)

فتح مُبین کلام فترضیٰ شان نبی دی عالی
تے محمود مقام مُعلّیٰ خاص عطا نرالی (مولانا غلام رسُولؒ)

الحمدللہ۔ رَبّ العالمین کے محبُوب رحمت للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) جب آخرت میں مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو کل کائنات و ملائک کی خوش بختی کا کیسا سماں ہوگا۔ انبیاء اکرام (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) اصحاب اکرام (رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) بزُرگانِ دین و اولیآئے اکرامؒ، مؤمنین و مؤمنات اور تمام اُمّتوں کی خوش نصیبی کا کیا عالم ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ذاتِ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی زیارت، رحمت و شفاعت نصیب ہوگی (آمین) !!

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) (علّامہ اقبالؒ)

د۔ فیضان و تصرّف اور پَرتوِ شانِ مُبارک النّبیُّ الاُمّیّ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

قِبلہ چوہدری صاحبؒ کے حالاتِ زندگی سے پتہ چلتا ہے اور جیسا کہ اس کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ پانچ چھ برس کی عُمر میں موضع اجڑام (ضلع ہوشیار پور) کے پرائمری سکول کی پہلی جماعت میں داخل کیے گئے اور ایک یا ڈیڑھ سال سکول میں پڑھنے کے بعد اُن کا سکول

کی پڑھائی سے دِل اچاٹ ہوگیا تھا اور وہ زیادہ وقت درود شریف پڑھنے میں یا پھر مسجد میں قرآن شریف کی پڑھائی و تلاوت میں صَرف کرتے تھے اور اس کے علاوہ فراغت کے اوقات میں اپنے بڑے بھائی صاحبؒ اور بزُرگوں کی کھیتی باڑی میں مَدد کرتے تھے اور پہلے بھی تحریر ہوچکا ہے۔ حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ کھیتی باڑی کے دوران بھی اُن کا دل دُرود شریف اور قرآن شریف کی آیات پڑھنے اور دُہرانے میں لگا رہتا تھا۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ وہ اکثر رات کو درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جاتے تھے اور وہ اپنے آپ کو مسجدِ نبوی شریف (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں روضہ مُبارک کے سامنے بیٹھا پاتے اور وہاں بھی درود شریف پڑھ رہے ہوتے۔ پرائمری سکول میں جانا اور وہاں اُن کے پڑھنے کا سلسلہ جاری نہ رہنا اور اس لیئے اُن کی ابتدائی تعلیم صرف پہلی یا دوسری جماعت تک ہی محدود رہی۔ مسجد میں اُنہوں نے قرآن شریف پڑھا، مگر بچپن میں اُن کا زیادہ تر وقت کھیتی باڑی میں بھی دُرود شریف پڑھنے اور قرآن شریف کی آیات مُبارک جو اُن کو یاد تھیں اُن کی وِرد میں گزرتا۔۔۔ پھر دو تین برس بعد اُن کی مُلاقات اپنے شیخ و مُرشد حضرت سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ[13] سے ہوئی جن کی خدمت عالیہ

---

[12] اس کتاب کے شروع میں تحریر ہوچکا ہے۔۔۔ یہ بچپن کی بات ہے جب قبلہ چوہدری صاحبؒ کی عمر پانچ چھ برس کی تھی۔ وہ دیگر بچوں کے ساتھ مسجد میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ ایک بہت عمر رسیدہ بزرگ نے تمام بچوں کو ایک چھوٹا سا درود شریف سکھایا اور پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت قبلہؒ اور تمام بچے قرآن شریف کے ساتھ ساتھ دُرود شریف بھی پڑھتے رہے۔۔۔ دوسرے روز تقریباً اسی وقت وہ بابا بزرگؒ پھر مسجد میں آئے اور تمام بچوں نے اُن کو درود شریف پڑھ کر سنایا اور انہوں نے بچوں کو بہت شاباش دی۔۔۔ حضرت قبلہؒ نے باباجی سے کہا کہ میں رات درود شریف پڑھتے پڑھتے سو گیا اور میں نے دیکھا کہ مسجدِ نبوی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) میں پہنچ گیا ہوں اور روضہ مبارک کے سامنے درود شریف پڑھ رہا ہوں۔۔۔ باباجیؒ نے انہیں گلے لگایا اور بہت پیار کیا۔ دعائیں دیں اور کہا کہ انشاءاللہ تعالےٰ بہت اچھا کام بنے گا۔۔۔ (بقیہ ۱۳ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

میں قبلہ چوہدری صاحبؒ تقریباً ایک سال تک بڑی باقاعدگی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔ وہ قبلہ شیخ صاحبؒ کے ڈیرے پر صبح کی نماز کے بعد چلے جاتے اور مغرب کی نماز سے پہلے گھر لوٹتے۔ حتیٰ کہ شیخ محترمؒ نے اُن کی راہِ سلوک میں لگن و خلوص اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت و رسائی کے لئے اُن کی چاہت اور محبت کو بھانپ لیا تھا۔ پھر سال بعد قبلہ سائیں جیؒ نے اُن کو ذکر اللہ (سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا)[۱۳] سانس کے ساتھ کرنے کی تعلیم دی اور اس ذکر اللہ کو ہمہ وقت جاری رکھنے کے لئے مشق کروائی۔ جس کے بعد دُرود شریف، تلاوتِ قرآنِ مجید اور ذکر اللہ کے مزید فیوض و برکات اور اسرار الٰہی کے اثرات اُنؒ پر وارد ہونے و کھلنے شروع ہو گئے اور اُن کے حجابات اُٹھنے لگ گئے۔ پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ انہی اذکار میں مُدغم رہتے تھے اور قبلہ سائیں جی کی خدمت میں بھی ہفتوں بعد حاضر ہوتے اور شیخ محترمؒ اُن کی راہنمائی و عُقدہ کُشائی فرماتے درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ بھی تقریباً منقطع ہو گیا۔ جب قبلہ چوہدری صاحبؒ کئی کئی ہفتہ اور ماہ تک موضع اجڑام سے باہر رہتے اور اذکارِ الٰہی میں گم رہتے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کو حضرت بابا گامُوں شاہ صاحبؒ[۱۴] قادریؒ سے شرفِ مُلاقات ۱۵-۱۶ برس کی عُمر میں ہُوا۔ وہ بھی واصل باالرّسُول مقبُول (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) اور واصل باللہ بزرگ تھے۔ اُنہوں نے سرِّ الٰہی اور سرِّ کائنات، مقامِ خُودی و دولتِ وصل اور اس کے رُموز و اسرار قبلہ چوہدری صاحبؒ

---

[۱۳] قبلہ چوہدری صاحبؒ کے اوائل زندگی کے حالات اور اُن کی اپنے شیخ و مرشد قبلہ مراد علی شاہ صاحبؒ چشتی سے ملاقات، اُن سے ذکر اللہ کی تعلیم اور ان سے عقیدت و ارادت اور اذکارِ الٰہی کے اثرات وغیرہ اور بعد میں قبلہ چوہدری صاحبؒ کی حضرت قبلہ گامُوں شاہ صاحبؒ قادری سے ملاقات اور اُن سے دولتِ وصل اور مقامِ وصل کے متعلق ہدایات و راہنمائی وغیرہ کے حالات اس کتاب کے اوائل میں تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں۔

کو سمجھا دیئے اور کہا کہ درود شریف و ذکر اللہ پر پورے ذوق و شوق سے مزید زور دیں۔ اپنے اندر غوّاص کریں۔ غوطہ زن ہو جائیں اور خودی میں ڈوب جائیں۔ بابا گامُوں شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ عزیز دوست! انشاء اللہ تعالےٰ مقامِ خودی کا کشود ہوگا اور رموز و اسرارِ الٰہی "نَحْنُ اَقْرَبُ" "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ" اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (قول حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہٗ) جلوت و خلوت میں آپ پر عیاں و اُجاگر ہوں گے اور مقصودِ کائنات کو آپ مَوجُود پائیں گے۔ آمین!

؎ اپنے مَن میں ڈُوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن (علامہ اقبالؒ)

اصل بھلا گم گیوں خودی تھیں اندر سرگردانی
نفسوں ذات گواہی بھریاں گوہر توڑ انسانی
ہو غوّاص گئی وچ غوطے گوہر مقصد پایا
پتھر توڑ کریندیاں پُرزے لعل دِچوں دِسیا یا
لبھ اوہا جیں کجھ نہ صُورت نقصوں نام نہ عیبوں
میٹ اکھیں دِل کھول دو ساعت راز کھُلے کجھ غیبوں

(مولانا غلام رسُولؒ)

بالآخر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی شفقت و نگاہِ رحمت سے مقامِ خُودی سے حجابات اُٹھ گئے اور قبلہ چوہدری[۱۲] صاحبؒ کو دولتِ وصل عطا ہُوئی اور مُشاہدہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا

---

[۱۲] قبلہ چوہدری صاحبؒ کی عمر اس وقت ۱۸-۲۰ برس کے لگ بھگ تھی۔ یہ تمام حالات تفصیل سے پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہ نصیب ہُوَا۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اور فِیْ اَنْفُسِکُمْ
کا بھید و مشاہدہ عطا ہُوئے اور مقصُود موجُود ہُوَا۔

خُودی کیا ہے ؟ راز درُونِ حیات
خودی کیا ہے ؟ بیداریٔ کائنات
ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر
ہُوئی خاک آدم میں صُورت پذیر
خودی کی جلوتوں میں مُصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی (علامہ اقبالؒ)

ظُلم کماندیاں جِنداں گلّیاں کل گرداں وِچ رُلیاں
دارا جھُولوں لاٹاں بلیاں تِس وچ خُودیاں چلیاں
داغ برہوں دا روشن ہویا، کھلی چمک چوفیرے
جاں ہو دُور گئے اندھیرے، کُھلے راز ودھیرے
من وِچ دِلدے نظراں کرکر آپ نیاؤں نیڑے
جس دلبر نوُں باہروں لبھدی اوہ شاہ رگ تھیں نیڑے
(مولانا غلام رسُولؒ)

لُوں لُوں دے مُنڈھ لکھ لکھ چشماں، اک کھولاں اک کجّاں ہُو
دلبر دا دیدار ہے مَینوں (حضرت باہوؒ) لکھ کروڑ حجّاں ہُو
(حضرت سُلطانؒ باہُو)

اِس صُورت نوں مَیں کی آکھاں جاناں، کہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں شاناں سب بنیاں (پیر مہر علی شاہؒ)

نُور اُو مقصُودِ مخلوقات بُود　　اصلِ معدومات و موجودات بُود

(خواجہ فریدُالدّین عطارؒ)

دیدِ حُسن خویش با چشم شہُود　　خود تجلّی کرد، در مُلکِ وجُود

(حضرت بُوعلی شاہؒ قلندر)

وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ

شانِ مُبارک النّبیّ الاُمّیّ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے تصرّف اور پَرتَو کے ضِمن میں پچھلے صفحوں پر قبلہ چوہدری صاحبؒ کی اوائل عُمری کے چند واقعات کو دُہرایا گیا ہے، جس میں مثال کے طور پر اور اعادہ کی غرض سے دُرُود شریف، کلام اللہ[ﷻ] اور صلوٰۃ و اذکار کے اثرات، انوار و تجلیّات اور انکشافاتِ رُموز و اسرارِ الٰہی کو اختصار سے نیچے دوبارہ بیان کیا جارہا ہے۔

۱۔ اُن کی بچپن ہی سے دُرُود شریف پر پختگی اور اسے دلجمعی سے پڑھتے رہنا، پرائمری سکول سے دِل کا اُچاٹ ہونا اور پہلی یا دُوسری جماعت سے سکول کی تعلیم کا سلسلہ ختم ہو جانا اور پھر مسجد مدرسہ سے قرآن شریف کی پڑھائی کے بعد دُرُود شریف کلام[ﷻ] اللہ و ذکر اللہ میں گم و ڈُوبے رہنا۔

۲۔ اپنے قبلہ شیخ و مُرشد سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ (چشتی) سے ارادت مندی اور اُنؒ سے دُرُود شریف و اذکار و ذکرِ الٰہی کے اسباق لینا اور ذکر اللہ سُلطٰناً النصیراً سیکھنا، دُرُود شریف کلام اللہ و ذکر اللہ کے اثرات کا ظہُور اور انوار و تجلیّات کا نزُول ہونا۔ جنّات و شیاطین کا دُور رہنا، جسم کے ٹکڑے ہونا و جڑنا

---

[۱۵] بہ درود شریف کلام اللہ و اذکارِ الٰہی کے اثرات، فیوض و برکات انوار و تجلیّات کا بیان کتاب کے اوائل میں کافی تفصیل سے کیا جا چکا ہے۔

غیب سے غذا کا مُہیّا ہونا، گذشتہ و آئندہ کے واقعات کی خبر ملنا اور اسرارِ الٰہی کا انکشاف ہونا، فاصلوں کا سمٹ جانا، پرواز لاہوتی کا شروع ہونا، حجابات کا ہٹ جانا، ظاہری و باطنی نظر کا عطا ہونا، سابقہ و ہم عصر بزرگانِ دین و اولیاءِ اکرامؒ سے رابطہ، شرف ملاقات اور گفتگو ہونا۔ (اصحابِ اکرامؓ کی آمد و اُنؓ سے سعادت ملاقات اور پھر سرورِ کونین نبیِ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ظاہر میں تشریف آوری اور حضورؐ رحمتؐ للعالمین و خاتم النبیینؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت پاک نصیب ہونا اور بارگاہِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں رسائی و حاضری کا آغاز ہونا، (یہ سلسلہ اس اثناء میں شروع ہُوا یا پھر بعد میں اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا؟ مگر ظاہر و باطن میں زیارتِ پاک اور جلوت و خلوت، آفاق و انفس میں دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی کی نمود، حضرت بابا گامُوں شاہ صاحبؒ قادری کے سرِ الٰہی سے پردہ اُٹھانے اور مقامِ خودی کے کشود کے بعد نصیب ہُوئی)

۳ حضرت قبلہ بابا گامُوں شاہ صاحبؒ (قادری سے شرفِ مُلاقات اور اُن کا سرِ نَحْنُ اَقْرَبُ ۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ سے نقاب کشائی فرمانا۔ درُود شریف، کلام اللہ اور صلوٰۃ و اذکار پر زور اور باطن میں غوّاص، غوطہ زن اور گم ہو جانے کی ہدایت کرنا، اور پھر وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ کی خوش خبری دینا، اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیِ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل آپ حضورؐ کی بارگاہِ عظمیٰ میں رسائی و حاضری ظاہر و باطن میں آپ حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی زیارت پاک

اور جلوت و خلوت، آفاق و انفس میں دولتِ وصل کا نصیب ہونا۔ پھر امانتِ الٰہی کا مُشاہدہ عطا ہونا اور نصیبِ حامل امانت ازل ہونا۔

جدھا شور چوپھیر پیا پیندا اے　　اوہ کول تیرے نت رہندا اے
کتے نحن اقرب کہندا اے　　کتے آکھدا اے فِی اَنفُسِکُم
(حضرت بابا بُلھے شاہؒ)

اے امینے از امانت بے خبر　　غم مخور، اندر ضمیر خود نگر
(علامہ اقبالؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ کی زندگی کے حالات جیسے معلوم دیتا ہے، اُنؒ سے چھ سات برس کی عُمر میں پرائمری سکول چھُوٹ گیا تھا اور پھر ابتدائی قرآن شریف کی تعلیم کے بعد مسجد مدرسہ میں بھی جانا مُنقطع ہو گیا تھا۔ تقریباً دس سال کی عُمر میں اُن کو اپنے شیخ و مُرشد حضرت قبلہ سائیں مُراد علی شاہ صاحبؒ سے درُود شریف و اذکار الٰہی کی تعلیم ملی اور اکثر قبلہ سائیں جیؒ درُود شریف اور اذکارِ الٰہی میں گم رُہتے تھے اور زیادہ بات چیت نہ کرتے تھے، مگر وہ اسی بات کی تلقین و نصیحت فرماتے تھے کہ غلام حیدرؒ[16] ! درُود شریف و ذکر اللہ کو ترک نہ کرنا بلکہ اِس پر خلوص دِلی و تندہی سے زور دیتے رہنا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

---

[16] قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ جب مقامِ خودی سے حجابات اُٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دولتِ وصل عطا ہو گئی اس کے بعد مَیں ایک دفعہ محترم شیخ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا وہ بہت خوش ہُوئے اور مجھے عطائے دولتِ وصل و امانت پر مبارکباد دی اور بہت پیار کیا اور کہا کہ میرے شیخ و مُرشد قبلہ بابا انور خانصاحبؒ نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ مُراد علی! خیال رکھنا کہ موضع اجڑام سے راجپوت گھرانے کا ایک نوجوان لڑکا غلام حیدر تمہارے پاس تعلیم و تربیت کیلئے آئے گا۔ وہ بہت پختہ و باعزم ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میدان عرفانِ الٰہی میں کامیاب ہو گا۔ اس پر توجہ و دھیان رکھنا۔ پھر قبلہ سائیں جیؒ مُسکرا دیئے۔ مَیں نے عرض کیا۔ قبلہ آپ نے اس کے متعلق پہلے کبھی نہیں بتایا۔ فرمانے لگے بتانے کی چنداں ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ مجھے یقین تھا کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جاؤ گے۔

بہت سے مشاہدات میسّر ہوں گے اور مقامات کا ظہور ہوگا۔ حجابات اُٹھیں گے۔ اور رموز و اسرارِ الٰہی کے انکشافات ہوں گے، مگر اِن مشاہدات و مقامات پر رُکنا نہیں اور اکتفا نہ کرنا اور اس راہ پر استقامت سے گامزن رہنا اور آگے بڑھتے رہنا اور ایک دن ضرور اللہ تعالےٰ کی رحمت کا ظاہر و باطن میں ظُہور ہوگا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ شروع میں وہ تقریباً روزانہ قبلہ سائیں صاحبؒ کے ڈیرے پر چلے جاتے اور گھنٹوں تک دُرود شریف و ذکر اللہ میں مشغول رہتے اور کئی کئی دن تک سلام علیکم اور وعلیکم السّلام کے علاوہ کوئی بات نہ ہوتی تھی۔ اور جب ذکر اللہ کا غلبہ ہُوا اور طبعیت کافی سیلانی ہوگئی پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ کی قبلہ سائیں جیؒ سے مُلاقات بہت دِنوں کے بعد ہوتی تھی۔ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ذکر اللہ کی شدّت، اثرات و انوار و تجلّیات کی بدولت قبلہ سائیں جیؒ سے مُلاقات میں مزید کمی واقع ہوگئی تھی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ کا یہ عمل بے اختیاری تھا کئی دفعہ گھر سے باہر نکلے اور وہیں کسی دُور جگہ پر اذکارِ الٰہی میں ڈوب گئے اور پھر جب طبعیّت اعتدال پر آئی تو ہفتوں کے بعد گھر واپسی ہُوئی۔ یہ بھی تحریر کیا جا چکا ہے کہ اُنہیںؒ باہر ہر جگہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے غذا مل جایا کرتی تھی اور بعض اوقات موسم کے مطابق پھل وغیرہ بھی۔

اِن تمام باتوں کے اعادہ و مقصد بیان یہ ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی اپنے مُحترم شیخ و مُرشدؒ سے ذکر اللہ "سُلطٰنًا نَّصِیرًا"، سیکھنے کے بعد قبلہؒ شیخ صاحبؒ سے مزید علمی گفتگو یا درس و تدریس کی باقاعدہ نشست نہ ہوتی

۱۷ھ :۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ دونوں بزرگ حضرات بظاہر کسی مکتب یا مدرسہ سے فارغ التّحصیل نہ تھے مگر مشاہدہ و معرفت الٰہی میں ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت عروج نصیب ہُوا اور جلوت و خلوت آفاق و انفس میں دولتِ وصل و امانت الٰہی عطا ہُوئی۔

تھی اور علمی لحاظ سے وہ کسی سکول مکتب یا مدرسہ سے فارغ التحصیل نہیں تھے اور نہ ہی قبلہ چوہدری صاحبؒ کو قرآن شریف پڑھنے کے علاوہ حصولِ علمِ دین کے لئے کسی استاد یا علمائے اکرامؒ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کا کچھ ایسا ہی سلسلہ اور تعلق حضرت قبلہ گاموں شاہؒ شاہ صاحبؒ قادری سے رہا۔ پہلی ہی مُلاقات میں جو تقریباً دو تین گھنٹے تک محدود تھی قبلہ شاہ صاحبؒ نے صرف سرّ نَحْنُ اَقْرَبُ۔ سرّ فِیْ اَنْفُسِکُمْ سے پردہ اُٹھایا۔ مقامِ خودی و صورتِ خودی کی تعلیم فرمائی۔ دُرود شریف۔ کلام اللہ اور اسی ذکر اللہ یعنی ذکر سُلْطٰنًا النَّصِیْرًا پر پختگی سے گامزن رہنے کی ہدایت کی۔

؎ خودی کیا ہے؟ رازِ دُرونِ حیات
خودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات
خودی کا نشیمن ترے دِل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے
ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر
ہُوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر
(علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ)

حُسن جمال کمال معانی کرے نگاہاں مائل
پاک خصائل نال فضائل اندر عمر اوائل
(مولانا غلام رسولؒ)

گہ ترا گوئیدز مستی بُوالحسن[۱۸ھ] یا صغیر السّن یا رُطبُ البدن (مولانا رومؒ)

۱۸ھ ۱۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ مقامِ خودی و دولتِ وصل کے ضمن میں یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔ اب یہ ایک دوست (چوہدری لطیف صاحبؒ) سے پوچھ کر لکھا ہے۔ مثنوی شریف میں اس کی صحیح ساخت معلوم کرنے کی کوشش کی گئی، مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بہرحال موجودہ صورت میں یہ ساخت درست دکھائی دیتی ہے۔

حضرت قبلہ گامُوں شاہ صاحبؒ نے مزید فرمایا۔ عزیز دوست! راہ سلوک میں تمہارا خلوص اور مُحبت و عشق بہت پختہ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی بارگاہِ رسالتمآب (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) میں تمہیں رسائی و حاضری نصیب ہو گی اور پھر نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل مقامِ خُودی کا کشُود اور سرِّ وحدت کا نمُود ہو گا۔ دولتِ وصل و امانت عطا ہو گی۔ پھر مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ، فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی حقیقت ظہور پذیر ہو گی۔

احد جد دِتّی دکھالی از خود ہو یا فانی ہُو
قربُ وصال، مقام نہ منزل نہ اوتھے جسم نہ جانی ہُو
نہ اوتھے عشق محبت کائی نہ اوتھے کون مکانی ہُو
عینوں عین تھیوسے (حضرت) باہوؒ سرِّ وحدت سُبحانی ہُو
غفلت کنوں نہ کھلے پردہ دل جاہل بت خانہ ہُو
واہ نصیب تنہاندے (حضرت) باہوؒ جنہاں ملیا یار یگانہ ہُو

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ سرّ الٰہی کی عُقدہ کشائی اور تشریح کے بعد مجھے حضرت قبلہ گاموں شاہ صاحبؒ کے پاس اس ضمن میں دوبارہ جانے اور مزید تشریح حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ مگر ویسے عقیدت و احسان مندی کے طور پر میں باباجیؒ کی خدمت میں ایک یا دو دفعہ حاضر ہُوا تھا، مگر کسی خاص موضُوع یا اُس کی وضاحت پر گفتگو نہ ہُوئی۔ مگر جس وقت اللہ تعالےٰ کے

۱۹ھ :۔ حضرت قبلہ باباگامُوں شاہ صاحبؒ قادری (بھی موضع اجڑام ضلع ہوشیارپور کے ہی رہنے والے تھے) اس کے بعد شاید ہی قبلہ چوہدری صاحبؒ کی اُنؒ سے اور ملاقات ہوئی کیونکہ قبلہ باباگامُوں شاہؒ صاحبؒ فرما دیا تھا۔ عزیز دوست! انشاء اللہ تعالیٰ اول تو (اس ملاقات کے بعد) کوئی اُلجھن نہ ہو گی اور اگر کوئی ایسی صورت درپیش ہو تو ضرور ملنے کے لئے آجانا ورنہ اپنے قبلہ شیخ و مرشد صاحبؒ سے رجُوع کرتے رہنا۔

فضل وکرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہ رحمت سے قبلہ چوہدری صاحبؒ کا مقامِ خودی کھلا اور ظاہر و باطن میں دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی نصیب ہوئی۔ اُس وقت سے پہلے ہی حضرت قبلہ بابا گامُوں شاہ صاحبؒ قادری شاید اِس دُنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔

قبلہ سائیں جیؒ اور قبلہ بابا گامُوں شاہ صاحبؒ قادری کے ساتھ اِرادت عقیدت وصُحبت سے قبلہ چوہدری صاحبؒ نے علم باطن اور رموز واسرارِ الٰہی میں بہت راہنمائی اور فیضان حاصل کیا، مگر علم دین اور دیگر عُلوم ظاہر و باطن نہ اُنہوں نے مکتب و مدرسہ سے سیکھے نہ ہی اپنے بزرگوں اور دیگر بزرگانِ دین اور عُلماء اکرامؒ سے سیکھے اور ایسے ہی اُن کی زندگی کے حالات سے معلوم ہوتا ہے، مگر ان سب حقائق کے باوجود قبلہ چوہدری صاحبؒ قرآن شریف کی آیات کے متعلق بہت سے مشکل مسائل کی تشریح بہت ہی آسان الفاظ میں اور سہل انداز میں بیان کر دیتے تھے اور اُن کے دوست و احباب، عقیدت وارات مند اور شاگرد صاحبان یکدم مطمئن ہو جاتے تھے۔ بزرگانِ دین و اولیاء اکرامؒ کے فارسی، اُردو پنجابی کے کلام اور پیچیدہ اشعار کی وضاحت بہت ہی احسن طریقے سے کر دیتے تھے۔ حالانکہ انہوں نے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی اور نہ ہی ایسی تشریح اور وضاحت اِن کُتب کے اُردو کے خلاصوں میں بھی میسّر تھی تو پھر علم دین و عرفان حضرت قبلہ تک کیسے پُہنچا، یا اُن کو کیسے نصیب ہُوا اور یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی"۔ اس کی قدرے مزید وضاحت اگلے باب میں دی گئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ (صفحہ ۱۱۵، زادِ راہ از ڈاکٹر حامد بلگرامی) (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(د ل) مثال کے طور پر قرآن شریف کی چند آیات اور بزرگانِ دینؒ کے کلام کی تشریح و وضاحت راقم کو جیسے قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت اور بیان سے حاصل ہوئی حتی الوسع اور تقریباً اسی انداز میں انشاء اللہ تعالےٰ یہ تشریح و وضاحت نیچے تحریر کی گئی ہے۔ (آیات ۱ تا ۲۱)

قرآن شریف کی ہر آیت اور ہر حدیث شریف کے ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ ہر آیت مبارک اور ہر حدیث شریف بہت ہی جامع و سمندر کی مانند ہیں اور لامحدود رشد و ہدایت اور علم و عرفان۔ حکمت و رحمت۔ فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کی حامل ہیں اور باہم متوازی و مربوط ہیں اور ان ہر دو کی تشریح و وضاحت باہم ایک دوسرے کی معاونت و موافقت میں ہے۔ ان کو پوری وسعت کے ساتھ کھولنا و بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا انداز فکر و بیان ایک کوشش ناتمام کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ ہر آیت مبارک و ہر حدیث شریف کی کماحقہٗ تشریح و وضاحت تو نبی کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے احاطۂ علم میں ہے اور اس کے بعد پھر درجہ بدرجہ اصحابِ اکرامؓ، تابعین و تبع تابعین عظامؒ آئمہ اکرامؒ اور بزرگانِ دینؒ نے محبوبؐ رب العالمین، رحمتؐ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ظاہر و باطن میں اپنی نسبت، تعلق، وسعت و بساط کے مطابق اپنے اپنے عصر و وقت میں قرآن شریف و احادیث مبارک کی اعلیٰ و عمدہ تشریح و وضاحت کی ہے۔

قرآن شریف و احادیث مبارک کی عظمت و وسعت کے بارے میں قبلہ چوہدری صاحبؒ ایک اہم واقعہ اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر بہت

سُنایا کرتے تھے کہ پاکستان بننے کے تھوڑے عرصہ بعد اُن کا لاہور آنا ہُوا اور اُن کے ایک دوست جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے اُنؒ کو مسجد گنج مُغلپورہ لے گئے۔ پیر امانت علی شاہ صاحبؒ چشتی جو کہ مسجد کے خطیب تھے۔ اُنہوں نے حمد و ثنا اور درود شریف کے بعد مثنویٔ مولانا رُومؒ کے چند اشعار پڑھے اور پھر یہ آیت مُبارک پڑھی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ (سُورۃ (۲) البقرۃ، آیت ۱۲۹

اور تقریباً یہی آیت مُبارک قرآن شریف کے دیگر مقامات پر تھوڑے سے مختلف انداز و عبارت میں کئی مقامات پر دُہرائی گئی ہے)

قبلہ مولانا صاحبؒ نے خُطبہ اور وعظ کا آغاز کیا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی اور پھر نماز کا درود و سلام اور دُعا کے بعد اختتام ہُوا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ وعظ و تقریر بہت جامع و مُدلّل تھی اور آیت مُبارک کی روشنی میں مولانا صاحبؒ نے ایک یا دو نکات پر بات کی جو بہت ہی ٹھوس و احسن انداز میں تھی۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ وہ دوسرے جمعہ کو بھی مسجد گنج مُغلپورہ گئے اور وہیں نماز جمعہ ادا کی۔ قبلہ مولانا صاحبؒ نے پہلے کی طرح حمد و ثناء اور دُرود شریف پڑھنے کے بعد مثنوی مولانا رُومؒ کے چند اشعار کہے اور پھر وہی آیت مُبارک (سُورۃ البقرہ آیت ۱۲۹) پڑھی۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک اسی آیت شریف

کے ضمن میں خطبہ اور وعظ فرمایا۔ اس دفعہ جو نکات بیان کئے گئے،
وہ پہلے جمعہ کے نکات سے مختلف تھے، مگر بہت ہی مدلل دھٹوس
تیسرے جمعہ کو پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ بڑی چاہت سے اُسی مسجد
میں گئے اور قبلہ مولانا صاحبؒ نے پھر وُہی آیت مُبارک پڑھی اور
ڈیڑھ گھنٹہ تک اُسی کی روشنی میں خطاب کیا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ
بتاتے تھے کہ اس دفعہ جو نُکات بیان کیے گئے وہ بالکل نئے تھے اور
اِسی آیت شریف اور ترجمہ و تفسیر کے تابع تھے۔
پھر قبلہ چوہدری صاحبؒ رحیم یار خان چلے گئے، مگر وُہ جب بھی
لاہور آتے تھے تو جُمعہ بہُت تپاک و شوق سے اُسی مغلپورہ والی مسجد
میں ادا کرتے تھے اور قبلہ مولانا صاحبؒ ہر جُمعہ کو وُہی آیت مُبارک
(سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹) پڑھتے تھے اور ہر دفعہ وعظ و نکات نئے
ہوتے۔ البتہ اِسی آیت مُبارک کی تشریح و تفسیر سے منسلک ہوتے۔ قبلہ
چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مولانا صاحبؒ کی وعظ اور اندازِ بیان
میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی مُحبّت و خلوص میں اتنا پُر تاثیر اور
سمویا ہُوا ہوتا کہ بعض اوقات مسجد میں بیٹھے ہوئے افراد پر رِقّت طاری ہو
جاتی اور جُمعہ کے اختتام تک جاری رہتی۔ حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ
مولانا صاحبؒ قیامِ پاکستان سے لے کر اپنی رحلت تک (جو مارچ ۱۹۷۱ء
کو واقع ہوئی) مسجد مذکورہ میں تقریباً چوبیس (۲۴) برس خطیب رہے۔
اور جب بھی حضرت قبلہؒ رحیم یار خان سے لاہور آتے تو اِسی مسجد میں
نمازِ جمعہ ادا کرتے اور قبلہ مولانا صاحبؒ حسبِ معمول اسی آیت مُبارک
کی تشریح و تفسیر بیان کیا کرتے تھے اور نکات ہر دفعہ نئے ہوتے تھے اور

سامعین و مقامی نمازی حضرات بلکہ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ نکات بہت سے گزرے جمعوں کی وعظ و خطاب سے بھی مختلف ہوتے، مگر ہر دفعہ تشریح و تفسیر بہت جامع و ٹھوس اور اسی آیت مبارک کے ترجمہ اور روشنی کے تحت ہوئی تھی۔ بلکہ بعض دفعہ لوگ مولانا صاحبؒ کو عید میلاد النبیؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی محافل و تقاریب میں بھی لے جاتے تھے اور مولانا صاحبؒ اسی طرح حمد و ثنا اور درود شریف پڑھتے اور پھر مثنوی مولانا رومؒ کے چند اشعار دہراتے اور پھر یہی آیت مبارک کی تلاوت کر کے وعظ اور تقریر شروع کرتے تھے اور بہت ہی اعلیٰ، مدلل اور نئے نکات تشریح اور تفسیر بیان کرتے تھے۔ سبحان اللہ مالک و خالقِ کائنات کے کلام کی کتنی جامعیت، وسعت و عظمت ہے اور بزرگانِ دینؒ، اولیاء اللہ و علماء اکرام کی زندگیاں، ایک ایک آیت مبارک کی تشریح و تفسیر میں صرف و تمام ہو گئیں۔ مگر ہر اہل اللہ مفسر، واعظ و خطیب یہی کہتا ہوا اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گیا کہ ہر آیت، ہر رکوع اور ہر سورت مبارک کی تشریح اور تفسیر ناتمام و نامکمل ہی رہ گئی۔ مغلپورہ گنج کی اسی جامع مسجد میں مجھ راقم کو بھی ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۱ء تک وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیس چالیس جمعہ کی نمازیں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور میں ہر دوسرے یا تیسرے جمعہ کی نماز تسلسل کے ساتھ ادا کرنے کے بعد یہ خیال کرتا تھا کہ اس آیت مبارک کی تشریح و تفسیر مکمل ہو گئی ہے اور اب آئندہ جمعہ سے قبلہ مولانا صاحبؒ کسی نئی آیت مبارک کی تشریح و تفسیر کا آغاز کریں گے۔ مگر مولانا صاحبؒ آئندہ جمعہ کو اور پھر مزید آئندہ جمعہ کو بھی اسی آیت مبارک (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۹) کی تشریح و تفسیر بیان

کرتے اور تقریباً ہر جمعہ کو اِسی آیت مُبارک کے تحت نئے نکات بیان ہوتے (اللہ تعالےٰ مجھے اس غلط خیالی سے معاف فرمائے) بالآخر قبلہ مولانا صاحبؒ کی زندگی مکمل ہوگئی اور اِس آیت مُبارک کی تشریح وتفسیر نامکمل رہی۔ بعد میں مجھے اس بات کا اندازہ اور مکمل یقین ہوگیا کہ اگر قبلہ مولانا صاحبؒ دس(۱۰)، بیس(۲۰) یا تیس(۳۰) برس تک یا مزید زندہ رہتے تو وہ ہر جمعہ کو اِسی آیت مُبارک پر وعظ وتقریر کرتے رہتے۔ تب بھی اس کی تشریح وتفسیر نامکمل وناتمام ہی رہتی۔

اِس ضمن میں ہمارے ایک محترم دوست (حاجی نُور محمد صاحبؒ مرحوم) نے سوال کیا۔ قِبلہ شاہ صاحبؒ! آپ کی وعظ وخُطبہ اتنی مُدلّل وجامع ہوتی ہے اور ہر جُمعہ کو نکات اتنے ٹھوس اور گذشتہ جمعہ نمازوں کے کئی خطبات کی نسبت تقریباً نئے ومختلف ہوتے ہیں۔ اِس کے لئے آپ کو بہُت مُطالعہ کرنا پڑتا ہوگا اور آپ اِس بات کا خیال رکھتے ہوں گے کہ کوئی نکتہ غیر ضروری طور پر دُھرایا نہ جائے؟ اور دوسرے آپ نے وعظ وخُطبہ کے لئے اس آیت مُبارک (البقرۃ۔ آیت ۱۲۹) کو کیوں اور کیسے منتخب کیا اور اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

قِبلہ مولانا صاحبؒ نے بڑے ہی سادہ انداز میں فرمایا۔ جی ہاں! پہلے چھ ماہ اور سال تک مجھے کافی محنت ومطالعہ کرنا پڑا اور مَیں بہُت سی تفاسیر اور قرآن شریف واحادیث مُبارک جمعہ سے ایک دو دن پہلے پڑھ کر اور پورا مُطالعہ کر کے آتا تھا۔ مگر بعد میں اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت سے مطالعہ کی ضرورت کم ہوتی چلی گئی اور اب گذشتہ کئی برسوں سے یہ حال ہے کہ

جب مَیں جُمعہ کے وعظ و خطبہ کے لئے مسجد میں آن کر منبرِ رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر بیٹھتا ہوں تو بفضلِ اللہ تعالےٰ میرے دل و دماغ میں خُود بخُود مواد و نکاتِ وعظ اُبھرتے چلے آتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وعظ کے ضمن میں دیگر متعلقہ آیات شریف و احادیث مُبارک ذہن میں از خود چلی آتی ہیں اور بعض اوقات تو مجھے پتہ نہیں چلتا کہ مَیں کیا وعظ کر رہا ہُوں اور کم و بیش جُمعہ کی نماز کے بعد مجھے صحیح یاد نہیں رہتا کہ مَیں وعظ و خُطبہ میں کیا بولا تھا اور کون کون سے نکات بیان ہوئے۔ دُوسرے یہ آیت مُبارک بھی میرے ذہن میں خُود بخُود آئی کہ میں اِس کے مُتعلق وعظ و خُطبہ دیا کروں۔ ہاں اگر کوئی اور آیت مُبارک بھی میرے ذہن میں آجاتی یا اُسے میں منتخب کر لیتا تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ شفقت و رحمت کے طفیل سلسلہ وعظ و خطاب ایسے ہی چلتا رہتا اور یہ میرا ایمان ہے کہ ہر آیت مُبارک اپنی اپنی جگہ بہت ہی جامع، ٹھوس و سمندر ہے اور رُشد و ہدایات، فیوُض و بَرکات، انوار و تجلیات، شفا، حکمت و رحمت اور علم و عرفان سے لبریز ہے۔

کوئی تیس (۳۰) پنتیس (۳۵) برس پہلے مجھے یعنی راقم کو مولانا شفیع صاحبؒ اوکاڑوی کے پیچھے ساہیوال میں جُمعہ کی نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ وعظ اور خُطبہ "سُورۃ والعصر" کے بارے میں تھا۔ اور وعظ کے درمیان مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ اِس سُورۃ مُبارک کے ضمن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظمؒ اور حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے کہ یہ چھوٹی و مختصر سی سُورت مُبارک بھی اِس قدر جامع و وسیع

اور سُمندر ہے کہ اِس سے تمام رُشد و ہدایات، تقویٰ و پرہیزگاری حِکمت و رحمت، عِلم و عِرفان، ضابطہ لین دین و تجارت اور اخلاق و خصائل وغیرہ اَخذ اور حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہی فکر و یقین کئی بزرگانِ دینؒ، اولیاءُ اللہ کا سُورۃ فاتحہ، الم نشرح اور الکوثر کے بارے میں ہے۔ اور اِسی یقین و ایمان کا اظہار بعض اکابرینؒ، محدثینؒ، مُفسّرینِ اکرامؒ اور عُلمائے حق نے اپنی اپنی جگہ، سُورہ بنیٔ اسرائیل، الاحزاب، یٰسٓ، والنجم اور الرّحمٰن بلکہ ہر سورت مُبارک اور حدیث شریف کے مُتعلق کیا ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝

(سُورۃ (۱۸) الکہف۔ آیت ۱۰۹)

(د) تشریح و وضاحت آیات (۱ تا ۲۱)

۱۔ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سُورۃ (۲) البقرہ۔ آیت ۱۱۵)

قِبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ اِس آیت مُبارک کے صحیح مفہُوم کا اندازہ سالک و درویش مقامِ خودی کے کھُلنے، دولتِ وصل کے عطا ہونے اور سرِّ وحدت اور امانت کے انکشاف کے بعد ہی کر سکتا ہے۔ پھر ظاہر میں جدھر کہیں بھی دیکھیں تو وَجْهُ اللّٰهِ ہی نظر آتا ہے اور باطن میں جھانکیں تو بھی وَجْهُ اللّٰهِ ہی نظر آتا ہے۔ قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ و سلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اُن کو یہ مُشاہدہ نصیب ہُوا۔ اُن کی عُمر اُس وقت تقریباً بیس برس تھی اور ڈیڑھ

دو سال تک یہ مقام مسلسل کھلا رہا۔ اور جلوت میں بھی وَجْہُ اللہ کی جلوہ گری تھی اور خلوت میں بھی شانِ وَجْہُ اللہ جلوہ افروز۔ حضرت قبلہؒ کہتے تھے کہ یہ عالم استغراق کی کیفیت ہوتی ہے اور درویش کو بھوک، پیاس گرمی سردی اور نہ نیند محسوس ہوتی ہے اور نہ وہ کسی سے بات کرتا ہے۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ دو سال بعد مقام خودی کے کشود اور دولتِ وصل کے نمود کے دورانیے میں مزید کمی ہوتی گئی، یعنی مقام کبھی کھل گیا اور کبھی بند ہو گیا اور پھر وہ عالمِ استغراق سے بھی باہر نکل آئے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ جن سالکین و اہل اللہ سے تبلیغ دین، درس و تدریس یا اور کوئی کام اللہ تعالےٰ کو لینا مقصود ہوتا ہے، وہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل دولتِ وصل و امانتِ الٰہی کی عطا اور مشاہدہ کے بعد عالمِ استغراق سے باہر نکل آتے ہیں۔ ورنہ بصورتِ دیگر اُن کا عالمِ استغراق میں ہی آخری وقت آجاتا ہے اور وہ رحلت کر جاتے ہیں۔

خودی میں ڈوبتے ہیں اُبھر بھی آتے ہیں
مگر یہ حوصلہ مردِ ہیچ کا رہ نہیں (علامہ اقبالؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ایک شاگرد فرزند (جو ترنڈہ رحیم یار خان کے پاس ہی اپنی کھیتی باڑی کا کام کرتے) ہیں۔ اُنہوں نے مجھے یعنی راقم کو تقریباً پندرہ سال پہلے بتایا کہ وہ ایک رات نمازِ تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد درود شریف و ذکرِ الٰہی میں مشغول تھے کہ اُنہوں نے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے وسیلہ جلیلہ سے دُعا مانگی۔ یا اللہ، یا ربّ العالمین اپنے اِس عاجز و ناقص بندے کو مشاہدہ فَثَمَّ وَجْہُ اللہ عطا کر۔ اُنہوں نے کہا کہ اِس

دُعاوالتجا کے فوراً بعد یکدم اُن کی نگاہوں سے حجابات اُٹھ گئے اور عالمِ ظاہر میں وہ جدھر نگاہ اُٹھاتے تھے اُنہیں وَجْہُ اللّٰہ ہی کا مشاہدہ ہو رہا تھا۔ آسمان و فضا میں۔ چاند و اشجار میں اور ہر آن اور ہر سمت شانِ وَجْہُ اللّٰہ کی جلوہ گری تھی اور فضا میں عجیب اور سُہانی مہک بکھر گئی تھی۔ پھر چند لمحوں کے بعد یہ مُبارک منظر اوجھل ہو گیا۔ خوشبُوئیں سِمٹ گئیں اور نگاہیں اپنی پہلی حالت میں آگئیں اور وہ مُصلّٰی پر بیٹھے پہلے کی طرح دُرود شریف و اذکارِ الٰہی میں مشغول تھے۔

؎ جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا تُو ہی آیا نظر جدھر دیکھا (خواجہ میر دردؒ)

؎ اس صورت نوں ئیں جاں آکھاں جانان کہ جانِ جہاں آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں شانا ں سب بنیاں (پیر سید

وسّے صُورت راہ بے صُورت دا تو بہ راہ کی عین حقیقت دا مہر علی

یہ کم نہیں سُوجھت دا کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں شاہؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ اِس آیت مُبارک دی تشریح لبسا اوقات، صاحبِ مُشاہدہ اولیاءُ اللہ کے ایسے مندرجہ بالا اشعار میں کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپ کُھلے انداز میں بھی بات چیت کر لیتے تھے (جسے لکھنے کی رُخصت نہیں ہے)

۲۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط

سُورۃ (۲) البقرۃ، آیۃ ۲۵۳)

یہ سب پیغمبر، رسُولین، مقبُولین (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام۔ جو ہم بھیجتے رہے ہیں) ہم نے اِن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔۔۔ اس آیت مُبارک کے ضِمن میں ہدایت نصیب ہوئی کہ الفاظ "تِلْكَ الرُّسُلُ"، یعنی یہ

سب پیغمبر، یہ سب رسُولین مقبولین (علیہم الصّلوٰۃ وسّلام) سے حیات انبیاء اکرام (علیہم الصّلوٰۃ وسّلام) ثابت ہوتی اور "یہ" سے حاضر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۳ ... وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج

(سُورۃ (۸) الانفال۔ آیت ۱۷)

اس آیت مُبارک کا ترجمہ و تھوڑی بہت تفصیل جو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی نگاہِ رحمت، بزُرگانِ دینؒ، قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت کے طفیل نصیب ہُوئی۔ وُہ انشاءُ اللہ تعالےٰ سُورۃ "والنجم (۵۳)" کی آگے آنے والی آیات مُبارک کے ترجمہ و قدرے تفصیل کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔

۴۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ٥

اس آیت مُبارک کی مختصر تشریح جو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت سے نصیب ہُوئی ہے۔ وُہ اس باب کے جُزء ب ۱۰ ۲ھ، ۳ھ میں درج کی گئی ہے۔

۵۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ق عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ٥

اِس آیت مُبارک کی کچھ تشریح جو کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے مشاہدہ پر مبنی ہے وہ اسی باب کے جُزء (ج) میں بیان کی گئی ہے۔

حمد محمودے کہ در جملہ صُور شد بہ انوار محمّد جلوہ گر (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام)

(مولانا رُومؒ)

فتح مُبین، کلام فترضیٰ، شان نبی دی عالی
تے محمُود مقام معلّیٰ، خاص عطا نرالی

(مولانا غلام رسُولؒ)

٦ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ
اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ
مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝

(سُورۃ (۱۷) بنی اسرائیل، آیُتہ ۳۰)

اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ اپنے قِبلہ شیخ و مُرشد سے اسباق ذکر اِلاّ اللہ یعنی ذکر سُلْطٰنًا النَّصِیْرًا اپنے مشاہدات اور اِس ذِکراللہ میں چھپے ہوئے خزائن علم و عرفان انوار و تجلّیات اور حکمت و رحمت کے متعلق بتاتے تھے، یہ وہی ذکراللہ ہے جو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے خواجہ مُعین الدینؒ چشتی کو اُن کی روضہ مُبارک، مدینہ شریف میں حاضری کے وقت براہِ راست بتایا تھا اور اُن کو ذکر کرنے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا تھا اور خواجہ غریب نوازؒ نے اِس ذکراللہ کی چند ساعت مشق کرنے کے بعد بارگاہِ رسالت مآب (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) میں عرض کیا یارسُول اللہ (علیکَ الصّلوٰۃ وسّلام) اب مجھے اجمیر کا پتہ چل گیا ہے کہ وہ ہند کے وسط مغرب میں واقع ہے، بلکہ اس "ذکراللہ" کی برکت سے اب مجھے اَرض وسَماوی واقعات و اشیاء ہاتھ کی ہتھیلی پر ظاہر ہونے اور نظر آنے لگے ہیں۔ اسی لئے خواجہ غریب نواز سُلطان الہندؒ کو عطائے رسُولِ مقبُول (علیہ الصلوٰۃ وسّلام بھی کہتے ہیں۔ "سُلْطٰنًا النَّصِیْرًا" کے متعلق اس کتاب کے شروع میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اِس ذکر اللہ کے بارے میں خصُوصًا اس کی سالن

کے ساتھ مشق و محنت کرنے کے متعلق واصلین اہل اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے

گھوڑا نفس دا ذکر دی باگ دے کے　　نفس مار ناکم بہوں چنگیاں والے

(بابا وارث شاہؒ)

یہ مَوجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے　　خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے

(علامہ اقبالؒ)

ذکر اللہ کو رواں دواں اور اس کی دائمی مشق و محنت کرنے کو اِن بزرگوں نے "گھوڑا اور مَوجِ نفس" سے تشبیہ دی ہے۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ جیسے گھوڑے کو چلانے کے لیے نکیل وغیرہ ڈالتے ہیں تاکہ وہ صحیح چلتا رہے۔ بابا وارث شاہؒ کے نزدیک سانس کے ساتھ یعنی نفس کے ساتھ ذکر اللہ کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ ذکر اللہ کرتے وقت خیال و نظروں کی نشست ناک پر یا نتھنوں پر رہے تاکہ یکسوئی پیدا ہو۔ یہی صورت و طریقہ ذکر اللہ سُلطٰنًا النَّصِیرًا کرنے کا ہے اور پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔

۷۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ لا یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط .....

(سورۃ (۲۴) النور، آیۃ ۳۵)

قبلہ چوہدری صاحبؒ اِس آیت مُبارک کے ضمن میں بتاتے تھے کہ کشودِ مقامِ خودی کے بعد بندۂ مومن کے دِل میں "نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اُجاگر ہوتا ہے اور پھر یہی نُور تمام عالم کو اپنے مُحیط میں لے لیتا ہے —

حضرت قبلہ اس ضمن میں مولانا غلام رسولؒ کے مندرجہ ذیل اشعار بہت دُہرایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ قبلہ مولانا صاحبؒ کے اشعار اِس آیتِ مُبارک کے ترجمہ و مُشاہدۂ حقیقتِ نُورالسمٰوٰت والارض ط کی بہت اچھی عکّاسی کرتے ہیں۔

اِکّا نُور زمین آسمانے جدے کارے سارے
جدے فیض احدیّت کولوں نُور کھِلے چمکارے
ایہہ مصباح صفات زجاجوں لاٹ بلے بن نارے
وچ مشکوٰۃ قلوبِ عشاقاں جگمگ نُور کھِلارے
نُور و نُور ہویا نُورانی عالم دی گلزارے
چنگے تھیں چنگیائی آوے عدموں نقص نتارے

۸۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

(سُورۃ (۳۳) الاحزاب - آیت ۵۶)

اس آیت مبارک کے بارے میں قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے۔

("بے شک اللہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی ذاتِ اقدس پر دُرود شریف پڑھ رہے اور بھیج رہے ہیں اور تمام اہلِ ایمان کے لئے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ اے مومنین و مومنات تم بھی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی ذات با برکات پر دُرود و سلام پڑھتے رہو اور بھیجتے رہو")

اِس آیت شریف میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) پر درُود وسّلام

پڑھتے رہنے اور بھیجتے رہنے وغیرہ کی ہدایات بہت ہی آسان فہم انداز میں بتائی گئی ہیں اور اِن انوار و ہدایات کے علاوہ اِس آیت مُبارک کی رُو سے بھی **حیات النبیؐ** (علیہ الصلوٰۃ وسلام) ثابت ہوتی ہے اور مزید واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے ایسی ذاتِ مُبارک (علیہ الصلوٰۃ وسلام) پر دُرود و برکات شریف پڑھ رہے ہیں اور بھیج رہے ہیں جو دائم و قائم ہے (اللہ تعالےٰ اور فرشتوں کا یہ عمل ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور یہ ذاتِ مُبارک (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی)۔

۹۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ ۲۳ الاحزاب، وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ آیۃ ۷۲)

امانتِ الٰہی

اس آیت شریف کے ترجمہ کے سلسلہ میں قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ جب تمام کائنات نے امانتِ الٰہی کو قبول کرنے اور اُسے اُٹھانے سے عاجزی کا اظہار کیا تو پھر (حضرت) انسان نے اسے بسر و چشم قبول کر لیا اور اِس ازلی اور عظیم امانتِ الٰہی کا اہل و حامل بنا دیا گیا اور بلاشک و شبہ خالقِ کائنات نے انسان کو "ظَلُوْمًا اور جَهُوْلًا" صفات کے ساتھ پیدا کیا یعنی بیشک انسان کو ظُلمت، جہل و کثافت کی خُوبیوں کے ساتھ امانتِ الٰہی کو اُجاگر کرنے کے لئے مانندِ آئینہ بنایا اور امانتِ الٰہی کی حامل یہ صفات اور خواص نہ آسمانوں میں، نہ زمین میں، نہ پہاڑوں میں اور نہ ان کے مابین کسی اور مخلوق میں رکھی گئیں اور پھر جب رُشد و ہدایت، فیوض و برکات، علم و حکمت، رحمت و معرفت کے انوار و تجلیاتِ ذاتِ الٰہی انسان پر پڑے۔ یہ اس میں ٹھہر گئے، منعکس ہوئے۔

اُجاگر ہُوئے اور پھر جیسے جیسے انسان میں دولتِ یقین و امان مستحکم ہوئی، تو باطن کی صفائی ہوتی گئی تو ظَلُوْمًا جَھُوْلًا کی کثافت دُرُود شریف اور اذکارِ الٰہی کی رگڑائی یعنی محنت و مجاہدہ سے آئینہ بن گئی اور پھر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمت کے طفیل حجابات چھٹ گئے۔ دولتِ ازل، امانت الٰہی اُبھری، آئینہ سے منعکس ہُوئی خاکِ آدم میں صُورت پذیر ہُوئی اور بندۂ مومن امانت ازل کا حامل ہُوا (آمین ثم آمین)

امانتِ الٰہی کی تشریح میں قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اُن کے مقامِ خودی سے حجابات اُٹھے اور اُنہیں دولتِ وصل عطا ہُوئی اور پھر ان کو دولتِ وصل کی صُورت خلوت میں امانتِ الٰہی کا مُشاہدہ نصیب ہُوا۔ حضرت قبلہؒ مزید فرماتے تھے کہ عطائے اوصافؔ "ظَلُوْمًا جَھُوْلًا" سے انسان کو امانتِ الٰہی کو قبول کرنے اور اس کو اُٹھانے کی صلاحیّت و اہلیّت نصیب ہُوئی اور مردِ مومن کو اللہ تعالےٰ نے اس اعزازِ عُظمیٰ سے نوازا۔ درحقیقت عطائے اوصاف و خواص ظَلُوْمًا جَھُوْلًا سے حضرت انسان اور مردِ مومن کو دوسری مخلوقات پر برتری نصیب ہوئی نہ کہ کمتری اور یہ "کلماتُ اللہ" قرآن شریف میں اِس کی تعریف میں بیان ہوئے ہیں نہ کہ بد تعریفی میں۔ حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ خالقِ کائنات نے اِنسان کو "ظُلمت و جہل" کی کثافت کے ساتھ پیدا کر کے امانتِ الٰہی کے قابل، اہل، حامل اور آئینہ دار بنایا اور اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ واصلین اور اہلِ مُشاہدہ بزُرگانِ دینؒ، اولیاء اکرامؒ کے اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

؎ یہ موجِ نفس کیا ہے، تلوار ہے — خُودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے

لہ (سانس کے ساتھ ذکر اللہ کرنا)

خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات　　خودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات
اندھیرے اُجالے میں ہے تابناک　　مَن و تُو میں پیدا مَن و تُو سے پاک
ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر　　ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر　　(علامہ اقبالؒ)

حضرتِ قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ "موجِ نفس" سانس کے ساتھ ذکر اللہ کی مشق و محنت کرنا اور اسے ہمیشہ جاگتے و سوتے میں جاری رکھنا "خودی" "مقامِ وصل "رازِ درونِ حیات" "سرِ الٰہی و سرِ امانتِ الٰہی اور رازِ درونِ مے خانہ کا بھی یہی مطلب ہے۔ "اندھیرے میں ہے تابناک" بمعنی ظلوماً جہولاً" اور "مَن و تُو میں پیدا" بمعنی انسان اور مردِ مؤمن کا باطن یعنی مردِ حق کا باطن، صفاتِ ظلوماً جہولاً" کی اور ذکر اللہ سے صفائی کی بدولت جس وقت آئینہ بن جاتا ہے تو پھر امانتِ الٰہی تابناک یعنی اُجاگر ہو جاتی ہے اور۔۔۔ اُجالے میں ہے تابناک بمعنی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" ہے اور مَن و تُو سے پاک یعنی باطن مردِ حق پر ایسی واردات و عمل اس کا اختیاری نہیں ہے بلکہ بے اختیاری ہے اور امانتِ الٰہی عطائے الٰہی ہے اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے اور حضرت قبلہؒ ایسا ہی مطلب نیچے والے شعار کا بتاتے تھے۔

؎ عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ　　ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
عالم آب و خاک و باد! سرِ عیاں ہے تُو کہ میں　　وہ جو نظر سے ہے نہاں اس کا جہاں ہے تُو کہ میں
؎ توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے　　آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا
اے امینے از امانت بے خبر　　غم مخور اندر ضمیر خود نگر　　(علامہ اقبالؒ)

آب و خاک، ذرہ ریگ، و آب و خاک و باد بمعنی انسانی صفات ظلوماً جہولاً ــــ طلوعِ آفتاب، سرِ عیاں، نظر سے ہے نہاں بمعنی امانتِ الٰہی

دید حسن خویش با چشم شہود　　خود تجلی کرد در ملکِ وجود
(حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ)

ے ظلومی وجہولی ضدِ نور اند ولیکن مظہر عین ظہور اند
چوں پشتِ آئینہ باشد مکدر نماید روی شخص از روئے دیگر

(بوستان اسرار از سید محمد غیاث نور بخش گیلانیؒ)

غیر انسان کش نکرد قبول زآنکہ انسان ظلوم بود وجہول
ظلم او آنکہ ہستیٔ خود را ساخت فانی بقائے سرمدرا
جہل او آن کہ ہرچہ جز حق بود صورت آن از لوحِ دل نزدود
نیک ظلمے کہ عین معدلت است نغز جہلے کہ مغزِ معرفت است

(مولانا جلال الدین رومیؒ)

ے مت وسواس ظلم تے جہلوں دا گ تیری کھلیارے ظلم کماویں جہل ہڈاویں پاویں مقصد ہارے
ظلم جاہل جے نہ ہوندوں نہ پوندوں وچکارے ایہہ ہے مدح مذمت ناہیں اس وچ نازا سارے
ظلم کماندیاں جنداں گلیاں کل گراں وچ رلیاں دار الجہولوں لاٹاں بلیاں تس وچ خودیاں چلیاں

(مولانا غلام رسولؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ "السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ" کی مزید تشریح میں فرماتے تھے کہ چونکہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں زمین اور پہاڑوں اور اُن کے مابین جو بھی اشیاء و مخلوقات ہیں ان میں "ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" کی صفات اور خواص نہیں رکھیں اس لئے اِن میں آئینہ بننے اور تجلیاتِ انوار ذاتِ الٰہی کے منعکس اور اُجاگر ہونے اور پھر امانتِ الٰہی کے جلوہ گر ہونے کی صلاحیت و اہلیت نہیں تھی۔ لہٰذا انہوں نے بارِ امانت اُٹھانے اور اس کے حامل ہونے سے معذوری اور عاجزی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے انسان میں ہی یہ صفات ظَلُوْمًا جَهُوْلًا پیدا کیں اور وہی امانتِ الٰہی کا حامل ہوا اور یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ مردِ مومن کو دولتِ وصل و امانت اور خلافت و نیابت نصیب ہونا فی الحقیقت حضورِ اکرمؐ

(علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ پاک اور آپؐ کی شانِ مُبارک "سراجاً منیراً" سے ماخوذ و مربوط ہے۔

بھار امانت چا نہ سکے زمین فلک بے چارے — اُنس "ظلوم جہول" اُٹھایا، من کیوں عہدوں ہارے
چھٹے بحرِ کرم دے قطریوں دونویں عالم تارے — اُنس حقیقت جامع کرکے وچ اس دا اُتارے
توں وچ خودی خودوں چھٹ گیوں خود تھیں خبر نہ پائی — پھسیاں چھوڑ اُڈینڈیاں دے دل جھاک ایا نیاں لائی
ایہہ امانت عشق اساڈا، پورا یار نبھائیں — سُٹ پکار نہ ہاریں قولوں، جاویں مُتاں ازائیں
دھرت آکاش کنبن جیں بھاروں چالو چائیں چائیں — مُن اس تھیں مُنہ موڑ نہ جائیں، ڈردی چھوڑ نہ جائیں

(مولانا غلام رسولؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت سے ہدائیت نصیب ہُوئی۔ کہ وہ بزرگانِ دین اور اولیاء کرام جن کا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور غُلامیٔ سرکارِ دوعالمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی بدولت مُقامِ خُودی کھُلا اور جنہیں ظاہر و باطن میں دولتِ وصل عطا ہُوئی باطن میں مُشاہدۂ امانتِ الٰہی نصیب ہُوا اور حاملِ امانت کا اعزازِ عُظمیٰ عطا ہُوا اور ان میں جو اطاعت اللہ تعالیٰ اور اطاعت رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) میں یکتا ہوتے ہیں اُنہیں اُولی الامر یا اُولُوا الامر کا درجہ عطا ہوتا ہے۔ کائنات اُن کے سامنے رَوشن اور عیاں ہوتی ہے اور یہ بزرگانِ دینؒ صاحبِ امر ہوتے ہیں چاہے وہ درس و تدریس اور ذرائع ابلاغ میں ہُوں۔ چاہے حکومت کے کسی محکمہ میں ہوں یا حکومت کے ایک اہم رُکن ہوں اور چاہے وہ صاحبِ اقتدار اور صاحبِ حکومت ہوں۔ اِن پر خصُوصاً اور واصلین اولیاء اکرامؒ پر عموماً نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) کے طفیل اللہ تعالےٰ کی شانِ پاک "کُنْ فَیَکُوْن" اور دیگر شان ہا وصفاتِ مُبارک رَحْمٰنُ و رَحِیْم ... (مالک کی منشاء و حکم کے مُطابق) کے فیوض و بَرکات، حکمت و رحمت، علم و عرفان اور انوار و تجلیات کا تصرّف و پَرتَو پڑتا رہتا ہے۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی نگاہِ رحمت اور اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم کی بدولت جس طرف وُہ اشارہ کرتے ہیں وہ کام ہوجاتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں۔ وہ قبول ہوجاتی ہیں۔ مریض کو درُود شریف اور کلام پاک سے دم کرتے ہیں تو اُس کی بیماری، آسیب وامراض ختم ہوجاتے ہیں اور اُن کی بات و قول پورا ہوجاتا ہے۔ ایک قُدسی حدیث مُبارک کی رُو سے اُن کے قول اور فعل وامر بالکل واضح ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے کچھ ایسے ارشاد فرمایا۔ مَیں اپنے محبُوب بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہُوں جس سے وہ چلتا ہے۔

؎ از رُموز جزو کل آگہہ بود دو جہاں قائم بامر اللہ بود (علامہ اقبالؒ)

مزید وضاحت و ہدائیت عطا ہُوئی کہ دیگر اولیاءؒ اللہ اور اُمتیوں وعالمین پر بھی بوسیلہ جلیلہُ رحمتٌ للّعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور ربّ العالمین کی شانہا وصفات وآسماء الحُسنیٰ وکلام مُبارک (مالک کی منشاء وحکم کیمطابق) کے فیوُض وبرکات۔ علم وحِکمت اور انوار وتجلیات کا تصرف وپرتو پڑتا رہتا ہے اور مؤمنین ومؤمنات کی دُعائیں قبُول ہوتی رہتی ہیں۔ جِن وانس اور مخلوُقات کے کام بنتے رہتے ہیں اور کارخانہُ قدرت چلتا رہتا ہے۔

قِبلہ چوہدری صاحبؒ دولتِ وصل اور امانت الٰہی کے متعلق بعض اہلِ مُشاہدہ بزُرگانِ دینؒ کے اقوال وتشبیہات وتمثیلات کچھ ایسے بیان کرتے تھے۔ مثال کے طور پر :۔

۱ خواجہ مُعین الدّین چشتی، غریب نواز سُلطان الہندؒ نے دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی کے متعلق، جمال جاناں، جمالِ دوست۔ یار اور

دُرِ وحدت اور امانت ... کے الفاظ استعمال کیئے۔

؎ بگیر مصقلۂ عشق و رنگِ تن بزدائے ببین در آئینۂ جان جمال جاناں را
جمالِ دوست بے کسوت معینے کہ تواں دیدن ہم بہتر کہ در کسوت جمال خویش بنماید

مولانا جلال الدین رُومیؒ نے اس مُشاہدۂ عظمیٰ کو دوست، خلیل صغیر السّن اور رُطب البدن ... سے تشبیہ دی۔

؎ ماضی و مستقبلش نسبت بتوست ہر دو یک چیز اند پنداری کہ دوست
؎ چُوں خلیل آمد خیال یارِ من صُورتش بُت معنیٔ اُو بُت شکن
گہ تُرا گوئید زمستی بُوالحُسن یا صغیرُ السِّن یا رُطب البدن
؎ صد اوراق و صد کتاب در نار کن رُوئے دل را جانب دلدار کن

بابا فرید الدّین مسعُود گنج شکرؒ نے کچھ ایسے فرمایا:

؎ آناں کہ در ہوائے تو شیدا نشستہ اند از جملہ کس نہ دیدۂ تنہا نشستہ اند
خود را خدائے نام تو اے دوست کردہ اند گاہے فتادہ گہ بہ ثریّا نشستہ اند
کاگا سب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس دو نیناں مت کھائیو انہیں پیا ملن کی آس

خواجہ علاؤ الدّین صابر پیاؒ نے اس طرح بیان کیا:

؎ امروز شاہاں مہمان شُد است مارا جبریل با ملائک دربان شُد است مارا

بابا شرف الدّین بُوعلی قلندرؒ نے شمع حرم۔ یار اور حُسنِ ازل ... کے الفاظ استعمال کئے:

؎ بدل شمعِ حرم داری چرا سُوئے حرم پوئی چُوں یار اندر بغل داری چہ سُود از قطع منزلہا
شرف حُسن ازل بینی بچشم جان و دل ہر دم عیاں در خلوت جانہا نہاں در خلوت دلہا

بابا حافظ شیرازیؒ نے جمالِ دوست۔ دوست اور خانہ خُدا ... کہا ہے

ہر کس در نماز نہ بیند جمالِ دوست فتویٔ می دہم کہ نماز قضا کُند

؎ من کہ رہ بُردم بگنجِ حُسن بے پایاں دوست صد گدائے ہمچو خود را بعد ازیں قاروں کنم
جلوہ بر من مفروش اے ملک الحاج کہ تو خانہ می بینی و من خانہ خدا می بینم

بابا سید محمد غیاث نور بخش گیلانیؒ نے "بوستانِ اسرار" میں ایسے فرمایا:

؎ بنام آنکہ جاں را فکرت آموخت چراغِ دل بنورِ جاں برافروخت
زفضلش ہر دو عالم گشت روشن زفیضش خاکِ آدم گشت گلشن
زچشمِ اوست دلہا مست و مخمور زلعل اوست جانہا جملہ مستور
زچشمِ او ہمہ دلہا جگر خوار لبِ لعلش شفائے جانِ بیمار
زہے اوّل کہ عین آخر آمد زہے باطن کہ عین ظاہر آمد
حدیث زلفِ جانانِ بس دراز است چہ شاید گفت زاں کہ آں جائے راز است

بابا سُلطان العارفین سُلطان باہوؒ نے اِن مقامات پر سرِّ وحدت، دلبر، الا اللہ، یار، سجناں، خلیل، یارِ یگانہ، شمعِ دِل، دوست اور آبِ حیاتی کے الفاظ سے مثالیں دی ہیں۔

؎ الف اَحد جَدوں دِکھالی از خود ہو یا فانی ہُو عینوں وعین نھیو سے (حضرت) باہو سرِّ وحدت سُبحانی ہُو
؎ لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مَردا ہُو باجھ فقیراں کسے نہ ماریا (حضرت) باہو ایہہ ظالم چور اندر دا ہُو
؎ ایہہ تن میرا چشماں ہووے میں دلبر ویکھ نہ رجاں ہُو لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں اِک کھولاں اک کجّاں ہُو
اتنا ڈِٹھیاں مَینوں صبر نہ آوے میں ہوکدے دل بھجاں ہُو دلبر دا دیدار ہے مَینوں (حضرت) باہو لکھ کروڑ حجّاں ہُو
؎ اِلّا اللہ گھر میرے آیا جس آن لہایا پالا ہُو اساں بھر پیالا خضروں پیتا (حضرت) باہو آبِ حیاتی والا ہُو
؎ تن من یار میں شہر بنایا دل وِچ خاص محلّہ ہُو آن الف دِل وسّوں کیتی میری خوب ہوئی تسلّہ ہُو
؎ جس الف مُطالعہ کیتاب دا باب نہ پڑھدا ہُو چھوڑ صفاتی لدھس ذاتی اُوہ عاماں نال نہ رُلدا ہُو
؎ نفس اَمارہ کتڑا جانے ناز نیاز نہ دھردا ہُو واہ نصیب تنہاندے (حضرت) باہو جنہاں مالک لدھا گھردا ہُو
؎ چڑھ چناں توں کر روشنائی تارے ذکر کریہن بہتیرا ہُو تیرا جیاں چن کئی تے چڑھدے سانوں سجناں باجھ اندھیرا ہُو

جتھے چن اساڈا چڑھدا اوتھے قدر نہیں کجھ تیرا ہُو
جسدے کارن اساں جنم گوایا (حضرت) باہُو یار ملے اک پھیرا ہُو

؎ قلب کمال جمالوں جسموں جو ہر جاء جلیلوں ہُو
قبلہ قلب منوّر ہووے (حضرت) باہُو خلوت خاص خلیلوں ہُو

؎ غفلت کنوں نہ کھُلے پردہ دل جاہل بُت خانہ ہُو
وا نصیب تنہاں دے (حضرت) باہُو جنہاں یار لیا یگانہ ہُو

شمع چراغ دل روشن جنہیدا اوہ کیوں بالن ڈیوے ہُو
عقل فکر دی پہنچ نہ (حضرت) باہُو اوتھے فانی فہم کھچیوے ہُو

؎ تنبو ٹھوک لتھا وچ دِل دے جوڑیں خلوت خانہ ہُو
عشق امیر فقیر منیندے (حضرت) باہُو کیا مانے لوک بیگانا ہُو

نہیں فقیری جلیاں ماران سُتے لوک جگاون ہُو
نہیں فقیری وہندیاں ندیاں سُکیاں پیر لگاون ہُو

نہیں فقیری وچ ہوائے مصلّی پا ٹھہراون ہُو
خاص فقیری (حضرت) باہُو دل وچ دوست ٹھکاون ہُو

؎ شاہ رگ تھیں نزدیک لدھوسے پا دل اندر جھاتی ہُو
اساں انہاں وچ اوہ اساں وچ (حضرت) باہُو دُوئی رہی قرباتی ہُو

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہُو
نہ کر منت خواج خضرؑ دی تیرے اندر آب حیاتی ہُو

شوق دا ڈیوا بال انھیرے متاں لبھیں دوست کھڑاتی ہُو
مرن تھیں اگے مرے (حضرت) باہُو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہُو

بابا وارث شاہ صاحبؒ نے دولتِ وصل اور امانت الٰہی کے بارے میں اپنے کلام "ہیر وارث شاہ" میں ایسے لکھا ہے :

؎ گھوڑا نفس دا ذکر دی واگ دے کے نفس مار ناکم بہوں چنگیاں دا اے
وارث شاہ رنجھیٹڑا ئے چن چڑھیا گھر وگھر مبارکاں لیا وندا اے
گھر یار تے ڈھونڈدی پھریں باہر کتے محل نہ ماڑیاں اُٹھ گیا
اکھیں کھول کے ویکھ توں وچ آنگن یار اندر اے نہ کِسے گُٹھ گیا

؎ بھُنے وال چوٹی متھا چن رانجھا نین کجلے دی گھاں ہوئی
آ بغل وچ بیٹھ کے کر اں گلاں جویں وچ کرباں کماں ہوئی

؎ سوہنا پھُل گلاب معشوق نڈھا راج پُتر تے سگڑ سجان ہے نی
آؤ پچھیئے کہڑے دیس دا اے تے ایس دا کون مکان ہے نی
وارث شاہ سانوں نظر آوندا اے ایہہ تاں ہیر دی خاص امان ہے نی

(ہیر وارث شاہ ۔ امان بمعنی امانت الٰہی)

بابا بُلّھے شاہ صاحبؒ نے اس ضمن میں کچھ ایسے کہا ہے:

؎ لا الٰہ میں اک کر جاتا م محمدؐ پایا — لا کے شیشے اندر الا اللہ نظریں آیا
(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ایہہ تلکن بازی وہیڑا اے

؎ تھم تھم کے ٹُر وا ندھیرا اے — ؎ (ظلوماً جہولاً)

وَڑ اندر ویکھو کیڑا اے — کیوں خلقت باہر ڈھونڈ ہندی اے

منہ آئی بات نہ رہندی اے

؎ جس پایا بھید قلندر دا — راہ کھوجیا اپنے اندر دا

اِک لازم شرط ادب دی اے — ہر ہر وچ صورت رب دی اے

کِتے ظاہر کتے چھپندی اے — منہ آئی بات نہ رہندی اے

؎ رَج رَج پاؤ دھمال نی — اَج پی گھر آیا لال نی

گھڑی گھڑی گھڑیال بجاوے — رَین وَصل دی پیا گھٹاوے

گھڑیالی دیو نکال نی — آج پی گھر آیا لال نی

؎ ہیر رانجھے دے ہو گئے میلے

بُھلی ہیر ڈھونڈیندی بیلے

رانجھن یار بغل وچ کھیلے — سُرت رہیا نہ سُرت سنبھار — عشق دی نویں نویں بہار

؎ میری بُکل دے وچ چورنی، میری بُکل دے وچ چورنی، سادھوکس نوں کوک سناواں

میری بُکل دے وچ چور

چوری چوری نکل گیا، تے جگ وچ پے گیا شور

جس جا تاں اِس جان لیا تے ہور ہوئے جھُر مور

چک گئے سب جھگڑے جھیڑے، نکل پیا کوئی ہور

عرش منور بانگاں ملیاں، سنیاں تخت لاہور، میری بکل دے وچ چورنی، میری بکل دے وچ چور

خواجہ غلام فریدؒ نے مُلتانی یا سرائکی زبان میں دلبر، سانول، یار
وحدت، پنل، رانجھن، مٹھل اور حسن ازل وغیرہ کے الفاظ استعمال کیئے ہیں

بَن دِلبر شکل جہاں آیا ہر صُورت عین عیاں آیا
نَحنُ اَقرَبُ راز انوکھا وَھُوَ مَعَکُم مِلیا ہوکا
سمجھ سونجھا نو عالم لوکا ہے ہر روپ میں عین نظارا
ہر رنگ میں بے رنگ پیارا

وَفِی اَنفُسِکُم سرِّ الٰہی لُو تَبصِرُونَ فاش گواہی
ہر صُورت وچ رانجھن ماہی کیتا ناز ادا ڈھنگ نیارا
ہر رنگ میں بے رنگ پیارا

۔ مارو مٹھل دل ٹکھڑا چھپیا پا ڈکھڑیں ڈکھایا دردیں مونجھایا
۔ ہر صُورت دِچ آوے یار کر کے ناز ادا لکھ وار
حُسن ملاحت برہوں بچھاوے رمز نزاکت بھا بھڑکائے
سوہنیاں طرزاں موہنیاں گالہیں دِلڑی خوب اجھاڑن چالیں
ہوش قرار بھلاون بھالیں پلکاں کردیاں خون ہزار
مخفی راز تھیئے اظہار ہر صُورت وچ آوے یار

۔ اسانوں رہن نہ ڈہیندی لگی پُنل دی تانگ
ماڈی دِلڑی اڑی ہوَت پُنل دی سانگ
۔ ئیں تاں تیکوں منتاں کردی سانول اسانوں بھال
واہ غمزے واہ ناز چبولے واہ نخرے واہ تلک تلولے
واہ زُلفاں واہ خال

ے ارواح نفوس عقول ڈِٹھّم انسان ظلوم جہول ڈِٹھّم
کل یار اغیار کومن یار ڈِٹھّم ہر صورت وچ دیدار ڈِٹھّم

ے تتی رو رو واٹ نہاراں کڈہیں سانول موڑ مہاراں
جیں کارن سو سختی جھاگی پھراں ڈوہاگی دیس براگی
جیندیں ڈیکھاں سانول ساگی تھیواں باغ بہاراں
کڈہیں سانول موڑ مہاراں

ے واہ یار پُنل من بھاندا واہ دارو درد دلاں دا
ہاں بھردا تیڈڑے ناں دا چم چاتم تیڈڑی ڈوہی
تھیا عشق فرید آبیلی سبھ بھُل گئے ایہی اوہی

پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے اس مقام پر ایسے کہا ہے:

مکھ چند بدر شعشانی اے متھّے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہین مدھ بھریاں
اس صورت نوں میں جاں آکھاں جانان کہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں شاناں سب بنیاں
سُبحَانَ اللّٰہ مَا اَجمَلَکَ مَا اَحسَنَکَ مَا اَکمَلَکَ
کتھّے مہر علی کتھّے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھّے جا اڑیاں

مولانا غلام رسولؒ نے مشاہداتِ دولتِ وصل و امانتِ الٰہی کو قصّہ "احسن القصص" میں دِلبر، مکھ مبارک، صورت پُر معنی، رُخ، حسن یار، لاٹ، چراغ، شمع، امانت اور خودی ..... لکھا ہے۔

زُلف سیاہ دیاں کالیاں راتیں دلبر دے دربار اے دام بقا دے خلوت خانے وصلوں کرن نتارے
مکھ مبارک شعلے نوری شکل سبھی نورانی کیا کہواں اوہ کس دے جیہا ہور نہ اسدا ثانی

ایہہ صورت پُر معنی انور، مظہر فیض الٰہی — رُخ دے نُوروں عالم دیکے ماہ کنوں تاماہی
حُسن کمال جمال معانی کرے نگاہاں مائل — پاک خصائل، نال فضائل اندر عمر اوائل
اکھیں دے وچ لہر حُسن دی رس رس غلبے جائے — لہراں دردلوں اُچھلائیاں ٹھاٹھیں نین اُڑ ہائے
میں لبھاں اُوہ یار نہ لبھے جیدی یاری بھاری — جیدے ہجروں جاندی واری زخم لگے دل کاری
سینے لاٹ جنہاندے بلدی ہجر سجن دے داغوں — رُخت جلے بے صبری دِل دا گھر دے لیس چراغوں
زمین فلک وچ نُور چمکیا جنگل گھاہ دمکدا — اس صورت دیاں بڑیاں چمکاں سورج دیکھ نہ سکدا
تن نازک موزوں قامت سرو چشم محبوبی — شمع متھے لب لعل درخشاں تے زلفاں وچ خوبی
بھار امانت چا نہ سکے زمیاں فلک بے چارے — اُنس ظلوم جہول اُٹھایا ہُن کیوں عہدوں ہارے
ایہہ امانت عشق اساڈا پورا یار نبھائیں — سٹ پرکار نہ ہاریں قولوں جاویں مت ازائیں
تُوں وچ خودی خودوں چھٹ وگیوں خود تھیں مُڑ نہ پائی — پھیاں چھوڑ اُڈیندیاں دے وَل جھاک ایانیاں لائی
ظلم کماندیاں جنداں گلیاں کل گرداں وچ رلیاں — دا الجھولوں لاہاں بلیاں تس وچ خودیاں چلیاں
وفی انفسکم دی رمزوں تیں دل کراں اشارا — یا ہیں حالتِ منتظرہ دے دِل دا درد انگیارا

افضل اطہر اکمل انور جیں وچ سب وڈیائیاں
عدم تکلف والیاں جس تھیں وہندیاں ندیاں آئیاں
کُل مراتب حقی خلقی تنزیہی تشبیہی
مظہرِ حمد حمید حقیقی ایہہ مکشوف بدیہی

ڈاکٹر علامہ محمدؐ اقبالؒ نے مشاہدۂ دولتِ وصل و امانت الٰہی کے بعد اِس مقامِ ولائیت و عطائے الٰہی کو اکثر و بیشتر کشادِ خودی یا کشودِ مقامِ خودی کہا ہے۔ مولانا غلام رسولؒ اور بعض دیگر واصلین اولیاء اللہ نے معرفت اور ولائیت کے اِس مقامِ عظمیٰ کو "خودی" بھی بتایا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی کو "اِلا اللہ"۔ سترِ نہاں، رازِ کائنات، گوہرِ فردا، دِل آگاہ، سترِ عیاں

آہوئے تاتاری، سرِّ فلک الافلاک، دلِ بینا، مقام پادشاہی، محرم راز، رازِ حرم مقامِ کبریا، نعمتِ دیدار، مکینِ دل، جوہرِ عشق، حسنِ ازل، رازِ ازل، وحدت، رازِ درونِ حیات، شمعِ نفس، نورِ بصیرت، دیدہ ور، زندہ تمنا اور دوست وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اس ضمن میں اُن کے بعض اشعار اس کتاب میں پہلے لکھے جا چکے ہیں اور کچھ اشعار نیچے تحریر کیے جا رہے ہیں۔

خودی کا سرِّ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ — خودی ہے تیغِ فساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
نفی ہستی کر شمہ ہے دلِ آگاہ کا — لَا کے دریا میں موتی ہے نہاں اِلَّا اللہ کا
عشق را از شغل لَا آگاہ کُن — آشنائے رمزِ اِلَّا اللہ کُن
مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اُسکا — ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری
دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب — آنکھ کا نور دل کا نور نہیں
یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی — کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی
میری نوائے پریشان کو شاعری نہ سمجھ — کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ میخانہ
حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے — عکس اس کا مرے آئینۂ ادراک میں ہے
ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل — اسی خلوت میں ہے خلوت نشیں دل
تجھ سے دلوں کا حضور مجھ سے دلوں کی کشود — عرشِ معلّیٰ سے کم سینۂ آدم نہیں
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے — بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے — جو دل کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
کیا خبر اس کو ہے یہ راز کیا — دوست کیا ہے دوست کی آواز کیا
آدمی دید است باقی پوست است — دید آں باشد کہ دید دوست است
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ — ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے — آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

[1] ظلوماً جہولا۔ [2] امانت الٰہی

[1] انسان، ظلوماً جہولاً [2] امانتِ الٰہی

اے امینے از امانت بے خبر　　غم مخور اندر ضمیر خود نگر
فروزاں ہے سینے میں شمع نفس　　مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس

اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحب بتاتے تھے اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل مردِ حق کے باطن سے حجابات کا اُٹھنا یا کُشود مقامِ خودی کا وقوع پذیر ہونا، جلوت اور خلوت میں دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی کا ظہور پذیر ہونا اور مردِ حق کو مشاہدہ نصیب ہونا درحقیقت یہ سب عطائے مقام "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ" سے مُنسلک ومربوط ہیں اور کشودِ مقامِ خودی، پرتوِ مقامِ "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ" کی ایک صورت ہے۔ جہاں "سدرۃ المنتہیٰ" سے کہیں آگے اور اُوپر عرشِ عظیم پر ایک قوسِ مُبارک وعظمیٰ ربُّ العالمین ذو الجلال والاکرام، شانِ کبریائی ہے اور دوسری قوسِ مُبارک وعظمیٰ رحمۃٌ للعالمین، جمال وشانِ مُصطفائی (علیہ الصلوٰۃ وسلام) ہے اور قبلہ چوہدری صاحبؒ یہاں پر علامہ اقبالؒ کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

؎ خودی کی جلوتوں میں مُصطفائی　　خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین وآسمان وکرسی وعرش　　خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ اکابرینؒ وحضرت خواجہ حسن بصریؒ حضرت امام غزالیؒ، حضرت امام جعفر صادقؒ، حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دیگر اماموں حضرت بی بی رابعہ بصریؒ، حضرت سید علی بن عُثمان ہجویری داتا گنج بخشؒ، حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ غوث الاعظم محبوبِ سُبحانیؒ، حضرت سید معین الدین چشتیؒ سُلطانُ الہند، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت عبدالعزیز دباغ، مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، حضرت شیخ سعدیؒ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بابا فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت عثمان مروندی شہباز قلندرؒ، حضرت علاؤ الدین صابرؒ

حضرت نظام الدین سُلطان الاولیاءؒ محبوبِ الٰہیؒ، حضرت سُلطان نصیر الدین چراغ دہلویؒ، حضرت امیر خسروؒ، حضرت باقی باللہؒ، شیخ احمد سرہندیؒ، مجدد الف ثانی امام ربانی، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، حضرت میاں میرؒ، حضرت شاہ لطیف امام بریؒ، سُلطان کلیم اللہ شاہ جہاں آبادیؒ، رحمٰن باباؒ اور دیگر واصلین بزرگانِ دینؒ نے اس آیت مُبارک کی تفسیر و ترجمہ کے ضمن میں اپنے اپنے کلام و کُتب میں ایسے ہی مُشاہدات کا ذکر اور خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

؎ یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار — کہ تیری "خودی" تجھ پہ ہو آشکار

حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ — حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ (یعنی ظلوماً جہولاً)

فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس — مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس (یعنی امانت الٰہی)

اگر یک سرِ مُوئے برتر پرم — فروغِ تجلی بسوزد پرم (حم وَفِی اَنفُسِکُم اَفَلَا تُبصِرُونَ)

مشاہدۂ دولتِ امانتِ الٰہی۔ اور۔ ملائک، جنّات و دیگر مخلوقات

اللہ تعالیٰ نے اس مضمون، امانتِ الٰہی کو آیت ۹ (یعنی سورۃ الاحزاب کی آیۃ ۷۲) میں بہت وضاحت و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا
وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

ترجمہ: بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو اور (جو کچھ ان کے) درمیان میں ہے (ان سب) کو پیش کیا (مگر) اُنہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بیشک وہ ظلوماً جھولا تھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو بلاشبہ ظلمت و جہل بمعنی کثافت کیساتھ تخلیق فرمایا یعنی امانت الٰہی کو اٹھانے کے اہل پیدا فرمایا مگر ملائک نوری مخلوق اور ابلیس و جنات ناری مخلوق اور دیگر آسمانوں و زمین اور پہاڑ وغیرہ کو اللہ تعالےٰ نے صفاتِ ظلوماً جھولا کے ساتھ تخلیق نہیں فرمایا لہذا وہ امانت الٰہی کے اٹھانے کے اہل پیدا نہیں فرمائے گئے تھے۔ اسی لئے ان میں بے چینی و کشمکش تھی کہ حضرت انسان خاکی مخلوق میں خصوصی صفاتِ ظلوماً جھولا کے باعث ان سے بالا و برتر ہو گیا تھا اور وہی حاملِ سعادتِ امانت بنا اور وہی صاحبِ شرفِ خلافت و نیابت ہوا۔۔۔ جنّات (مسلمان) اور ملائک (فرشتوں) کو ظاہر آجلوت و آفاق میں دولت وصل نصیب ہوتی ہے مگر باطن، خلوت و انفس میں دولتِ وصل یعنی مشاہدۂ امانتِ الٰہی یا حاملِ امانتِ الٰہی کے وہ اہل نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کی جانب سے ان میں خصوصی صفات ظلوماً جھولا نہیں رکھی گئی ہیں اسلیئے دولت امانتِ الٰہی کا شرف مردِ مؤمن انسان کو ہی نصیب ہو گا اور مردِ مؤمن ہی ظاہر جلوت و آفاق میں اور باطن، خلوت و انفس میں بھی مشاہدۂ دولتِ وصل و مشاہدۂ دولتِ امانتِ الٰہی کا اہل و حامل ہو گا۔ (حضرت

قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت و گفتگو سے ماخوذ) یہ بحث و حقیقت آگے تفصیلاً بیان کی جارہی ہے۔

یہ مسئلہ اور اس کا حل تو ازل ہی سے، حضرت بابا سیدنا آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تخلیق کے موقع پر ہی طے ہو گیا تھا... جب اللہ تعالےٰ نے حضرت سیدنا آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے خاک و مٹی سے بنا لیا اور اس میں حاملِ امانتِ الٰہی کے لئے خصوصی صفات "ظلوماً جہولاً" بھی رکھ دیں۔ یعنی اُن کے اندر "ظلمت اور جہل کی کثافت" کی خاطر خواہ تہہ لگا دی، متعیّن کر دی تاکہ اس تہہ کو آئینہ بننے اور تجلّیاتِ انوارِ ذاتِ الٰہی کو منعکس و اُجاگر کرنے اور اُن کے "باطن، خلوت، انفس" میں امانتِ الٰہی کے جلوہ گر ہونے، صورت پذیر ہونے اور متشکّل ہونے کی صلاحیّت موجود ہو۔

ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر ہوئی خاک آدم میں صورت پذیر

(علامہ اقبالؒ)

اللہ تعالےٰ نے پھر اُن کو اپنے ہاتھ سے ٹھیک بنا کر اور نوک پلک سنوار کر اُن میں اپنی رُوح میں سے نفخہ کر دیا یعنی اپنی رُوح سے فیضانِ نُور پھونک دیا۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ...

(سورۃ الحجر (۱۵) آیت ۲۹، سورۃ ص (۳۸) آیۃ ۷۲)

ملائک سے کہا کہ میں (حضرت آدمؑ، حضرت انسان کو) زمین میں خلیفہ اور نائب بنانے والا ہوں۔ "وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً..." (سورۃ (۲) البقرۃ آیۃ ۳۰)... اور فرشتوں نے عرض کیا۔ (اے پروردگار) کیا تو زمین میں ایسے کو (خلیفہ) بنائے گا، جو شر و فساد پھیلائے اور خون ریزی کرے گا۔ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح اور کمال پاکیزگی کو بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں (ان اسرار کو) جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

(البقرۃ۔آیات ۳۱، ۳۲ اور ۳۳) اور اللہ تعالےٰ نے تمام چیزوں کے نام (حضرت) آدمؑ کو سکھا دیئے۔ پھر انہیں (چیزوں) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو اِن (چیزوں) کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو (۳۱) انہوں نے عرض کیا تیری ذات پاک ہے۔ ہم کو علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تُو ہی (اصل) جاننے والا حکمت والا ہے (تو ہی حضرت آدمؑ کی استعداد، سرِّ خلافت کو جانتا ہے، تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں) (۳۲) فرمایا اے (حضرت) آدمؑ اب تم انہیں اِن (چیزوں) کے نام بتاؤ پھر جب اس نے (حضرت آدمؑ نے) فرشتوں کو اُن کے نام بتلا دیئے (تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے) فرمایا کیا مَیں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور (وہ بھی) جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو (یہاں مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فرما کر متنبہ کر دیا کہ دِل میں یہ بات نہ چھپاؤ، دراصل شیطان ابلیس کو ہی متنبّہ کرنا مقصود تھا، جو دِل میں خطرہ لیئے بیٹھا تھا اور اسرارِ خلافت و نیابت و امانت کے کچھ حقائق کو تھوڑا بہت بھانپ گیا تھا۔ یہ اللہ تعالےٰ کی جانب سے (اس کے لئے) خاص کرم و رحمت کی ساعت تھی، مگر بدبخت نے اس تنبیہ سے بھی فائدہ نہ اُٹھایا اور وقت امتحان (یعنی حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم کا وقت) آگیا اور اس نے انکار و تکبّر کیا، اور کافروں میں سے ہو گیا۔۔۔

(البقرۃ۔آیۃ ۳۴) ۔۔۔وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ (حضرت) آدمؑ کو سجدہ کرو (تعظیم بجالاؤ) تو (سب) سجدے میں گر گئے۔ سوائے شیطان ابلیس کے، اُس نے انکار کیا اور

اپنے آپ کو (اپنی ذات کو) بڑا سمجھا اور (وہ) تھا (ہی) کافروں میں سے...

۷۔ مندرجہ بالا آیات مُبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ شرُوع شرُوع میں فرشتوں کے اذہان میں اپنے عِلم اور عبادات و ریاضت کے خیال پر حضرت آدمؑ، حضرت انسان پر اپنی برتری کا گُمان تھا اور اُن کی سوچ تھی کہ اللہ تعالےٰ شاید انسان میں شرو فساد کی سرشت کی وجہ سے، زمین پر حضرت انسان کو اپنا خلیفہ و نائب نہ بنائے اور بالآخر امانتِ الٰہی کا اہل و حامل نہ بنائے اور چُونکہ فرشتے، اللہ تعالےٰ کی حمد و تسبیح اور پاکیزگی کو بیان کرتے رہتے ہیں اور شاید اللہ تعالےٰ اُن کی عبادت و ریاضت اور (نُوری مخلُوق ہونے کے سبب) اُن میں شرو فساد نہ ہونے کی وجُوہ پر اُنہیں یعنی فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ و نائب بنا دے (اور اس بات کا اِظہارِ خیال فرشتوں نے اللہ تعالےٰ کے حضُور کر بھی دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کی بات نہیں مانی تھی اور انہیں کہہ دیا تھا کہ مَیں ان اسرار کو جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"... اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝) مگر جب فرشتوں کو علم ہو گیا تھا اور انہوں نے بھانپ لیا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے :۔

حضرت آدمؑ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کو اپنے ہاتھ سے مٹی سے بنایا ہے،
حضرت اِنسان کی تخلیق کے وقت اس میں خصُوصی صفاتِ
"ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا" بھی رکھ دی ہیں، یعنی اس کے اندر "ظلمت اور جہل و کثافت" کی خاطر خواہ تہہ متعیّن کر دی ہے، اب اسے آئینہ بننے اور اس کے "باطن، خلوت، انفس" میں امانتِ الٰہی کے جلوہ گر ہونے اور صُورت پذیر ہونے کی صلاحیّت موجود ہو گئی ہے (اور فرشتوں میں صفات "ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا" نہیں ہیں، وہ نُوری مخلُوق ہیں،

اُن کا باطن آئینہ نہیں بن سکتا اور اُن میں امانتِ الٰہی جلوہ گر نہیں ہو سکتی۔۔۔)

اور حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے اسماء (نام) سکھا دیئے ہیں۔ پھر انہیں (چیزوں) کو ملائکہ، فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو اِن (چیزوں) کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے دعوے و اظہارِ خیال میں) سچے ہو (کہ مستحق خلافت تم ہو، حضرت آدمؑ نہیں) تو فرشتوں نے عرض کیا تیری ذات پاک ہے، ہم کو علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے، بے شک تو ہی اصل جاننے والا حکمت والا ہے (تو ہی حضرت آدمؑ کی استعداد اسرارِ خلافت و نیابت کو جانتا ہے، تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں) یعنی حضرت آدمؑ کو علم کے لحاظ سے فرشتوں پر برتری نصیب ہو گئی ہے وغیرہ وغیرہ (اور ان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالےٰ خالقِ کائنات کی مشیت و رضا میں نہیں ہے کہ وہ فرشتوں کو زمین پر اپنا خلیفہ و نائب بنائے اور وہ حاملِ امانتِ الٰہی ہوں۔)

حضرت انسان کو ٹھیک بنا کر یعنی اس کی نوک پلک سنوار کر، اس میں اپنی رُوح میں سے نفخہ کر دیا ہے یعنی اپنی رُوح سے فیضان نور پھونک دیا ہے (اور اب انہیں خلافت و نیابت اور امانت کے ساتھ ساتھ دولتِ رسالت و نبوّت اور ولایت کُتبِ سماوی، خزائن علم و عرفان رُشد و ہدایت اور حکمت و رحمت کا فیضان، قوّتِ سُلطان، اور تحفۃ الصّلوٰۃ اور رفعتِ پرواز و معراج بھی نصیب ہوں گے اور حضرت انسان کی ان صفات کے آغاز و معراج کا سرچشمہ، ربّ العالمین کے محبُوب رحمت للعالمین، سیّد المرسلین، خاتم النبیین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہونگے۔

مگرچُونکہ فرشتوں میں (نُوری مخلوق ہونے کے سبب) شرو فساد، سرکشی اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے انکار و بغاوت کا عنصر نہیں لہٰذا حضرت آدمؑ کے حالات و کوائف اور صفات و علوم کے جائزہ و تجزیہ کے بعد وہ اپنے تئیں مثبت خیال و مطمئن تھے کہ حضرت آدمؑ ارض پر بارِ دولت خلافت و نیابت اور امانت کے اُٹھانے میں ہم سے زیادہ اہل و موزوں اور برتر و بہتر ہیں ... اور پھر جُونہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو (تعظیم بجالاؤ) تو سب فرشتے حضرتِ آدمؑ میں اللہ تعالےٰ کی رُوح سے نفخہ و فیضانِ نُور اور اس کی جانب سے عطا کردہ دولتِ خلافت، نیابت و امانت کی اہلیت اور دیگر عظمتوں کو دیکھتے ہُوئے، اللہ تعالےٰ کا حکم بجالاتے ہوئے سجدہ میں گر گئے سوائے شیطان ابلیس کے۔ اس نے انکار و تکبر کیا اور اپنے کو (اپنی ذات کو) بڑا سمجھا اور (وہ) تھا (ہی) کافروں میں سے ...

(ب) بظاہر شیطان ابلیس کے حضرت آدمؑ، حضرت انسان کو سجدہ نہ کرنے کی اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے، انکار و تکبّر اور سرکشی و بغاوت کی چند موٹی وجُوہ یہ تھیں:-

شیطان ابلیس کو اپنی ریاضت و عبادت پر بہت گھمنڈ و غرور تھا۔

ابلیس کی خام خیالی:- "اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ ؕ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ" ۝

(سُورۃ الاعراف (۷) آیت ۱۲ ، سُورہ ص (۳۸) آیت ۷۶)

کہ شیطان (ناری مخلُوق ہونے کے سبب) حضرتِ انسان (خاکی مخلُوق ہونے کے سبب) سے برتر و بہتر تھا (مگر ابلیس نے اس

حقیقت اور امر ربی کو اپنے ذہن سے نکال دیا تھا کہ برتر و بہتر مخلوق
وہی ہوگی جسے اللہ تعالےٰ برتر و بہتر بنائے)
شیطان ابلیس کو حضرت آدمؑ سے حسد اور عداوت ہو گئی تھی کہ
اللہ تعالےٰ نے :۔

- حضرت آدمؑ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو (مٹی سے) اپنے ہاتھ سے کیوں بنایا ہے اور انہیں خلیفہ و نائب کیوں بنایا جا رہا ہے ؟ حضرت انسان کی تخلیق کے وقت، اس میں خصوصی صفاتِ "ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" کیوں رکھ دی ہیں ؟ یعنی اس کے اندر "ظلمت اور جہل و کثافت" کی تہہ کیوں متعیّن کر دی ہے اور اس کو آئینہ بننے اور اس کے "باطن، خلوت انفس" میں امانتِ الٰہی کے جلوہ گر ہونے اور صورت پذیر ہونے کی صلاحیت کیوں عطا کی ؟ (اور ابلیس و شیاطین میں صفات "ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" نہیں ہیں وہ ناری مخلوق ہیں اُن کا باطن آئینہ نہیں بن سکتا اور اُن میں تو امانتِ الٰہی جلوہ گر نہیں ہو سکتی ...)
— حضرت انسان کو ٹھیک بنا کر یعنی اس کی نوک پلک سنوار کر، اس میں اپنی رُوح میں سے نفخہ کیوں کر دیا ہے۔ یعنی اپنی رُوح سے فیضانِ نُور کیوں پھونک دیا ہے ؟
— حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے اسماء (نام) کیوں سِکھا دیئے ہیں اور (فرشتوں کو) اور مجھے اِن کو سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا جا رہا ہے ؟
— (اور اب انہیں خلافت و نیابت اور امانت کے ساتھ ساتھ دولتِ رسالت و نبوّت اور ولایت کُتبِ سماوی، خزائنِ علم و عرفان اور رُشد و ہدایت اور حکمت و رحمت کا فیضان، قوّتِ سُلطان، تحفۃ الصلوٰۃ

اور رفعتِ پرواز و معراج ..... بھی نصیب ہوں گے ؟ حضرتِ
انسان کی اِن صفات کے آغاز و معراج کا سرچشمہ ربُّ العالمین کے محبوب
رحمت للعالمین، سیّد المرسلین، خاتم النبیّین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہونگے۔ مگر
چونکہ شیطان ابلیس میں (ناری مخلُوق ہونے کی سبب) شر، فساد سرکشی انکار
و بغاوت کا عنصر ہے لہذا حضرت آدم علیہ السّلام کے حالات و کوائف اور
اور صفات و علوم کے جائزہ تجزیہ کے بعد وہ اپنے تئیں عبادت و ریاضت
کے غرور و تکبر کے نشے کی خام خیالی میں تھا کہ ناری مخلوق ہونے کے سبب وہ
خاکی مخلوق سے برتر و بہتر ہے اور حضرت آدم علیہ السّلام ارض پر بار دولتِ
خلافت نیابت و امانت اور دیگر عظمتوں کے اٹھانے میں مجھ سے زیادہ اہل
و موزوں اور برتر و بہتر نہیں ہیں اور پھر جونہی" اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو (شمولیّت
اس کے) کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرو (تعظیم بجا لاؤ) تو فرشتے حضرت
آدم علیہ السّلام میں اللہ تعالیٰ کی روح سے نفخہ و فیضانِ نور اور اس کی جانب
سے عطا کردہ دولتِ خلافت، نیابت و امانت کی اہلیت اور دیگر عظمتوں
کو دیکھتے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاتے ہوئے سب سجدے میں گر گئے
سوائے شیطان ابلیس کے اس نے (حضرت آدم علیہ السّلام میں ان تمام اوصاف
و عظمتوں کو دیکھنے کے باوجود ان کو اپنے غرور تکبّر کی وجہ سے نظر انداز کیا! اللہ
تعالیٰ کا حکم بجا نہ لایا اور انکار و سرکشی کی) انکار و تکبر کیا اور اپنے کو (اپنی ذات کو)
بڑا سمجھا (اور سجدہ نہ کیا)، اور وہ (ابلیس) تھا (ہی) کافروں میں سے ....

مشاہدہ و دولتِ امانتِ الٰہی اور ملائک جنات اور دیگر مخلوقات
کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی
نگاہِ رحمت کے طفیل مندرجہ بالا واقعہ کے چند ہی دن بعد لاہور میں مجھے ایک

قادری بزرگ ولیٔ سُلطان سے سعادت ملاقات ہوئی اور مَیں نے اسی موضوع پر سوالات اور اپنی کم علمی و تشنگی کا ان کی خدمت میں اظہارِ خیال کیا (ماشاءاللہ وہ واصل اور صاحبِ مشاہدہ بُزرگ ہیں) انہوں نے بہت ہی سادگی سے اس موضوع پر اس انداز میں مختصراً فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو علیہ السّلام کو اپنے ہاتھ سے (طین مٹی سے) ٹھیک بنا سنوار کر صفاتِ ظَلُوْمًا جَھُوْلا کے ساتھ ان میں اپنی رُوح پاک سے نفخہ کر کے یعنی اپنی رُوح پاک سے نورِ فیضان پھونک کے فرشتوں اور ابلیس سے ان کو اضافی علوم دے کر اور پھر فرشتوں کو (بشمولیّت ابلیس کے) اب حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے کا حکم دے کر اُسی وقت اس امرِ ربّی اور حقیقت کا واضح طور پر اظہار فرمایا تھا..... کہ حضرت آدم علیہ السّلام نوری مخلوق فرشتوں سے اور ناری مخلوق جنّات و ابلیس (رجیم و ملعُون) شیطان سے ارض پر بارِ دولت خلافت، نیابت و امانت اور دیگر عظمتوں کے اٹھانے میں اِن سب سے زیادہ اہل و موزُوں اور برتر و بہتر ہوں گے۔

(اور مردِ مؤمن اِنسان ہی صفاتِ ظلُوماً جھُولا کے ساتھ ظاہر و باطن، جلوت و خلوت اور آفاق و انفُس میں مشاہدۂ دولتِ وصل و مشاہدۂ دولتِ امانتِ الٰہی کا اہل و حامل ہوگا اور جِنّات (مسلمان) و ملائک (فرشتوں) کو ظاہراً، جلوت و آفاق میں مشاہدۂ دولتِ وصل نصیب ہوگا مگر باطن، خلوت و انفُس میں دولتِ وصل یعنی مشاہدۂ امانتِ الٰہی یا حاملِ امانتِ الٰہی کے وہ اہل نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کی جانب سے ان میں خصُوصی صفاتِ ظلُوماً جھُولاً

نہیں رکھی گئی ہیں)

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں فرشتوں نے تو حضرت آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کر دیا سوائے ابلیس کے جس نے انکار و تکبّر کیا اور کافروں میں ہو گیا۔ اور پھر دولتِ خلافت کا نیابت و امانت کی محرومیّت سے ابلیس شیطان رجیم حضرت آدم (علیہ السلام) ان کی زوجہ اور ان کی آل اولاد کا دشمن بن گیا۔

۱۰۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط ... (سُورۃ حٰمٓ السجدۃ (۴۱) فُصِّلَتْ آیت ۵۳)

سورت حٰمٓ السجدہ یا فُصِّلَتْ" ترتیب کے لحاظ سے قرآن شریف میں ۴۱ ویں نمبر پر ہے اور نزول کے لحاظ سے یہ سُورت شریف ۶۱ ویں نمبر پر نازل ہوئی۔

اس کی (۵۳ ویں) آیت شریف جو کہ اُوپر تحریر کی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ اور تھوڑی بہت تفصیل جو کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت سے حاصل ہوئی وہ سُورت "وَالنَّجْمِ" کی چند آیات مُبارک کے ترجمہ اور قدرے تفصیل کے بعد بیان کی گئی ہے۔

خلق امر دیاں شاناں دے وچ تینوں ہلی امری جان نہ جان آفاق تے انفس تیں وچ ہے تقدیری

۱۱۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ (سُورۃ (۴۸) الفتح۔ آیات ۱، ۲، ۳)

قرآن شریف کے اکثر تراجم میں اِن آیات مُبارک کا ترجمہ کچھ ایسے کیا گیا ہے:۔

تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر ۝ تو کہ بخشے واسطے تیرے خُدا جو کچھ ہُوا تھا پہلے گناہوں (بعض نے لغزشیں لکھا ہے) تیرے سے اور

جو کچھ پیچھے ہُوا اور تو کہ تمام کرے نعمت اپنی اُوپر تیرے اور دکھلا دے
تجھ کو راہ سیدھی ٥ اور مدد کرے تجھ کو اللہ مدد غالب ٥

اور مجھے (یعنی راقم کو) اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت سے اِن آیات مُبارک کا ترجمہ ایسے نصیب ہُوا :۔

اے محبُوب کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام!) بے شک ہم نے آپؐ کی خاطر فتح عطا کی جو فتح مُبین ہے ٥ تاکہ اللہ تعالےٰ آپؐ کی خاطر آپؐ پر پہلے اور آخر والے تمام الزاماتؐ دھو ڈالے اور آپؐ پر اپنی نعمتیں تمام کر دے اور آپ پر ہدایاتِ صراطِ مستقیم کھول دے ٥ اور (تاکہ) اللہ تعالےٰ آپؐ کو نُصرت عطا کر دے جو نصرت عزیز ہے ٥

۱۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج (سُورۃ (۴۸) الفتح۔ نزُول ۱۱۱۔ آیت ۱۰)

اس آیت مُبارک کی مختصر تشریح جو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت سے نصیب ہوئی ہے وہ انشاء اللہ تعالےٰ سُورہ (۵۳) "والنجم" کی آگے آنے والی آیات مُبارک کے ترجمہ وقدرے تفصیل کے ساتھ تحریر کی گئی ہے۔

۱۳۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰىھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا زسِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ... (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(سُورۃ (۴۸) الفتح، آیۃ ۲۹)

ترجمہ:۔ محبوبؐ ربّ العالمین حضرت محمدؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
اللہ تعالےٰ کے رسولؐ ہیں اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں
کے مقابلہ میں سخت (زور آور) ہیں (لیکن) آپس میں رحم دل ہیں
(یعنی اُن کا غصّہ اور اُن کی رحم دلی سب اللہ تعالےٰ کے لئے ہے)
(اے دیکھنے والے) تُو (بھی) دیکھتا ہے کہ وہ (کبھی) رکوع میں (کبھی)
سجود میں ہوتے ہیں (غرض ہر طرح) اللہ تعالےٰ سے اُس کے فضل
اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں۔ اُن کی علامت (اُن کے
پُرنُور و پُررونق نشانِ سجدہ سے) اُن کے چہروں پر نمایاں ہے جو
سجدوں کا اثر ہے (اُن کے چہروں پر عبادت کے آثار، پیشانی پر
سجدہ کے نشان، ولایت کا بار اُن کی جبین پر ہے یہ تو الگ پہچانے
جاتے ہیں) اُن (صحابہؓ) کی تعریف و اوصاف توریت اور انجیل
میں (لکھے آئے) ہیں .....

اس ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت کی بدولت یہ ہدایت نصیب
ہُوئی کہ اگر اس آیت مُبارک کے ترجمے کو ذرا اُلٹے یا سیدھے انداز میں پرکھا اور دیکھا
جائے تو اللہ تعالےٰ کی ایک عطائے خاص (اخذ ہوتی ہے) اُبھرتی ہے اور
سامنے آتی ہے۔ مثلاً ترجمہ کو اگر اس انداز میں پڑھا جائے تو...

... جن ایمان والوں کے چہروں و پیشانیوں پر سجُود و عبادات کے اثرات
کی علامات نُمایاں ہیں، جو اللہ تعالےٰ کے فضل و رضامندی کے طلبگار ہیں
جو (کبھی) رکوع میں اور (کبھی) سجُود میں ہوتے ہیں اور جو آپس میں رحمدل
ہیں اور کفّار کے مقابلہ میں سخت اور زور آور ہیں (یعنی ان کی سختی و غصّہ
اور اُن کی رحمدلی سب اللہ تعالےٰ کے لئے ہے) جن کے ایسے اوصاف و اعمال

ہیں۔ اُن کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ اس آیت مُبارک کی رُو سے محبُوب رب العالمین، رحمتہٗ اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی ذاتِ اقدس کی معیت وساتھ کی ٹھوس بشارت موجُود وماخُوذ ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ایسے لوگوں کو نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی زیارت پاک اور دونوں جہانوں میں آپؐ حضورؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی معیت ورفاقت اور رحمت وشفقت نصیب ہوگی۔ (آیت مُبارک میں اس امر اور خوش نصیبی کی بشارت پنہاں ہے)

کراچی سے قِبلہ ڈاکٹر سیّد حامد حسن بلگرامی صاحبؒ نے اس آیت مبارک سے ماخُوذ، اصحاب اکرامؓ کی ایک خصُوصی وضاحت اور ترتیب یُوں بیان فرمائی:۔

... وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ... تمام اصحاب اکرامؓ جو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی معیّت میں ہیں اور جو معیّت چاہتے ہیں (اور پھر اس آیت کریمہ کو توسیع کیا تو پھر تمام بعد میں آنے والے تابعین، تبع تابعینؒ، بزرگان دینؒ شہداء اولیاء اللہ اور تمام اُمّتی جو نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی معیّت چاہتے ہیں۔

... مَعَہٗ... سے خصُوصیّت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدّیقؓ مُراد ہیں۔ کیونکہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ اُن کی معیّت ورفاقت کی وضاحت (سورۃ التوبہ آیۃ ۴۰) میں ہے ... اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا...

... اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ... سے خصوصیّت کے ساتھ حضرت عمرِ فاروقؓ مُراد ہیں

... رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ... سے خصُوصیّت کے ساتھ حضرت عثمانِ غنی رضؓ
مُراد ہیں
... تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ... سے خصُوصیّت کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ ارضؓ
اسد اللہ، کرّم اللہ مُراد لیا ہے۔ کیونکہ اُن کا رکُوع وسجُود بہُت
زیادہ انہماک سے ہوتا تھا۔
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ ... تمام اصحاب اکرامؓ (اور پھر اس آیت کریمہ
وَ رِضْوَانًا ... کی توسیع کے تحت تمام تابعین، تبع تابعین، بُزرگانِ
دِین، شہدآء، اولیآء اللہ اور تمام اُمّتی نسل بعد نسل ...)

۱۴۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ
وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ
اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ
مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا
فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى
عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ ...
... مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ
رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

(سُورۃ (۵۳) والنّجم۔ نزول ۲۳۔ آیات ۱ تا ۱۱-۱۷، ۱۸)

اِن آیات مُبارک کا ترجمہ ایسے بیان کیا گیا ہے :۔

قسم ہے ستارے (یعنی نُورِ مُبین۔ نبیٔ کریمؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
کی جب وہ معراج سے اُترے ۝ تمہارے رفیق اللہ تعالےٰ کا رسُول مقبُول
نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) (سیدھی) راہ سے نہ اِدھر ہُوئے نہ اُدھر

نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے ٥ وُہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے) اُن پر وحی ہوتی ہے ٥ اُنؐ کو سکھایا زبردست قوّت والے نے ٥ زور آور نے (یعنی اللہ تعالےٰ نے بلا واسطہ تعلیم فرمائی) پھر (نبیٔ کریمؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے منازل رفیعہ اور مکان عالی کا) قصد فرمایا ٥ اور وہ اُفق اعلیٰ پر تھے (وہ بلند ترین اُفق جو آسمانوں سے بھی بالا ہے جہاں تجلیّات الٰہی ہر لمحہ نئی شان سے جلوہ نُما ہیں) ٥ پھر (اس محبُوب حقیقی سے) آپ قریب ہوئے اور آگے بڑھے ٥ پھر (یہاں تک بڑھے کہ) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا ٥ پھر (اللہ تعالےٰ نے بلا واسطہ) اپنے عبدہٗ کو جو وحی فرمانا تھا فرمائی (جو دینا تھا دیا جو بتانا تھا بتایا) ٥ جو (رسُولِ مقبُول علیہ الصّلوٰۃ و سلام نے) دیکھا قلب نے اس کو جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق ہے بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے ٥ ... نہ نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھی (جس کو دیکھنا تھا اس پر جمی رہی نہ پلک جھپکتی نہ اِدھر اُدھر ہوتی۔ انوارِ ذات کی کیفیات نگاہیں براہِ راست دیکھ رہی تھیں ٥ یقیناً آپؐ نے (شب معراج میں) اپنے رب (کی عظمت وشان، جمال جہاں آرا اور قدرت کاملہ) کی بے شمار نشانیاں دیکھیں ٥ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی محبت سے اِن آیاتِ مبارک کا ترجمہ اور مفہُوم قدرے ایسے نصیب ہُوا:۔

آیت مُبارک (۱) کا ترجمہ ویسے ہی جیسے اوپر ہے ٥ آپ کے صاحبؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) سفر معراج شریف میں اور ویسے کبھی بھی سیدھی راہ سے) نہ اُترے اور نہ اِدھر اُدھر ہوئے (اور ایسا خیال کرنا بھی خارج از امکان ہے۔ کیونکہ اس سفر مبارک میں ہر آن ہر لمحہ اللہ تعالےٰ ساتھ ساتھ تھا (اور جیسا کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ... کے ترجمہ و مفہوم میں پہلے ذکر ہو چکا ہے) یعنی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس سفرِ مبارک میں ٹھیک سیدھی راہ پر عرشِ معلّٰی پر گئے اور ٹھیک سیدھی راہ پر واپس تشریف لائے۔ آیاتِ مبارک (۳، ۴) نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ہر بات و گفتگو اللہ تعالےٰ کی جانب سے وحیٔ پاک ہے اور قرآن شریف، احادیث قدسی و احادیث مبارک کا حصہ ہے ۰ آیاتِ مبارک (۵ تا ۱۰) ترجمہ ویسے ہی جیسے اُوپر درج ہے۔ دیگر "عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّةٍ" اور اَلرَّحْمٰنُ ۰ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۰ سے ایک ہی بات پختگی سے ذہن نشین ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ، رحمٰن ہی اپنے محبوبؐ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو قرآنِ پاک کی تعلیم و علم کے خزائن دینے والا ہے (بقایا آیاتِ مبارک کا ترجمہ و مفہوم آگے درج کیا گیا ہے) اور عرشِ معلّٰی پر معراجِ مبارک کے موقع پر آیتِ مبارک (۱۰) فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۰ سے واضح اور ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوبؐ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مقام "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی" پر براہِ راست بھی وحی فرمائی اور مزید انوار و تجلیات، علم و عرفان، حکمت و رحمت اور رُشد و ہدائت ارشاد کیں، جن پر سے نبیٔ کریمؐ، رؤفؐ رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے معراج شریف سے واپسی پر (اللہ تعالےٰ کی منشاء و مرضی کے مطابق) پردہ اُٹھایا اور (جس قدر جتنا چاہیئے تھا) آگے اصحابِ اکرامؓ کو ارشاد فرمایا اور تعلیم دی اور پھر اُن کے وسیلہ سے یہ ارشادات ہم تک پہنچے...

اور اس مبارک آیت (۱۰) کی رُو سے احادیث شریف کی عظمت و اہمیت مزید واضح و دوبالا ہو جاتی ہے کہ یہ علم و عرفان، حکمت و رحمت، رُشد و ہدائیت اور انوار و فیضانِ رسالت و نبوّت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمام اللہ تعالےٰ

کی جانب سے ہیں اور وحی ہیں۔

یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اور اِن آیاتِ مُبارک اور آیت شریف "سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ۔۔۔ سے بالکل واضح ہے کہ حیاتُ النّبیؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ایسے جاری وساری ہے کہ کائناتی وافلاکی سَیر وسفر معراج مُبارک میں اَرض سے عَرش تک وَمَا بَیْنَھُمَا میں ہر فضا، ہر ملا، ہر برزخ، ہر عالم۔ ہر پرواز اور ہر سُرعت میں ہر جا، وہر آن قائم ودائم ہے۔

؎ عبد چیزے دگر است و "عبدہ" دگر ایں سراپا انتظار و اُو مُنتظر (علامہ

؎ موسےٰ از ہوش رفت بیک جلوۂ صفات تُو عین ذات بنگری ودر تبسمی اقبالؒ)

(عرشِ عظیم پر) آیت مبارک (۹) میں مقامِ "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کا ذکر ہے اور نظرِ ظاہر بین میں یہ مقام عروج وکمالِ رسالت ونبوّت (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہے۔

نبوت را ظہور از آدمؑ آمد کمالش در وجُود خاتم آمد

(سیّد غیاث نُور بخش گیلانی)

پھر آیت مبارک (۱۰) کی رُو سے ایسی ہدایات، عنایات، انعامات، پیغامات ومشاہدات نصیب ہوتے ہیں جو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو براہِ راست وحی ہوئے۔ بلکہ باطنؔ میں ایسی خصُوصی شانِ حق کی طرف اشارہ ہے جس کے مقامِ قابَ قوسَین کے بعد کُھلنے اور اس کے ظہُور کے باب کا آغاز ہے۔

لہ بزرگانِ دین کا کہنا ہے کہ نبیٔ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جہاں کہیں بھی ہوں، ارض پر ہوں یا عرش پر یا کسی اور عالم یا برزخ میں ہوں آپؐ کا سیّد وختم المرتبت ہونا اور آپ کا عروج وکمال رسالت ونبوّت ہر لمحہ، ہر آن برقرار اور قائم ودائم ہے۔

(ارض وسیع پر) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت سے آیت مبارک "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" کے متعلق مزید روشنی اور اس کے مفہوم کے ضمن میں ایک اضافی سمت وجہت کی وضاحت نصیب ہوئی کہ :

(۳) :: ...وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ...

(سورۃ (۸) الانفال۔ نزول (۸۸) آیۃ ۱۷)

ترجمہ:۔ اور اے رسولِ مقبول (علیک الصلوٰۃ والسلام) جس وقت آپؐ نے (مٹھی بھر خاک وکنکریاں دشمن پر) پھینکیں تھیں آپؐ نے نہ پھینکیں تھیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ پھینکنے والا تھا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ کنکریاں پھینکنے کا عمل نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مبارک ہاتھوں سے وقوع وظہور پذیر ہوا، مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کنکریاں (میرے محبوبؐ کریم (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ نے نہیں پھینکیں تھیں اگرچہ فی الواقعہ جب آپؐ نے پھینکیں) ولیکن درحقیقت اللہ تعالےٰ پھینکنے والا تھا اور یہی صورت اس آیت مبارک سے بھی عیاں ہے...

(۱۲) (ii) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ...

(سورۃ (۴۸) الفتح نزول (۱۱۱) آیۃ ۱۰)

ترجمہ:۔ اے رسولِ مقبولؐ (علیک الصلوٰۃ والسلام) بلاشبہ جو لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں (گویا) اللہ تعالےٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب بیان کرتے تھے کہ فی الواقعہ بیعت لینے کا عمل خود نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی ذات وہاتھ مُبارک سے وقوع وظہور پذیر ہُوا اور بظاہر نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کا یدِ مُبارک ہی اصحابِ اکرامؓ کے ہاتھوں کے اُوپر تھا، مگر اس آیت مُبارک کی رُو سے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ بے شک وہ لوگ (اصحابِ اکرامؓ) جو (محبوبؐ کریم (علیکَ الصلوٰۃ والسّلام) آپؐ کی بیعت کر رہے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کر رہے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

قبلہ چوہدری صاحب سمجھاتے تھے کہ اِن دونوں صُورتوں میں یعنی بظاہر و فی الواقعہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے ہی کنکریاں پھینکیں اور اصحابِ اکرامؓ سے بیعت لی، مگر قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ فی الحقیقت کنکریاں پھینکنے والا اللہ تعالےٰ ہی تھا اور (بیعت کے وقت) اللہ تعالےٰ ہی کا ہاتھ اصحابِ اکرامؓ کے ہاتھوں کے اُوپر تھا۔ حضرت قبلہ اس ضِمن میں بتاتے تھے۔ جیسا کہ معراج شریف کے موقع پر عرشِ عظیم پر "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کی صُورت ہے۔ بعینہٖ وہی مثالی صُورت معراج شریف کے بعد ارضِ وسیع پر "وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" اور "اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ" کی ہے (سُورت "والنجم" پہلے ۲۳ ویں نمبر پر نازل ہوئی۔ پھر سُورت الانفال ۸۸ ویں نمبر پر اُتری اور سُورت الفتح ۱۱۱ ویں نمبر پر نازل ہُوئی) حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ سورت "وَالنَّجْمِ" اور آیت مُبارک "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کے نزُول کے بعد سورت "الانفال" اور "الفتح" میں اِن آیات مُبارک کے معنیٰ و مفہُوم، موقع و محل اللہ تعالےٰ کے

فضل وکرم سے بآسانی سمجھ آجاتے ہیں۔ یعنی عرشِ عظیم والی صُورت مَعنوی ارضِ وسیع پر دُھرائی گئی ہے۔ (an analogous situation)

عرشِ عظیم پر جو دیکھا گیا اور جن اَوصاف و مُشاہدات کے باطن* میں ظہُور پذیر ہونے کا آغاز ہُوا، قلبِ رسُولِ مقبولؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے اُن کی تصدیق ہے (جس کا آگے آیت مبارک (۱۱) میں ذکر ہے)۔

آیت مُبارک (۱۱) مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی ۝ یعنی جو نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے دیکھا قلب نے اُس کو جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق ہے۔ بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے یعنی جو دیکھا گیا اور جو مشاہدات والتفاتات باطن* میں ظہور پذیر ہُوئے۔ قلبِ رسُولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے اس کی تصدیق ہے۔

قِبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت سے اِس "وحی وامر" کا انکشاف ہُوا۔ کہ آیات مُبارک (۱۰، ۱۱) کی رُو سے نبی الحرمین، صاحبِ "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی" (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) نے وسعتِ بصیرتِ قلب سے اس ازلی خصُوصی اور عظیم الشانِ حق کا مشاہدہ فرمایا۔ (علّامہ اقبالؒ نے وسعت و بصیرتِ قلب کو "دل بینا" کہا ہے اور واصلینؒ بزرگانِ دین و اولیاء اکرامؒ کے باطن یا قلب سے جب حجابات اُٹھتے ہیں یا کشُودِ مقامِ خُودی نصیب ہوتا ہے یعنی اکابرین اور بزرگانِ دین و اولیاء اکرامؒ کو اس وقت "بصیرتِ قلب و دلِ بینا" عطا ہوتے ہیں۔ درحقیقت یہ عطا صاحبؐ "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" صاحبؐ "فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی" اور صاحبِ "مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی" (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی "وُسعت و بصیرتِ قلب اور دلِ بینا کے تابع وُسنّتؐ مبارک کے تحت ہوتی ہے اور یہ سب کچھ

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمتِ پاک کے طفیل نصیب ہوتا ہے۔

؎ دلِ بینا بھی خدا سے کر طلب آنکھ کا نُور دِل کا نُور نہیں

(علامہ اقبالؒ)

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اِس خصُوصی و عظیم شانِ حق" کو "امانتِ الٰہی" بتایا ہے اور یہیں سے آغازِ بابِ امانت کہا ہے اور محبُوبؐ ربّ العالمین نُورِ اوّلین، "صاحبِ مَاکَذَبَ الْفُؤُدُ مَارَاٰی" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ازلی و اوّلین دولت و خزینۂ امانت الٰہی جانا ہے۔ حضرت قبلہ بتاتے تھے کہ جیسے مقامِ محمُود عطا اور مقدُورِ ازلی ہے، مگر محبُوب ربّ العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ارشادِ ربّ العالمین کے مطابق اس مقام پر آخرت میں جلوہ افروز ہوں گے۔ بعینہٖ آپؐ حضور کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ازلی و اوّلین دولت و خزینۂ امانت ہیں مگر آپ کے قلبِ مُبارک سے اس "امرِ ربّی" کا ظہور و کشُود اور امانت الٰہی کے راز اور اس کے باب کا آغاز۔ "مَاکَذَبَ الْفُؤُدُ مَارَاٰی" میں مُضمر اور اس سے مُنسلک ہے۔

زہے اوّل کہ عین آخر آمد زہے باطن کہ عین ظاہر آمد

(سیّد غیاث نُور بخش گیلانیؒ)

اور حقیقتِ معراج شریف اور حقیقتِ امانتِ الٰہی کو مولانا رومؒ نے ایسے کہا ہے:۔

رازدارِ کُنتُ کنزاً مخفیاً شاہسوارِ لامکان باطن معاً

اِلیٰ مُعلّیٰ شانِ خُود را گفتہ ای من ندانم بندۂ یا حق توئی

اور یہ ہدایت بھی نصیب ہُوئی کہ دولت و خزینۂ امانتِ الٰہی کے ظہُور

کے باب کا آغاز بھی معراج شریف سے مُنسلک و مربُوط ہے کہ اس خصُوصی اور عظیم شانِ حق کا مشاہدہ عیاں ہُوا۔ اس کے ظہُور اور مُشاہدے کا باب کھُلا' گُلِ امانت کِھلا اور جگمگایا اور سفر معراج شریف و عرشِ عظیم سے واپسی پر صاحبِ "فَاَوحٰی اِلٰی عَبدِہٖ مَا اَوحٰی" صاحبِ "مَا کَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَاٰی (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) عرش سے اہلِ ارض کے لئے اس عظیم دولت کے مُشاہدے کا مُژدہ لائے اور اصحابِ اکرامؓ کے سلاسِل کو اس مقدُور ثروت و بصیرتِ قلب کی بشارت دی پھر جب کچھ عرصہ بعد سُورۃ "الاحزاب" نازل ہُوئی (سُورۃ والنجم کافی پہلے ۲۳ ویں نمبر پر نازل ہُوئی جب کہ سورۃ الاحزاب" ۹۰ ویں پر اُتری) تو نبیٔ کریمؐ، سراجاً مُنیراً ودولت و خزینۂ امانت ازلی و اوّلین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے اصحابِ اکرامؓ کو "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ... کی تعلیم فرمائی ہوگی اور اس ثروت و بصیرتِ قلب سے آگاہ فرمایا ہوگا (... وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ ...) پھر اس طرح یہ ثروت و بصیرتِ قلب یہ امانتِ الٰہی بزُرگانِ دینؒ، اولیاء اکرامؒ اور پھر اُمتیوں تک پُہنچی۔ زہے نصیب۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

دَستے صُورت، راہ بے صُورت دا تو بہ راہ کی، عین حقیقت دا
ایہہ کم نہیں سُوجھت دا کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں

(پیر مہر علی شاہ صاحبؒ)

آیت (۱۷) "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" اِس ضمن میں یہ ہدایت عطا ہُوئی کہ محبُوبُ رب العالمین، رحمتٌ للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے اپنی بصارتِ نگاہ سے ذاتِ حق، ذات ربّ العالمین کا ٹھیک اور جی بھر کر مُشاہدہ فرمایا۔ قبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ اس عظیم اور

خصوصی شانِ حق کا نگاہِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے ظاہراً مشاہدہ فرمایا اور خوب فرمایا اور جیسا کہ محبوبِ ربّ العالمین، نورِ اوّلین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) ازلی و اوّلین دولت و خزینۂ امانت ہیں، اور آپؐ سراجاً منیراً کے قلب مبارک سے اِس امرِ ربّی کا ظہور و کشود اور امانت الٰہی کے راز اور اس کے باب کا آغاز "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى" میں مضمر و اس سے منسلک ہے بعینہٖ محبوبِ ربّ العالمین، رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ وسلام) اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ازلی و اوّلین دولت و خزینۂ حق اور صاحبِ ثروت و مشاہدہ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" ہیں اور آپؐ کی بصارت و نگاہ مبارک سے اِس "امرِ ربّی" کے مشاہدے اور ظہور کے راز اور اس کے باب کا آغاز "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" میں مضمر و اس سے منسلک ہے۔

اور ہدایت نصیب ہوئی کہ دولت و خزینۂ بصیرتِ قلبِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی طرح دولت و خزینۂ بصارتِ نگاہِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کے ظہور کے باب کا آغاز بھی معراج شریف سے منسلک اور مربوط ہے کہ اس عظیم و خصوصی شانِ حق کا مشاہدہ عیاں ہوا۔ اس کے ظہور اور مشاہدے کا باب کھلا۔ گلِ بصیرت و بصارت کِھلا اور جگمگایا اور سفرِ معراج شریف اور عرشِ عظیم سے واپسی پر صاحبؐ "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" صاحبِ "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى" ۔ ۔ ۔ صاحبِ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" (علیہ الصلوٰۃ وسلام) عرش سے اہلِ عرض کے لئے اس عظیم دولت کے مشاہدے کا مژدہ لائے اور اصحابؓ اکرام کے سلاسل کو اس مقدور ثروت، بصیرتِ قلب و بصارت نگاہ کی بشارت ہوئی۔ پھر جب کچھ عرصہ بعد سورۃ "البقرۃ" نازل ہوئی (سورۃ والنجم ۲۳ ویں نمبر پہ نازل ہوئی

جب کہ سورۃ البقرہ ۲ ۸ نمبر پر اُتری) تو نبی کریم، اَلْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ، مُعَلِّم کتاب وحکمت، دولت وخزینۂ بصیرت وبصارت، ازل واوّلین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے اصحابِ اکرام کو "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (آیت ۱۱۵)" کی تعلیم ہوئی اور ثروت وبصارتِ نگاہ سے آگاہ ہوئے پھر اس طرح یہ ثروت وبصارتِ نگاہ بزرگانِ دین، اولیاء اکرام اور پھر اُمتیوں تک پہنچی۔ زہے نصیب مَا شَاءَ اللّٰہُ۔ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

آیت (۱۸) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ۝

ترجمہ:۔ یقیناً نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے (شبِ معراج میں) اپنے رب (کی عظمت وشان، جمالِ جہاں آرا اور قدرتِ کاملہ) کی بے شمار نشانیاں دیکھیں۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ بیان کرتے تھے کہ مقام وشان "فکان قاب قوسین او ادنیٰ" "مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی" اور "مازاغ البصر وما طغیٰ" کی عظمتوں کی جلوہ افروزی اور ان کے ظاہر وباطن، جلوت وخلوت، آفاق وانفس میں کشود ونمودِ بصیرتِ قلب اور بصارتِ نگاہ کے بعد محبوبؐ ربّ العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے رب کی عظمتوں وشان کبریائی کا دیدار واظہار فرمایا اور سفرِ معراج شریف وعرشِ عظیم سے واپسی پر نبی کریمؐ، صاحبِ "لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرش سے اہلِ ارض کے لئے اس عظیم دولت اور ثمر کا مژدہ لائے اور اصحابؓ اکرام کے سلاسل کو اس مقدور ثروت ومشاہدہ کی بشارت ہوئی اور انؓ کی تعلیم ہوئی۔ اس طرح یہ ثروت بزرگانِ دینؒ، اولیاء اکرامؒ اور پھر اُمتیوں تک پہنچی۔ زہے نصیب ماشاءاللہ۔ لاقوۃ الا باللہ۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت سے یہ ہدائیت نصیب ہوئی کہ محبوبِ

ربّ العالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی شانِ مبارک "مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی" اور شانِ پاک "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی"، آپؐ کے مقام و شانِ کمال و جمال "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" سے مربُوط و ہم آہنگ ہیں اور نبیٔ کریمؐ رؤفٌ رحیم، صاحبِؐ "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بصیرتِ قلب "مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی" کا ورثہ و پَرتو اُمّتی و مؤمن کے قلب پر "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ"..." اور "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" کی شانِ مبارک میں باطن، خلوت، انفس میں صُورت پذیر ہُوا اور اسی طرح نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بصارتِ نگاہ "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" کا ورثہ و پَرتو اُمّتی و مؤمن کی نگاہ پر "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ" کی شانِ مُبارک میں ظاہر، جلوت، آفاق میں صُورت پذیر ہُوا۔

سینۂ پاک منوّر نشرح، نُور اَکھیں مَازَاغوں
انور اکھیں مُہرِ نبوّت، روشن نُور چراغوں (مولانا غلام رسُولؒ)

۱۰ ۔ اور اسی ضمن میں قبلہ چوہدری صاحبؒ سمجھاتے تھے کہ صاحبِؐ "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی"، صاحبِؐ "مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی" صاحبِؐ "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی"، صاحبِؐ "لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی" نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی تعلیم و تربیت، ورثہ اور تصرّف و پَرتو سے اُمّتی و مؤمن کے "قلب و باطن، خلوت و انفس" اور "نگاہ و ظاہر، جلوت، آفاق" میں، ہر صُورت میں شانِ حق ہی جلوہ و صُورت پذیر ہے اور ان ظاہر و باطن شاہنہا مُبارک کا اعلیٰ امتزاج و عظیم صُورتِ یکجائی، سُورت حٰمٓ السّجدۃ (فُصِّلَتْ۔ ۴۱) کی آیت مُبارک (۵۳) سے بھی عیاں ہے۔

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط .....

اس آیت کریمہ کا اکثر ترجمہ ایسے کیا گیا ہے: ہم عنقریب اُن کو دنیا میں اور خود اُن کی ذات میں اپنی (قُدرت و حِکمت کی) نشانیاں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ اُن پر کھُل جائے گا کہ یہ ٹھیک ہے (بعض نے ایسے لکھا ہے) اُن پر کھُل جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔

لیکن اِس ضِمن میں قِبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ ظاہر و باطن میں یعنی اٰفاق میں اور نُفوس میں دونوں صُورتوں میں مشاہدۂ شانِ حق کی بشارت ہے اور حضرت قِبلہؒ بیان کرتے تھے کہ اس آیت مُبارک سے کشُود اور نمُودِ خُودی مربُوط و ماخُوذ ہے۔ باالفاظِ دیگر اس آیت شریف کا ایک مفہُومی جُزء ایسے اُبھرتا ہے:۔

(ا) سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ و ... حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط

معنی اور مفہُوم کے اعتبار سے آیات مُبارک:۔

[(i) فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سُورۃ (۲) البقرۃ آیت ۱۱۵)

(ii، iii) وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ... مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ (والنجم)

(iv) وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝ (سُورۃ التکویر، آیت ۲۳)

اِن آیات مُبارک (i) (ii) (iii) و (iv) کے مترادف و ہم و آہنگ ہے۔ اور دُوسرا مفہُومی جُزء ایسے نظر آتا ہے۔

(ب) سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا ... وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط

معنی و مفہُوم کے اعتبار سے یہ آیت مُبارک:۔

(i) اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ ... (سُورۃ (۳۳) الاحزاب - آیۃ ۷۲)

(ii) نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (سُورۃ (۵۰) ق - آیۃ ۱۶)

(iii) وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (سُورۃ (۵۱) الذاریٰت - آیۃ ۲۱)

(iv) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ (سُورۃ والنجم - آیۃ ۱۱)

(v) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝
(سُورۃ (۵۶) الواقعہ، آیۃ ۸۵)

اِن آیات شریف (i) تا (v) کے مترادف و ہم آہنگ ہے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ قرآن شریف کی اِس آیت مُبارک میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) کے وسیلہ جلیلہ سے مؤمنین کے لئے آفاق اور انفس میں یعنی ظاہر و باطن میں مشاہدۂ حق کی بشارت ہے اور جس خوش قسمت کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے اُن کا شمار واصِلین اولیآء اللہ میں ہوتا ہے اور وہ امانتِ اِلٰہی کے بھی حامل ہوتے ہیں اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بزرگانِ دینؒ میں سے جو اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور رسُولِ مقبُول (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) کی اطاعت میں یکتا ہوتے ہیں اُنہیں اُولِی الامر یا اُولوالامر یا صاحب امر کا منصب عطا ہوتا ہے۔

زھے نصیب۔ ماشاء اللہ۔ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ

خلق امر دیاں شاناں دے وچ تینوں بِلی امیری (مولانا
جان نہ جان آفاق تے انفس تیں وچ ہے تقدیری غلام رسُولؒ)

۱۵۔ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ
الْبَيَانَ ۝ (سُورۃ (۵۵) الرحمٰن۔ نزُول (۹۷) آیات ۱ تا ۴)

ان آیات مُبارک کا ترجمہ و تھوڑی بہت تفصیل جو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم۔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت، بزرگانِ دینؒ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت کے طفیل نصیب ہُوئی۔ وُہ انشاء اللہ تعالےٰ سُورۃ الحشر (۵۹) کی آگے آنے والی آیت مُبارک (۲۲) کے ترجمہ و قدرے تفصیل کے بعد تحریر کی جائے گی۔

۱۶۔ هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ (سورۃ (۵۹) الحشر۔ نزول (۱۰۱) آیت ۲۲)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ وُہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبُود نہیں (وُہی) چھُپے اور کھُلے کا جاننے والا ہے۔ وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم، نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت سے اس آیت مُبارک، خصُوصًا اس کے آخری حصّے کا ترجمہ و مفہُوم اور تھوڑی بہت تفصیل کچھ ایسے نصیب ہُوئی۔

۔۔۔ هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ط ۝

ترجمہ:۔ آیت مُبارک کے اس حصّے کا ترجمہ و مفہُوم ایسے سمجھایا گیا:۔ وہ ذات اللہ تعالےٰ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو عالم الغیب (یعنی غیبی علوم کے جاننے والا) اور جو عالم الشہادت (یعنی تمام ظاہری عُلوم کے جاننے والا) ہُوَ (بالترتیب) الرّحمٰن اور الرّحیم ہے۔

مفہُوم قدرے مزید وضاحت سے بتایا گیا۔ یعنی:۔

شانِ پاک عالم الغیب (تمام غیبی علوم کا عالِم۔ وُہ) الرحمٰن ہے
اور شانِ پاک عالم الشہادت (تمام ظاہری علوم کا عالم۔ وہ) الرحیم ہے۔
معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا اِسم مُبارک یا شانِ پاک الرحمٰن جو ہے۔ اس کا
خصُوصیت کے ساتھ تعلق و نسبت علم غیب سے ہے اور لہٰذا شانِ پاک
"الرحمٰن" دیگر قوتوں، قدرتوں، مہربانیوں، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات و صفات
کی مِلک کے علاوہ علوم الغیب کے خزائن کا سرچشمہ ہے اور
اسمِ مُبارک یا شانِ پاک "الرحیم" دیگر قوتوں، قدرتوں، رحمتوں، عنایات
ہدایات، فیوض و برکات و صفات کی مِلک کے علاوہ ظاہری علوم کے خزائن
کا سرچشمہ ہے اور یہ اسمِ مُبارک و شانِ پاک "رحیم" اللہ تعالےٰ کے محبوبِ کریم
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی عطا ہے۔ لہٰذا دیگر قوتوں، قدرتوں، رحمتوں، عنایات
ہدایات، فیوض و برکات و صفات کے علاوہ رسولِ کریم، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
بھی ظاہری علوم کے خزائن کا سرچشمہ ہیں۔
اور اب انشاء اللہ تعالےٰ (۱۵) سورۃ "الرحمٰن" کی آیات مُبارک اَلرَّحْمٰنُ ۝
عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ .....
کا ترجمہ و قدرے مفہوم و تفصیل بآسانی سمجھ آجائے گی:۔
"رحمٰن" نے نُورِ محمدی، نُورِ احمدی، رسولِ کریم، محبوبِ ربِّ کریم
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو قرآنِ پاک کی تعلیم دی۔ یعنی قرآنِ پاک کا علم
دیا (علم لکھنا و پڑھنا۔۔ (پھر) حضرت انسان کی تخلیق فرمائی اور اسے
عِلم بیان عطا کیا (اور اسے بولنا و بات کرنا سکھایا)
اور اب پھر نمبر (۱۴) میں سُورۃ "والنجم" کی آیات مبارک (۵، ۶) عَلَّمَهٗ
شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝ کے

ترجمہ پر غور کریں تو سُورۃ "الرحمٰن" کی آیات مُبارک (۱، ۲) کا ترجمہ و مفہوم مزید واضح ہو جاتا ہے۔ سُورۃ "والنجم" کی آیات مُبارک (۵، ۶) کا ترجمہ:

اُن کو (یعنی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو) تعلیم دی (یعنی علم، لکھنا و پڑھنا بھی عطا کیا) شدید قوّت والے نے (یعنی اللہ تعالےٰ نے جو زبردست و انتہائی قوّت والا ہے) زور آور نے (یعنی اللہ تعالےٰ نے بلاواسطہ تعلیم فرمائی) پھر (نبیٔ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے منازل رفیعہ اور مکانِ عالیٰ کا قصد فرمایا۔

یہ وضاحت و ہدائیت نصیب ہوئی کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو قرآن شریف کی تعلیم دینے والا اور قرآن شریف کا علم عطا کرنے والا، شدید اور انتہائی قوّت کا مالک "اللہ تعالےٰ" اور خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شانِ پاک "الرّحمٰن" ہے اور نمبر (۱۶) یعنی سُورۃ الحشر کی آیت مُبارک (۲۲) کی رُو سے.... عٰلِمُ الغیب والشھادۃ ج ھو الرّحمٰن الرّحیم ٥ کی مزید ہدائیت و وضاحت نصیب ہوئی کہ شانِ پاک "اَلرَّحمٰن" جو دیگر قوّتوں، قُدرتوں، مہربانیوں، عنایات، ہدایات، فیوُض و برکات و صفات کی مِلک کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ "عٰلِمُ الغیب" کے خزائن کا سرچشمہ ہے۔ لہٰذا جب "الرّحمٰن" نے رسُولِ مقبول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو قرآن شریف کی تعلیم فرمائی تو دیگر قوّتوں، قُدرتوں، مہربانیوں، صفات، عنایات، ہدایات فیوض و برکات، انوار و تجلیات اور جلال و جمال کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ "عٰلِمُ الغَیبِ" کے خزائن بھی عطا ہوئے۔

(ا) سُورت (۶) "الانعام" نزُول (۵۵) کی آیت مُبارک (۷۳)

... عٰلِمُ الغَیبِ وَالشَّھَادَۃِ ط وَھُوَ الحَکِیمُ الخَبِیرُ ٥

میں تقریباً سورۃ (الرحمٰن، آیات ۱، ۲) والی صورت ہے۔ یہاں پر اللہ تعالےٰ کی شانِ پاک "الحکیم" کا دیگر قوتوں، قدرتوں، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات، انوار و تجلیات اور رحمت و حکمت کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ نسبت و تعلق "علم الغیب" سے منسلک نظر آتا ہے اور یہ اسم مبارک و شانِ پاک "الحکیم" اللہ تعالےٰ کے محبوبِ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کو بھی عطا ہے لہٰذا دیگر قوتوں، قدرتوں، عنایات، ہدایات، فیوض و برکات انوار و تجلیات اور رحمت و حکمت کے علاوہ نبیٔ کریم، معلّمِ کتاب و حکمت (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کا خصوصیت کے ساتھ نسبت و تعلق "علم الغیب" سے منسلک دکھائی دیتا ہے۔

ا۔ (ii) سورت "الانعام" کی اسی آیت مبارک کی رُو سے اللہ تعالےٰ کی شانِ پاک "الخبیر"، دیگر قوتوں، قدرتوں، خبروں..... کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ نسبت و تعلق ظاہری علوم سے ہے لہٰذا شانِ پاک "الخبیر" اور شانِ پاک "الرحیم" سورۃ الحشر میں" دونوں سرچشمہ، خزائن ظاہری علوم کے باہم متوازی و مربوط ہیں اور اسم مبارک و شانِ پاک "رحیم"، محبوبِ ربِ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کو بھی عطا ہے (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) اس لئے دیگر قوتوں، رحمتوں۔۔۔ کے علاوہ نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) بھی ظاہری علوم کے خزائن کا سرچشمہ ہیں۔

ب۔ سورت (۳۲) السجدہ آیت مبارک (۶) میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تقریباً یہی صورت اُبھرتی ہے۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

یہاں پر اللہ تعالےٰ کی شانِ پاک "العزیز" کا دیگر قوتوں کے ساتھ "علم غیب" سے تعلق ہے اور اسی طرح شانِ پاک "الرحیم" کا دیگر قوتوں کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ تعلق "ظاہری علوم" سے ہے، مگر یہ دونوں مبارک "اسمین وشانین" اللہ تعالےٰ کے محبوبِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی عطا ہیں، لہٰذا دیگر قوتوں قدرتوں، رحمتوں اوصاف وصفات کے علاوہ نبیٔ کریم عزیزٌ رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور قدرت کاملہ سے آپ علم الغیب اور ظاہری علوم کے خزائن کے سرچشمہ ہیں اس کی قدرے زیادہ وضاحت نیچے (ج) میں درج کی گئی ہے۔

ج (i) سورۃ (٦٤) "التغابن۔ آیت مبارک (١٨)" میں اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے تقریباً یہی صورت پھر سامنے آتی ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

یہاں پر اللہ تعالےٰ کی شانِ پاک "العزیز" کا دیگر قوتوں قدرتوں ... کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ علمِ غیب سے تعلق نظر آتا ہے اور اسی طرح شانِ پاک "الحکیم" کا دیگر قوتوں، قدرتوں ... کے علاوہ یہاں خصوصیت کے ساتھ تعلق ظاہری علوم سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر یہ دونوں مبارک "اسمین وشانین" اللہ تعالےٰ کے محبوبِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی عطا ہیں۔ لہٰذا دیگر قوتوں، قدرتوں، رحمتوں، حکمتوں، رشد وہدایات، فیوض وبرکات اوصاف وصفات کے علاوہ رسولِ کریم "عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝
(سُورۃ (۹) التّوبۃ) آیت ۱۲۸) معلّم کتاب وحکمت (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آپ بھی علومِ غیب وظاہری کے
خزائن کے سرچشمہ ہیں۔

ج (ii) اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ نبیٔ کریمؐ مدینۃ العلم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو تمام علوم غیب، ظاہری و دیگر عطا کرنے والا "عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی" اللہ تعالےٰ ہے اور آیاتِ مبارک "هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۚ الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ سے ماخوذ و مربوط ہیں اور ان کی رُو سے رسُولِ کریمؐ رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو خصوصیت کے ساتھ علوم غیب وظاہری کی تعلیم دینے والا اور سکھانے والا اللہ تعالےٰ "الرّحمٰن الرّحیم" ہے۔ یہ ہدایت بھی نصیب ہوئی کہ رسُولِ کریم مدینۃ العلم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے اِسم مبارک اور شانِ پاک (رحیم) کی خصوصیت سے دیگر اوصاف وصفات کے علاوہ ظاہری علوم کے سرچشمہ بھی ہیں اور بعینہٖ دوبارہ اعادہ کے طور پر) دیگر اوصاف وصفات کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ کی شانِ پاک "الرحمٰن" سے ماخوذ و مربوط آپ غیبی علوم کے بھی سرچشمہ ہیں اور تقریباً یہی صورت (سُورت (۸۱) التکویر نزول، آیت ۲۴) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝ سے بھی ظاہر ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرمؐ رسُولِ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت کے طفیل یہ وضاحت بھی نصیب ہوئی کہ رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اصحابِ اکرامؓ کو (پھر سلسلہ... بسلسلہ اُمتیوں کو) رُشد و ہدایت حکمت و رحمت، تمام ظاہری، غیبی اور دیگر علوم اور تمام احکامات "بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا" کی خبریں دینا یہ سب آپ کی شان" وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ہ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ہ..... فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ہ سے منسلک و ہم آہنگ ہیں

۱۷۔ درُود پاک ۔ قَابَ قَوْسَیْنِ

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم، نبی کریمؐ، صاحبِؐ "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ہ" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت، بزرگانِ دینؒ اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت کے طفیل ایک درُود پاک جو بالکل قرآن شریف کی آیات و کلمات مُبارک پر مبنی ہے، اُبھرا ہے اور سامنے آیا ہے۔ درُود پاک کے ان کلمات مُبارک کو یہاں تحریر کرنے کی سعی اور سعادت نصیب ہوئی۔

الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا رسُول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا نبیَّ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا صاحبِ

الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا نُورٌ مِّن نُّور اللہ
(آپؐ پر لاکھوں اور کروڑوں درُود و سلام ہوں)

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ج

الصلوٰۃ والسلام علیکَ یا صاحبِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا
مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط
(اِنَّهٗ هُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ)

الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ ذُوْمِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا صاحبِ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا رَسُوْلَ اللّٰه اَلصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا حبیبَ اللّٰه
الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا نبیَّ اللّٰه الصّلوٰۃ والسّلام علیکَ یا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰه

(آپؐ پر لاکھوں اور کروڑوں درود و سلام ہوں)

۱۸۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ (سورۃ العلق، آیات ۱ تا ۵)

ترجمہ:۔ (یا محمدؐ رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام) آپؐ پڑھیئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا آپؐ پڑھیئے (آپؐ کو علم عطا کرنا آپؐ کے رب کا کام ہے) اور آپؐ کا رب بڑی بزرگی اور عظمت والا ہے (وہی تو ہے) جس نے (تمام لوگوں کو) قلم سے علم سکھایا۔ اس نے انسان کو (وہ کچھ) سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم، نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت سے اِن آیات مبارک کا ترجمہ و مفہوم کچھ ایسے نصیب ہوا۔

اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق حضرت جبرائیل امین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بارگاہِ رسالت مآب جناب سیدنا و مولانا محمدؐ رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسالت و نبوت کی بشارت کے ساتھ عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ، یا نبی کریمؐ! یا محبوبؐ ربِ کریم (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ پر اللہ تعالےٰ، میری و تمام فرشتوں کی جانب سے لاکھوں، کروڑوں اور اربوں درود و سلام ہوں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ۔

ترجمہ:۔ آپ قرأت فرمائیں اپنے رب کے نام کے ساتھ جس ذات نے سب کچھ تخلیق فرمایا اور قرأت وہی ذاتِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کر سکتی ہے۔ جسے پڑھنے، بولنے، لکھنے وغیرہ کا تمام علم و فہم خالقِ کائنات نے عطا کر

کر دیا ہو) یعنی اے اللہ تعالےٰ کے رسُولِ مقبُول (علیک الصّلوٰۃ وسلام) آپ قرأت فرمائیں اور (قرآن شریف، کلام اللہ کے) پڑھنے (و پڑھانے) کا آغاز فرمائیں (یعنی منصبِ رسالت و نبوّت کے کارہائے پاک کا آغاز فرمائیں یہ بھی اس آیت مبارک سے اخذ ہوتا ہے) ٥ جس نے انسان کو جمے ہُوئے خُون سے پیدا کیا (حضرت جبرائیلؑ نے پھر عرض کیا یا رسُول اللہ علیکَ الصّلوٰۃ وسّلام) آپ قرآت فرمائیں (یعنی قرآن شریف پڑھنے و پڑھانے کے عمل کا آغاز فرمائیں) اور آپ کا رب اکرم (و اعظم و اکبر) ہے ٥ وہی ذات پاک ہے جس نے قلم کے ساتھ لکھنے و پڑھنے وغیرہ کی تعلیم فرمائی ٥ اس نے انسان کو (حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ وسلام سے آگے سلسلہ بسلسلہ) علم عطا فرمایا جس کا وہ علم نہیں رکھتا تھا۔

خود قبلہ چوہدری صاحبؒ اکثر بتایا کرتے تھے کہ ان کو مدرسہ و مسجد سے پڑھنے و لکھنے کا عِلم بُہت ہی کم حد تک میسّر ہُوا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اُن کے پاس پڑھنے و لکھنے کا جتنا بھی عِلم تھا، انہیں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نبیٔ کریمؐ، رؤف رّحیم مدینۃ العلم (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی نگاہِ رحمت و شفقت اور آپؐ حضور (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی زیارت پاک، دربار رسالت مآب (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) میں حاضری اور دیگر مشاہدات کے موقعوں پر نصیب ہُوا۔ اور حضرت قبلہؒ مسائل پر بُہت ہی اچھے سلجھے ہُوئے، مُدلّل، مؤثر اور دلچسپ انداز میں قرآن و سُنّت مُبارک کی روشنی میں بات چیت اور گفتگو فرمایا کرتے تھے اور لکھائی و تحریر کے میدان میں انہوں نے ہدایات و زیارت پاک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) اور دیگر مشاہدات پر مبنی ایک دو کتابیں پاکستان بننے سے پہلے تحریر کیں، جو ۱۹۴۷ء

میں دہلی میں ہی رہ گئیں۔ پاکستان میں اپنی بقایا زندگی میں کتاب حریمِ دِل کو دوبارہ اور ایک اور نئی کتاب "خیال و عشق" کو تحریر کیا۔ (ان کا مسوّدہ رحیم یار خان میں اُن کے صاحبزادہ صاحب کے پاس ہے) لہٰذا حضرت قبلہؒ کی پڑھائی و لکھائی کا سلسلہ اور علم خصُوصیّت کے ساتھ آیات مُبارک (۴،۵) کے فیُوض و برکات و انوار کے تحت نصیب ہُوا۔

۱۹۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝
فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ
جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ (سُورۃ القُریش ۱۰۶)

ترجمہ: "(اللہ تعالےٰ نے اہلِ) قریش کے لئے سہُولت و آسانی پیدا کر دی ۝ (اللہ تعالےٰ نے) اُن کے لئے جاڑے اور گرمی کے (تجارتی) سفروں میں سہولت و آسانی میسّر کی اور رغبت دلائی ۝ پس اُن کو چاہیئے کہ ربِّ کعبہ کی (نیک نیتی و خلُوص دِلی اور ایمانداری سے) عبادت کریں ۝ جس نے اُن کو بھُوک میں کھانا دیا اور (دشمنوں کے شر اور) خوف سے امن بخشا۔"

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم، نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت کے طفیل اِس سُورت مُبارک کا ترجمہ قدرے مفہُوم اور انوار و برکات ایسے سمجھ میں آئے۔۔۔

اس سُورت مُبارک کا شانِ نزول اپنی جگہ برقرار ہے اور جس موقع محل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، وہ ہماری راہنمائی و ہدایت کا باعث ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی جانب سے یہ سُورت مُبارک نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) پر نازل ہوئی اور قرآن شریف کا حصّہ بنی۔ لہٰذا اس سُورت مُبارک (بلکہ قرآن شریف کی ہر آیت اور ہر حدیث مُبارک) میں فیوض و برکات، رُشد و ہدایت

انوار و تجلیات، علم و عرفان اور حکمت و رحمت کے تمام خزانے اصحاب اکرامؓ کے بعد سلسلہ بسلسلہ تمام اُمّتِ مُسلمہ، جن و انس اور کائنات کے لئے راہنمائی، مشعلِ راہ اور صراطِ مستقیم ہیں۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مختصراً رسالت و نبوّت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے فیوُض و برکات، رُشد و ہدایت، انوار و تجلیات، علم و عرفان اور حکمت و رحمت کے تمام خزانوں میں سے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر اُمّتی کو ورثہ و حصّہ عطا ہُوا ہے۔ آگے اس کا انحصار ہر اُمّتی اور ہم پر ہے کہ ہم نیک نیتی و خلوُصِ دلی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد، قرآن و سُنّت مُبارک، درُود و اذکار اور دیگر احکامات ربّ العالمین و ارشاداتِ محبوبؐ ربّ العالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر کس قدر عمل کرتے ہیں اور ان خزانوں میں سے کیا کچھ حاصل کرتے ہیں۔

اس سُورت مبارک کے ایک روشن جائزہ سے اور ترجمہ و مفہوم کے اعتبار سے تین جُزء نظر آتے ہیں۔ پہلا جُزء آیات مبارک (۱، ۲) دوسرا جُزء آیت نمبر (۳) اور تیسرا جُزء آیت (۴)۔

اب اگر ہم آیت مُبارک (۳) کا مفہوم پہلے مدّ نظر رکھیں اور دوسری آیات کا مفہوم بعد میں دیکھیں "یعنی اگر ہم ربّ خانہ کعبہ کی نیک نیتی خلوُص دلی اور ایمانداری کے ساتھ عبادت کریں تو ہمیں اللہ تعالےٰ کی جانب سے خوف و شر سے امان، بھُوک و افلاس میں طعام و رزق اور گرمی و سردی کے تھپیڑوں سے بچت، آسانی و آسائش میسّر و عطا ہونے کی بشارت ہے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ اپنے طب و حِکمت کے ایام کے دوران جب کبھی بھی کوئی نسخہ تجویز فرماتے، دوائی بناتے یا پھر کوئی کُشتہ ترتیب

دیتے تو درُود شریف کے ساتھ ساتھ "سورتُ القریش" کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اس کے وِرد سے جِنّات و شیاطین بہت دُور رہتے ہیں اور وہ نُسخہ، دوائی اور کُشتہ بناتے وقت کوئی شرارت نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دوائی و کُشتہ وغیرہ ٹھیک اور بہُت مفید اور فائدہ مند بنتے ہیں (ادویات اور کُشتہ جات اور حضرت قِبلہؒ کی طب و حکمت میں مہارت کے متعلّق بعد کے کسی باب میں تحریر کیا جائے گا)

۲۰۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝
اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (سُورۃ (۱۰۸) الکوثر، آیات ۱ تا ۳)

ترجمہ:۔" (محبوبِ کریم علیک الصّلوٰۃ وسلام) یقیناً ہم نے آپؐ (ہی) کو خیرِ کثیر دیا ہے (کوثر سے مراد خیرِ کثیر، جنّت کی ایک بہت ہی اعلیٰ نہر یا حوضِ کوثر۔۔۔۔) پس آپؐ اپنے رب کی نماز پڑھا کیجیئے اور قُربانی دیا کیجیئے ۝ بے شک (جو) آپؐ کا دشمن (ہُوا) وہی بے نام (و نشان و ابتر) ہو کر رہا۔"

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم، نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت اور قِبلہ چوہدری صاحبؒ کی صُحبت کے طفیل اس مختصر ترین مگر ایک جامع سُورت مُبارک کے ترجمہ و مفہوم کے اعتبار سے تین روشن جُزء سامنے آتے ہیں:۔ پہلا جُزء آیت مُبارک (۱)۔ دوسرا جُزء آیت (۲) اور تیسرا جُزء آیت (۳)

اب اگر ہم آیت مُبارک (۲) کا ترجمہ و مفہوم پہلے مدِّنظر رکھیں اور آیات (۱،۳) کا ترجمہ و مفہوم بعد میں دیکھیں:۔ یعنی اگر ہم نیک نیّتی، خلوُص دِلی اور ایمانداری کے ساتھ اپنے رب کی صلوٰۃ پڑھیں اور (ایثار و) قُربانی

دیں اور یہ عمل جاری رکھیں، تو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ہمارا دشمن ابتر ذلیل وخوار اور بے نام ونشان ہوگا اور ہمیں اور تمام اُمتیوں کو ورثہ اور فیوض و برکات، رسالت ونبوّت (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) اور آپؐ حضور (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی شان "الکوثر" کا فیضان، رحمت وبرکت اور خیر وبھلائی عطا ہوں گے، بلکہ نبیٔ کریمؐ رحمتؐ اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا قرب، زیارت پاک، رُشد وہدایت، تقویٰ وحکمت اور علم وعرفان نصیب ہوگا۔ اس سورت مُبارک سے یہ بشارت عُظمیٰ ماخوذ ہے اور انشاءاللہ تعالےٰ موجود ہے۔

زھے نصیب۔ ماشاءاللہ لاقوّۃ اِلّا باللہ

۲۱۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (سُورۃ (۱۱۰) النصر، آیات ۱ تا ۳)

ترجمہ:۔ (محبُوب کریمؐ! علیکَ الصّلوٰۃ وسّلام) جب اللہ تعالےٰ کی مدد آپہنچے اور فتح نصیب ہو (دشمنوں کے قلعے فتح ہوں، خانہ کعبہ مسلمانوں کا ہو جائے) ۝ اور آپؐ لوگوں کو جَوق دَر جَوق اللہ تعالےٰ کے دین میں داخل ہوتے دیکھ لیں ۝ تو (اُس وقت آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجیے (کہ یہ بھولے ہُوئے تھے، لیکن اب مسلمان ہُوئے ہیں۔ اب اُن کی آنکھیں کھُلی ہیں، آپ کی عبادات، آپ کی عاجزی واستغفار کے صدقے اللہ تعالےٰ اُن کے گناہ بھی معاف فرمائے گا) بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا (بڑی بخشش والا) ہے۔ (فیوض القرآن)

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم، نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی نگاہِ رحمت بزرگانِ دین اور قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت کے طفیل اس سُورت مُبارک

کے بھی ترجمہ و مفہوم کے اعتبار سے تین روشن جزء نظر آتے ہیں:۔ پہلا جزء آیت مُبارک (۱)۔ دوسرا جزء آیت (۲) اور تیسرا جزء آیت (۳)

اب اگر ہم آیت مُبارک (۳) کا ترجمہ و مفہوم پہلے نظر و ذہن میں رکھیں اور آیات (۲،۱) کا ترجمہ و مفہوم بعد میں پڑھیں تو یہ صورت سامنے آئے گی "یعنی اگر ہم نیک نیتی، خلوص دلی اور ایمانداری کے ساتھ توبہ و استغفار کریں اور اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کریں تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم دیکھیں گے کہ دین کا عُروج ہو رہا ہے اور لوگ کثرت کے ساتھ دینِ اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں (اور جو پہلے سے ہی مسلمان ہیں وہ دینی اُمور میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور اچھے اعمال کی طرف راغب اور گامزن ہو رہے ہیں) اور پھر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے (یہ بشارت ہے کہ انشاءاللہ تعالےٰ) فتح و نصرت آ کر رہے گی۔ کلام اللہ میں ایسی بہت سی آیات ہیں کہ جن کے مطلب و مفہوم کو اِسی عکس میں دیکھا جائے تو اس میں رُشد و ہدایت اور نتیجہ صریح سمجھنا اور نکالنا مزید آسان ہو جاتا ہے یہ بھی اللہ تعالےٰ کی جانب سے اس کے کلام میں خاص اعجاز و حکمت اور مخلوق کے لئے رُشد و ہدایت اور فیوض و برکات پنہاں ہیں۔

د۔ فیضانِ وتصرّف اور پرتوِ شانِ مُبارک النبیّ الاُمیّ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اِس موضوع اور جہت کے ضمن میں اب کافی حد تک واضح ہو گیا ہے کہ حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ نہ تو مکتب میں پڑھے اور نہ ہی کچھ زیادہ مسجد و مدرسہ سے تعلیم حاصل کی مگر انِ کی مسائل پر گفتگو کرنا بعض قرآن شریف کی آیات و احادیث مُبارک کا ترجمہ و تشریح فرمانا، مشاہدات کو تحریر میں لانا اور

بزرگانِ دین کے فارسی، اُردو اور پنجابی کے کلام کی وضاحت کرنا وغیرہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک عطیہ اور نبیٔ کریم رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہ و شفقت و رحمت کے طفیل تھا۔ بلکہ حضرت قبلہ رحمتا یا کرتے تھے کہ یہ عطائے ربّ العالمین، سب غلامیٔ ذات پاک رحمت للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بدولت تھا اور بالخصوص آپؐ کی شانِ مبارک "النبیّ الامیّ اور مدینۃ العلم" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا فیضان و تصرف اور پرتو کی چند جھلکیاں تھیں اور کہتے تھے کہ یہ ایسے ہی تھا کہ مجھ جیسے ادنیٰ اُمّتی کو بحرِ صدہا، رسالت و نبوّت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ایک آدھ بوند نصیب ہوئی اور یہ سب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحمت کا فیضانِ نظر تھا اور اس میں مکتب و مدرسہ کی کرامت کا کوئی خاص دخل نہ تھا (قبلہ چوہدری صاحبؒ کو عطائے علومِ ظاہری و باطنی کے بارے میں تذکرہ اس کتاب کے باب "باطنی علماء کی صف میں شمولیّت اور اس کے جزء (ج) نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے عطائے مرتبہ شیخ العالم" میں بھی ہو چکا ہے)

ماہ ربیع الاوّل میں ایک صلوٰۃ جمعہ کے خطبہ میں نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شانِ مبارک النبیّ الامّیّ کے ضمن میں ایک خطیب و پروفیسر صاحب نے (اسلام آباد میں) کہا۔ کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اس دُنیا میں بعثت سے قبل، تورات و انجیل شریف کے حوالے سے یہود اور نصاریٰ خصوصًا یہود، جب کبھی مشکل گھڑی آتی یا اُن کے کام نہ ہوتے تو وہ نبیٔ آخر الزمان، نبیٔ رحمت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شان مبارک النبیّ الامّیّ کے وسیلہ جلیلہ سے دعائیں مانگتے اور وہ یہ کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

(علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) اور اُن کی مشکل آسان ہوجاتی، تمام کام ہوجاتے اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے، نبیٔ آخرالزّمان نبیٔ رحمتؐ، النّبیّ الامّیّ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کے صدقے میں وہ فتح ونُصرت سے ہمکنار ہوتے (پروفیسرؔ صاحب نے بیان کیا کہ جب نبیٔ آخرالزّماںؐ، نبیٔ رحمت، النّبیّ الاُمّیّ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی اس دُنیا میں بعثت ہوگئی تو عجب بات تھی کہ اُن لوگوں نے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اور آپ کے ارشادات کو ماننے سے انحراف کیا۔۔۔ جس کی تفصیل اللہ تعالےٰ نے سُورۃ البقرۃ کی آیت ۸۹ میں وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ... میں بیان فرمائی ہے)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ؐ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا ط

(زادِ راہ از ڈاکٹر سیّد حامد حسن بلگرامیؒ صـ ۹۱)

ا خطیب و پروفیسر مغیث چشتی صاحبؒ (مُلتانی)، اسلام آباد

باب ۔ ۶

طِبّ و حِکمت اور کُشتہ جات

حضرت قِبلہ چوہدری صاحبؒ بتاتے تھے کہ دہلی میں قیام کے دوران اُن کی مُلاقات کبھی کبھار بہت اچھے طبیبوں، حکیموں، ویدوں اور سنیاسیوں سے ہو جاتی تھی اور طِبّ و حِکمت اور کُشتہ جات پر تبادلۂ خیالات ہو جاتا تھا۔ بعض نایاب نسخے اُنہیں اِس طرح مُیسّر ہُوئے مگر زیادہ اور اکثر تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہُوئے (حضرت قِبلہؒ نے اپنے شاگردوں اور راقم یعنی مجھے تقریباً بیس[۲] پچیس[۲۵] ایسے نایاب نسخے لکھواتے تھے، مگر میری بیرونِ مُلک ملازمت ۱۹۷۶-۸۲ء کے دوران وہ کاپی دیمک چاٹ گئی اور جو کچھ یاد ہیں وہ نیچے درج کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ سیماب (پارہ) کا مائع حالت میں قائم النار ہونا

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مَیں اپنے گاؤں اجسرام (ضلع ہوشیار پُور) سے کسی دوسرے گاؤں کو (ضلع جالندھر میں) بیل گاڑی میں یا پیدل جا رہا تھا کہ راستے میں چند عُمر رسیدہ سِکھ (خالصہ) صاحبان سیماب (پارہ) کو لوہے کی کڑاہی میں ڈال کر ہلکی ہلکی آگ پر چند جڑی بُوٹیوں

---

[۱] : یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قِبلہ چوہدری صاحبؒ دولتِ وصل اور امانت الٰہی عطا ہونے کے بعد تقریباً سترہ[۱۷] سال اپنے بڑے بھائی صاحبؒ (شہید) کے ہمراہ دہلی میں رہے۔ جہاں ان کی ملاقات کبھی کبھار بہت اچھے طبیبوں، حکیموں، ویدوں اور سینیاسیوں سے ہو جاتی ہے۔ بعض نایاب نسخے اُنہیں اس طرح میسر ہوئے مگر زیادہ طور پر یہ نسخے اللہ تعالےٰ کا عطیہ تھے۔

اور ادویات کے ساتھ قائم النار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وُہ سب لوگ مُجھے جانتے تھے اور جب میں ان کے پاس سے گُزرا تو سب نے ایک علاقائی زمیندار و کاشتکار ہونے کے ناطے سے کھڑے ہو کر کہا۔ مہاراج چوہدری جیؒ! سلام۔ مَیں نے بھی اُن کے سلام کا جواب دیا۔

مَیں نے کہا۔ خالصہ مہاراج! آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایک سکھ جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ کہنے لگا کہ جی یہ کتاب بُہت پُرانی ہمارے ہاتھ لگی ہے اور کسی مسلمان حکیم کی لکھی ہوئی، اس میں پارہ قائم النار کا نُسخہ دیا ہُوا ہے اور ساتھ ڈالنے والی ادویات بھی لکھی ہیں۔ مگر ہم نے اس طریقے پر بُہت عمل کیا ہے۔ ہر دفعہ پارہ اُڑ جاتا ہے، قائم النار نہیں ہوتا۔ مَیں نے اُن سے کتاب لے لی اور نُسخہ پڑھا۔ جس کے اجزاء اور طریق کار کچھ ایسے درج تھے۔

پارہ ایک لوہے کی کڑاہی میں ڈالا جائے، ساتھ چند "بھلاووں کا تیل" بھی کڑاہی میں رکھیں۔ نیچے ہلکی ہلکی آگ جلائیں اور ساتھ میٹھے تیلیئے کا پانی" تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں اور اس مخلُوط کو لکڑی سے ہلاتے جائیں۔ تھوڑی دیر بعد تمام چیزیں ضم بلکہ ختم ہو جاویں گی اور پارہ کڑاہی میں تیرتا رہے گا۔ اُڑے گا نہیں بلکہ قائم النّار ہو جائے گا۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے سکھوں سے کہا کہ نُسخہ تو ٹھیک ہے آیئے دوبارہ کوشش کرتے ہیں انشاءُ اللہ تعالیٰ پارہ ضرور قائم النار ہوگا۔ مَیں نے اُن سے کڑاہی دُھلوائی۔ تمام اشیاء اس میں باری باری طریقے کے مطابق ڈالیں۔ نیچے ہلکی ہلکی آگ جلادی۔ اور تمام کام سکھوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا۔ جب تمام ادویات آگ سے پارے میں جذب ہو گئیں تو پارہ کڑاہی میں تیرنے لگا۔ مَیں نے سکھوں سے کہا۔ خالصہ جی! اَب آپ آگ تیز کر کے دیکھیں کیا پارہ اُڑتا ہے

کہ نہیں ؟ خالصوں نے کڑاہی کے نیچے آگ تیز کر دی اور وُہ حیرانگی سے دیکھ رہے تھے کہ پارہ تیر رہا ہے اُڑ نہیں رہا۔ وُہ بُہت خوش ہُوئے۔ مَیں نے کہا پارہ قائم النار ہو گیا ہے۔ اَب آپ اس سے دوائی یا اکسیر وغیرہ جو مرضی چاہے بنا لیں۔ قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ مَیں دوسرے روز اسی راستے سے اپنے گاؤں واپس جا رہا تھا کہ وُہ سِکھ پھر وُہی نُسخہ بنا رہے تھے مُجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ سلام کیا اور کہا۔ چوہدری جیؒ مہاراج! یہ نُسخہ ہم سے تو نہیں بنتا ہم نے آپ کے طریقے پر کئی بار دوبارہ عمل کیا ہے۔ پارہ قائم النار نہیں ہوتا۔ بلکہ اُڑ جاتا ہے۔ مُعلوم ہوتا ہے آپ نے اس میں کوئی اور چیز بھی ڈالی تھی حضرت قِبلہؒ نے کہا مَیں نے تو کوئی دوائی اُن ادویات کے علاوہ کڑاہی میں نہیں ڈالی تھی۔ اب آپ ایسا کریں تمام برتن اچھی طرح صاف کر لیں اور تمام اشیاء لے آویں۔ اور خیال رکھیں مَیں اپنی طرف سے کچھ نہ ڈالوں گا۔ ہم دوبارہ کوشش کرتے ہیں انشاء اللہ تعالےٰ پارہ پھر قائم النار ہو گا۔ دوبارہ اس کتاب کے طریقہ پر عمل کیا گیا اور حضرت قِبلہؒ فرماتے تھے کہ تمام کام سِکھوں نے اپنے ہاتھوں سے کیا اور بالآخر پارہ قائم النار ہو گیا۔ تمام سِکھ بُہت حیران ہُوئے اور احسان مندی میں حضرت قِبلہؒ کے پاؤں چھُونے لگے۔ آپ نے کہا۔ نہیں آپ ایسا نہ کریں۔ مَیں اب چلتا ہُوں۔ اب آپ اس قائم النار پارہ سے جو مرضی دوائی وغیرہ بنا لیں۔۔۔۔۔

(چند دن بعد سِکھوں کا قِبلہ چوہدری صاحبؒ کو پھر پیغام مِلا، کہ اُن کی کوشش کے باوجود اُن سے دوبارہ نُسخہ نہیں بن سکا اور پارہ قائم النار نہیں ہُوا۔ نُسخہ اُن سے کیوں نہیں بن سکا۔ اِسکی تفصیل بعد میں آ رہی ہے)

کیمیاُ و سیمیاُ و ھیمیاُ و ریمیاء کس نداند جُز بذاتِ اولیاء
نظر جنہاندی کیمیا، اوہ سونا کر دے وٹ ذاتاں دِتیاں ربدیاں کیا سیّد کیا جٹ

اِن نسخوں سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ایک بہت ہی حاذق طبیب اور حکیم بھی تھے۔ مگر اُنہوں نے یہ تمام نُسخے اپنے شاگردوں اور دوستوں کو لکھوا دیئے تھے (اور اب صرف ایک شاگرد صُوفی محمّد علی صاحب حاصل پور میں زمینداری کے ساتھ ساتھ تھوڑی بہت حِکمت بھی کرتے ہیں اور کسی دوست نے کوئی نُسخہ ترتیب نہیں دیا)۔

۹۔ دھات کی ہیئت میں تبدیلی

قِبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ دھات کی ہیئت میں تبدیلی کا وقُوع پذیر ہونا مثلاً جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے کہ :۔

ا۔ سیماب (پارہ) کا مائع یا سفُوف حالت میں قائم النّار ہونا اور پھر پارہ کی اکسیر سے مُختلف ادویات کا اور خصُوصاً چاندی کا بننا اور

ب۔ تانبے کا کُشتہ و اکسیر بننا اور پھر اکسیر سے مختلف ادویات کو ترتیب دینا اور سونے کا بن جانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت کے علاوہ مُمکن نہیں اور ایسے کُشتہ جات اور اکاسیر کے لیئے بندۂ مومن کے لئے عبادت، ریاضت، حقُوق اللہ اور حقُوق العباد وغیرہ کی پابندی بہت لازمی ہے۔ بصُورتِ دیگر اگر یہ تمام نُسخے کسی بُزرگ یا ولی اللہ کی معیّت میں پہلے ترتیب بھی دیئے ہوں تو بعد میں کسی دُوسرے سے نہیں بن پاتے اور اگر کُشتہ کی کوئی صُورت بن بھی جاتی ہے تو وہ عموماً کچارہ جاتا ہے اور مُضر اثرات بھی دُور نہیں ہوتے۔

حضرت قِبلہؒ نسخہ (۱) پارہ کا مائع حالت میں قائم النّار ہونا جو سیکھ

حضرات سے تیار نہیں ہو رہا تھا خصوصاً اِس کے متعلق بتاتے تھے کہ نسخہ اپنی جگہ بالکل درست تھا اور کسی مسلمان بزرگ کا تحریر کردہ تھا۔ اور وُہ حکیم صاحب اہل اللہ ہوں گے۔ مَیں نے تو صرف اس لئے اسے بنانے کی کوشش کی کہ خالصہ صاحبان لکھنے والے یعنی مسلمان درویشؒ کو کوس رہے تھے کہ اُس نے تمام غلط لکھا ہے، مَیں نے دیگر ادویات کا سہارا لیا تھا، مگر درحقیقت پارے کو درُود شریف ذِکر اللہ و کلام اللہ کی چند آیات مُبارک کی توجّہ دی تھی اور پارہ ہر دفعہ قائم النار ہو جاتا تھا۔

حضرت قِبلہؒ بتاتے تھے کہ اب سمجھنا بہت آسان ہوگا کہ پارہ وغیرہ کا قائم النار ہونا اور اس کی اکسیر سے چاندی کا بننا اور تانبے وغیرہ کی اکسیر بننا اور اس سے سونے کا بن جانا یا کسی اور دھات سے کسی اور دھات کا بننا یا کسی بھی دھات سے یا کسی شیئ سے بھی سونے کا بن جانا زیادہ تعجب خیز نہیں ہے، بلکہ یہ تمام ثمرات اِذکارِ الٰہی ہیں اور حضور نبیٔ کریم ﷺ (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) کی غلامی و نگاہِ رحمت کے سبب ہے۔

حضرت قِبلہؒ مزید وضاحت فرماتے تھے کہ بعض اوقات ہم لاعلمی کی بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ پُرانے فُلاں فُلاں حکیم صاحب کے پاس تپ دق، دمہ، نزلہ و زکام اور خُون کے دباؤ وغیرہ کے لئے بڑے نایاب قیمتی و مجرّب نُسخے تھے مگر وُہ حکیم صاحب (اتنے لالچی تھے) کہ وفات کے وقت تک اُنہوں نے کسی کو نہ دیئے اور لہٰذا وہ تمام نسخے ضائع ہو گئے؟ مگر اگر ہم حکیم صاحب کی زندگی کا جائزہ لیں مثلاً۔

و۔ وہ مریض سے کتنے پیسے فیس یا دوائی کے لیتے تھے؟ تو صرف پیسہ یا دو پیسے کی دوائی دیتے تھے اور اگر صرف نسخہ لکھ دیا تو کوئی پیسہ وصول نہ کیا۔

ب۔ کیا اُن حکیم صاحبؒ نے بنگلے یا کوٹھیاں کھڑی کیں، موٹر گاڑیاں یا زرعی جائیداد بنائی؟ جی نہیں۔ وہ تو اکثر پیدل یا تانگے پر سفر کرتے تھے اور وفات کے بعد صرف ایک چھوٹا سا مکان اور دکان ان کی بیوی و بچوں کو مل سکے۔

ج۔ اُن کا اخلاق، رہن سہن اور تشخیص کیسی تھی؟ جی بہت عمدہ بلکہ وہ غریب آدمی کا علاج تو مفت کیا کرتے تھے۔

د۔ صوم وصلوٰۃ، حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کیسے تھی؟ جی بہت پابند تھے، بلکہ نیم شب نوافل بھی ادا کرتے تھے درود شریف اور اذکارِ الٰہی کا ورد اور تلاوتِ کلام اللہ بہت کرتے تھے اور ان کے ہاتھ میں بہت شفا تھی وغیرہ وغیرہ۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ (ا سے د تک) یہ تمام اوصاف اور خوبیاں تھیں جن میں محترم حکیم صاحبان کا کاروبار چلتا تھا اور وہ کشتہ جات ترتیب دیتے تھے اور اکسیر وغیرہ بناتے تھے اور وفات سے پہلے وہ یقیناً تمام نسخے اپنے شاگردوں کو دے جاتے تھے، مگر چونکہ اِن لوگوں نے اتنی عبادت ریاضت اور محنت نہیں کی لہٰذا وہ یہ تمام نایاب قسم کے نسخے ترتیب نہ دے سکے اور نہ ہی ان کے ہاتھ میں چندان شفا وغیرہ رہی۔

* ترتیبِ کشتہ جاتِ پارہ، تانبا، ابرق، فولاد و چاندی وغیرہ اس طبابت سے خارج ہیں۔ (معذرت خواہ ہیں)

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ فرماتے تھے کہ ہم اُمتیوں کی لاانتہا خوش بختی ہے کہ ہمارا ایمانی و رُوحانی اور ظاہری و باطنی تعلق اپنے نبیؐ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ہے اور جس قدر ہمارا یہ تعلق پُختہ و مضبوط ہوگا اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اسی قدر بلکہ زیادہ ہی نبیؐ کریم، رؤف رحیم رحمتؐ للعالمین، عزیزٌ حکیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جانب سے فیضان و تصرفِ رسالت و نبوّت ہمیں نصیب ہوگا۔ رُشد و ہدایت، حُسنِ سلوک اور حُسنِ خلائق، عدل و احسان تقویٰ و طہارت، علم و حِکمت اور معرفت و رحمت اور یہ تمام سب کچھ اُمتیوں پر بلکہ کل کائنات پر رسالت و نبوّت کا فیضان اور تصرف ہی تو ہے۔۔۔ اور مختصراً حکمت و شفا کے ضمن میں حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ جس قدر ہم حقوق اللہ، حقوق العباد، رزقِ حلال، صوم و صلوٰۃ خیرات و زکوٰۃ، ریاضت و عبادت، تلاوت کلام اللہ اور درُود و اذکار شریف کی ادائیگی اور پابندی کریں گے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُسی قدر ہی زیادہ حکمت و شفاء اور فیضان و تصرفِ رسالت و نبوّت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہمیں میسّر ہوگا۔۔۔ تو حکیمِ حاذق کے لئے تمام اعمالِ صالحہ کی ادائیگی اور پابندی بہُت ضروری ہے۔ ورنہ اگر نسخہ دُرست بھی ہُوا اور طبیب یا حکیم صاحب کے اعمالِ صالحہ نہ ہوں یا لالچی ہوں اور صاحب عبادت و ریاضت نہ ہوں تو اُن سے کسی بھی اعلیٰ دھات کی اکسیر نہ بن سکے گی اور نہ ہی دھات کی ہیئت بدل سکے گی اور نہ ہی اُسکی ادویات میں خاص شفاء ہوگی۔۔۔

حضرت قبلہؒ بتاتے تھے کہ یہ نُسخہ ایک دفعہ کراچی میں بنا کر ایک مریض کو چند خوراکیں دیں اور اس کا کہنہ دمہ و تپدق وغیرہ ٹھیک ہو گئے۔ بعد میں ایک بہت بڑی حکمت والی کمپنی کو پتہ چلا کر میرے پاس پارہ قائم النار کرنے کا نُسخہ ہے تو اُنہوں نے مجھے کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے پاس ماہانہ دو ہزار روپے بمعہ دیگر سہولتوں کے آپ ہماری کمپنی میں ملازمت کر لیں اور کشتہ جات ترتیب دیں اور اس کام کی نگرانی کریں میں نے نہ کر دی کہ میرا فی الحال نوکری کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ پھر اُس کمپنی نے کہا کہ پارہ قائم النار کرنے کا نسخہ ہمیں سمجھا دیں اور کروا دیں اور ہم سے یک مشت ایک لاکھ روپے لے لیں۔ حضرت قبلہؒ نے کہا کہ نہیں میں نے تو یہ کام فی سبیل اللہ کیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی فی سبیل اللہ کرتا رہوں گا۔ پھر کمپنی والے خاموش ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱۹۴۹ء، ۵۱ء کا ہے۔

باب - ۷

مُسوّداتِ کُتُب

حضرتِ قبلہ چوہدری صاحبؒ نے اپنی زندگی میں تین چار کتابوں کے مُسوّدات تیار کئے اور اُنکے موضوعات عشقِ رسُول (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) کی ذاتِ مُبارک کا عرفان اور اُنؐ کی شانِ ظاہر و شانِ باطن تک رسائی نصیب ہونا اور اُنہی کی ذاتِ مُبارک کا مقصُودِ کائنات، مقصُودِ انسانیت و مقصُودِ مُومن اور "مقصُود موجُود" ہونا نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) کی ظاہر و باطن میں زیارتِ پاک، سعادتِ مُلاقات اور آپؐ حضور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) سے براہِ راست رُشد و ہدائیت و عُقدہ کشائی کا نصیب ہونا یہی مضامین اُن تمام کُتب کا مرکز و محور تھے۔

نُور اُوؐ مقصُودِ مخلُوقات بود اصل معدُومات و موجُودات بود

(خواجہ فریدالدّین عطّارؒ)

ایک کتاب کا نام "خیال اور عشق" تھا۔ دُوسری کا "حریمِ دل" اِن کُتب کے مسوّدات حضرتِ قبلہؒ کے کسی دوست کے پاس ہیں، مگر طباعت نہیں ہو سکی ہے۔ ایک کتاب کا مسوّدہ قیامِ پاکستان کے وقت دہلی میں ہی رہ گیا تھا۔ اُس کا نام یاد نہیں۔

ویسے تو حضرتِ قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ہاتھ کے لکھّے ہُوئے کئی باب اتّباعِ اور عشقِ رسُولِ مقبُول (علیہ الصلوٰۃ وسّلام) مُقصُودِ کائنات، دوستِ حقیقی اور صراطِ مُستقیم کے عُنوانات و موضُوعات پر دوست و شاگرد حضرات کے پاس پڑے ہیں، مگر اِن میں سے چند اس عاجز راقم کے پاس بھی ہیں، مگر ان میں سے دو، جن کے عُنوانات "توحید پرست اور خُدا بین" اور "سُخن بے ریا" اور نماز بے خطر ہیں۔ اِنہیں کتابِ ھذا میں شامل کر رہا ہُوں، مگر ان میں بعض حقائق اور اسرار ایسے تھے جن کو تحریرِ دکتابت میں لانے کی رُخصت نہیں لہٰذا اُن کی طباعت سے معذُوری ہے۔

۱- توحید پرست اور خُدا بین

خُدا بین نے توحید پرست سے کہا حضرت آپ لوگوں کو توحید پرستی کی دعوت دے رہے ہیں۔ کبھی اپنے خالقِ ازل کو دیکھا بھی ہے۔ توحید پرست نے کہا۔ خُدا کو ہم نے دیکھا تو نہیں مگر وہ ازل سے ہی موجود ہے۔ خُدا بین نے کہا اس میں کوئی بھی شک نہیں ہے۔ اُس کی ذاتِ قدیم ازل ہی سے موجود ہے۔ جب وہ ازل سے ہی موجود ہے پھر اُس کو دیکھنا چاہیئے۔ اُس کو دیکھنے کے بعد لوگوں کو توحید کی دعوت دیں بغیر دیکھنے کے آپ لوگوں کو توحید کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس طرح تو توحید پرستی کا آپ کا دعویٰ غلط ہے۔ کسی بھی مذہب کے انسان کو خدا کے موجود ہونے پر انکار نہیں ہے۔ کوئی کسی بھی غیر خدا کی پرستش کرتا ہے تو اُس کے دماغ میں تصوّرِ خُدا کا ہوتا ہے اگر خدا کے موجود ہونے کا نام ہی توحید پرستی ہے تو پھر ہر انسان ہی توحید پرست ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب کا آدمی ہو اور کسی بھی چیز غیر حق کو سامنے رکھ کر خُدا کا تصوّر کر لیا جائے تو وہ بھی توحید پرستی ہوئی پھر اسلام کی توحید پرستی اور دیگر مذاہب کی توحید پرستی میں کیا فرق ہوا؟ جب آپ نے خُدا کو دیکھا ہی نہیں، پھر تو آپ توحید پرست نہیں ہیں۔ توحید پرست تو وہ انسان ہے جس نے تصویرِ الٰہی کو دل میں دیکھ لیا۔ وہ تصویرِ الٰہی ہر حاجت سے پاک ہے۔ وہ بے نیاز صورت ازل سے ہی موجُود ہے۔ حاجت روا ہے۔ مخلُوق حاجت مند ہے۔ وہ خالق ہے

مخلوق کا مالک ہے۔ جب انسان استغراق کے عالم میں دل کے اندر ڈوب جاتا ہے۔ پھر اُس بے نیاز صورتِ الٰہی کو دیکھتا ہے۔ اُس وقت توحید پرست بن جاتا ہے۔ پھر مخلوق کو توحید پرستی کی دعوت دیتا ہے۔ دل کے اندر صورتِ الٰہی باطن و انفس میں شانِ محبوبی میں جلوہ فرما ہے۔ یہ راز فاش کرنے سے مخلوق میں فتنہ پھیلتا ہے۔ ظاہر پرست لوگ اہلِ باطن کی مخالفت کرتے ہیں۔ عقل اور علم سے یہ راز پوشیدہ ہے۔

ظاہر توحید پرست تو توحید کو بدنام کر رہے ہیں۔ جیسے غیر مذہب والوں نے توحید کا تصوّر قائم کر لیا ہے۔ ویسے ہی ظاہر توحید پرستوں نے ایک توحید کا تصوّر قائم کر لیا ہوا ہے۔ لاکھوں غواص لوگ جو دل میں ڈوبنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اُن میں سے ایک یا دو دل میں ڈوب کر صورت الٰہی کو دیکھتے ہیں باقی تو ناکام ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔ مردِ میدان وہی ہے جو اس مقام میں غواص کرتے وقت جان پر کھیل جاتا ہے۔ درِ جاناں پر جان دے دیتا ہے۔ عاشقِ الٰہی وہ ہے جو جمالِ الٰہی کے پرتو سے زندہ رہتا ہے اور اپنی فانی زندگی سے مٹ کر دیدارِ الٰہی سے زندہ رہتا ہے۔ اُس کو دیدارِ الٰہی سے حیاتِ جاوِدراں عطا ہو جاتی ہے۔ گو وہ مخلوق میں رہتا ہے لیکن مخلوق سے اُس کا حال جُدا ہوتا ہے۔ درویش جب تک دل کی خلوت میں غواص نہیں کر جاتا، کافر ہی رہتا ہے۔ دل میں غواص کر جانے سے کافر بھی مسلمان بن جاتا ہے۔ دل کی خلوت میں جب انسان غواص کر جاتا ہے، کُفر اور شرک سے پاک ہو جاتا ہے۔ جمالِ الٰہی کو جس نے نہیں دیکھا وہ مسلمان بھی کافر اور مشرک ہے جو انسان خلوت نشین ہو جاتا ہے وہ کُفر و شرک اور دوئی سے پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خلوت ذات میں صورتِ الٰہی، شانِ محبوبی میں جلوہ فرما ہے (آگے

تحریر کرنے کی رُخصت نہیں ہے) یہ باطن، خلوت والفس کا مقام، عارف کو بڑی مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ صُورتِ الٰہی کا عاشق ہی دل میں غواص کرتا ہے خلوت کے راز کو وہی جانتا ہے جس نے صُورتِ الٰہی کو دل میں دیکھ لیا ہے وہ سچا توحید پرست ہے جن لوگوں نے دل کے اندر صورتِ الٰہی کو نہیں دیکھا وہ جھوٹے توحید پرست ہیں۔ واصِل کے سامنے صاحبِ عرفان اور صاحب علم کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے مقصُود تو وصل الٰہی ہے۔ علم اور عرفان مقصُود نہیں ہے۔

۲- سُخنِ بے ریا نمازِ بے خطر

ایک نمازی نے غیر نمازی سے کہا کہ آپ نماز پڑھا کریں۔ غیر نمازی نے کہا۔ حضرت بے خطر نماز پڑھنی نہیں آتی۔ جب نماز میں خُدا کے حضور کھڑا ہو جاتا ہوں تو خیال میں دُنیاوی معاملات میں پھنسا ہوُا ہوتا ہوں اس لئے مَیں تنگ آکر نماز ترک کر دیتا ہوں۔ آپ مجھے کوئی ایسی ترکیب بتا دیں، جس پر عمل پیرا ہونے سے نماز میں کسی غیر کا خیال نہ آئے اور مَیں خُدا کے حضور میں کھڑا ہو کر خدا کو دیکھتا رہوں۔ نمازی نے کہا۔ بے خطر نماز تو میری بھی نہیں ہے باحضور نماز تو مجھے بھی ادا کرنی نہیں آتی۔ غیر نمازی نے کہا۔ بھائی صاحب اگر نماز میں غیر حق کا خیال آجائے تو نماز نہیں ہوتی۔ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اگر گاؤ خر چراتے ہیں پھر تو خدا کی نماز نہیں ہے وہ تو گاؤ خر کی نماز ہے۔ نمازی نے کہا۔ بات تمہاری حق ہے۔ چلو کسی ایسے نمازی کو تلاش کریں جس کی نماز بے خطر ہو۔ غیر نمازی نے کہا۔ ایک شخص مَیں نے دیکھا ہے جو نماز میں کھڑے ہو کر روتا رہتا ہے۔ عام طور پر خاموش رہتا ہے اور صرف مطلب کی بات کرتا ہے۔ فضول گفتگو نہیں کرتا۔ نمازی نے کہا۔ چلو اُسی کے پاس چلتے ہیں۔ شاید ہمارا مسئلہ حل ہو جائے۔ جب وہ اس نمازی کے پاس گئے تو وہ خاموش سرنگوں ہو کر بیٹھا ہوُا تھا۔ جب اس نے سر اُٹھایا تو کہا، آپ کس لئے میرے پاس آئے ہیں۔ دوسرے نمازی نے کہا۔ "نماز بے خطر سخن بے ریا" کے

متعلق آپ سے گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس نے کہا، طلب تو تمہاری صحیح ہے لیکن میں اس قابل نہیں ہوں، یہ خوبی تو اولیاء اللہ میں ہوتی ہے۔ ان کی نماز بے خطر اور ان کا سخن بے ریا ہوتا ہے۔ میں تو خود اسی جستجو میں ہوں کہ کوئی راز دان مل جائے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ ایک دن ایک خُدا کا دیوانہ ملا تھا اس نے مجھے کہا تھا۔ دین والے کو تلاش کرو۔ وہ کہاں ہے۔ جب تک دین والا نہیں ملتا۔ اس وقت تک دین بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اس کی بات میرے دل میں اُتر گئی۔ اَب میں دین کی تلاش میں نہیں ہوں بلکہ دین والے کی جستجو میں ہوں۔ کبھی کبھی وہ دیوانہ محبّت و مستی کے عالم میں جھُومتا ہوا یہاں سے خاموش گزر جاتا ہے، مجھ سے گفتگو تک نہیں کرتا۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اُنہوں نے دیکھا کہ وہ کُشتۂ محبّت سامنے چلا آ رہا ہے۔ سب نے سلام عرض کیا۔ اس نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔ غیر نمازی نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ حضرت ہمیں "نمازِ بے خطر اور سُخنِ بے ریا" سے آگاہ کریں۔ اس نے جواب دیا۔ نماز والے کو تلاش کرو۔ غیر نمازی نے عُرض کی آپ بتا دیں کہ نماز والا کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ کیا تم کو میری بات پر یقین ہے۔ غیر نمازی نے عرض کی۔ آپ کی حق بات پر ہم لوگوں کو یقین کامل ہے۔ اس نے جواب دیا۔ مولا کریم نے "فی انفسکم" فرمایا ہے۔ کیا اس پر ایمان پُختہ ہے؟ غیر نمازی نے کہا۔ ہاں اور میں اس کے معنی بھی جانتا ہوں۔ یعنی مولا کریم کا ارشاد ہے کہ میں تمہارے نفسوں میں ہوں مگر یہ راز ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ خالق ازل ہمارے نفسوں میں کہاں ہے؟ اس دیوانے نے جواب دیا "فی انفسکم" کا مقام دل ہے۔ دین والا دل میں ہے۔ جب خیال دل کے اندر ہی دین والے کے

ساتھ پھنسا رہے تو نماز خود بخود "بے خطر" ہو جاتی ہے۔ اگر انسان کے دل کے اندر سے دین والے کی آواز آئے تو وہ "سخن بے ریا" ہے۔

غیر نمازی نے کہا۔ حضرت آپ کی حق بات نے ہمارے یقین اور ایمان کو پختہ کر دیا ہے۔ اب ہم دین والے کو دل کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ ذرا اتنا کرم فرما دیں کہ دین والے کو دل میں دیکھنے کا طریقہ بھی بتا دیں۔ ہم بھی دین والے کو جی بھر کر دیکھ لیں۔ ہماری بھی نماز بے خطر ہو جائے۔ دیوانے نے کہا کہ آپ کی طلب صادق ہے، اس لئے آپ کو نماز بے خطر کا طریقہ بتا دیتا ہوں۔ ہر سانس کے ساتھ اِلاّ اللہ کا ذکر کرو۔ کوئی سانس بھی تیرا ذکر سے خالی نہ ہو۔ ذکر کی گرمی عشق کی گرمی ہے۔ ذکر کی گرمی سے دل گرم ہو کر گداز ہو جاتا ہے اور دل کی کدورتیں جل جاتی ہیں۔ دل کے اندر اِلاّ اللہ کا چراغ روشن ہے۔ وہ چراغ کسی کے حسن کا چراغ ہے۔ ذکر کے زور سے دل کھول کر دین والے کو دل کے اندر دیکھ لو۔ دین والے کے عشق کے بغیر شرع و دین بتکدہ تصوّرات ہیں۔ جب تک دین والے کو نہ دیکھا جائے۔ انسان مومن نہیں بنتا۔ کافر ہی رہتا ہے۔ ابھی تک آپ دین والے کی باتیں ہی سنتے رہے ہیں۔ آپ دین والے کو دیکھیں۔

غیر نمازی نے کہا۔ جب تک دین والے کو نہیں دیکھ لوں گا۔ مجھ پر میری زندگی کی ہر ساعت حرام ہے۔ غیر نمازی ذکر دوام میں مشغول ہو گیا۔ ذکر کی گرمی سے آتش عشق وجود میں بھڑک اُٹھی۔ سوزِ دل پیدا ہوا۔ غیر نمازی اپنے آپ میں بے خود ہو کر گم ہو گیا۔ جب دین والے کو دل میں دیکھ لیا تو ہوش میں آیا۔ دیوانے نے پوچھا، کیا دین والا دیکھ لیا۔ اُس نے جواب دیا۔ خُدا تو دل میں صورت پذیر ہے۔ (جن بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کو یہ مشاہدہ نصیب

ہوا۔ وہ جانتے اور پہچانتے ہیں کہ وہ مالک کس صورت مبارک میں موجُود ہے۔ آگے تحریر کرنے کی رُخصت نہیں ہے) میں نے دین و دُنیا کے مالک کو دیکھ لیا ہے۔ اِلاّ اللہ اور اللہ تو اس کے اسم ہیں۔ ذاتی اور صفاتی اسمآء سب اُسی کے ہیں۔ مخلوق اور کائنات اس مسئلہ میں سُراب اور اُلجھن کا شکار ہیں۔ ذاتی شان اور صفاتی شان دونوں میں وہی موجود ہے۔ دل، خلوت اور انفس، کبریائی شان میں بھی وہی اور آفاق و جلوت میں محبُوبی شان میں بھی وہی موجُود ہے۔ آج میں مُسلمان بن گیا ہوں۔ دین والے کو دیکھ لیا ہے۔ آج مجھے معلُوم ہو گیا ہے کہ نماز بے خطر کس طرح ادا کی جاتی ہے۔ اب میرا خیال دین والے میں پھنسا ہوا ہے اور ہر وقت نماز میں رہتا ہوں۔ ماسوا کی طرف خیال جاتا ہی نہیں۔ خیال ہر وقت یار میں گم رہتا ہے۔ یہی بے خطر نماز ہے۔ اس مالک بے نیاز کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے دیدار کا شرف بخشا ہے۔ آج میں دُنیا کے مُسراب اور دھوکے سے نکل گیا ہوں۔ آج دین و دُنیا والے نے مجھے اپنی راہ دکھا کر میری تقدیر بدل دی ہے۔ سُنا کچھ اور تھا لیکن حقیقت کچھ اور ہی عیاں ہوئی۔

مردِ درویش نے اس سے کہا۔ میرے عزیز! دین والے کو عاشقوں نے اسے بڑی مشکل سے دیکھا۔ پیٹ کو بھُوکا رکھا۔ دُنیا کی عیش و عشرت کو اپنے آپ پر حرام کیا۔ بوریا نشینی اختیار کی۔ دُنیا کی سختیاں سہتے رہے۔ دُنیا کی طرف سے رُخ پھیر کر دوست کی طرف رُخ کر لیا۔ جان کی بازی لگا کر خیالِ یار میں گم ہو کر بیٹھ گئے۔ بڑی مشکل سے دین والے تک رسائی ہوئی۔ جب دین والے کے لئے عاشق سب کچھ ترک کر دیتا ہے۔ تب جا کر وہ ملتا ہے جب تک عاشق اس کے عشق میں خام ہوتا ہے ناکام رہتا ہے لیکن جب

اس کے عشق میں پختہ ہو جاتا ہے تو حجاب خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔ قصور تو انسان کا اپنا ہے کہ اس کا، اور دُنیا کا دونوں کا ہی طالب ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک وقت میں خیال کی توجہ دو طرف رہے کیونکہ خیال تو ایک ہی ہے اس لئے خیال کی توجہ بھی ایک ہی طرف رہ سکتی ہے۔ اور جب خیال کی توجہ پوری قوت سے ایک ہی جگہ کام کرتی ہے تو کامیابی نصیب ہو جاتی ہے اور دین والا مل جاتا ہے۔ عاشق کا دین و ایمان صرف محبوب ہوتا ہے۔ جو دین والے کا عاشق نہیں۔ دین و ایمان اس کے پاس کہاں ہے؟ کیونکہ انسان کا دین و ایمان ظاہراً اور باطناً دین والا ہی تو ہے۔ اگر کوئی اسے دیکھنا چاہے تو دل کی خلوت و انفس میں دیکھ سکتا ہے۔ دین والا ہر شان میں نظر آتا ہے اور دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے عاشقوں سے دوستوں کی طرح ملتا ہے۔ اُن کے ساتھ گفتگو بھی دوستوں کی طرح کرتا ہے۔ اس کا انداز گفتگو ہر دوست کے ساتھ اسی کی زبان میں اور اس کے حسبِ حال و استعداد ہوتا ہے۔ اس وقت ان میں بندگی و مولائی کی نسبتیں کام نہیں کرتیں بلکہ یہ امتیاز اُڑ جاتا ہے۔ محبّت کا کمال ہی یہ ہے کہ دونوں میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ امتیاز تو محبت کی کمی کی دلیل ہے۔ جیسی شفقت وہ اپنے عاشق سے روا رکھتا ہے۔ عالم ظاہر میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ روا نہیں رکھ سکتے۔ وہ تو اپنے بندوں کو ہر طرح نوازتا ہے۔ مانگنے والے جو چاہیں مانگ سکتے ہیں اور وہ ہر چیز دیتا ہے۔ وہ تو مائل بہ کرم ہی رہتا ہے لیکن اس کے عاشق اس سے اسی کو مانگتے ہیں۔ ساری کائنات اس سے مانگتی ہے اور دینے والا بھی وہی ہے اور کوئی بھی نہیں۔ سب کو سب کچھ وہیں سے ملتا ہے۔ ہم اسے کسی بھی اسم سے پکاریں وہی مخاطب ہوتا ہے۔ وہی سب کا حاجت روا

ہے. جب کائنات کا خالق، مالک اور رازق وہی ہے تو مصیبت کے وقت اسی کو پکارنا ہے جب بھی اس کو پکارا جائے جہاں بھی پکارا جائے وہ موجود ہے. بعض لوگ تو اس کے نام تک سے بے زار ہیں۔ وہ ان کو بھی نوازتا ہے کیونکہ ازلی رشتہ تو کائنات کا وہی ہے۔ ساری کائنات ہر صورت میں اسی کا در کھٹکھٹا رہی ہے۔ بعض لوگ دوئی کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دوئی کہاں ہے وہی وہ تو ہے اس کا غیر تو موجود ہی نہیں۔ اس کے سوا اور کون ہے جو موجود ہو سکے. موجودیت صرف اسی کو لازم ہے. غیر کیلئے تو کہیں گنجائش ہے ہی نہیں۔ اس کا غیر ہو بھی اور کیا ہو سکتا ہے ؟ دیکھنے والے اس کو دیکھتے رہے ہیں۔ وہ دوئی سے پاک ہو گئے باقی لوگ دوئی کے جھگڑے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ اپنا حشر خراب کر رہے ہیں۔ اگر وہ خالق ازل کو دیکھنا چاہتے ہیں تو دل کی خلوت میں غوطہ لگا کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ کون ہے اس کا فیصلہ تو دیکھ کر ہی ہو سکتا ہے۔ بے یقینی تو مسلمان کے لئے کفر ہے. جھگڑے سے کیا فائدہ ہے. اگر کوئی اس کا چاہنے والا ہے تو کسی دانائے راز کو تلاش کرے جو اس کے دل کی خلوت کا راستہ دکھا دے. جھگڑے سے آپس میں کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے. مسلمان کے اندر اختلاف و فرقہ پرستی کا جو بازار گرم ہے. اس کا واحد علاج یہی ہے کہ وہ اپنے شک کو دور کرنے کیلئے دل کی خلوت میں غواصی کر کے دیکھ لیں کہ دل کے اندر کون ہے ؟ پھر دیکھنے کے بعد حقیقت ظاہر ہو جائے گی اور جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ توحید پرستی کا انجام نکل آئے گا۔ توحید پرست انسان کے دل کے اندر جو بھی موجود ہے وہ خدا کی ازلی صورت ہے اس ازلی صورت کو دیکھ کر انسان کا ایمان چونکہ حقیقت کے عین مطابق ہو گا اور سب پر ایک ہی حقیقت کا انکشاف ہو گا۔ اس لئے جھگڑا پیدا

ہونے اور فرقہ پرستی کے سر اُبھارنے کے اسباب ہی پیدا نہیں ہوں گے۔
جھگڑے صرف حقیقت توحید سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہیں اور انہی سے
فرقہ پرستی کو ہوا ملتی ہے۔ مولا کریم نے انسان کو دیکھنے کی توفیق دی ہوئی ہے
اگر انسان دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے اور اگر کوئی دین والے کو دیکھنا ہی
نہیں چاہتا تو اس کا تو علاج ہی نہیں۔ وہ ابد و اباد تک ظن و تخمین کی ہولناک
وادیوں میں ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ توحید کی اُسے ہوا بھی نہیں لگے گی۔ انسان
پر سب سے بڑا فرض خُدا کی تلاش ہے۔

دَرس و تدریس باجازت

یہ ۱۹۶۱-۶۲ء کا واقعہ ہے کہ میں (یعنی راقم) اُن دنوں محکمہ زراعت پشاور میں متعین تھا اور حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ رحیم یار خان سے میرے ہاں ترناب فارم پشاور میں مقیم تھے۔ بہت سے احباب[1]، حضرت قبلہؒ کی صحبت میں بیٹھے، ذِکرُ اللہ، سُلطاناً النصیراً کا سبق لیا اور اِسے کرنے کا طریقہ سیکھا۔ ان احباب کے ساتھ ایک محترم بزرگ سیّد[2] صاحب بھی تشریف لے آئے تھے۔ محترم شاہ صاحب سلسلہ نقشبندیہ سے تعلّق رکھتے تھے۔ اور ان کا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میدانِ علم و عرفاں میں ایک اچھا مقام تھا۔

حضرت قبلہؒ فیضانِ ذِکرُ اللہ، اسرارِ الٰہی اور عشق و اتباعِ رسُول مقبول (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) اور آپؐ حضور کی غلامی و رسائی کے متعلق ہمیشہ بہت کُھلے سادہ انداز میں بات کیا کرتے تھے۔ اِس دفعہ ترناب فارم میں قیام کے دوران بھی حضرت قبلہؒ نے ان تمام احباب کو ذکرِ سلطاناً النصیراً سکھایا، سرِّ الٰہی بتایا، شانِ حق ذاتِ ربُّ العالمین کی "ظاہر و باطن، جلوت و خلوت آفاق و انفس" میں نشاندہی کر دی اور مقصودِ کائنات، ذات رحمتٌ للعالمین

---

[1] اِن احباب میں میر بادشاہ، اوّل خان، راز محمدؐ خان اور شمس خان صاحبان آب درّہ سے، یار محمد خان، مظفّر شاہ اور رانا لطیف خان صاحبان پشاور سے تقریباً ہر روز حضرت قبلہؒ کے پاس آتے اور اُن کی صحبت اور درس و تدریس سے فیضیاب ہوتے۔

[2] جیسے کہ مجھے (راقم کو) یاد پڑتا ہے یہ محترم سیّد شفیع صاحب نقشبندی تھے جو گورنمنٹ ٹرانسپورٹ پشاور کی انتظامیہ میں ایک اچھے عہدے پر فائز تھے اور محترم سیّد صاحب یہیں سے ریٹائر ہوئے۔

نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے موجود ہونے کی حقیقت بیان کی۔ تین چار دن تک یہ سلسلہ تعلیم و تربیت ایسے ہی چلتا رہا۔ نئے اور پرانے احباب و شاگرد صاحبان، اس تعلیم اور حقیقت کے انکشاف اور فیضان سے مستفید ہوتے رہے۔

اسی دوران ایک دن محترم سید صاحب نے وہاں ترناب فارم میں آن کر قبلہ چوہدری صاحبؒ سے کہا۔ حضرت قبلہؒ! میں بھی آپ کی تعلیم و تربیت کی باتیں گذشتہ ہفتہ سنتا رہا اور جیسے آپ نوارد احباب کو درس ذکرِ "سلطاناً النصیراً" دے رہے تھے اور سرِ وحدت، سرِ الٰہی ان کو سمجھا رہے تھے۔ میں نے بھی اسی طرح بہت سے دوست احباب کو پشاور میں ذکر اذکار اور سرِ الٰہی بتانا شروع کر دیا تھا۔ مگر گذشتہ شب نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے خواب میں مجھے اپنی زیارت پاک سے نوازا اور پوچھا۔ آپ لوگوں کو ذکر سلطاناً النصیراً کا سبق کیوں دے رہے ہیں اور سرِ وحدت اور سرِ الٰہی کے متعلق کیوں بتا رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ واسلام) یہ اسباقِ تعلیم و تربیت اور علومِ ظاہر و باطن اور آفاق و انفس، مجھے سب قبلہ چوہدری صاحبؒ کی صحبت میں بیٹھنے سے معلوم ہوئے تھے اور چونکہ وہ دوست احباب کو یہ اسباق و اسرار کھلم کھلا اور بے جھجک بتاتے رہے تھے، اس لئے میں نے بھی ان کو دیکھتے ہوئے یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ وسلام) یہ اسباق و اسرارِ معرفت، دوست احباب کو بتانا شروع کر دیئے۔ نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) نے ارشاد فرمایا! "ان کو (یعنی قبلہ چوہدری صاحبؒ کو) بتانے دو۔ ان کو اجازت ہے مگر آپ کسی کو یہ اسباق و اسرار نہ بتائیں"۔

میں نے عرض کیا۔ یا رسُولؐ اللہ (علیک الصّلوٰۃ والسّلام) بہت اچھا، حضورؐ میں آپؐ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ مجھ سے بہت غلطی و کوتاہی ہوئی۔ حضورؐ آپؐ مجھے اپنی رحمت کے طفیل معاف فرما دیں۔ سیّد صاحب نے بتایا۔ پھر نبی کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے شفقت فرمائی اور تشریف لے گئے اور میں خواب میں ہی آپؐ حضورؐ پر درُود وسلام پڑھ رہا تھا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

آپؐ پر لاکھوں کروڑوں درُود و سلام ہوں۔

۳؎ کتابِ ہٰذا میں بیان ہو چکا ہے کہ قبلہ چوہدری صاحبؒ کو پاکستان بننے سے قبل یا پاکستان کے قیام کے فوراً بعد، ان اسباق و اسرار کے بتانے اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیّت کی اجازت عطا ہو چکی تھی۔ اور وہ ایسے کرنے کے مجاز تھے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُن کو سلوک کے میدان و عرفان کے مشاہدات نصیب ہو چکے تھے اور اس ضمن میں حضرت قبلہؒ فرمایا کرتے تھے کہ بغیر اجازت و مشاہدہ کے، درویش کامل نہیں ہوتا اور اُس کو زیب نہیں دیتا کہ وُہ اجازت و مشاہدہ کے بغیر کسی شخص کی تعلیم و تربیّت کرے اور حقائق و رموز و اسرارِ الٰہی کھولے اور بیان کرے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ کے ایک ارادتمند دوست کی دُعا

یہ کوئی ۱۹۷۰-۷۱ء کی بات ہے۔ آپ قبلہ چوہدری صاحبؒ لاہور اسلام پورہ (کرشن نگر) میں اپنے ایک ارادت مند دوست حاجی نُور محمد صاحبؒ (مرحوم) کے ہاں قیام پذیر تھے۔ محترم حاجی صاحبؒ موضع اجڑام (ہوشیارپور) کے ہی رہنے والے تھے۔ چند اور دوست بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت قبلہؒ ذِکرُ اللہ و دُرود شریف کی فضیلت سمجھا رہے تھے۔ موضُوعِ گفتگو ہمیشہ کی طرح حضُور نبیٔ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی ذاتِ مُبارک تھا۔ باتوں باتوں میں قبلہ چوہدری صاحبؒ نے تھوڑی بہت فنافی شیخ اور تصوّرِ شیخ پر بات کی۔ اتباع و عشقِ رسولِ مقبُول (علیہ الصّلوٰہ والسّلام) اور مقامِ فنافِی الرّسُول (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور فنافی اللہ و بقا باللہ کی فضیلت و اوّلیّت بتا رہے تھے کہ ایک دوست جن کو ابھی چار پانچ ماہ ہی گزرے تھے کہ وہ حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تھے۔ وہ حضرت قبلہؒ کی باتوں کو بڑے غور سے سُن رہے تھے اور بہت متاثر ہو رہے تھے۔ اُنہوں نے دو تین دفعہ فرطِ مُحبّت اور فرطِ عقیدت سے یہ دُعا مُنہ سے نکالی :-

"حضرتِ قبلہؒ کتنا ہی اچھا ہو کہ ہم دوست آخرت میں
بھی آپ کے ساتھ اُٹھائے جائیں۔"

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا۔ میرے عزیز دوست! مَیں نے جو

آپ کو عرصہ چار پانچ ماہ میں جو راہِ حق کی تعلیم دی اور مقصودِ کائنات کا پتہ بتایا ہے۔ آپ پر جو محنت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِس تعلیم سے آپ نے کوئی بہتر نتیجہ اَخذ نہیں کیا اور کچھ پلّے نہیں باندھا۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر آپ ایسی تمنا و آرزو رکھتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں۔ قبلہ چوہدری صاحب نے ناراضگی میں اُس دوست سے کہا کہ مَیں ایک انسان ہوں اور اللہ تعالیٰ نہ کرے کبھی بھی نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ ہونے دے کہ مَیں عمر کے آخری حصّہ میں، شیطان کے کسی چکر میں پھنس کر گمراہ ہو جاؤں اور خدانخواستہ گمراہی میں ہی آخری وقت آجائے اور آپ کی دُعا اللہ تعالےٰ قبول کر لے تو آپ اچھے باعمل و نیک انسان ہوتے ہوئے اگر خُدانخواستہ مجھ گناہگار و گمراہ کے ساتھ بسبب قبولیّتِ دُعا اُٹھائے جائیں تو پھر جو میرا حشر ہوگا وُہی آپ کا ہوگا۔

عزیز دوست! ایسی دُعا نہیں کرنی چاہیئے۔ مَیں جانتا ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ عقیدت و مُحبّت کی وجہ سے ایسا کیا ہے، مگر ایسی دُعائیں اور ایسی تمنائیں ایک سالک درویش کو زیب نہیں دیتیں۔ آپ قبلہ نے پھر تمام حاضر دوستوں کو سمجھایا کہ ہر چند آپ لوگ میرے دُعاگو رہیں اور مَیں آپ کے لئے دُعاگو رہوں، مگر تمنّا و دِلی آرزو ایک ہی رہے، جو قابلِ صَد دُعا ہے کہ:

"ہمارا اختتام و آخری وقت نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ و السّلام) کی غلامی اطاعت و اتباع میں آئے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبُوب کریم (علیہ الصلوٰۃ و السّلام) کی غلامی اور معیّت میں اُٹھائے (آمین) اور وُہیں تمام انبیائے کرامؑ، اصحابِ کرامؓ، شہدائے عظامؒ، بزرگانِ دینؒ، اولیائے کرامؒ و سب صالحینؒ ہونگے اور آپ حضور (علیہ الصلوٰۃ و السّلام) کی غلامی و معیّت میں نبیٔ کریم رؤفٌ رحیمؐ (علیہ الصلوٰۃ و السّلام) کے جھنڈے تلے اُٹھنا و اکٹھے ہونا ہی لائقِ تمنا و لائقِ دُعا ہے اور ہر اُمّتی و ہم سب کے لیئے کمالِ خوش نصیبی ہے"۔ (آمین)

خلیفہ نامزد کرنے سے معذوری کا اظہار

یہ اوائل ۱۹۸۸ء کا واقعہ ہے اور ان دنوں قبلہ چوہدری صاحبؒ کی طبعیت کافی علیل رہتی تھی۔ بلکہ آپ دو دو تین تین دن تک غذا وغیرہ بھی نہ لیتے تھے۔ مَیں یعنی راقم اُن کی عیادت کے لئے ایک صُبح کو کراچی سے رحیم یار خان اُن کے ہاں پہنچا۔ مجھ سے پہلے ایک اور دوست وہاں موجُود تھے اور وہ لاہور سے عیادت کے لئے آئے تھے۔ ہم نے حضرت قبلہؒ کو سلام عرض کیا اور طبعیت کا حال پوچھا۔ آپ نے بہُت خاموشی سے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کافی بہتر ہے۔ فوراً ہی صاحبزادہ چوہدری شبّیر صاحب ناشتہ لے آئے۔ ہم ناشتہ سے فارغ ہُوئے تو محترم دوست رفیق صاحب نے کہا:۔

رانا صاحب (راقم) آپ ابھی یہاں نہیں پہُنچے تھے تو مَیں حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کا حال پوچھ رہا تھا اور ان کی طبعیت میں کمزوری وادویات کی بابت دریافت کر رہا تھا (در اصل حضرت قبلہؒ کا ۱۹۸۲-۸۳ء میں پیشاب میں رکاوٹ وغیرہ دُور کرنے کے لئے مُلتان میں آپریشن ہُوا تھا) حضرت قبلہؒ فرماتے تھے کہ ادویات سے فائدہ تو پہُنچتا ہے۔ مگر اب پانچ چھ سال سے روزانہ دو تین گولیاں کھا کھا کر طبعیت اُکتا گئی ہے اور اب مزید دوائی وغیرہ لینے کو دِل نہیں چاہتا۔ ویسے میرے عزیز رفیق! ایسے لگتا ہے کہ اس جہاں میں زندگی کا وقت تھوڑا ہی رہ گیا ہے اور میری یہی دُعا و تمنا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے محبوبؐ، نبیؐ کریمؐ

(علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی غلامی میں رہتے ہوئے ہی یہاں سے لے جائے اور وہاں بھی آپ حضورِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی غلامی اور قُرب نصیب رہے (آمین) یہی سرمایۂ حیات ہے اور سرمایۂ مؤمن ہے (آمین) مُحترم رفیق صاحب نے کہا۔ مَیں نے عرض کیا حضرت قِبلہؒ! اللہ تعالےٰ سے ہماری سب کی دُعا ہے کہ وُہ آپ کو بہُت اچھّی صِحت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تا زیست ہمارے سروں پر رکھے۔ ورنہ قِبلہ ہم لوگ بعد میں کس سے راہنمائی و عُقدہ کشائی حاصل کریں گے؟ قِبلہؒ! اللہ تعالےٰ آپ کو صحتِ کاملہ سے نوازے اور ہم آپ سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں اور ہمارا دل نہیں چاہتا کہ آپ کبھی بھی ہم سے جُدا ہوں، مگر اللہ تعالےٰ کے حکم کو ہم سب نے تسلیم کرنا ہے۔ رفیق صاحب نے بھرے ہُوئے لہجے میں کہا: اور عرض کیا: حضرت قِبلہ! اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو کسی شاگرد، دوست یا کسی اور صاحب کی جانب اشارہ فرما دیں تاکہ بعد میں ہم اِن سے رابطہ کر لیا کریں اور کبھی کبھار راہنمائی لے لیا کریں۔

حضرت قِبلہؒ نے بڑی متانت و شفقت کے ساتھ فرمایا۔ میرے عزیز دوست، رفیقؔ! مَیں تمہاری بات و مُدّعا سمجھ گیا ہوں۔ تم چاہتے ہو کہ مَیں اپنے بعد کسی شاگرد کو اپنا خلیفہ نامزد کروں اور اسے یہ سلسلہ آگے چلانے کی ہدایت کروں (جیسا کہ پہلے بھی کسی باب میں بیان ہو چکا ہے) حضرت قِبلہؒ نے کہا۔ میرے عزیز! مجھے اس بات کی نہ کوئی فکر ہے اور نہ کوئی پریشانی ہے۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کا بندوبست ہے اور اہل اللہ یا خلیفہ کی نامزدگی تو نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) کی بارگاہ سے ہوتی ہے اور اِن ہدایات کا

اولیاءُ اللہ و اہل اللہ کو پتہ چل جاتا ہے کہ کس خُوش نصیب کو کس سلسلۂ ولایت کی خلافت بارگاہِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے عطا ہوتی ہے اور اس خُوش نصیب کو بھی خُود بخُود علم ہو جاتا ہے اور پیر صاحبؒ یا مُرشد یا شیخ صاحب کو اپنے خُوش نصیب شاگرد یا مُرید کو یہ خُوش خبری بتانے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی اور جس نوعیت کی خُوش نصیب اہل اللہ کو نبیٔ کریم ؐ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے خبر و ہدایت مُبارک ملتی ہے اُسے اِسی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونا ہوتا ہے۔

و۔ کسی اہل اللہ کو باطنی اِنتظامیہ یا اہلِ خدمت درویشوں میں شمُولیت کی خُوشخبری ملتی ہے ۔

(ب) کسی کو دَرس و تدریس کی۔

(ج) بعض کو لوگوں کی ظاہری باطنی تعلیم و تربیّت اور تزکیہ نفس کی

(د) بعض کو خصُوصی طور پر اور کثرت سے عِلم کی دولت عطا ہوتی ہے۔ جس سے وہ قرآنِ مجید اور احادیثِ مُبارک میں پنہان ظاہری و باطنی ہدایات اور علوُم کی تفسیر و تشریح، نشر و اشاعت اور تصانیف مرتّب کرتے ہیں۔

(ر) بعض کو اندرُونِ ملک ظاہری اور باطنی عُلوم کی تبلیغ اور بعض کو بیرونِ ملک کے لئے درس و تدریس اور تبلیغ کے لئے ۔

(س) بعض کو عِلم و حکمت عطا ہوتے ہیں اور عوامُ الناس کی ظاہری اور باطنی اِمراض، آسیب، بد رُوح، شیطانی، طلِسماتی حملوں

سے اُن کا علاج کرتے ہیں۔ ان کو قرآنِ حکیم اور احادیث
مُبارک سے ایسی بیماریوں اور حملوں سے بچاؤ کی تدابیر،
تراکیب اور وظائف بتاتے ہیں اور اس طرح یہ اہل اللہ
علاج ومعالجہ اور حِکمت کے ساتھ ساتھ عوام النّاس کی تبلیغ
بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور

(ص) بعض خُوش نصیب اہلِ اللہ کو اُولِی الاَمر یا اُولُوالاَمر یا
صاحبِ اَمر کی بشارت ومنصب عطا ہوتے ہیں۔

(ط) اور جس نوعیت کی بھی بندۂ مؤمن اور اہل اللہ کو نبیٔ کریمؐ
(علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سے خبر اور ہدایت مُبارک ملتی ہیں،
کم از کم اُن کو اسی نوعیّت کے عِلم وحکمت، قُوّت وتصرّف
اور لَوازمات منصبی بھی اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے نصیب
ہو جاتے ہیں۔

(ع) حضرت قِبلہؒ نے وضاحت فرمائی کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
کی جانب سے بھی اِرشادات، اِحکامات وہدایاتِ مؤمنین
اور اہل اللہ کو ملتی ہیں اور اِس ضِمن میں عِلم وحِکمت اور
قوّت وتصرّف اور لَوازمات مَنصبی اور انعامات جو بھی
عطا ہوتے ہیں، مؤمنین اور اہل اللہ کے لئے وُہی خلافتِ
حقیقی اور خلافتِ مَعنوی ہیں۔ پُرانے بُزرگانِ دینؒ اس
سِلسلہ میں شاگردوں، مُریدوں یا اہل اللہ کی دستار بندی
اور سند دینے کی جو تقریب منعقد کرتے تھے وُہ نبیٔ کریمؐ
(علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ارشادات واحکامات اور

ہدایات و انعاماتِ خلافت کی اطلاع جو شیخ اور شاگرد
صاحبان کو پہلے سے مِل چکی ہوتی تھیں، کے بعد کرتے
تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کرتے تھے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا! رفیق میرے عزیز: آپ سب جانتے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نگاہِ رحمت سے جب مجھے جلوت و خلوت میں دولتِ وصل اور امانتِ الٰہی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد مجھے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی جانب سے براہِ راست ارشاد مُبارک ہوا۔ غلام حیدرؒ! اب آپ لوگوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ کو آگے بڑھائیں۔ باطنی عُلوم و اسرار اور عرفانِ الٰہی میں مؤمنین اور سالکین کی راہنمائی کریں۔ حضرت قبلہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ (علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) مَیں انشاءُ اللہ تعالےٰ پوری تندہی سے آپ حضور (علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ارشادت و ہدایت کی تعمیل کروں گا (ان باتوں کا پہلے ابواب میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔)

حضرت قبلہ نے پھر عرض کیا تھا یا رسُول اللہ (علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) مَیں تو پڑھا ہُوا نہیں ہوں اور زیادہ علوم و اِسرار اور رموز کو جانتا بھی نہیں ہُوں۔ مجھے پڑھنا، لکھنا اور بولنا بھی صحیح نہیں آتا تو یہ عظیم امور مَیں کیسے سرانجام دے سکوں گا، تو نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے ارشادِ مُبارک فرمایا تھا۔ علم و حِکمت وغیرہم عطا کریں گے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آپ اِن اُمور کو بخوبی نبھا سکیں گے۔ حضرت قبلہؒ نے مزید عرض کیا تھا۔ یا رسُول اللہ (علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) آپ جیسے مُناسب خیال فرمائیں تو مَیں آپ

حضورؐ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) کی سرپرستی، نگرانی و راہنمائی میں یہ کام کرتا رہوں گا... تو نبیٔ کریمؐ رؤف رّحیم، رحمت اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسّلام) نے بڑی شفقت سے ارشاد فرمایا تھا۔ ہمیں منظور ہے۔ غلام حیدرؒ! آپ ہماری سرپرستی، نگرانی اور راہنمائی میں ہی یہ تمام امور سرانجام دیتے رہیں گے۔ گھبرائیں نہیں انشاءُ اللہ تعالےٰ تمام کام آسان، سہل و ٹھیک رہیں گے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں نبیٔ کریم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے یَدین مبارک کو پکڑے ہوئے کبھی چُومتا تھا اور کبھی اپنی آنکھوں پر لگاتا اور ساتھ ساتھ درُود و سلام پڑھتے جاتا تھا اور عرض کیا تھا یارسُول اللہ (علیک الصّلوٰۃ وسلام) آپ کی اِس ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام پر لاانتہا رحمت و شفقت ہے، ورنہ میں کس قابل ہُوں۔ میں انشاءُ اللہ تعالیٰ آپ کے ارشادات مُبارک کی تعمیل کرتا رہوں گا اور پھر ساتھ ہی نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) واپس تشریف لے گئے تھے۔ میرے عزیزؒ! آپ سب لوگ یہ جانتے ہیں۔ نبیٔ کریم رؤف رّحیم (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کا یہ ارشاد پاک میرے لئے لاانتہا مبارک اور باعث صدہا سعادت تھا۔ یہی خلافتِ حقیقی اور خلافتِ مَعنوی تھی۔ اس کے بعد پھر میں نے لوگوں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا تھا ان کو ذِکراللہ سُلطَاناً النَّصِیراً سمجھاتا تھا اور رسالت و نبوّت (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے فیضان و عِرفان اور رحمت و حِکمت اور اسرارِ الٰہی کا جس قدر مجھے سمجھ و مُشاہدہ تھا اپنے دوستوں اور شاگردوں کو بتاتا تھا۔ اور جب کبھی کسی مسئلہ کے حل میں پیچیدگی ہوتی یا پھر کوئی بھی مُشکل دَرپیش ہوتی۔ میں نفل اور درُود شریف پڑھ کر نبیٔ کریمؐ رحمت اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کی بارہ گاہ عُظمیٰ کی طرف رجُوع کرتا تو

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فوراً میری عُقدہ کشائی فرمادیتے اور مُشکل آسان کردیتے اور یہ سب کچھ اس ادنیٰ غلام پر آپؐ ہی کی نظرِ عنایت اور نگاہِ رحمت تھی انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ حضورؐ (علیہ الصلوٰۃ وسلام) کی غلامی اور شفقت ورحمت جاری وساری رہے، اور تازیست وتاابد قائم ودائم رہے۔ (آمین) اور ہم دیکھ رہے تھے کہ قبلہؒ چوہدری صاحب کی نگاہیں اشک مُحبت سے اور اشکِ تشکّر سے تر ہو رہی تھیں۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا، رفیق میرے عزیز! خلیفہ تو میں نامزد نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں اس قابل ہوں یہ تو نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصلوٰۃ وسلام) ہی کا اِرشاد مُبارک ہوگا اور وہی خلیفہ یا بہت سے خُلفا نامزد فرمائیں گے اور اس خُوش نصیب یا خوش نصیبوں کو خُود بخُود علم ومُشاہدہ ہوجائے گا اور آپ سب حضرات کو بھی بلکہ میری تو یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ سب کو غلامیٔ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) عطا کرے اور آپ سب اِس میدان عرفان میں کامیاب وکامران ہوں (آمین)

مرتبہ ومقام کے مُتعلّق اظہارِ خیال

قبلہ چوہدری صاحبؒ اس میدانِ عرفان کے سِلسلہ میں اپنے تمام مراحل ومشاہدات اپنے دوستوں، شاگردوں کو بتادیا کرتے تھے اور ان مشاہدات سے ہمیں بخُوبی اندازہ ہوگیا تھا کہ آپ کو ظاہر وباطن میں دولتِ وصل نصیب ہے اور آپ امانتِ الٰہی کے حامل بھی ٹھہرے۔ چہار رُکنی مجلسِ عاملہ (یعنی دُنیاوی انتظامی بورڈ) میں بھی شمُولیت رہی اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اور نبیٔ کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نگاہِ رحمت کے طفیل آپ کو جلوت و آفاق اور خلوت وانفس میں کئی بار مشاہدۂ حق نصیب ہُوا (جیسا کہ پہلے

ذکر ہو چکا ہے کہ یہ سلسلہ و مشاہدہ تقریباً ۱۸ برس کی عمر سے شروع ہوا تھا۔
مگر اُن سے جب بھی ولایت میں اُن کے مرتبہ و مقام کے بارے میں ہم
نے استفسار کیا، تو اُنہوں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام)
کا میں ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام ہوں اور اللہ تعالےٰ میرا یہ مرتبہ و مقام اور اپنے
محبوب کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) کے ساتھ یہ رشتہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے (آمین)
اور دنیا و آخرت میں ہماری یہی پہچان اور شناخت رہے (آمین نہ ہے نصیب)

حضرت قبلہؒ نے کبھی بھی اپنے آپ کو درویش، ابدال، قُطبُ الاقطاب، غوث یا
غوثِ زمان وغیرہ نہیں کہا اور نہ ہی کسی دوست یا شاگرد سے ایسا سُننا پسند فرمایا
جتنی مُدّت بھی وہ اس دنیائے فانی میں باحیات رہے اُنہوں نے اور کچھ نہ کہا بس
اتنا ہی کہا کہ میں ربّ العالمین کے محبُوب رحمت اللعالمین (علیہ الصّلوٰۃ وسلام)
کا ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام ہوں۔ یہ کہہ کر وہ بہُت خوش ہوتے تھے اور فرمایا
کرتے تھے کہ یہ میری انتہائی خوش نصیبی ہے (آمین)

مزار، قوالی اور عُرس منانے کے مُتعلّق حضرتِ قبلہؒ کے خیالات

۱۹۸۸ء کے وسط میں جن دِنوں حضرت قبلہؒ چوہدری صاحب کی طبیعت بہت زیادہ علیل رہنے لگی تھی ایک محترم شاگرد (سیّد مظفّر علی شاہ صاحب پشاور) نے ایک اور عزیز کے ساتھ ہمت کر کے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا قبلہؒ! ہم سب دوستوں کی دِلی دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد از جلد صحت کاملہ سے نوازے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تا زیست رہے (آمین) مگر قبلہؒ آپ کی مسلسل علالت اور کمزوری سے ہمیں بہت تشویش ہو رہی ہے۔ ہم میں حوصلہ و ہمت نہیں ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ آپ کی ہم سے جُدائی ہو جائے گی اور بعد میں ہم کس سے اپنی عُقدہ کشائی کروائیں گے اور راہنمائی حاصل کر سکیں گے؟ اس کے بعد حضرت قبلہؒ نے اُن سے فرمایا میرے عزیزو! جو اِس جہان فانی میں آیا ہے اُس نے واپس بھی جانا ہے۔ میں آپ لوگوں کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ بس یہی دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں بھی اپنے فضل و کرم میں رکھے اور آخرت میں بھی۔ اِس جہان میں اور اُس جہاں میں۔ ہر جگہ نبیٔ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی غُلامی، قُرب اور معیت نصیب رہے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی سعادت ہے اور اُمّتی کا معراج ہے (آمین)

دوستوں نے عرض کیا۔ حضرت قبلہؒ! آپ اگر اجازت دیں تو ہم رحیم یار خان میں ہی چند مرلے زمین خرید لیتے ہیں اور جب آپ کی جُدائی ہو تو بعد میں وہاں چھوٹی سی مسجد و مزار تعمیر کر لیں گے۔ وُضو اور غسلخانے بنا لیں گے۔ پنکھے وغیرہ بھی نصب ہو جائیں گے اور جب بھی دوست اور شاگرد اور دیگر زائرین وہاں آئیں گے تو نماز و نوافل بآسانی ادا کر سکیں

گے۔ قرآنِ حکیم اور درود شریف سہولت سے بیٹھ کر پڑھ سکیں گے اور کبھی کبھار وہاں قوالی کی محفل بھی سجا لیا کریں گے اور تقریبِ عرس بھی اچھے طریقے سے منا سکیں گے۔

قبلہ چوہدری صاحبؒ نے فرمایا: میرے عزیز! میں آپ لوگوں کی باتیں سمجھ گیا ہوں۔ آخری وقت آنے پر آپ لوگ میرے لئے کوئی زیادہ اہتمام نہ کریں، جہاں وقت آگیا۔ وہیں کہیں قریب قبرستان میں دفن کر دیں مجھے اِن باتوں سے کوئی غرض نہیں کہ آپ میری قبر پر ایک بہت اچھا گنبد اور مزار تعمیر کروائیں۔ قوالی کروائیں اور عرس منعقد کریں اور بعد میں پھر کوئی گدی نشیں بنے۔ نہ تو مجھے ایسی چیزوں کی تمنا ہے اور نہ بعد میں چرچا اور شہرت کی ضرورت ہے۔ میں تو نبی کریمؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ایک ادنیٰ اُمتی اور ادنیٰ غلام ہوں اور مجھے اِن اشیاء سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالےٰ اپنا فضل و کرم رکھے۔ جہاں بھی اور جیسے بھی وقت آگیا مجھے بغیر کسی خاص اہتمام کے عام مسلمانوں کی طرح کفن و دفن کا بندوبست کر دیں۔ البتہ بعد میں فی سبیل اللہ میرے لئے اگر وقت میسّر ہو اور اپنے لئے بھی درود شریف اور ایک دو رکوع کلام اللہ شریف پڑھ کر دعا اور مغفرت کرتے رہیں اور یہی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اِس اور اس جہاں میں اپنے محبوبؐ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی غلامی، اتباع، اطاعت، قرب اور معیت میں رکھے (آمین) یہی ہمارا معراج ہے اور اِسی میں ہماری سرفرازی اور سُرخ روئی ہے۔

بروز سوموار، ۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۸ اگست ۱۹۸۸ء (۸-۸-۸۸ علی الصبح) کو حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کا آخری وقت

آن پہنچا اور وہ اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط) تو اُن کے صاحبزادہ چوہدری شبیر صاحب عزیز و اقارب، دوستوں اور شاگردوں نے ویسے ہی عمل کیا اور شہر کے قبرستان میں ایک عام جگہ پر دفن کر دیا۔ ابھی تک وہاں کوئی مزار و گنبد وغیرہ تعمیر نہیں کیا گیا۔ ہماری سب کی دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ اِس اور اُس جہان میں حضرت قبلہؒ کو اور ہم سب کو اپنے محبُوبِ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی غُلامی، اتّباع، اطاعت، قُرب اور معیت میں رکھے (آمین)

؎ گاہ بحیلہ می برد، گاہ بزور می کشد (علامہ
عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب اقبالؒ)

ہم دوستوں اور شاگردوں نے قبلہ چوہدری صاحبؒ سے کئی بار پُوچھا کہ حضرت قبلہ! آپ کا عشقِ مُصطفےٰ (علیہ الصّلوٰۃ وسلام) میں کیا درجہ و مقام ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ابتدائے عشق ہی بہت بلند ہے اور عظیم سرمایۂ زیست ہے ... انتہائے عشق تو اللہ تعالےٰ اور اس کے محبُوبِ کریمؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) ہی بہتر جانتے ہیں۔ مجھے تو نبیٔ کریمؐ، رؤف رحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا آپ لوگ ایک ادنیٰ امتی اور ادنیٰ غلام ہی سمجھیں۔

(آمین، زہے نصیب)

ایک شاگرد دوست کو نصیحت اور ہدایت

حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کے وصال کو ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ ایک شاگرد[1] دوست نے تقریباً ہر روز رحیم یار خان میں اُن کی قبر شریف پر جانا شروع کر دیا۔ وہ وہاں باوضو ہو کر جاتے۔ درُود شریف پڑھتے، ذکر الٰہی کرتے رہتے اور کبھی کبھار گریہ زاری بھی کرتے۔ تین چار ہفتوں کے بعد حضرت قبلہؒ اُنکو خواب میں ملے اور فرمایا:۔

"میرے عزیز! دیکھنا کہیں میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنا لینا اور کہیں غیر ارادی طور پر بھی میری قبر کی پُوجا نہ شروع کر دینا۔ میں (حضرت قبلہؒ) نہ تو مقصود ہوں اور نہ ہی معبود، بلکہ انسان و مخلوق ہوں۔

عزیز دوست! درُود شریف اور ذکر اللہ پڑھنے کے جو اسباق میں نے تمہیں اپنی دنیاوی زندگی میں دیئے اور سمجھائے تھے، شاید تم ان اسباق کا صحیح مطلب نہیں سمجھ سکے ہو؟

عزیز دوست! چاہے صلوٰۃ و درُود شریف پڑھو، ذکر اور تلاوت کلام اللہ کرو۔ پاک صاف اور باوضُو ہو کر اپنے آپ کو مدینہ منوّرہ یا مکّہ مکرمہ میں حرمین شریفین میں بیٹھا ہوا تصوّر کرو۔ یہ سب کچھ اور تمام اچھّے کام اسی

---

[1] یہ واقع راقم کو محترم چوہدری بشیر صاحب (مکھن بیلہ۔ ترنڈہ سوائے خان، رحیم یار خاں والے، جو جمعۃ المبارک ۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۲ء کو یہاں میرے ہاں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا۔ ان شاگرد دوست کا نام، محترم چوہدری بشیر صاحب نے غالباً محترم غلام یٰسین بتایا تھا۔

تصوّر و خیال میں سرانجام دو۔

اِنشاءاللہ تعالےٰ اس طرح سے بُہت سے انعام واکرام اور فیوّض و برکات نصیب ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ اگر تم صرف دُرود شریف پڑھو تو اپنے آپ کو مدینہ منوّرہ میں روضۂ مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تصوّر کرو اور یہ کہ میرے دُرود و اذکار شریف کا پڑھا جانا، حضوّر مقصودِ کائنات، نبی کریم، رَؤف رَّحیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سُن رہے ہیں اور اس طریقے سے اللہ تعالےٰ بہت لُطف و کرم اور برکت و نعمت عطا کرتا ہے۔

حلال روزی کمانا، حصُولِ تعلیم، سچ بولنا، بُرائی سے بچنا، بچّوں کی صحیح پرورش، والدین، بہن بھائی، ہمسایہ و اقربا کیساتھ احسان و حُسنِ سلوک، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی یہ سب کچھ عبادت و ریاضت میں شامل ہیں۔ یہاں میری قبر پر ہر روز آنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اور میں ہر روز یہاں ہوتا بھی نہیں ہوں۔ بس ہفتہ عشرہ میں ایک بار آ جایا کرو۔ دُرود شریف پڑھا اور چند منٹ ذکراللہ توجّہ کے ساتھ کر کے چلے جایا کرو۔ ہاں اپنی جگہ پر بیٹھ کر، ہر صلوٰۃ کے بعد اور خصُوصاً صلوٰۃ تہجّد کے بعد دُرود شریف۔ تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی کی دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ پابندی کرو اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلوت و خلوت میں نبیّ کریم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ پُختہ تعلّق جوڑ لو۔ تاکہ آپؐ حضورؐ کی غلامی اور قُرب نصیب ہو اور آپ سے کبھی بھی دُوری نہ ہو (آمین) یہی دُنیا و آخرت کی انتہائی کامیابی و سرفرازی ہے اور ہمیں علم ہونا چاہیئے کہ یہ عطا اور نصیب اِس آیت شریف"

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی

اَلْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(سُورۃ البقرہ ۲، آیۃ ۲۰۱)

کی اعلیٰ ترین صُورت ہے"۔

اِس کے بعد وہ محترم شاگرد دوست اب ہفتہ عشرہ میں ایک بار ہی، مگر زیادہ تر جمعرات کی صبح یا عصر کے بعد مزار شریف پر جاتے ہیں اور چند منٹ یا آدھ گھنٹہ تک وہاں دُرود و اذکار شریف پڑھتے ہیں حضرت قبلہؒ کے لئے اپنے اور تمام مؤمنین مؤمنات کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دُنیا اور آخرت میں بہتری و کامیابی اور سرفرازی کے لئے دعائیں عرض کر کے چلے آتے ہیں۔

زفضلش ہر دو عالم گشت روشن
زفیضش خاکِ آدم گشت گلشن
نبوّت را ظہور از آدم آمد
کمالش درِ وجودِ خاتمؐ آمد

(حضرت غیاث نُور بخش گیلانیؒ)

در بیان نہ آید جمالِ حالِ اُوؐ
ہر دو عالم چیست، عکسِ خالِ اُوؐ

(مولانا رُومؒ)

تمام واقعات مشاہدات حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بات چیت و گفتگو جو اُنہوں نے راقم سے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۸۵ء تک فرمائی، سے ماخوذ ہیں۔

Printing sponsored by M. Ashraf Sb, South Australia.

تشریحِ ''مکان/ لامکان'' از

زبانِ اَولیآء عُظّام رحمۃ اللہ علیہم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبیٔ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نگاہ رحمت کے طفیل اس اعلیٰ عظمیٰ عنوان پر اَولیآء عُظّامؒ کی تحریر وتصنیف کے مطالعہ کی اور بزُرگانِ دین کی صُحبت و مجلس میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہُوئی۔ اُنؒ سے کافی کچھ سمجھا اور سیکھا۔ اب اس ضمن میں چند سطُور قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہُوں۔

(ا) حضرت علّامہ **اقبال**ؒ فرماتے ہیں۔

اگر کج رَو ہیں انجمؔ جہاں تیرا ہے یا میرا
مُجھے فکرِ جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا
اُسے روز اوّل انکار کی جرأت ہوئی کیوں کر
مُجھے معلوم کیا' کہ وہ راز دان تیرا ہے یا میرا
اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے' **لامکان** خالی
خطا کس کی ہے یارب' **لامکان** تیرا ہے یا میرا
مُحَمّدؐ بھی تیرا' جبریلؑ بھی' قرآن بھی تیرا علیہ الصلوٰۃ والسلام
مگر یہ حرف شیریں' ترجمان تیرا ہے یا میرا
اُسی **کوکبؔ** کی تابانی سے ہے' تیرا جہاں روشن
مگر یہ زوال آدمی خاکی' زیاں تیرا ہے یا میرا

(ب) بعض اَولیآء عُظّامؒ نے ''**مکان/ لامکان**'' کے مشاہدہ کو بہُت احسن عُمدہ پیرائے میں اپنے اشعار میں قلمبند کیا اور ہمیں اس اعلیٰ و عُظمیٰ مقام کی ایک

گراں قدر تشریح نصیب ہُوئی:۔

(i) امیر خسروؒ نے ایسے تحریر فرمایا:

[بُہت سے اشعار ہیں۔۔۔۔ شب جائے کہ من بُودم]

خُدا خُود میرِ مجلس بُود اندر "**لامکان**" خسروؒ
مُحَمَّدؐ شمعِ محفل بُود شب جائے کہ من بُودم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت امیر خسروؒ نے "**لامکان**" کی ایسی منظر نگاری کی کہ جہاں **اللہ تعالیٰ** خُود اس مجلس کی صدارت فرما رہا ہے اور وہاں اُسی مجلس میں حضرت **مُحَمَّدؐ** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "**شمعِ محفل**" کی حیثیت حاصل ہے اور اِرد گرد اَولیآء عظامؒ 'عاشقینؒ بھی حاضر ہیں۔۔۔

(ii) حضرت مولانا رُومؒ کو بھی "**لامکان**" کا مشاہدہ نصیب ہُوا۔۔۔ جیسا کہ اُن کے کلام/ اشعار سے واضح ہے:

؎ رازدار "کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً"
شاہسوار "**لامکان**' باطن معا"۔۔۔ "حدیثِ قُدسی شریف"

مگر مولانا رُومؒ کے اشعار اور اُن کی "**لامکان**" کی گراں قدر تشریح سے پہلے' اس حدیثِ قُدسی شریف کا مطالعہ اور غور و فکر بہت ضروری ہے۔ میں حدیث مبارک تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہُوں۔

"كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِياً فَاَحْبَبْتُ
اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ مُحَمَّدً" (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

اَو کَما قَال اللّٰہ تعالٰی

ترجمہ:- مَیں (اللہ تعالیٰ) ایک مخفی خزانہ تھا' پس مجھے حُب ہُوئی کہ میں پہچانا جاؤں' تو مَیں نے (حضرت) **مُحَمَّدً** علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو تخلیق فرما دیا۔

اشعار از مولانا رُومؒ

ے رازدار **کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً**
شاہسوارِ **لامکان**' باطن معا
لِی **مُعَلّٰی**' شان خُود را گُفتہ اِی
من ندَانم **بندۂ** کہ **حق** ثُوی ٔ

ترجمہ:-

(یارسُول اللہ علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ **کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً** کے رازدار ہیں۔

(یارسُول اللہ علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ **لامکان** اور مَعنوی باطن کے شاہسوار ہیں۔

(یارسُول اللہ علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ نے خُود اپنی شان پاک **لِی مُعلّٰی** فرمائی ہے۔

(یارسُول اللہ علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) میں (مولانا رُومؒ) سمجھ نہیں پا رہا' کہ آپؐ عبدہ ہیں کہ حق ہیں۔

باطن معاً/ (مَعنوی باطن) **لِیْ مُعَلّٰی' بندۂ / عَبدہ** اور **حق**

قُرآن کریم کی اِن آیات مبارکہ سے مُنسلک ہیں:-

باطن معاً/معنوی باطن:-

سُورۃ النّجم، (53) آیۃ مبارکۃ **مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى** ﴿11﴾ (باطن میں) قلب نے اُس کو جھوٹ نہ جانا جو اُنہوں نے دیکھا (سمجھ لیا کہ حق ہے) بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے۔ یعنی **تَصدِیقاً بِالقلب** سے) (از فُیوض القُران)

لِی مُعَلّٰی:-

سُورۃ النجم، آیۃ مبارکۃ **فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى** ﴿9﴾

(پھر آپؐ قریب ہوئے اور آگے بڑھے، آیۃ 8) پھر (آپؐ یہاں تک بڑھے کہ اللہ تعالیٰ اور آپؐ کے مابین) صرف قوسَین یعنی دو قوسوں کے مابین یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

بندۂ/ عَبْدہ:-

سُورۃ النّجم، آیۃ مبارکۃ **فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى** ﴿10﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے **عَبْدِہ** کو جو بھی وحی فرمانا تھی فرمائی، (یہ وحی اللہ نے براہِ راست آپؐ کو خود فرمائی اور اس موقع پر حضرت جبرآئیلؑ یا کوئی اور واسطہ درمیان میں نہیں تھا۔

عبد چیزے دِگر است وعبدہٗ دِگر
اِیں سراپا انتظار و اُوّ منتظر (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام)

حق ثوئی:-

سُورۃ النّمل (27) آیۃ مبارکۃ (79)۔۔۔ **اِنَّکَ عَلَی الْحَقِ الْمُبِیْنِ** ○ (یارسُول اللہ علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) آپؐ (کی ذات مبارک) حقِ مُبین (واضح وبیّن حق) پر ہے۔

ہمیں بخُوبی یاد ہوگا کہ ہم ہائی سکول کی جماعت ساتویں و آٹھویں میں' **الجبرا** کے شرُوعات/ مساوات میں' سوال میں جس شئ/ چیز/ نتیجہ وغیرہ کو معلوم کرنا ہوتا تھا' تو فرض کرتے تھے کہ اُس شئ/ چیز/ قیمت/ مقام/ مکان/ مشاہدہ وگراں قدر تشریح "**لا**" ہے۔

تو

اَولیآء عُظّام کے اس اعلیٰ و عُظمی مشاہدہ مکان و عالم' جہاں **اللہ تعالیٰ** اور حضرت **مُحَمَّدٌ مُصطفیٰ** علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام انتہائی مقام قُرب پر موجُود ہیں تو فرض کرتے ہیں کہ وہ

مکان=لا

(House=X, an Algebraic Form)

تو اولیآء کرامؒ اور جس خُوش قسمت کو "**لا**" کی قیمت عطا ہوگئی۔

ان کو "لامکان" پر
اللہ تعالیٰ اور حضرت **مُحَمَّدٌ مُصطفٰی** (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
کی زیارت و مشاہدہ نصیب ہو گیا۔

خُدا خُود میر مجلس بُود اندر "**لامکان**" خسرؤ
مُحَمَّدٌ شمعِ محفل بُود شب جائے کہ من بُودم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

آپ مکانوں خالی، اُس تھیں کوئی مکان نہ خالی
ہر ویلے ہر چیز **مُحَمَّدؐ** رکھدا نت سنبھالی
خالی = **لا** (سیفُ الملوک)

غَوث قُطب رہن اورے اوریرے عاشق جاون اگیرے ہُو
جہڑی منزل عاشق پہنچن اوتھے غَوث نہ پاون پھیرے ہُو
عاشق وچ وصال دے رہندے جتھاں **لامکانی** ڈیرے ہُو
میں قُربان تنہاں توں (حضرت باہُو) جتھاں **ذاتوں ذات** بسیرے ہُو
سُلطان باہُوؒ

حضرت **اُمُّ الکتاب** و عقلِ کُل (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)
شاہسوار **لامکان** و ختمؐ الرُّسلؐ
انبیآء و اَولیآء تفصیل توؐ
از جمال حق شُدہ تکمیل توؐ مولانا رُومؒ

اللہ تعالیٰ کے درُود پاک کے مصدر/گرامر کا مُمکنہ اندازہ

اللہ تعالیٰ کا قُرآنِ حکیم میں ارشاد مبارک ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

سُورۃ الاحزاب(33)' آیۃ مبارکۃ (56)

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ؕ]

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝

ترجمہ:-ازمولانا رُومؒ

قُـــلْ هُـــوَ اللّٰہُ کُفتمْ دَانم اَحَـــدُ
ذاتِ اَحمّدَ چیستْ اَللّٰہُ الصَّمَدُ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

مؤمنین ومؤمنات اکثر دُرود پاک پڑھتے ہیں:-

i اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ....

ii بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

iii اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی النَّبِیِّ الطَّاھِر

iv صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّد نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہ

v اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہ

ب۔ رسُولِ کریمؐ نبیٔ آخرالزّمان (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی کائنات میں موجُودگی اور بعثت ورحمت بہُت قدیم ہے اور افلاک کی تخلیق سے قبل، بہُت قبل۔۔۔ جیسے اِن احادیثِ مبارکہ سے عیاں ہے۔

i- کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ

فَخَلَقْتُ مُحَمَّدً

(علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام)

اَوکَمَا قَال اللّٰہُ تَعالٰی

ترجمہ:- میں (اللہ تعالیٰ) ایک مخفی خزانہ تھا' پس مجھے حُب ہُوئی کہ میں پہچانا جاؤں' تو میں نے (حضرت) **مُحَمَّدً** علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو تخلیق فرما دیا۔

(حدیثِ قدُسی مبارکہ)

ii **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ** [اَوکَمَا قَال رسُولُ اللّٰہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام]

(حدیثِ مبارکہ)

ترجمہ:- اوّلاً سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نُور تخلیق فرمایا۔

iii **لَوْلَاکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ** (اَوکَمَا قَال اللہ تعالیٰ)

ترجمہ:-(رسُول کریمؐ' علیک الصّلوٰۃ والسّلام) اگر آپؐ (کائنات میں موجُود) نہ ہوتے تو میں (اللہ تعالیٰ) افلاک کو تخلیق نہ کرتا۔ (حدیثِ قُدسی مبارکۃ)

ج۔ ان احادیث مبارکۃ کی رُو سے کُل کائنات میں جب سے' حضرت **مُحَمَّدً** علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تخلیق' بعثت و رحمت اور موجُودگی ہو گئی تو **اللہ تعالیٰ نبیٔ کریم** علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات پاک پر دُرود شریف پڑھ رہا/ بھیج رہا ہے۔۔۔

اس دُرود پاک کی کیا زبان ہے اور اللہ تعالیٰ کے پڑھنے/ بھیجنے کا کیا طریقہ کار ہے' یہ احاطۂ تحریر و بیان اور ہمارے ممکنہ اندازہ سے بالکل باہر ہے۔۔۔

لیکن اُس کے دُرود پاک کی گرامر/ مصدر کا بُہت ہی احتیاط سے' ممکنہ

اندازہ ہمارے ادراک وفہم میں آ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح درود پاک نہیں پڑھے گا/ بھیجے گا:-

- اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ...
- اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ الطَّاھِرِ
- صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ تو **قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ** ہے، وہ اللہ تعالیٰ تو ایک ہی ہے۔ (وُہ خُود ہی اللہ تعالیٰ ہے) اُس کا کوئی اور اللہ تعالیٰ نہیں ہے، جس کو وہ کہے گا کہ "یا دوسرے اللہ تعالیٰ (توبہ استغفر اللہ)"

تو میری اللہ تعالیٰ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ کی جانب سے **نبی کریم**، علیہ الصلوٰۃ والسلام، کی ذات بابرکات پر درُود شریف پڑھتا رہ/ بھیجتا رہ۔۔۔ (نقل کفر، کفر نہ باشد)

تو پھر

اللہ تعالیٰ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کے درُود پاک کی گرامر/ مصدر اور اُس کے درُود پاک پڑھنے/ بھیجنے کا ممکنہ اندازہ اور اور ممکنہ انداز بیان:-

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَنَا
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَنَا
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّنَا
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِنَا

نُورِ مُقدّس رسُولِ کریمؐ رحمۃ للعالمین (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اور

نُورِ ملائیک (عَلَیْہِمُ السَّلَام)

اللہ تعالیٰ، ربّ العٰلمین، رؤف رّحیم، قُرآنِ حکیم میں رسُولِ کریم رحمت لِلعالمین، رؤف رّحیم (عَلَیْہِ الصّلوٰۃ والسّلام) کی شان پاک میں ارشاد فرماتا ہے:-

(i)---قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ○

(سُورۃ المآئدۃ 5 آیۃ مبارکۃ 15)

ترجمہ:- (اے لوگو!) تمہارے پاس **اللہ تعالیٰ** سے **نُور** اور **کتاب مُبین** آچکے ہیں

اور

درُود تاج شریف میں فرمُودہ ہے:-

--مَوْلٰنَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ

مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰہِ نُوْرٌ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ---

ترجمہ:- آپؐ ہمارے آقا وسیّد ہیں اور دونوں کشش ثقلین کے آقا وسیّد ہیں۔ (ایک کشش جو سماواتی کرّہ (گلوب) کے اندر و نیچے ہے اور اس کے اندر جو ستارے و سیارے موجُود ہیں آپؐ آقا وسیّد ہیں اس کششِ ثقل کے جو

ان سب ستاروں و سیاروں وغیرہ کا احاطہ و میزان رکھتی ہے اور دُوسری کشش ثقل جو سماواتی گلوب کے اُوپر ہے اس پر جو رُسل انبیآء اکرام و ملائک (علیہم السّلام' تمام اصحاب و اُمّتی اور تمام مخلُوقات و موجُودات ہیں۔ان سب کا احاطہ و میزان رکھتی ہے۔۔۔)

بلکہ

لَوْلَاکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

ترجمہ:- (یارسُولؐ کریم ' عَلَیکؐ الصّلٰوۃ والسّلام) اگر آپؐ (کُل کائنات میں) موجُود نہ ہوتے تو میں (اللہ تعالیٰ) افلاک کی تخلیق نہ کرتا۔

(حدیث قدُسی مبارکۃ)

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

ترجمہ:-سب سے پہلے اوّلاً اللہ تعالیٰ نے میرا نُور عَلَیۃ الصّلٰوۃ والسّلام تخلیق فرمایا۔

(حدیث نبوی شریف)

ان احادیث مبارک کا ایک حسین پہلُو یہ بھی ہے کہ رب العالمین کو رحمتؐ للعالمین (علیۃ الصّلٰوۃ والسّلام) کا کُل کائنات میں اوّلاً موجُود ہونا اور سماواتی کُرّہ گلوب کے

تحت وفوق کے احاطہ ومیزان کا۔

سَیّدِ الثَّقَلَیْنِ ' نَبِیِّ الحَرَمَینِ...
مَولٰنَا وَ مَولَی الثَّقَلَیْنِ...
ہونا مقصود تھا۔

ترجمہ:- آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سیّد وسردار ہیں دونوں کشش ثقلین کے اک جو سماواتی گلوب کے **تحت و اندر ارض وسیع** سے ہے اور دُوسری جو سماواتی گلوب کے **فوق و اُوپر عرشِ عظیم** سے ہے۔

؎ حضرت **اُمّ الکتاب** و عقلِ کُل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام'
شاہسوارِ **لامکان** و ختمُ الرّسُلؐ
انبیآء و اولیآء تفصیلِ تُوؐ
از جمالِ حق شُدہ تکمیلِ تُوؐ مولانا رُومؒ

اب پھر اُسی آیۃ مبارکۃ اور درُود پاک کے حصّوں پر دوبارہ اس ضمن میں توجہ وغور کرتے ہیں:-

(i) **---قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ'---**

ترجمہ:- (اے لوگو!) تمھارے پاس **اللہ تعالیٰ** سے **نُورٌ** آچکا ہے۔

درُود تاج شریف سے:-

(ii) **---اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْن عَبْدِاللّٰہِ**
نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ---

ترجمہ:-(آپؐ) اَبِی الْقَاسِمِ **مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰہِ** ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نُور سے نُور ہیں۔۔۔ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

سُورۃ النور 24 آیۃ مبارکۃ 35 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔کہ

وُہ خُود **اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**۔۔۔

ترجمہ:۔**اللہ تعالیٰ** آسمانوں اور زمین کا **نُور** ہے۔۔۔

اب اگر آیۃ مبارکہ (i) کو **"اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط** کی روشنی میں غور کریں تو ترجمہ ایسے عیاں ہوتا ہے کہ

(اے لوگو!) تمھارے پاس **نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** سے **نُور** آچکا ہے یعنی نُور۔۔ سے نُور آچکا ہے۔۔۔

اور دُرود تاج شریف۔۔۔**نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ**۔۔۔سے

آپؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام، **اللہ تعالیٰ** کے نُور سے نُور ہیں۔

تو

"اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط" کی روشنی میں ترجمہ ایسے عیاں ہوگا کہ (آپؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) **"اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط"** کے نُور سے نُور ہیں۔۔۔تو

"اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط" کی روشنی میں آیۃ مبارکۃ (i) اور دُرود تاج شریف (ii) کے مذکورہ حصہ، دونوں کا ایک ہی نوعیت کا ترجمہ سامنے آتا

ہے کہ آپؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات مقدّس اللہ تعالیٰ کے نُور سے
ہے/نُور سے نُور ہے۔

اِنّا نُور زمین آسمانے' جِسدے کارے سارے
جِسدے فیض احدیّت کولوں' نُور کھلے چمکارے
ایہہ مصباح صفات زجاجوں' لاٹ بلے دِن نارے
وچ مِشکوٰۃ قلوبُ عشّاقاں' جگمگ نُور کھلارے
نُور و نُور ہویا نُورانی' عالم دی گلزارے
جَنگے تھیں چنگیائی آوے' عدموں نقص نتارے

نُورِ ملائک (علیہم السّلام)

معراج شریف کا مبارک موقع ہے۔ رسُول کریم' سیّد المرسلینؐ' رحمتٌ للعالمینؐ' خاتم النبیینؐ (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام) نے اپنے ارضی سفر' مسجد الحرام (مکّہ مکرمہ) سے مسجد الاقصا (یروشلم) کے دوران/ اختتام پر' اللہ تعالیٰ کے منشآ کے مطابق دو رکعت صلوٰۃ (نوافل) کی امامت فرمائی۔ تمام رُسُل و انبیآء اکرام اور جبرآئیل علیہم السّلام مُقتدی تھے۔ رسُول کریمؐ' رحمتٌ للعالمینؐ (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام) کا امام الانبیآء کا یہ منصب اعلیٰ و عُظمیٰ بھی کُل کائنات میں ظاہر و عیاں ہُوا اور تمام رُسُلؑ و انبیاء اکرامؑ اور جبرآئیل (علیہم السّلام) کو رسُول کریمؐ علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام)

سے سعادت ملاقات اور شرف مقتدی نصیب ہُوئے۔۔۔ یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ تمام رُسُل وانبیاء اکرام (علیہم السّلام) اپنے اپنے زمانہ میں صلوٰۃ/نماز ایسے ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔ جیسے اُنہوںؑ اب مسجد الاقصا میں **رسُول کریمؐ**، رحمتؐ للعالمین (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام) کی اِقتداء میں صلوٰۃ/نماز ادا کی۔۔۔اور

رسُول کریمؐ رحمتؐ للعالمینؐ امام الانبیآءؑ

(علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام) کا **ارضی سفر**

مکمّل ہُوا۔

افلاکی/عرشی سفر، اب رسُول کریمؐ، رحمتؐ للعالمین (علیہ

الصّلوٰۃ والسّلام) براق پر سوار ہوکر افلاکی/عرشی سفر کا آغاز فرماتے ہیں۔۔۔جبرآئیل، سیدالملآئک (علیہ السّلام) بھی ساتھ ساتھ ہیں، اور **اللہ تعالیٰ خالق و مالک** ہر لحظہ، ہر آہٹ و ہر منزل کو سماعت و بصارت میں رکھے ہوئے ہے آسمانوں پر پھر رُسُل وانبیآء اکرام (علیہم السّلام) کو **رسُول کریمؐ**، رحمتؐ للعالمینؐ (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام) سے سعادت ملاقات نصیب ہوئی۔۔۔**ارضی اور افلاکی/عرشی** دونوں سَفَرَین بحالتِ بیداری و ہوش میں طے ہوئے اور جسمِ اقدس واطہر کے ساتھ ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالحق مُحدّث دہلوی فرماتے ہیں چُونکہ **رسُول کریمؐ** (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام) کے معراج مبارک کے پہلے اَرضی مرحلہ اور دُوسرے عَرشی مرحہ میں کوئی خواب کا عالم نہ تھا، لہٰذا

ہر دو سفر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل ہوش میں طے ہوئے اور یہ معراج شریف جسمِ اقدس واطہر کے ساتھ ہُوا۔ مذہب صحیح یہی ہے کہ وجُوداَسریٰ ومعراج سب کچھ بحالتِ بیداری اور جسم مُبارک کے ساتھ تھا۔ صحابہؓ وتابعینؒ، محدثینؒ اور فُقہاءؒ وغیرہ کا مذہب اسی پر ہے۔ رُوحانی خوابی معراج بھی ہوئے مگر دیگر موقعوں پر کچھ مرتبہ مکّہ مکرمہ میں اور کچھ مرتبہ مدینہ طیبہ میں۔۔۔(ماخُوذ از مدارج النبوۃ)

○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○

عُلماءِ حق، واعظین اور بزرگوں سے سنا ہے اور اِستفادہ کیا ہے کہ **رسُول کریمؐ** رحمتَ للعالمین (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) جب مقام **سدرۃ المنتہیٰ** کے پاس پہنچتے ہیں تو آپؐ دیکھتے ہیں کہ جبرآئیل علیہ السّلام جو ارضی وافلا کی سفرَین میں آپؐ **حضور کریمؐ** (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ ساتھ تھے یہاں پہنچ کر رُک گئے ہیں۔

آپؐ نے اِستفسار فرمایا۔ جبرآئیلؑ آپ رُک کیوں گئے؟ اُنہوں نے عرض کی، **یارسُول اللہ** (علیکَ الصّلوٰۃ والسّلام) افلا کی پرواز میں مقام سدرَۃ المنتہیٰ، میری آخری حد ہے اگر اس مقام سے ایک بال /مُوء برابر بھی آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا تو میرے پَر جَل جائیں گے۔ جبرآئیلؑ یہیں رُک جاتے ہیں۔۔۔

Q

؎ جلتے ہیں جبرآئیل کے پر جس مقام پر
اُس کی وُسعتوں کے شناسا تمؐ ہی تو ہو (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
دل جس سے زندہ ہے' وہ تمنا تمؐ ہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں' وہ دنیا تمؐ ہی تو ہو (مولانا ظفر علی خانؒ)

علّامہ اقبالؒ نے اس مقام پر اغلباً فریدالدین عطارؒ کا ایک شعر اپنی کتاب ''بال جبریل'' میں تحریر فرمایا

؎ گر یک سرِ مُوئے بَر تَر پَرم
فروغ تجلّی بسوزد پَرم

ترجمہ: اگر (اس مقام پر میں جبرآئیلؑ) اپنے پر ایک بال برابر آگے بڑھاتا ہوں تو (اس مقام سے بالکل آگے) تجلّیات (الٰہی) میں (بے حد اضافہ) فروغ ہو جاتا ہے کہ میرے پَر جَل جائیں گے۔

تو جبرائیلؑ اس مقام ''**سِدرَۃ المُنتَھٰی**'' پر ہی رُک جاتے ہیں اور رسُول کریمؐ رحمۃ لّلعٰلمینؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) خُود ہی آگے بڑھ جاتے ہیں عرشِ عظیم پر' جہاں اللہ تعالیٰ، مقام قاب قوسَین پر استقبال فرماتا ہے۔

بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

فَکَانَ قَابَ قَوْ سَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

ترجمہ: پھر (**اللہ تعالیٰ**، رب العالمین اور **رسُول کریمؐ**، رحمۃ للعالمین (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام) کے باہم مابَین (درمیان فاصلہ کی یہ شکل/صُورت ہوتی ہے جیسا کہ ایک دائرے کی) دو قوسَین آپس میں جُڑ/مل گئیں ہوں یا اس سے بھی کم شکل/صُورت ہو (تو پھر اس مقام پر علم جیومیٹری کہ رُو سے' جب اللہ تعالیٰ کی ذات کریم ایک قوس کی مانند/صُورت ہو اور رسُول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی ذات کریم دُوسری قوس کی مانند/صُورت ہو تو صُورتَین کے مابَین/ درمیان فاصلہ کی گُنجائش کی کوئی صُورت نہیں رہتی)

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی

ترجمہ: پھر (اللہ تعالیٰ نے رسُول کریم (علیۃ الصّلوۃ والسّلام)، اپنے

عبدہٗ کو وحی فرمائی جو بھی وحی فرمانا تھی.....

(رسُولِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو یہ وحی براہ راست ہے اور بیچ میں، جبرآئیلؑ بھی نہیں ہیں)

اَلرَّحْمٰنُ . عَلَّمَ الْقُرْاٰن.

اَلرَّحْمٰنُ نے صاحبِ قُرآن علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو قُرآن کریم کی تعلیم دی۔ (اس میں جبرآئیل کی وساطت و شمُولیت کے متعلّق خاموشی ہے۔۔۔خلق الانسان/ یعنی تخلیق انسان بہُت بعد، بہُت بعد رُونما ہوئی۔)

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ / یعنی اوّلین طور پر کائنات میں نُور پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تخلیق ہو چکی تھی۔۔۔اور

افلاک کی تخلیق سے پہلے کائنات میں **آپؐ** علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ظُہور وجُود ہو چکا تھا **لَوْلَاکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ**۔۔۔

اور ظاہری طور پر،

ارض وسیع پر 23 برس میں آیات واحادیث مبارک کی ترسیل و تکمیل کا سلسلہ، جبرآئیلؑ کی وساطت وشمولیت سے وقوع پذیر ہوا۔۔۔مگر عرشِ عظیم پر فَاَوحیٰ اِلیٰ عَبدِہٖ مآ اَوحیٰ کی وَحی ھا اضافی ہیں۔

؎ عبد چیزے دِگر است وعبدۂ دِگر
ایں سراپا انتظار و اُو منتظر (علیۃ الصّلوٰۃ والسّلام)

تو حقیقت بالکل ظاہر وعیاں ہوجاتی ہے کہ نُور رسُول کریم رحمۃ للعٰلمینؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اِنتہائی اعلیٰ/عُظمیٰ/اوّلین نُور پاک ہے اور کُل کائنات میں منفرد امتیازی صُورت شان والا ہے جس کا اللہ تعالیٰ رب العالمین اِنتہائی قرُب کے مقام:

فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ

پر استقبال فرماتا اور خُود وحی فرماتا ہے بغیر کسی وسیلہ کے۔۔۔

اور نُور ملائک/سیّد الملائک جبرآئیل علیہ السّلام

عِندَ سِدرَۃِ الْمُنتَھیٰ

پر ہی رُک جانے والا ہے۔۔۔(اگر، اگر اللہ تعالیٰ خُصوصی اجازت/رحمت/عنایت نہ فرمادے)

نتیجہ صریح:۔

ہمیں ایک یہ ہدائیت یہ بھی نصیب ہوتی ہے کہ

رسُول کریم رحمتہً للعٰلمینؐ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کا

ایک حرم شریف، **ارضِ وسیع** پر ہے اور ایک حرم اقدس، **عرشِ عظیم**

پر۔۔۔

i قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ

ii اَبِی الْقَاسم **مُحَمَّد** اِبْنِ عَبْدُاللّٰہ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ

تُحفۂ معراج شریف

اس مبارک موقع پر **اللہ تعالیٰ** کی جانب سے **رسُول کریمؐ** (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کو پچاس الصلوٰت/نمازوں کا تحفہ ملا جو مختصراً **عرش عظیم** سے واپسی پر خصوصاً حضرت موسیٰؑ سے متعدد ملاقات اور اُنؑ کی تجویز سے اللہ تعالیٰ نے بالآخر نمازیں پانچ کر دیں، مگر ثواب پچاس نمازوں کا ہی برقرار رہا۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (حدیث شریف)

ترجمہ:-الصّلوٰۃ/نماز مومنین کے لیے معراج ہے، یعنی مؤمنین کے لیے ہر اچھے

کام میں عُروج ہی عُروج ہے۔

درُود نُور

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَ سِرِّ الْاَسْرَارِ وَ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ

حضرت سیدنا علیؓ سے حدیث شریف نقل ہے کہ تمہارا مجھؐ پر درُود پڑھنا تمھاری دُعاؤں کی حفاظت کرنے والا ہے اور تمھارے رب کی رضا کا سبب ہے۔ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ، لَمْ اَرٰی قَبْلَہٗ، وَ بَعْدَہٗ، "مِثْلَہٗ":-

(سیدنا علیؓ ابن طالب)

ترجمہ:- (فرماتے ہیں کہ میں) اُنؐ کی نعت، مدح میں کہتا ہوں کہ میں نے نہیں دیکھا، اُنؐ کے قبل اور اُنؐ کے بعد اُنؐ کی مثل/اُنؐ جیسا۔
(علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدُ النِّسَآءُ،
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ،

(حضرت حسانؓ بن ثابت)

ترجمہ:- اور آپؐ سے حُسین میری آنکھوں نے قطعاً نہیں دیکھا اور آپؐ سے جمیل (کبھی) کسی عورت نے جنم نہیں دیا۔ آپؐ کی تخلیق تمام عیُوب سے مبرّا (پاک) ہے (ایسے لگتا ہے کہ آپؐ کی جیسے منشاء تھی ویسے ہی تخلیق ہوئے۔

(علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام)

سُبحَانَ اللہ مَا اَجمَلَکَ
مَا اَحسَنَکَ، مَا اَکمَلَکَ مہر علی شاہ صاحبؒ

کِتھے مِہر علی کِتھے تیری ثناء
مُشتاق اَکھیاں کِتھے جا اَڑیاں

قُل ھُوَ اللہُ اَحَد گُفتمؐ وَانم اَحَد
ذاتِ احمدؐ چیست، اَللہُ الصَّمَد

دربیاں نہ آئیدْ جمال حالِ اُوؐ
ہر دو عالم چیست، عکسِ خالِ اُوؐ مولانا رُومؒ

(علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام)

اِستفادہ مِنْ،

۱۔ قُرآن شریف کی بیشتر آیاتِ مُبارک کے ترجمہ کا اِستفادہ "فیوض القرآن" مرتّبہ از ڈاکٹر سیّد حامد حسن بلگرامیؒ صاحب سے کیا گیا ہے۔

۲۔ تمام واقعات و مشاہدات حضرت قبلہ چوہدری صاحبؒ کی بات چیت و گُفتگُو جو اُنہوں نے راقم یا دُوسرے احباب سے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۸۸ء تک فرمائی، سے ماخُوذ ہیں۔

۳۔ میں بے حد مشکور و ممنُون ہوں، ولیٔ سُلطان و محبوبؒ کا جنہوں نے کتاب ہذا کی تحریر و طباعت وغیرہ میں میرے لیئے بُہت دُعائیں کیں اور راہنمائی فرمائی

اور

۴۔ میں بُہت احسان مند ہوں، محترم قبلہ چوہدری شبّیر صاحبزادہ صاحب، محترم قبلہ حاجی نُورم صاحب، محترم قبلہ ڈاکٹر بلگرامیؒ صاحب، محترم قبلہ نواب افتخار احمد عدنی صاحب، محترم قبلہ حافظ سیّدم فاروق صاحب، محترم قبلہ پروفیسر سیّدم ف ترمذی صاحب، محترم قبلہ م لطیف صاحب، محترم قبلہ ڈاکٹر م ع شوق صاحب، محترم قبلہ شاہ رگ باصاحب، محترم قبلہ چوہدری قدرت اللہ صاحب، محترم قبلہ ملک اقبال صاحب و محترم قبلہ سیّد میر بادشاہ صاحب، محترم قبلہ اوّل خان صاحب، محترم قبلہ مظفّر شاہ صاحب، محترم قبلہ صُوفی م حنیف صاحب، محترم قبلہ صُوفی م اکرام صاحب، محترم قبلہ حافظ و خطیب رضا صاحب، تمام بُزرگ احباب و کاتب حضرات اور اہل خانہ... کا جنہوں نے کتاب کی تخرُّج و اشاعت میں میری بُہت حوصلہ افزائی اور معاونت فرمائی....

۵۔ اللہ تعالیٰ، حُضور کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے طفیل سبکو و تمام مؤمنین و مؤمنات کو نبی آخر الزماں، رحمت للعالمین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا پکّا و سچّا اُمتی بنائے، اُنؐ کی زیارت پاک سے نوازے، ہر دو جہاں میں اُنؐ کا قُرب نصیب کرے، جزائے خیر عطا کرے اور سب کی بخشش عطا فرمائے

(آمین ثم آمین) وَمَا تَوْفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہ

شجرہ شریف خاندان عالیہ چشتیہ نظامیّہ انوریہ مُرادیّہ

الٰہی بحُرمت شفیع المذنبین رحمتً للعالمین محبُوبُ ربّ العالمین صاحبِ لولاک لِما سیّد خلق اللہ سیّدنا ومولانا محمّدٌ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ الٰہی بحُرمت امام برحق امام المشا۔ق والمغارب اسد اللہ الغالب امیر المؤمنین حضرت علی[2] ابن ابو طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ حسن[3] بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ عبدالواحد[4] بن زید رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ فضیل[5] ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت سُلطان التارکین حضرت خواجہ ابراہیم[6] ادھم رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ عُرف خواجہ حذیفہ[7] المرعشی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ ہبیرہ[8] بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ ممشاد[9] دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ قطب الدین[10] ابو الاسحاق شامی[11] رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ ابو احمد[12] چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ ابو محمد[13] چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ امام ناصر الدین ابو یوسف[14] چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ مودود[15] چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ حاجی شریف[16] زندنی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت حضرت خواجہ عُثمان ہارونی[17] رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحُرمت خواجۂ خواجگان پیر پیران نائب رسول فی الہند[18] خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین[19] بختیار کاکی اوشیؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین[20] مسعود گنج شکرؒ الٰہی بحرمت سلطان المشائخ نظام الملت والدین حضرت سلطان نظام الدین[21] اولیا محبوب الٰہیؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ نصیر الدین اودھی[22] روشن چراغ دہلویؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ محمد[22] سعدیؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ اختیار الدین[24]ؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ رجب[25] سالار بہشتیؒ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ اسمٰعیل[26] حسن سیرتؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ[26] خاتون تاج ناگوریؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ نظام[28] الدین نارنولیؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب[29] شاہؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ[30] فرخ شاہؒ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عاشق[31] شاہ محمد سائیںؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدل[32] شاہؒ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبداللہ[33] شاہ بہادر پوریؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت[34] خواجہ یقین علی شاہ خان پوری ہوشیار پوریؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسین[35] علی شاہ میانی کلے ہوشیار پوریؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بابا خاکی شاہؒ[36] پنڈوری بی بی ہوشیار پوریؒ۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ انورؒ خان[37] شاہ مونہ شریف ہوشیار پوری، الٰہی بحرمت حضرت[38] سائیں مراد علیؒ شاہ مونہ شریف لاہور) الٰہی بحرمت حاجی قبلہ چوہدری غلام حیدرؒ خانؒ صاحبؒ ہوشیار پوری (رحیم یار خان) محبت و معرفت خود بدہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ و آلہ و اصحابہ و اہلِ بیتہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین

ناشر و طابع، گابا سنز کراچی نے طباعت اور جلد بندی کے بعد کتاب ہذا کو ماہ ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ/ اگست ۱۹۹۵ء میں نشر و اشاعت و مطالعہ کے لئے پیش کیا۔

حضرت قبلہ چوہدری غلام حیدر خان صاحب رح چشتی

سنہ ۱۹۸۷-۸۸ء میں

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جسمِ مقدّس

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ
کی روشنی میں

مؤلف و مرتّب
رانا رفعت سعید

اورینٹل پبلیکیشنز

۳۵۔ رائل پارک، لاہور۔ ۵۴۰۰۰